يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا

جب تم ان کے پاس واپس پہنچ جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے عذر پیش کریں گے۔ کہہ دیجئے:

تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ

عذر مت تراشو! ہم تمہاری بات ہرگز نہیں مانیں گے۔ اللہ نے ہمیں

اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ

تمہارے حالات بتادیے ہیں اور عنقریب اللہ تمہارے اعمال دیکھے گا اور اس کا رسول بھی پھر

تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تم لوگ غیب و شہود کے جاننے والے کی طرف پلٹائے جاؤ گے پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا

تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٤﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ

کرتے رہے ہو۔ (94) جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے

لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ [1] فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ز

اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے درگزر کرو پس تم ان سے درگزر کر دینا۔ یہ لوگ ناپاک ہیں

وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ج جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٩٥﴾ يَحْلِفُوْنَ

اوران سے سرزد ہونے والے اعمال کی سزا میں ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔(95) یہ تمہارے سامنے

لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ج فَاِنْ تَرْضَوْا [2] عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ

قسم کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ پس اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ

لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٩٦﴾ اَلْاَعْرَابُ [3] اَشَدُّ

تو اللہ یقیناً فاسق قوم سے راضی نہ ہوگا۔ (96) یہ بادیہ نشین بدو کفر اور [(۱)] نفاق میں

عربی حاشیہ

ف: منافقین کو رجس کہہ کر اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ نفاق واقعاً ایک کثافت اور پلیدگی ہے جو منافق کے دل میں پیدا ہوجاتی ہے اور جس کا انجام جہنم کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ اس لفظ سے یہ بھی اندازہ ہوجاتا ہے کہ جن افراد سے رجس کو دور رکھا گیا ہے ان کے کردار میں نفاق کی کوئی گنجائش نہیں ہے.... نفاق ان کی دشمنی کا نام ہے جو دشمن کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔

1-منافقین کا اعراض سے مطلب مواخذہ نہ کرنا اور نظرانداز کردینا ہے اور خدا کا اعراض سے مقصد کنارہ کشی اور قطع تعلق کرلینا ہے کہ رجس اور نجاست اسی قابل ہوا کرتی ہے کہ اس سے علیحدگی اختیار کی جائے۔

2-یہ صاحبانِ ایمان کے لئے ایک طرح کی تنبیہ ہے کہ خبردار جن لوگوں سے خدا راضی نہیں ہے ان سے تمھیں بھی راضی ہونے کا حق نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(ا) واضح رہے کہ کفر و اسلام شہر اور دیہات کی میراث نہیں ہیں۔ نہ شہری زندگی اسلام کی ضمانت ہے کہ اس میں صنادید قریش اور یہود مدینہ بھی پیدا ہوتے ہیں اور نہ دیہاتی زندگی کفر و نفاق کی ضمانت ہے کہ اس میں بڑے بڑے مخلص صاحبانِ ایمان پیدا ہوئے ہیں۔ شہری اور دیہاتی زندگی میں یہ فرق ضرور ہوتا ہے کہ دیہات والا عام طور سے علوم اور معلومات سے دور رہتا ہے اور اسی لئے اپنے نظریات میں شدید اور جہالت سے قریب تر ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کا ایمان و اخلاص بھی شدید تر ہوتا ہے جیسا کہ خود اسی آیت کے آخر میں بیان کیا گیا ہے۔

معلومات سے دور ہونے ہی کا نتیجہ ہے کہ راہِ خدا میں مال خرچ بھی کرتے ہیں اور اسے گھاٹا بھی سمجھتے ہیں۔ ورنہ شہری قسم کے ہوشیار ہوتے تو خرچ ہی نہ کرتے۔ ان لوگوں کی منافقت کا اثر یہ ہے کہ مسلمانوں کے بارے میں گردش زمانہ کا انتظار کرتے رہتے ہیں کہ یہ سب تباہ ہو جائیں تو ہمیں اس خسارہ سے بھی نجات مل جائے۔

بہرحال اعرابیت ایک کردار ہے جس کی روح جہالت اور کفر و نفاق میں شدت ہے۔ یہ جہاں بھی پیدا ہو جائے اسے اعراب ہی کہا جائے گا چاہے دنیا کے متمدن ترین علاقہ ہی کا رہنے والا کیوں نہ ہو۔

كُفْرًا وَّ نِفَاقًا وَّ اَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ

انتہائی سخت ہیں اور اس قابل ہی نہیں کہ اللہ نے اپنے رسول پر جو کچھ نازل کیا ہے

اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۹۷﴾ وَمِنَ

ان کی حدود کو سمجھ سکیں اور اللہ بڑا دانا، حکمت والا ہے۔(97)اور انہی

الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّ يَتَرَبَّصُ

بدوؤں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو کچھ راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں اسے تاوان سمجھتے ہیں اور اس

بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ

انتظار میں رہتے ہیں کہ تم پر گردش ایام آئے، بری گردش خود ان پر آئے اور اللہ خوب سننے والا

عَلِيْمٌ ﴿۹۸﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

جاننے والا ہے۔(98) اور انہی بدوؤں میں کچھ لوگ ایسے بھی جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں

الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ

اور جو کچھ (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہیں اسے اللہ کے تقرب اور رسولؐ سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ

ہاں یہ ان کے لیے تقرب کا ذریعہ ہے اور اللہ انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔

رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۹﴾ ع وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ

(ع ١٢ ١٠ ١)

بے شک اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔(99) اور مہاجرین و انصار میں سے

مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ[4] وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ

جن لوگوں نے سب سے پہلے سبقت کی اور جو نیک چال چلن

عربی حاشیہ

3- عربی۔ ہر عرب سے تعلق رکھنے والے کو کہا جاتا ہے اور اعرابی صرف دیہات کے لوگوں کو کہا جاتا ہے۔عربی کی جمع عرب اور اعرابی کی جمع اعراب کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔اگرچہ یہ اعرابی کی جمع نہیں ہے اور نہ لفظ اعراب عرب کی جمع ہے۔ اعراب دیہاتیوں کو کہا جاتا ہے اور عرب شہری اور دیہاتی دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

ف: واضح رہے کہ آیت میں لفظ مہاجر یا انصار یا تابع اصطلاحی طور پر استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ اس سے مراد راہِ خدا میں ہر ہجرت کرنے والا اور اسے پناہ دینے والا اور اس کا اتباع کرنے والا ہے چاہے وہ کسی دور تاریخ میں کیوں نہ پیدا ہو۔

4-راہِ خدا میں گھر بار چھوڑ کر ہجرت کرنے والے مہاجر ہیں اور انھیں پناہ دینے والے انصار اور یہ دونوں بہترین شرف ہیں اور ان کے سابقین جنھوں نے شوکت اسلام سے

اردو حاشیہ

بِاِحۡسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ وَاَعَدَّ لَہُمۡ

میں ان کے پیروی ہوئے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے

جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ تَحۡتَہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ

اور اللہ نے ان کے لیے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ۔ ان میں وہ ابد تک ہمیشہ رہیں گے

ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۱۰۰﴾ وَمِمَّنۡ حَوۡلَکُمۡ مِّنَ الۡاَعۡرَابِ

یہی عظیم کامیابی ہے ۔ (100) اور تمہارے گرد و پیش کے بدوؤں میں

مُنٰفِقُوۡنَ ؕۛ وَمِنۡ اَہۡلِ الۡمَدِیۡنَۃِ ۟ؔ مَرَدُوۡا عَلَی النِّفَاقِ ۟

اور خود اہل مدینہ میں بھی ایسے منافقین ہیں جو منافقت پر اڑے ہوئے ہیں۔

لَا تَعۡلَمُہُمۡ ؕ نَحۡنُ نَعۡلَمُہُمۡ ؕ سَنُعَذِّبُہُمۡ مَّرَّتَیۡنِ 5

آپ انہیں نہیں جانتے (لیکن) ہم انہیں جانتے ہیں۔ عنقریب ہم انہیں دوہرا عذاب دیں گے

ثُمَّ یُرَدُّوۡنَ اِلٰی عَذَابٍ عَظِیۡمٍ ﴿۱۰۱﴾ ۚ وَاٰخَرُوۡنَ اعۡتَرَفُوۡا

پھر وہ بڑے عذاب کے لیے لوٹائے جائیں گے ۔ (101) اور کچھ دوسرے لوگ جنہوں نے

بِذُنُوۡبِہِمۡ خَلَطُوۡا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَیِّئًا ؕ عَسَی اللّٰہُ

اپنے گناہوں کا اعتراف کیا انہوں نے نیک عمل کے ساتھ دوسرے برے عمل کو مخلوط کیا۔ بعید نہیں کہ

اَنۡ یَّتُوۡبَ عَلَیۡہِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۰۲﴾ خُذۡ مِنۡ

اللہ انہیں معاف کرے ۔ بیشک اللہ بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے ۔(102) (اے رسول) آپ

اَمۡوَالِہِمۡ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمۡ وَتُزَکِّیۡہِمۡ بِہَا وَصَلِّ

ان کے اموال میں سے صدقہ لیجئے ۔ اس کے ذریعے آپ انہیں پاکیزہ اور بابرکت بنائیں اور ان کے حق میں

عربی حاشیہ

پہلے یہ کارنامے انجام دیئے ہیں وہ یقیناً قابلِ تعریف ہیں اور قیامت تک ان کا اتباع کرنے والے بھی انھیں کے جیسے رہیں گے کہ خدا ان سے راضی ہے اور وہ خدا سے راضی ہیں۔

5-مارد۔ سرکش اور چالاک انسان کو کہتے ہیں اور یہ شہری ہی ہے کہ یہ صفت دیہاتیوں کے مقابلہ میں شہریوں میں زیادہ پائی جاتی ہے۔

6-عذاب آخرت سے پہلے دو عذاب سے مراد دنیا کی رسوائی اور قبر کا عذاب ہے عالمِ احتضار اور قبر کا عذاب ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) آیات کریمہ نے عالمِ اسلام کو چار حصوں پر تقسیم کر دیا ہے:

۱۔ ہجرت اور نصرت کی طرف سبقت کرنے والے۔

۲۔ سابقین کا اتباع کرنے والے۔

۳۔ دیہات کے منافقین۔

۴۔ شہر کے ہوشیار منافقین۔

اس کے بعد ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جن کے اعمال نیک و بد مخلوط تھے اور انہوں نے جنگ تبوک میں شرکت نہیں کی اور پھر توبہ کرنے آئے۔ ان دس افراد میں ابولبابہ بھی تھے جنہوں نے اپنے کو ستون مسجد سے باندھ لیا تھا اور پھر آیت کے نزول کے بعد پیغمبرؐ نے آ کر انہیں کھولا تو سارا مال لا کر دے دیا کہ اسی نے جہاد سے روکا تھا اور حضورؐ نے بحکم خدا قبول بھی کر لیا۔

واضح رہے کہ عمل ہجرت یا نصرت سے خدا کا راضی ہو جانا اس بات کی علامت نہیں ہے کہ ان کے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے اور انہیں گناہوں کا لائسنس دے دیا گیا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے...... جو جیسا کرے گا ویسی جزا یا سزا بہر حال دی جائے گی۔

اس مقام پر ایک لمحہ فکریہ یہ بھی ہے کہ جنگ تبوک ۹ھ تک مدینہ اور اس کے اطراف میں منافقین بھرے ہوئے تھے تو ۱۱ھ میں یہ سب کہاں چلے گئے اور وفات رسولؐ کے بعد سارا مدینہ اہل حل وعقد کا شہر کس طرح بن گیا اور سارے بزم نشین عادل کس طرح قرار پا گئے۔

عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمۡ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۱۰۳﴾

دعا بھی کریں۔ یقیناً آپ کی دعا ان کے لیے کی موجب تسکین ہے اور اللہ خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔ (103)

اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ عَنۡ عِبَادِهٖ

کیا انہیں علم نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور صدقات بھی وصول

وَيَاۡخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ﴿۱۰۴﴾

کرتا ہے اور یہ کہ اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا ہے؟ (104)

وَقُلِ اعۡمَلُوۡا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمۡ وَرَسُوۡلُهٗ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ

اور کہہ دیجئے: لوگو! عمل کرو کہ تمہارے عمل کو عنقریب اللہ اور اس کا رسول اور مومنین دیکھیں گے

وَسَتُرَدُّوۡنَ اِلٰى عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا

اور پھر جلد ہی تمہیں غیب و شہود کے جاننے والے کی طرف پلٹا دیا جائے گا پھر وہ تمہیں بتا دے گا

كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾ ۚ وَاٰخَرُوۡنَ مُرۡجَوۡنَ لِاَمۡرِ اللّٰهِ اِمَّا

کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔ (105) اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ اللہ کا حکم آنے تک ملتوی ہے۔

يُعَذِّبُهُمۡ وَاِمَّا يَتُوۡبُ عَلَيۡهِمۡ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۱۰۶﴾

وہ چاہے انہیں عذاب دے اور چاہے تو ان کی توبہ قبول کرے اور اللہ بڑا دانا، حکیم ہے۔ (106)

وَالَّذِيۡنَ[7] اتَّخَذُوۡا مَسۡجِدًا ضِرَارًا وَّكُفۡرًا وَّتَفۡرِيۡقًا

اور کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے ایک مسجد بنائی ضرار[۳] رسانی اور کفر اور مومنین میں

بَيۡنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَاِرۡصَادًا لِّمَنۡ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ

پھوٹ ڈالنے کے لیے نیز ان لوگوں کی کمین گاہ کے طور پر جو پہلے اللہ اور اس کے رسول کے

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۱۰۴ میں ان کی توبہ کے قبول ہونے کا ذکر ہے جنھوں نے علی الاعلان توبہ کی ہے اور صدقہ بھی دیا ہے اور نمبر ۱۰۶ میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جنھوں نے توبہ کا اظہار اور اعلان نہیں کیا اور صرف اپنی حیثیت عرفی کے تحفظ میں لگے رہے ہیں۔

ف: آیت نمبر ۱۰۸ میں جس مسجد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس سے مراد مسجد قبا ہے کہ اس کی تاسیس روز اوّل سے ہی تقویٰ پر ہوئی ہے ورنہ دیگر محترم مساجد میں بھی پیغمبر اکرمؐ نماز ادا کر سکتے تھے اور اس میں کوئی اشکال نہ تھا۔

7- یہ جملہ مذمت کی بنیاد پر منصوب ہے۔

ضرار۔ نقصان پہنچانا۔

ارصاد۔ انتظار کرنا اور سامان فراہم کرنا۔

شفا۔ کنارہ

جرف۔ وادی کا وہ کنارہ جدھر پانی کا بہاؤ ہو۔

ہار۔ یعنی کمزور۔ گرنے والا۔

اردو حاشیہ

(۳) ابو عامر راہب مدینہ کا ایک نصرانی تھا اس نے روزِ اول سے اسلام کی مخالفت شروع کر رکھی تھی۔ سرکارؐ نے مدینہ میں قدم جمائے تو مکہ بھاگ گیا۔ مکہ فتح ہوا تو طائف چلا گیا۔ طائف کے لوگ اسلام لے آئے تو شام بھاگ گیا اور وہاں سے منافقین کو لکھا کہ تم لوگ مسجد قبا کے پاس ایک مسجد بناؤ اور اسے اپنا قلعہ قرار دو۔ میں قیصر روم کے یہاں سے فوج لے کر آ رہا ہوں۔ لوگوں نے فی الفور شاندار مسجد بنا دی اور سرکار سے افتتاح کی خواہش کی کہ یہ ہمارے گھروں سے قریب تر ہے اور کمزور لوگوں کے لئے کافی کارآمد ہے۔ آپ نے تبوک کی واپسی تک ملتوی کر دیا اور واپس آ کر بحکمِ خدا اسے منہدم کرا دیا۔

واضح رہے کہ ایسے ابو عامر ہر دَور میں پیدا ہوتے رہے ہیں اور مسجد ضرار ہر دور میں تعمیر ہوتی رہی ہے۔ اسلام کے نام پر اسلام کی تباہی کا منصوبہ کفر کا بہت پرانا حربہ ہے۔ افسوس کہ آج کوئی ان حقائق کا بے نقاب کرنے والا نہیں ہے اور نفاق برابر ترقی کر رہا ہے اور اسلام کے نام پر اسلام کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ خدا نے چاہا تو وارث پیغمبرؐ پردہ غیب سے باہر آ کر ان حقائق کو پھر سے بے نقاب کرے گا۔

مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ

ساتھ لڑ چکے ہیں اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہمارے ارادے فقط نیک تھے لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ

يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ

یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ (107) آپ ہر گز اس مسجد میں کھڑے نہ ہوں ۔البتہ جو مسجد

اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ

پہلے ہی دن سے تقویٰ کی بنیاد پر قائم کی گئی ہے وہ زیادہ حقدار ہے کہ آپ

فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا [8] ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ

اس میں کھڑے ہوں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو صاف اور پاکیزہ رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ پاکیزہ رہنے

الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى

والوں کو پسند کرتا ہے۔ (108) بھلا جس شخص نے اپنی عمارت کی بنیاد خوف خدا

مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ

اور اس کی رضا طلبی پر رکھی ہو وہ بہتر ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی

عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَ

بنیاد گرنے والی کھائی کے کنارے پر رکھی ہو چنانچہ وہ (عمارت)اسے لے کر آتش جہنم میں جا گرے؟

اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ

اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا ۔(109) ان لوگوں کی بنائی ہوئی یہ عمارت

الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ

ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی مگر یہ کہ ان کے دل پاش پاش ہو جائیں

عربی حاشیہ

یہ مسجد ضرار مسجد قبا کے قریب منافقین کے قلعہ کے طور پر تعمیر ہوئی تھی اور لوگوں نے پیغمبرؐ اسلام سے اس کا افتتاح کرانا چاہا تھا تو قدرت نے اس کے انہدام کا حکم دے دیا۔

8-اکثر مفسرین نے اس سے ظاہری طہارت مراد لی ہے اور ایک امکان یہ بھی ہے کہ طہارت باطن یعنی خود نماز مراد ہو۔

اردو حاشیہ

وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١١٠﴾ ع اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور اللہ بڑا دانا حکمت وا لا ہے۔ (110) یقیناً اللہ نے مومنو ں سے

اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ

ان کی جانیں اور ان کے اموال جنت کے عوض خرید لیے ہیں۔ وہ

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ

اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں پھر ما رتے ہیں اور ما رے جا تے ہیں۔

حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ وَ الْقُرْاٰنِ ؕ وَ مَنْ اَوْفٰى

یہ تو ریت وانجیل اور قرآن میں اللہ کے ذمے پکا وعدہ ہے اور اللہ سے بڑھ کر

بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ [9]

اپنا عہد پورا کر نے وا لا کو ن ہو سکتا ہے ؟پس تم نے اللہ کے ساتھ جو سودا کیا ہے

بِهٖ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١١١﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ

اس پر خوشی مناؤ اور یہ تو بڑی کامیابی ہے۔ (111) (یہ لو گ) توبہ کر نے وا لے ٗعبا دت گزار ٗ

الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ

ثنا ء کرنے وا لے ٗ(راہ خدا میں)سفر کرنے وا لے ٗ رکوع کر نے وا لے ٗسجدہ کرنے وا لے ٗ

الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ

نیکی کی دعوت دینے وا لے اور بر ا ئی سے روکنے وا لے اور

الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٢﴾ مَا

حدوداللہ کی حفا ظت کر نے وا لے اور (اے رسولؐ)مو منین کو خو شخبری سنا دیجئے۔ (112)

عربی حاشیہ

9- واضح رہے کہ خدا ثواب کا وعدہ کرے تو وہ وعدہ واجب الوفاء ہوتا ہے اور عذاب کا وعدہ کرے تو اس معاف کردینے کا اختیار بہرحال رہتا ہے اور یہ عیب نہیں ہے بلکہ حسن ہے۔

ف: واضح رہے کہ مسجد ضرار کا جلا دینا اور کوڑا گھر بنا دینا مسجد کے احترام کے منافی نہیں ہے بلکہ اس بات کا اعلان ہے کہ یہ عمارت مسجد نہیں ہے اور نہ ہر مسجد کی شکل کا نام مسجد ہوسکتا ہے۔

ف: آیت نمبر ١١٢ نے صاف واضح کردیا ہے رب العالمین سے جنت کا سودا کرنے والے انفرادی اور اجتماعی تمام قسم کے صفات حسنہ سے متصف ہوتے ہیں اور اقتدار پاجانے کے بعد بھی حدود الٰہیہ کا تحفظ کرتے ہیں کہ ان تمام امور کے بغیر کوئی نفس اس قابل نہیں ہوسکتا ہے کہ رب العالمین اسے جنت کے عوض خرید کر اس کی مبارکباد پیش کرے۔

اردو حاشیہ

كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا

نبی (۴) اور ایمان والوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ مشرکوں کے لیے مغفرت طلب کریں

لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ لَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا

خواہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جب کہ یہ بات ان پر

تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾ وَ مَا كَانَ

عیاں ہو چکی ہے کہ وہ جہنم والے ہیں۔ (113) اور (ہاں)

اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ [10] اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّ

ابراہیم کا اپنے باپ (چچا) کے لیے مغفرت طلب کرنا اس وعدے کی وجہ سے تھا

عَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ

جو انہوں نے اس کے ساتھ کر رکھا تھا لیکن جب ان پر یہ بات کھل گئی کہ وہ دشمن خدا ہے

مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا [11] كَانَ اللّٰهُ

تو وہ اس سے بیزار ہو گئے ۔یقیناً ابراہیمؑ نرم دل اور بردبار تھے۔(114)اور اللہ کسی قوم کو

لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا

ہدایت دینے کے بعد گمراہ نہیں کرتا جب تک ان پر یہ واضح نہ کر دے کہ

يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ

انہیں کن چیزوں سے بچنا ہے ۔بتحقیق اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے ۔(115)آسمانوں

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَ

اور زمین کی سلطنت یقیناًاللہ ہی کے لیے ہے زندگی بھی وہی دیتا ہے اور

عربی حاشیہ

10-چونکہ جناب ابراہیمؑ کی پرورش آذر کے ہاتھوں ہوئی تھی لہٰذا اسے باپ سے تعبیر کیا گیا ہے اور وعدہ کے بارے میں بھی بعض مفسرین کا خیال ہے کہ جناب ابراہیم نے وعدہ کیا تھا کہ میں تمھارے حق میں استغفار کروں گا اس لئے استغفار کر دیا اور بعض کا خیال ہے کہ اس نے وعدہ کیا تھا کہ ایمان لے آؤں گا اس لئے استغفار کر دیا۔ بہرحال اس واقعہ کے بعد کسی مومن کا مشرک کے حق میں استغفار کرنا جائز نہیں ہے۔

11-یہ اشارہ ہے کہ جب تک خدا نے استغفار کی حرمت کا اعلان نہیں کیا۔ اس وقت تک صاحبان ایمان کے استغفار کا مواخذہ بھی نہ ہوگا۔

واضح رہے کہ آیت استغفار کا کوئی تعلق حضرت ابوطالبؑ سے نہیں ہے کہ ان کا انتقال ہجرت سے پہلے ہی ہوگیا تھا اور سورۂ توبہ ۹ ہجری میں نازل ہوا ہے۔ یہ صرف دشمنانِ

اردو حاشیہ

(۴) مفسرین نے آیت کے بارے میں تین احتمالات دیئے ہیں:

۱۔ بعض مسلمانوں نے اپنے مشرک بزرگوں کے بارے میں استغفار کی خواہش پیغمبرؐ اسلام سے کی تو آیت نازل ہوئی کہ یہ جائز نہیں ہے۔

۲۔ رسول اکرمؐ نے خود اپنی والدہ کے بارے میں استغفار کی اجازت مانگی تو آیت نازل ہوئی۔

۳۔ رسول اکرمؐ نے جناب ابوطالب کے بارے میں استغفار کرنا چاہا تو خدا نے منع کر دیا کہ وہ مسلمان نہیں تھے۔

یہ تیسرا قول بہرحال باطل ہے کہ ابوطالب کا انتقال ہجرت سے تین سال پہلے ہو چکا تھا اور یہ سورہ ۹ ھ میں نازل ہوا ہے تو اب تک پیغمبرؐ کا طرزِ عمل کیا تھا؟ یہی حال جناب آمنہ کے بارے میں ہے کہ ان کا انتقال بھی بہت پہلے ہو چکا تھا لہٰذا آیت درحقیقت تمام مسلمانوں کے تقاضے کے بارے میں ہے اور ابوطالب کا نام صرف اموی محدثین نے بغض علیؑ کے انتقام میں شامل کر دیا ہے۔

مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾ لَقَدْ

موت بھی اور اللہ کے سوا تمہا را نہ کوئی کا ر سا زہے اور نہ مددگار۔(116) بتحقیق اللہ نے

تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ

نبی پر اور ان مہا جر ین وانصار پر مہربا نی فرمائی جنہو ں نے مشکل گھڑی (۵) میں

الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ

نبی کا ساتھ دیا تھا بعد اس کے کہ ان میں سے بعض کے دلو ں میں

يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ

کجی آنے ہی وا لی تھی ۔پھر اللہ نے انہیں معاف کر دیا ۔بے شک وہ اُن پر

بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ ۙ وَّ عَلَى الثَّلٰثَةِ [12] الَّذِيْنَ

بڑا شفقت کرنے وا لأ رحم کر نے وا لا ہے۔(117) اور ان تینو ں کو بھی (معاف کر دیا)

خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا

جو (تبو ک میں)پیچھے رہ گئے جب اپنی وسعت کے با وجو د زمین ان پر تنگ ہو گئی تھی

رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْٓا اَنْ لَّا

اور اپنی جا نیں خود ا ن پر دو بھرہو گئی تھیں اور انہو ں نے دیکھ لیا کہ

مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ

اللہ کے سوا کو ئی جا ئے پنا ہ نہیں تو اللہ نے ان پر مہر با نی کی تا کہ وہ تو بہ کر یں۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

بے شک اللہ بڑا تو بہ قبول کرنے وا لا ٗرحم کر نے وا لا ہے۔ (118) اے ایما ن والو !اللہ سے ڈرو

(ع ۱۴ ۸ ۳)

عربی حاشیہ

اسلام کی ایک سازش ہے جس کے ذریعہ رسولؐ اسلام کے مربی اور اسلام کے محسن اول کو بدنام کرنے کی ناکام کوشش کی جارہی ہے۔

12- کعب بن مالک۔ مرارہ بن الربیع اور ہلال بن امیہ۔ یہ تینوں بقول مورخین اچھے دیندار لوگ تھے لیکن سستی کی بناپر جنگ تبوک کے لئے نہیں نکلے تو حضورؐ نے ان کے بائیکاٹ کا حکم دے دیا۔ یہ سخت پریشان ہوئے کچھ دنوں کے بعد ان کی بیویوں کو بھی قطع تعلق کا حکم دے دیا اور پچاس راتیں اسی طرح گزر گئیں تو تنگ آکر توبہ واستغفار کرنے لگے تو خدا نے رحم کھا کر توبہ کو قبول کرلیا اور مسلمانوں میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی اور ان لوگوں نے سارا گھر لٹانے کا عزم کرلیا تو حضور نے منع فرمایا کہ کچھ خرچ کرو اور کچھ بچا کر رکھو البتہ غلط بیانی سے کبھی کام نہ لینا اور ہمیشہ صادقین کے ساتھ رہنا اور کبھی ان سے الگ نہ ہونا۔

اردو حاشیہ

(۵) جنگ تبوک کی غربت کا یہ عالم تھا کہ مسلمان ایک ناقہ پر یکے بعد دیگرے سواری کرتے تھے۔ اونٹ کے کوہان میں جمع شدہ پانی سے پیاس بجھاتے تھے اور انتہائی معمولی غذا پر گزارہ کر رہے تھے۔ اسی لئے قرآن نے ان حالات میں سفر کرنے والوں کی تعریف کی ہے۔

اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١١٩﴾ مَا كَانَ لِاَهْلِ
اور سچوں کے ساتھ (٦) ہو جاؤ۔ (119) اہل مدینہ اور گرو پیش کے

الْمَدِيْنَةِ وَ مَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ
بدوؤں کو یہ حق حاصل ہی نہ تھا کہ وہ اپنی جانوں کو رسول کی

يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ
جان سے زیادہ عزیز سمجھیں ۔یہ اس لیے کہ انہیں پیاس کی تکلیف ہو گی

عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّ لَا
اور نہ مشقت کی اور نہ راہ خدا میں بھوک کی اور نہ وہ کوئی ایسا

نَصَبٌ وَّ لَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَطَـُٔوْنَ
قدم اٹھائیں گے جو کافروں کو ناگوار گزرے اور نہ انہیں

مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَ لَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا
دشمن سے کوئی گزند پہنچے گا مگر یہ کہ ان کے لیے نیک عمل

اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ
لکھا جاتاہے ۔ بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کا

اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٢٠﴾ وَ لَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً
ثواب ضائع نہیں کرتا ۔ (120) اور (اسی طرح)وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں

وَّلَا كَبِيْرَةً وَّ لَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ
خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اور جب کوئی وادی (بغرض جہاد) پار کرتے ہیں

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۱۹میں من الصادقین کے بجائے مع الصادقین کا ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ صادقین کا ایک مخصوص گروہ ہے جس کی معیت کا تمام صاحبان کوحکم دیا گیا ہے اور وہ معصومینؑ ہی ہوسکتے ہیں جن کے فرداوّل کا نام حضرت علیؑ ہے۔

اردو حاشیہ

(٦) جن صادقین کے ساتھ رہنے کا حکم اہلِ ایمان وتقویٰ کو دیا گیا ہے وہ صرف زبان اور قول کے صادقین نہیں ہیں بلکہ قول، عمل، وعدہ اور کردار ہر اعتبار سے صادقین ہیں تاکہ سارا عالمِ ایمان وتقویٰ ان کے ساتھ چل سکے اور وہ سب کے قائد قرار پاسکیں۔

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢١﴾ وَمَا كَانَ

تو یہ سب ان کے حق میں لکھ دیا جا تا ہے تا کہ اللہ انہیں انکے اچھے اعمال کا صلہ دے۔ (121) اور یہ تو

الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ

نہیں (٧) ہو سکتا کہ سب کے سب مومنین نکل کھڑے ہوں پھر کیوں نہ ہر گروہ

مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا

میں سے ایک جماعت نکلے تا کہ وہ دین کی سمجھ پیدا کریں اور جب اپنی قوم کی طرف

قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿١٢٢﴾ ع

واپس آئیں تو انہیں تنبیہ کریں تا کہ وہ (ہلاکت خیز باتوں سے) بچے رہیں۔(122)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ [14]

اے ایمان والو! ان کافروں سے جنگ (٩) کرو جو تمہارے نزدیک ہیں

الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

اور چاہیے کہ وہ تمہارے اندر ٹھوس شدت کا احساس کریں اور جان رکھو اللہ

مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٢٣﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ

متقین کے ساتھ ہے۔ (123) اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان میں سے

مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

کچھ لوگ (ازراہ تمسخر) کہتے ہیں اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان میں اضافہ کیا ہے؟

اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿١٢٤﴾ وَاَمَّا

ایمان والوں کے ایمان میں تو اس نے اضافہ ہی کیا ہے اور وہ خوشحال ہیں۔ (124) اور البتہ

عربی حاشیہ

13- بعض مفسرین نے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ بعض افراد جہاد کے لئے جائیں اور بعض مدینہ میں رہ کر علم دین حاصل کریں کہ علمِ دین اہلِ مدینہ کا فرض ہے۔ اس کے لئے سفر لازم نہیں ہے لیکن روایات اہلبیتؑ سے وہی معنی ظاہر ہوتے ہیں جو بیان کئے گئے ہیں۔

ف: رجس کی گندگی اور ناپاکی کبھی طبیعت کے لحاظ سے ہوتی ہے اور کبھی عقل کے لحاظ سے جس طرح کہ بعض امور کو شریعت نے رجس قرار دیا ہے اور بعض ہر اعتبار سے رجس ہوتے ہیں۔ کفر اور نفاق اس لغوی خباثت کا نام ہے جس سے ضد اور ہٹ دھرمی جیسی خباثتیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔

14- یہ ایک اصول جہاد ہے کہ ساری دنیا سے یکبارگی جنگ نہ چھیڑ دی جائے بلکہ اطراف سے کام شروع کیا جائے۔ اس کے بعد عالمی فتوحات کا انتظام کیا جائے اور ایسا انداز اختیار کیا جائے کہ دشمن کو طاقت کا احساس پیدا

اردو حاشیہ

(٧) مدینہ صرف مثال کے طور پر استعمال ہوا ہے ورنہ اسلام کی مدد اور رسول اکرمؐ کی نصرت ہر مسلمان کا فرض ہے وہ کسی بھی شہر یا دیہات کا رہنے والا ہو اور اس میں کوئی زحمت بھی نہیں ہے جب خدا ہر عمل پر اجر و ثواب دینے والا ہے تو اقدام میں کیا تکلف ہے۔

(٨) اس اعلان کے بعد کہ ہر جہاد میں ہر آدمی کی شرکت واجب نہیں ہے اور یہ قائد مسلمین کی صوابدید پر ہے۔ یہ واضح کر دیا گیا کہ مسلمانوں پر ایک دوسرا سفر بھی واجب ہے کہ جہاد میں نہ جانا ہو تو علم دین حاصل کرنے کے لئے سفر کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو تعلیم دیں اور انہیں عذاب الٰہی سے ڈرائیں کہ یہ بھی ایک جہاد ہے اور جہاد ہی کی طرح واجب ہے۔

(٩) اصولِ جہاد کے بارے میں امام زین العابدینؑ کی دعا بہترین ہدایت ہے جہاں آپ نے مجاہدین کے حق میں دعا فرمائی ہے کہ ”خدایا ان کی تعداد بڑھا دے، ان کے اسلحوں کو تیز کر دے، ان کے اجتماع کی حفاظت فرما، ان کے اخراجات کی کفایت فرما، انہیں صبر کی طاقت عطا فرما، ان پر اپنی تدبیروں کے ذریعہ مہربانی فرما۔ جو نہیں جانتے ہیں انہیں بتا دے۔ جس چیز سے ناواقفیت ہیں اس کا علم دے دے۔ جنگ کے وقت ان کے دلوں سے دنیا کی یاد کو نکال دے اور ان کے قلوب سے مال کی محبت کو محو کر دے اور صرف جنت کو مرکز نظر بنا دے۔“ کہ اس سے بہتر کامیابی اور فتح کا نسخہ ناقابلِ تصور ہے اور ایسے افراد کو قلوب و ممالک کو فتح کرنے کا بھی حق ہے۔

الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى

جن کے دلوں میں بیماری ہے ان کی نجاست پر اس نے مزید نجاست کا اضافہ کیا ہے

رِجْسِهِمْ (15) وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ اَوَ لَا يَرَوْنَ

اور وہ مرتے دم تک کفر پر ڈٹے رہے۔ (125) کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے

اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ

کہ انہیں ہر سال ایک یا دو مرتبہ آزمائش میں ڈالا جاتا ہے ؟پھر نہ تو وہ توبہ کرتے ہیں

لَا يَتُوْبُوْنَ وَ لَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَ اِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ

اور نہ ہی عبرت حاصل کرتے ہیں۔(126)اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے

سُوْرَةٌ (16) نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ

تو وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں کہ کوئی تمہیں دیکھ تو نہیں رہا؟

اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ

پھر نکل بھاگتے ہیں اللہ نے ان کے دلوں کو پھیر رکھا ہے کیونکہ

قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ

یہ ناسمجھ لوگ ہیں۔ (127) بتحقیق تمہارے پاس خود تم ہی میں سے ایک رسول آیا ہے

اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ

تمہیں تکلیف میں دیکھنا اس پر شاق گزرتا ہے ۔وہ تمہاری

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ

بھلائی کا نہایت شفیق ،مہربان ہے۔ (128) پھر اگر یہ روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے

عربی حاشیہ

ہو جائے۔

15- نفاق درحقیقت ایک بیماری ہے اور ایسی بدترین بیماری ہے جسے قرآن کریم نے رجس اور گندگی سے تعبیر کیا ہے کہ شاید اس بنا پر لوگ اس سے پرہیز کرنے لگیں۔

16- یہ منافقین کا سب سے بڑا عیب ہے کہ وہ عظمتِ قرآن کا احساس نہیں رکھتا اور ہر آن خوفزدہ رہتا ہے کہ کہیں اس کا راز نہ کھل جائے اور ہر سال دو ایک مرتبہ یہ رسوائی ضرور حاصل ہوتی ہے۔

ف: رسول اکرمؐ کے بارے میں امیین کے مقابلہ میں منہم کہا گیا ہے اور مومنین کے سلسلہ میں من انفسکم کہا گیا ہے جو صاحبانِ ایمان سے قریب ترین ربط اور تعلق کی علامت ہے اور جس کے بعد آپ کے چار امتیازات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۰) پیغمبرؐ ایک دلِ درد مند رکھتا ہے۔ لوگوں کے درد کو اپنا درد سمجھتا ہے۔ ہدایت کے بارے میں حریص ہے اور رحمۃ للعالمین ہونے کے علاوہ مومنین کے حال پر خصوصی مہربانی رکھتا ہے۔

منافقین سے البتہ کوئی رابطہ نہیں رکھتا ہے اور ان کے مقابلہ میں خدا کی طاقت پر اعتماد کرتا ہے کہ وہی کافی ہے اور یہی اسلام کا آخری پیغام ہے۔

حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ

میرے لیے اللہ ہی کافی ہے ۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں ۔اسی پر میرا بھروسہ ہے اور

هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿١٢٩﴾

وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے۔(129)

اٰیاتها ١٠٩ ۔ ١٠ سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ ٥١ ۔ رکوعاتها ١١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿١﴾ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا

الف لام را ' یہ اس کتاب کی آیات ہیں جو حکمت والی ہے۔(1) کیا لوگوں کے لیے

اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ

یہ تعجب کی بات ہے کہ ہم نے خود انہیں میں سے ایک مرد کی طرف وحی بھیجی کہ لوگوں کی تنبیہ کرے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ [1] صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ قَالَ

اور جو ایمان لائیں انہیں بشارت دے کہ ان کے لئے ان کے رب کے پاس سچا مقام ہے۔

الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٢﴾ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ

(اس پر) کافروں نے کہا :یہ شخص تو بلا شبہ صریح جادوگر ہے۔ (2) یقیناً تمہارا رب وہ اللہ ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ [2] ثُمَّ اسْتَوٰى

جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر اس نے عرش پر اقتدار قائم کیا۔

عربی حاشیہ

ف: ''الیہ مرجعکم'' حصر کے ساتھ اس حقیقت کا اعلان ہے کہ انسانیت کا قافلہ درحقیقت ایک سیرحیات میں رواں دواں ہے اور وہ اپنی کوئی بھی منزل قصد کرے اصل میں اسی رخ پر جارہا ہے جہاں سے چلا تھا اور اسے ایک دن یہ سفر اسی کی بارگاہ پر تمام کرنا ہے جس کی بارگاہ سے چلا تھا۔

1- قدم مرتبہ اور فضیلت کو کہتے ہیں جسے انسان سعی اور کوشش کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔ گویا وہ اس کے قدم کا نتیجہ ہوتا ہے۔ صدق اس کی صفت ہے جو بشکل مضاف الیہ استعمال ہوئی ہے مثل مسجد الجامع۔

2- ایام سے مراد روز وشب والے دن نہیں ہیں اور نہ اس وقت ان کا وجود تھا۔ یہ تخلیق کے اطوار یا درجات ہیں جنھیں ایام سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) اس سورۂ مبارک کو جناب یونسؑ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے کہ اس میں ان کا ذکر خیر کیا گیا ہے۔ مکہ میں نازل ہوا ہے۔ اسی لئے عقائد کا زور زیادہ ہے کہ ابتدائے تبلیغ میں اعمال پر زیادہ زور نہیں دیا جاسکتا۔ یہ اور بات ہے کہ بعض آیات کو مدنی قرار دیا گیا ہے۔

بہرحال ابتدا میں کفار کے اس اعتراض کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ایک انسان پر وحی کس طرح نازل ہوسکتی ہے اور اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ نہ وحی نازل کرنے والے میں کمزوری ہے اور نہ انسان نااہل ہے تو حیرت کی کیا بات ہے۔ البتہ وحی ایک مخفی رمز ہے جسے ہر شخص نہ دیکھ سکتا ہے نہ محسوس کرسکتا ہے۔ اس کا اندازہ رسول کی شخصیت یا پیغام کی عظمت و جامعیت ہی سے کیا جاسکتا ہے اور بس۔

اسی لئے خدائے تعالیٰ نے اپنے اقتدار کے اکثر مظاہر کا ذکر کردیا تاکہ کسی کو شک وشبہ کا موقع نہ مل سکے اور انسان مطمئن ہوجائے کہ اسی نے وحی نازل کی ہے اور وہی یہ کام کر بھی سکتا ہے۔

عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ

وہ تمام امور کی تدبیر فرماتا ہے۔اس کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہے۔

اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳

یہی اللہ تو تمہارا رب ہے پس اسی کی عبادت کرو ۔کیا تم نصیحت نہیں لیتے ؟(3)

اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ

تم سب کی بازگشت اسی کی طرف ہے اللہ کا وعدہ حق پر مبنی ہے ۔وہی خلقت کی ابتداء کرتا ہے

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا تاکہ جو لوگ ایمان لائے اورنیک اعمال بجالائے

بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ

انہیں انصاف کے ساتھ جزا دے اور جو کافر ہوئے انہیں اپنے کفر کی پاداش میں کھولتا ہوا پانی پینا ہوا ہوگا اور

عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۴ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ

انہیں دردناک عذاب (بھی) بھگتنا ہوگا۔(4)وہی ہے جس نے سورج کو روشن کیا

ضِيَآءً [3] وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ

اور چاند کو چمک دی اور اس کی منزلیں بنائیں تاکہ تم برسوں کی تعداد

السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ

اور حساب معلوم کر سکو ۔اللہ نے یہ سب کچھ ایک حقیقت کی بنیاد پر خلق کیا ہے۔

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۵ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ

وہ صاحبان علم کے لیے اپنی آیات کھول کر بیان کرتا ہے ۔(5) بے شک رات اور دن کی آمد و رفت میں

عربی حاشیہ

3- بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ضیاء وہ ہے جس کی روشنی خود اپنی ہو اور نور وہ ہے جس کی روشنی دوسرے کی دین بھی ہو سکتی ہے لیکن بظاہر یہ معنی چاند سورج سے نکالے گئے ہیں ورنہ خدا بھی نور السماوات والارض ہے۔

خود لفظ ضیاء کے بارے میں بھی یہ اختلاف ہے کہ بعض حضرات نے اسے مفرد قرار دیا ہے اور بعض نے اسے ضو کی جمع قرار دیا ہے اور اس سے یہ استنباط کیا ہے کہ سورج میں ایک رنگا رنگ قسم کی روشنی پائی جاتی ہے جسے دور حاضر میں قوس قزح کے ہفت رنگ کی طرح سات الوان پر مشتمل تسلیم کیا گیا ہے۔

ف: انسان کے بارے میں قرآنِ مجید میں مختلف النوع قسم کے بیانات پائے جاتے ہیں۔ اسے ضعیف، ظلوم، کفار، فتور، عجول، کفور، جہول وغیرہ بھی کہا گیا ہے اور احسن تقویم، علمہ البیان، علم الانسان مالم یعلم وغیرہ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ احسن

اردو حاشیہ

النَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ

اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو (ہلاکت سے)

لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ﴿٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَ

بچنا چاہتے ہیں۔(6) بے شک جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے اور دنیاوی زندگی ہی

رَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ [4]

پر راضی ہیں اور اسی میں اطمینان محسوس کرتے ہیں اور جو لوگ ہماری نشانیوں

عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ﴿٧﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا

سے غفلت برتتے ہیں۔(7) ان کا ٹھکانا جہنم ہے ان اعمال کی پاداش میں جن کا یہ ارتکاب

يَكْسِبُوْنَ ﴿٨﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کرتے رہے ہیں ۔(8) جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے بے شک ان کا رب

يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ

ان کے ایمان کے سبب انہیں نعمتوں والی جنتوں کی راہ دکھائے گا جن کے نیچے

فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٩﴾ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ [5]

نہریں بہتی ہوں گی۔ (9) جہاں ان کی صدا سبحانک اللھم

تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

(اے اللہ تیری ذات پاک ہے) ان کی تحیت سلام اور ان کی دعا کا خاتمہ الحمد للہ

الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠﴾ ع وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ [6]

رب العالمین ہوگا۔(10) اور اگر اللہ لوگوں کے ساتھ (ان کی بداعمالیوں کی سزا میں) برا معاملہ کرنے میں اسی طرح

عربی حاشیہ

تقویم بھی خدا کی ہدایت حاصل نہ کرنے کی بنا پر بدترین صفات کا حامل ہوسکتا ہے۔

4- دنیا سے دل لگانے والے، آخرت سے غفلت برتنے والے عام طور سے کفار ہی ہوتے ہیں لیکن یہ خصلت صاحبانِ ایمان میں بھی پیدا ہوجاتی ہے تو ان کا انجام بھی وہی ہوتا ہے جو اس طرح کے کفار کا انجام ہوتا ہے۔

5- جنت ایک سکون وراحت و اطمینان کی جگہ ہے لہٰذا وہاں کے رہنے والے نہ یادِ خدا اور حمد الٰہی سے غافل ہوسکتے ہیں اور نہ بندوں کے ساتھ سلامتی کے علاوہ کوئی گفتگو کر سکتے ہیں۔ اسی لئے ان کا بیان تسبیح وتحمید ہے اور ان کا تحفہ سلام وسلامتی ہے۔

6- جس طرح حالات سے عاجز آکر انسان خودکشی کرنے پر تیار ہوجاتا ہے اسی طرح کفار اپنے حق میں عذاب کی دعا کرنے لگتے ہیں لیکن خدا اس عذاب کو ٹال دیتا ہے ورنہ اب تک سب کا خاتمہ ہوچکا ہوتا۔

اردو حاشیہ

بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ؕ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ

عجلت سے کام لیتا جس طرح وہ لوگ (دنیا کی) بھلائی کی طلب میں جلد بازی کرتے ہیں تو ان کی مہلت کبھی کی ختم ہو چکی

لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١١﴾ وَ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ

ہوتی لیکن جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے ہم انہیں مہلت دیے رکھتے ہیں کہ وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔(11) اور انسان کو جب (٢)

الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا

کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ لیٹے، بیٹھے اور کھڑے ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اس سے تکلیف دور کر دیتے ہیں

عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ

تو ایسا چل دیتا ہے گویا اس نے کسی تکلیف پر جو اسے پہنچی ہمیں پکارا ہی نہیں۔ حد سے تجاوز

كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ

کرنے والوں کے لیے اور ان کے اعمال اسی طرح خوشنما بنادیے گئے ہیں۔(12) اور بتحقیق

اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ

تم سے پہلی قوموں کو بھی ہم نے اس وقت ہلاک کیا جب وہ ظلم کے

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي

مرتکب ہوئے اور ان کے رسول ان کے پاس واضح دلائل لے کر آئے مگر وہ ایسے نہ تھے کہ

الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٣﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ

ایمان لاتے۔ہم مجرموں کو ایسے ہی سزا دیتے ہیں۔(13) پھر ان کے بعد ہم نے تمہیں زمین میں

مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٤﴾ وَ اِذَا تُتْلٰى

جانشین بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔(14) اور جب انہیں

عربی حاشیہ

قرن زمانے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور کسی ایک دور میں زندگی گزارنے والی قوم کے بارے میں بھی اور یہاں یہی دوسرے معنی مراد ہیں۔

اردو حاشیہ

(٢) انسان ایک عجیب وغریب مزاج کی مخلوق ہے کہ جب حالات سے عاجز آ جاتا ہے تو بدترین عذاب کی دعا کرنے لگتا ہے اور مرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے جس طرح کفار نے آسمان سے پتھروں کی بارش کی دعا کر دی۔ اس کے بعد جب عذاب شروع ہوتا ہے تو اس کے دفع ہونے کی دعا کرنے لگتا ہے۔ پھر جب عذاب دفع ہو جاتا ہے تو رب العالمین سے اس طرح منہ پھیر لیتا ہے جیسے اسے پہچانتا ہی نہیں ہے اور اس سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

بندوں کے بارے میں احسان فراموشی تو سمجھ میں آتی ہے کہ انسان یہ سوچ سکتا ہے کہ اب آئندہ اس سے سابقہ نہ پڑے گا جس طرح عام حالات میں ہوتا ہی رہتا ہے لیکن خدا سے تو انسان کسی وقت بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کی طرف سے اس طرح کی غفلت علامت ہے کہ بندہ نفسانی اعتبار سے خبیث و ذلیل اور نہایت درجہ رذیل ہے ورنہ رب العالمین کے احسانات کی طرف سے غافل ہونے کا کوئی امکان ہی نہیں ہے۔

عَلَيۡهِمۡ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا

ہماری آیات کھول کر سنائی جاتی ہیں تو جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں:

ائۡتِ بِقُرۡاٰنٍ غَيۡرِ هٰذَاۤ اَوۡ بَدِّلۡهُ ؕ قُلۡ مَا يَكُوۡنُ لِيۡۤ

اس قرآن کے سوا کوئی اور قرآن لے آؤ یا اسے بدل دو۔ کہہ دیجئے: مجھے یہ اختیار نہیں کہ

اَنۡ اُبَدِّلَهٗ مِنۡ تِلۡقَآئِ نَفۡسِيۡ ۚ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوۡحٰۤى

میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں۔میں تو اس وحی کا تابع ہوں جو میری طرف

اِلَيَّ ۚ اِنِّيۡۤ اَخَافُ اِنۡ عَصَيۡتُ رَبِّيۡ عَذَابَ يَوۡمٍ

بھیجی جاتی ہے۔میں اپنے رب کی نافرمانی کی صورت میں بہت بڑے دن کے عذاب

عَظِيۡمٍ ﴿۱۵﴾ قُلۡ لَّوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوۡتُهٗ عَلَيۡكُمۡ وَلَاۤ

سے ڈرتا ہوں۔(15) کہہ دیجئے: اگر اللہ چاہتا تو میں قرآن تمہیں پڑھ کر نہ سناتا اور نہ ہی

اَدۡرٰىكُمۡ بِهٖ ۖ فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِيۡكُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِهٖ ؕ اَفَلَا

اللہ تمہیں اس سے آگاہ کرتا۔اس سے پہلے میں تمہارے درمیان ایک عمر گزار چکا ہوں، کیا تم عقل سے

تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوۡ

کام نہیں لیتے؟ (16) اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے

كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۱۷﴾ وَيَعۡبُدُوۡنَ

یا اس کی آیات کی تکذیب کرے؟ مجرم لوگ یقیناً فلاح نہیں پائیں گے۔(17) اور یہ لوگ

مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمۡ وَلَا يَنۡفَعُهُمۡ وَ

اللہ کو چھوڑ کر ان کی پرستش کرتے ہیں نہ انہیں ضرر پہنچا سکتے ہیں اور نہ انہیں

عربی حاشیہ

ف: اس مقام پر کفار کے دو مطالبات میں سے رسول اکرمؐ نے صرف ایک ہی کا جواب دیا ہے کہ جب تبدیلی ممکن نہیں ہے تو دوسری کتاب کہاں سے لائی جا سکتی ہے۔

اور پھر گزشتہ زندگی کا حوالہ دے کر یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ انسان کی فطری صلاحیتیں ۴۰ سال کی عمر تک بہرحال واضح ہو جاتی ہیں اور جب ایسا نہیں ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ فطری صلاحیت کا کارنامہ نہیں ہے بلکہ وحی الٰہی کا عطیہ ہے۔

7- حقیقت امر یہ ہے کہ فلاح کا تعلق نیک اعمال اور پاکیزہ کردار سے ہے اور مجرم کے واسطے نہ دنیا میں فلاح ہے اور نہ آخرت میں۔ یہ تو فقط ایک خیال خام ہے کہ مجرمین دنیا میں بڑی کامیاب زندگی گزار رہے ہیں۔ امیرالمومنینؑ نے بالکل سچ فرمایا ہے کہ جس کے لئے انصاف میں تنگی ہو اس کے لئے ظلم میں تو اور بھی تنگی ہوگی کہ انصاف کا ایک معیار ہوتا ہے

اردو حاشیہ

(۳) کفار کی جہالتوں اور حماقتوں کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ یہ آئے دن نئے نئے مطالبات کرتے رہتے ہیں۔ اب ان کا ایک مطالبہ یہ بھی ہے کہ قرآن میں بہت سے مضامین ہماری مرضی کے خلاف آ گئے ہیں تو آپ پورا قرآن تبدیل کر دیجئے یا کم سے کم ان آیات میں تحریف کر دیجئے۔ پیغمبر اسلامؐ نے اس حرکت کو تحریف، الزام اور جرم قرار دیتے ہوئے جواب دیا کہ میں صرف وحی الٰہی کا اتباع کرتا ہوں اور اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ چالیس سال تک قرآن نازل نہیں ہوا تو میں نے بھی کوئی پیغام نہیں دیا اور خاموش ہی رہا جس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا ہے اور صرف خدائی فرمان کا منتظر رہا ہوں۔

آیت کریمہ میں ان علماء کی بھی تنبیہ ہے جو رسول اکرمؐ کے بارے میں اجتہاد کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ بھی اپنی قل وفکر سے احکام طے کرتے تھے اور ان ترقی پسند عناصر کی بھی تنبیہ ہے جو حالات کے اعتبار سے احکام الٰہیہ کی تبدیلی کے خواہش مند رہتے ہیں۔

يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ

کوئی فائدہ دے سکتے ہیں اور (پھر بھی) کہتے ہیں: یہ اللہ کے پاس ہماری شفاعت [۴] کرنیوالے ہیں۔ کہہ دیجئے:

اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ ؕ

کیا تم اللہ کو اس بات کی خبر دیتے ہو جو اللہ کو نہ آسمانوں میں معلوم ہے اور نہ زمین میں؟

سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۱۸ وَ مَا كَانَ النَّاسُ

وہ پاک اور بالاتر ہے اس شرک سے جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔ (18) اور سب انسان ایک ہی

اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ [9] سَبَقَتْ

امت تھے پھر اختلاف رونما ہوا اور اگر آپ کا پروردگار پہلے سے طے نہ کر چکا ہوتا

مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝۱۹ وَ

تو ان کے درمیان اس بات کا فیصلہ کر دیا جاتا جس میں یہ اختلاف کرتے ہیں۔ (19) اور

يَقُوْلُوْنَ لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ

کہتے ہیں: اس (نبی) پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوئی؟

اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ

پس کہہ دیجئے: غیب تو صرف اللہ کے ساتھ مختص ہے پس تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ

الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝۲۰ ع وَ اِذَاۤ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ

انتظار کرتا ہوں۔ (20) اور جب ہم لوگوں کو انہیں پہنچنے والے مصائب کے بعد

ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ [10] فِيْۤ اٰيَاتِنَا ؕ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ

اپنی رحمت کا ذائقہ چکھاتے ہیں تو وہ ہماری آیات کے بارے میں حیلہ بازیاں شروع کر دیتے ہیں کہہ دیجئے:

عربی حاشیہ

اور ظلم کا تو کوئی معیار نہیں ہے۔

8- اس مقام پر ضرر کو نفع پر مقدم کیا گیا ہے کہ غیر اللہ معبود نقصان ہی پہنچا سکتے ہیں فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور اتفاق سے یہ نقصان بھی ان کے امکان میں نہیں ہے۔

9- کلمۃ ایک قانون ہے کہ دنیا میں ثواب وعذاب کا فیصلہ ہوگا۔ اور اس کے لئے ایک دن معین ہے۔

یہ انسانی آزادی کے بارے میں قدرت کا ایک فیصلہ ہے جو مسئلہ جبر واختیار کا بہترین حل ہے کہ قدرت نے ہی انسان کو صاحب اختیار رکھنے کا فیصلہ کرلیا ہے اور اس میں کسی قسم کی ترمیم نہیں ہوسکتی۔

ف: ضراء کے مقابلہ میں سراء کے بجائے رحمت کا ذکر اشارہ ہے کہ پریشانی کا دور ہوجانا بھی رب کریم کی ایک رحمت ومہربانی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

10- آیات الٰہیہ میں مکر کے معنی یہ ہیں

اردو حاشیہ

(۴) گویا خدا کی بارگاہ میں ایسے سفارش کرنے والے تلاش کر لئے ہیں جن کی اطلاع خدا کو بھی نہیں ہے جب کہ اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کا کوئی امکان نہیں ہے۔

مَكْرًا ۭ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿٢١﴾ هُوَ الَّذِيْ

اللہ کا حیلہ تم سے زیادہ تیز ہے ۔بے شک ہمارے فرشتے تمہاری حیلہ بازیاں لکھ رہے ہیں۔ (21) وہی تو ہے

يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَ

جو تمہیں خشکی اور دریا میں چلاتا ہے چنانچہ (۵) جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہو اور وہ لوگوں کو لے کر

جَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ[11] وَّفَرِحُوْا بِهَا جَاۗءَتْهَا رِيْحٌ

باد موافق کی مدد سے چلتی ہیں اور وہ ان سے خوش ہوتے ہیں اتنے میں کشتی کو مخالف تیز ہوا کا تھپیڑا لگتا ہے

عَاصِفٌ وَّجَاۗءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ

اور ہر طرف سے موجیں ان کی طرف آنے لگتی ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ (طوفان میں) گھر گئے ہیں

اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا[12] اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ لَىِٕنْ

تو اس وقت وہ اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اس سے دعا کرتے ہیں کہ اگر تو نے ہمیں

اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّآ اَنْجٰىھُمْ

اس مصیبت سے بچایا تو ہم ضرور بالضرور شکر گزاروں میں سے ہوں گے۔(22) پھر جب خدا نے انہیں

اِذَا ھُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ يٰٓاَيُّھَا النَّاسُ

بچا لیا تو یہ لوگ زمین میں ناحق بغاوت کرنے لگے ۔اے لوگوں !یہ بغاوت خود

اِنَّمَا بَغْيُكُمْ[13] عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ ثُمَّ اِلَيْنَا

تمہارے خلاف ہے دنیا کے چندروزہ مزے لے لو پھر تمہیں ہماری طرف پلٹ کر آنا ہے پھر اس وقت

مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٣﴾ اِنَّمَا مَثَلُ

ہم تمہیں بتائیں گے کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔(23) دنیاوی زندگی

عربی حاشیہ

کہ انھیں اپنے خود ساختہ خداؤں کی طرف موڑ دیتے ہیں اور رب العالمین کا احسان ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے ہیں۔

11-ریح مذکر بھی ہے اور مونث بھی۔ اور اسی لئے اس کی صفت طیبہ بھی ہے اور عاصف بھی۔

12- حیرت کی بات ہے کہ مشرکین تو مصیبتوں میں خدا کو پکارتے ہیں اور بعض مسلمان اپنے خود ساختہ آقاؤں کو دعوت دیتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس اتنا شعور بھی نہیں ہے جتنا مشرکین کے پاس پایا جاتا ہے۔

13-پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ تین چیزوں کا انجام الٹا ہوتا ہے۔

ا۔مکر کرنے والا خود اپنے مکر کا شکار ہوتا ہے۔

۲۔ بدعہدی کرنے والا خود اپنی بدعہدی میں مبتلا ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) یہ زندگانی دنیا کی کتنی حسین تصویر ہے کہ انسان کشتی میں بیٹھا ہوا موجوں سے کھیلتا ٹھنڈی ہواؤں کا لطف لیتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ اچانک ایک ایسا طوفان آیا کہ موجوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا اور نجات کی ساری امیدیں منقطع ہوگئیں۔ایسے میں ایک مرتبہ پیدا کرنے والا یاد آیا اور انسان نے غرض کی بنیاد پر اسے آواز دی۔اور رشوت کے طور پر شکر کا وعدہ کیا۔اس کے بعد جب کام نکل گیا تو اسے یکسر نظر انداز کر دیا اور یہ بھول ہی گیا کہ ابھی پھر اسی سے سابقہ پڑنے والا ہے جہاں وہ ہمارے جملہ اعمال کا محاسبہ کرنے والا ہے۔اے کاش انسان ان مثالوں سے عبرت حاصل کرتا۔

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ

کی مثال یقیناً اس پانی کی سی ہے جسے ہم نے آسمان سے برسایا جس سے زمین کی نباتات گھنی ہو گئیں

بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ

جن میں سے انسان اور جانور سب کھاتے ہیں پھر جب زمین (۶) سبزے سے خوشنما

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ

اور آراستہ ہو گئی اور زمین کے مالک یہ خیال کرنے لگے کہ اب وہ اس پر قابو پا چکے ہیں

اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا

تو (ناگہاں) رات کے وقت یا دن کے وقت اس پر ہمارا حکم آپڑا تو ہم نے اسے کاٹ کر

فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ

ایسا صاف کر ڈالا کہ گویا کل وہاں کچھ بھی موجود نہ تھا۔ غور وفکر سے کام لینے والوں کے لیے

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاللّٰهُ يَدْعُوْۤا اِلٰى

ہم اسطرح اپنی نشانیاں کھول کر بیان کرتے ہیں۔(24) اللہ (تمہیں) سلامت کدے کی طرف

دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾

بلاتا ہے اور جسے وہ چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت فرماتا ہے۔(25)

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ [14] ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ

جنہوں نے نیکی کی ان کے لیے نیکی ہے اور مزید بھی۔ (۷) ان کے چہروں پر نہ سیاہ دھبہ ہوگا

قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور نہ ذلت (کے آثار)۔ یہ جنت والے ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔(26)

عربی حاشیہ

۳۔ظلم کرنے والا ایک نہ ایک دن خود بھی ظلم کا نشانہ بنتا ہے۔

ف: انسان کسی ایک نسل کے حالات کا بھی مکمل مشاہدہ نہیں کرسکتا ہے اس لئے قرآن حکیم نے اسے مثال کے ذریعہ واضح کردیا ہے کہ جس طرح تمھارے سامنے نباتات کا حال ہوتا ہے اسی طرح انسانی نسلیں بھی پلتی بڑھتی ہیں اور ایک دن فنا ہوجاتی ہیں۔

14- رہق کے معنی ہیں ڈھانک لینا اور قتر دھویں جیسی سیاہی کا نام ہے۔

زیادۃ۔ کے بارے میں علماء تفسیر میں اختلاف ہے اور ہر شخص نے ایک نیا تصور پیش کیا ہے لیکن سب کا خلاصہ یہ ہے کہ برائی کی سزا برائی کے برابر ہوتی ہے اور نیکی کا انعام نیکی سے زیادہ ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۶) یہ زندگانی دنیا کا دوسرا منظر ہے کہ خشک زمین پر پانی برسا ہے اور سبزہ لہلہا رہا ہے، سبزیاں پیدا ہو رہی ہیں اور انسان اور جانور مزے اڑا رہے ہیں اور زمین ایک عروس کی طرح بن سنور کر پھولوں اور سبزوں سے لدی ہوئی ہر طرح کے تصرف کے لئے تیار ہے اور انسان ایک تازہ شوہر کی طرح لذت اندوزی کے لئے آمادہ ہے کہ اچانک بلا نازل ہوگئی اور سارے مزے ہرن ہوگئے اور صرف حساب باقی رہ گیا۔

(۷) قدرت کے نظامِ عدل وفضل نے یہ اصول بنادیا ہے کہ نیک کام کرنے والوں کو عمل سے زیادہ انعام دیا جائے گا اور بُرے کام کرنے والوں کو برائی کے برابر سزا دی جائے گی۔ یہ اور بات ہے کہ نیک کردار نیکی کو دیکھتے ہیں تو چہرہ پر بشاشت طاری ہوجاتی ہے اور بدکردار اپنا انجام دیکھتے ہیں تو چہرہ پر سیاہی چھا جاتی ہے اور چہرہ دھواں دھواں ہوجاتا ہے۔

اس کے بعد دوسرا انجام یہ بھی ہونے والا ہے کہ عذاب کے سامنے آنے کے بعد جن پر بھروسہ کیا تھا وہی فرار اختیار کریں گے اور برائت و بے زاری کا اعلان کردیں گے کہ عذاب الٰہی کا مرحلہ بڑا سخت مرحلہ ہے اور وہاں کوئی کسی کا ساتھ دینے والا نہیں ہے، چاہے خدا بناؤ یا رہنما۔

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۭ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ

اور جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا ہے تو برائی کا بدلہ برائی ہے کے برابر ہو گا اور ان پر

ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَاۤ اُغْشِيَتْ

ذلت چھائی ہوئی ہو گی۔ انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہو گا گویا ان کے چہروں پر

وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

تاریک رات کے سیاہ (پردوں کے) ٹکڑے پڑے ہوئے ہوں یہ جہنم والے ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ

اس میں یہ ہمیشہ رہیں گے۔(27)اور جس دن ہم ان سب کو (اپنی عدالت میں) جمع کریں گے

لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا

پھر مشرکوں سے کہیں گے :ٹھہر جاؤ پھر ہم ان میں جدائی ڈال دیں گے

بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾

تو ان کے شریک کہیں گے :تم ہماری عبادت تو نہیں کرتے تھے۔ (28)

فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ[15] كُنَّا عَنْ

پس ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے ہم تمہاری اس

عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّاۤ اَسْلَفَتْ

عبادت سے بالکل بے خبر تھے۔(29)اس مقام پر ہر کوئی اپنے اس عمل کو جانچ لے گا

وَرُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

جو وہ آگے بھیج چکا ہو گا اور پھر وہ اپنے مالک حقیقی اللہ کی طرف لوٹائے جائیں گے اور جو بہتان وہ باندھا کرتے تھے

عربی حاشیہ

15-ان۔ انا کا مخفف ہے جس کا ثبوت لغافلین کا لام ہے جو اِن نافیہ کے ساتھ استعمال نہیں ہوتا ہے۔

ف: واضح رہے کہ قرآن کریم نے عام طور سے سمع کو واحد استعمال کیا ہے اور بصر کو جمع استعمال کیا ہے جس کے ادبی نکتہ کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اردو حاشیہ

یَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ [16]

ان سے نا پید ہو جائیں گے ۔(30) کہہ دیجئے :تمھیں آسمان (۸) اور زمین سے رزق کون دیتا ہے؟

اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ

سماعت اور بصارت کا مالک کون ہے ؟اور کون ہے جو بے جان سے جاندار کو اور جاندار سے

الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ

بے جان کو پیدا کرتا ہے ؟اور کون امور (عالم) کی تدبیر کر رہا ہے ؟وہ کہیں گے: اللہ۔

فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ

پس کہہ دیجئے :تو پھر تم اس سے ڈرتے کیوں نہیں ہو؟ (31) پس یہی اللہ

رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚۖ فَاَنّٰى

تمہارا برحق پروردگار ہے پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا رہ گیا ؟پھر تم کدھر

تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِیْنَ

پھرائے جا رہے ہو؟ (32) اس طرح (ان فاسقوں کے بارے میں) آپکے پروردگار کی بات ثابت ہوگئی کہ

فَسَقُوْۤا اَنَّهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ

یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔(33) کہہ دیجئے :کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ایسا ہے

مَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ

جو خلقت کی ابتداء بھی کرتا ہو پھر اسے دوبارہ بھی پیدا کرے؟ کہہ دیجئے اللہ خلقت کی ابتداء بھی کرتا ہے پھر اسے

ثُمَّ یُعِیْدُهٗ [17] فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ

دوبارہ بھی پیدا کرے گا پھر تم کدھر الٹے جا رہے ہو ۔(34) کہہ دیجئے :کیا تمہارے شریکوں میں سے

عربی حاشیہ

16- مشرکین نے جن کو خدا کا شریک بنالیا تھا ان کی بے چارگی کا عالم یہ ہے کہ انھیں نہ زمین و آسمان کا اختیار ہے نہ سماعت و بصارت کا اور نہ حیات وموت کا۔ تو یہ کس طرح کے خدا ہیں اور وہ کس طرح کی عقل ہے جس سے انھیں خدا تسلیم کیا جاتا ہے۔

17- مشرکین کا رد نہ کرنا علامت ہے کہ وہ اندر سے خدا کی تخلیق کے بھی قائل ہیں اور اس کی طرف سے حشر ونشر کا بھی اعتراف رکھتے ہیں۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۳۶ کفار کے بے بنیاد خیالات کے بارے میں ہے ورنہ اس کا اصل ظن کے معتبر ہونے یا نہ ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کسی قطعی دلیل کے قائم ہو جانے کے بعد ظن کو معتبر تسلیم کیا جا سکتا ہے اور دنیا کے سارے کاروبار میں یہی کام ہو رہا ہے اور جملہ ظواہر کلام پر یقین کے بغیر بھی عمل ہو رہا ہے اس سے انکار کرنا ممکن نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۸) انسانی رزق زمین سے ملتا ہے یا آسمان سے۔ انسان کی عظیم ترین قوت ادراک سماعت ہے یا بصارت۔ انسانی تخلیق بے جان مواد سے زندگی کے خلیے ہیں یا خلیوں کا موت سے دوچار ہونا ہے۔ یہ سب صرف پروردگار کے اختیار میں ہے جس کا اقرار مشرکین کو بھی ہے تو پھر کس بنا پر شرکاء پر ایمان رکھتے ہیں۔

مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ

کوئی ایسا ہے جو حق کی طرف ہدایت (۹) کرے؟ کہہ دیجئے صرف اللہ حق کی طرف ہدایت کرتا ہے تو پھر (بتاؤ کہ) جو حق کی

يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ[18] اِلَّآ اَنْ

راہ دکھاتا ہے وہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ جو خود اپنی راہ نہیں پاتا جب تک اس کی

يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۪ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝۳۵ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ

راہنمائی نہ کی جائے؟ تمہیں ہو کیا گیا ہے؟ اور تم کیسے فیصلے کر رہے ہو؟ (35) ان میں سے اکثر محض ظن کی

اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

پیروی کرتے ہیں جب کہ ظن (۱۰) انسان کو حق (کی ضرورت) سے ذرہ برابر بے نیاز نہیں کرتا اللہ ان کے سے

عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝۳۶ وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ

یقیناً خوب آگاہی رکھتا ہے۔ (36) اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس قرآن کو اللہ کے سوا کوئی

يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ

اور اپنی طرف سے بنا لائے بلکہ یہ تو اس سے پہلے جو (کتاب) آچکی ہے اس کی تصدیق ہے

يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۳۷ ۫

اور تمام (آسمانی) کتابوں کی تفصیل ہے اس میں کوئی شبہ نہیں۔ رب العالمین کی طرف سے ہے۔ (37)

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو (محمدؐ نے) اور خود بنایا ہے؟ کہہ دیجئے: اگر تم (اپنے الزام میں)

مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۳۸

سچے ہو تو تم بھی اس طرح کی ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جس جس کو بلا سکتے ہو بلا لاؤ۔ (38)

عربی حاشیہ

18-یہدی۔ اصل میں یہتدی ہے یعنی وہ جو بغیر ہدایت کرنے والے کے خود بھی ہدایت پانے والا نہیں ہے۔ واضح رہے کہ بت ہدایت کے بعد بھی ہدایت پانے والے نہیں ہیں۔ اور نہ ان میں کوئی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ یہ بیان صرف اس فرض کی بنا پر ہے کہ وہ اگر ہدایت کرنا بھی چاہیں تو پہلے خود ہی ہدایت پانے کے محتاج ہیں اور ہدایت لینے کے قابل نہیں ہیں تو ہدایت کرنے کے قابل کس طرح ہونگے۔

اس کے علاوہ معبودوں کی فہرست بتوں تک محدود نہیں ہے اور ان میں جاندار مخلوقات بھی شامل ہیں جو بہرحال محتاج ہدایت ہیں۔

اردو حاشیہ

(۹) قرآن حکیم نے مسئلہ توحید ہی سے اسلام کے سارے مسائل کا حل نکال دیا ہے اور اس کا قانون یہ ہے کہ محتاج اور بے نیاز میں مقابلہ ہو جائے تو بے نیاز کو چھوڑ کر محتاج کو اختیار کرنا خلاف عقل و منطق ہے۔ مقام توحید میں خدا بالکل بے نیاز ہے اور باقی سارے معبود محتاج ہیں اور مقامِ ہدایت میں انبیاء اور ائمہ ہدایت لے کر آئے ہیں اور قوم سے بے نیاز ہیں اور باقی افراد ہدایت کے محتاج ہیں لہٰذا بے نیازوں کو نظر انداز کر کے محتاجوں کا اتباع کرنا ایک جہالت، حماقت اور بے عقلی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

(۱۰) یہاں گمان سے مراد بے بنیاد عقیدہ ہے چاہے وہ بحد یقین ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ کفار و مشرکین کا عقیدہ ہے کہ اسے صرف بے بنیاد ہونے کی بنا پر گمان سے تعبیر کیا گیا ہے۔

آیت نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ گمان حق کے بارے میں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور اسی لئے اسلام نے قیاس کو حرام کر دیا ہے کہ اس کی بنیاد گمان پر ہوتی ہے اور معاملات دنیا میں گمان سے کام اس لئے لیا جاتا ہے کہ وہاں پہلے سے کوئی حق معین نہیں ہوتا ہے جس کے حصول میں گمان استعمال کیا جائے بلکہ جو طے کر لیا جاتا ہے وہی ٹھیک ہو جاتا ہے۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَ لَمَّا يَاْتِهِمْ

حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اس چیز کو جھٹلا یا جو ان کے احاطہ علم (۱۱) میں نہیں آئی

تَاْوِيْلُهٗ ط كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ

اور ابھی اس کا انجام بھی ان کے سامنے نہیں کھلا،اس طرح ان سے پہلوں نے بھی جھٹلا یا تھا

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ

پھر دیکھ لو ان ظالموں کا انجام کیا ہوا ۔(39)اور ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں

وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ط وَ رَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾ ع

اور کچھ ایسے ہیں جو ایمان نہیں لاتے اور آپ کا پروردگار ان مفسدوں کو خوب جانتا ہے۔ (40)

وَ اِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَ لَكُمْ عَمَلُكُمْ ج اَنْتُمْ

اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو کہہ دیجئے :میرا عمل میرے لیے ہے اور تمہارا عمل

بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّاۤ اَعْمَلُ وَ اَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾

تمہارے لیے تم میرے عمل سے بری ہو اور میں تمہارے عمل سے بری ہوں ۔(41)

وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ط اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَ لَوْ

اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو آپ کی بات سنتے ہیں پھر کیا آپ بہروں کو بھی سنا سکتے ہیں

كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ط اَفَاَنْتَ

خواہ وہ عقل نہ رکھتے ہوں ؟۔(42)اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو آپ کی طرف دیکھتے ہیں

تَهْدِي الْعُمْيَ (19) وَ لَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا

پھر کیا آپ اندھوں کو راہ دکھا سکتے ہیں خواہ وہ کچھ بھی نہ دیکھتے ہوں ؟۔(43) اللہ یقیناً لوگوں پر

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ تاویل کے معنی لوٹانے کے ہیں لہٰذا کسی اقدام کے اصلی مقصد کا بیان کرنا یا کسی بات کی حقیقی تشریح کردینا یا کسی خواب کی تعبیر بیان کردینا یا کسی بات کے علمی صورت اختیار کرجانے کو لفظ تاویل ہی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور تاویل کا لفظوں کے غیر ظاہر معنی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ اس کا الفاظ کی دنیا سے کوئی خاص رابطہ ہے۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۴۹ میں نفع وضرر کی مالکیت کی نفی کے ساتھ الا ماشاء اللہ دلیل ہے کہ ذاتی طور پر صاحب اختیار نہیں ہوں لیکن خدائی مشیت سے یہ اختیار بھی حاصل ہوسکتا ہے لہٰذا اس کی مطلق نفی کا استفادہ کرنا بعض مفسرین کی بدنفسی کا نتیجہ ہے اور بس۔

19-جو لوگ بظاہر بہت غور سے سنتے ہیں اور اس کے بعد بھی حقائق کا ادراک نہیں کرتے ہیں انھیں قرآن کریم اندھے اور بہرے سے تعبیر کرتا ہے کہ معیار ظاہری توجہ

اردو حاشیہ

(۱۱) یہ ہدایت ہے کہ کسی چیز کا مکمل علم حاصل کئے بغیر اس کی تصدیق یا تکذیب نہیں کرنی چاہئے کہ بے سمجھے بوجھے تصدیق یا تکذیب کرنا ایک غیر عاقلانہ اقدام ہے۔

يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾

ذرہ بر ابر ظلم نہیں کرتا بلکہ یہ لوگ ہیں جو اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔ (44)

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ

اور جس (قیامت کے) دن اللہ انہیں جمع کرے گا تو (دنیا کی زندگی یوں لگے گی) گویا وہ دن کی ایک گھڑی بھر سے

يَتَعَارَفُوْنَ[20] بَيْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ

زیادہ یہاں نہیں رہے وہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچان لیں گے جنہوں نے اللہ سے ملاقات کو جھٹلایا وہ خسارے

وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ

میں رہے اور وہ ہدایت یافتہ نہ تھے۔(45) اور جس عذاب کا ہم ان کافروں سے وعدہ کر رہے ہیں اس کا کچھ حصہ ہم آپ کو

اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا

زندگی میں دکھا دیں [۱۲] یا آپ کو پہلے ہی دنیا سے اٹھا لیں انہیں بہر حال پلٹ کر ہماری بارگاہ میں آنا ہے پھر جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں

يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ

اس پر اللہ شاہد ہے۔(46) اور ہر امت کے لیے ایک رسول (بھیجا گیا) ہے پھر جب ان کا رسول آتا ہے تو ان کے

قُضِىَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جاتا ہے اور ان پر کوئی ظلم روا رکھا نہیں جاتا۔(47) اور وہ کہتے ہیں:

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ

اگر تمہارا وعدہ (عذاب) سچا ہے تو یہ کب پورا ہو گا؟(48) کہہ دیجئے: میں اللہ کی منشا کے بغیر

ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا

اپنے نقصان اور نفع کا بھی اختیار نہیں رکھتا۔ ہر امت کے لیے ایک وقت مقرر ہے جب

عربی حاشیہ

نہیں ہے۔ معیار واقعی ادراک ہے جس سے بہت سے پڑھے لکھے مسلمان بھی محروم ہیں، کفار و مشرکین کا کیا ذکر ہے۔

20- قیامت کا منظر ایسا قیامت خیز ہوگا کہ سب ایک دوسرے کو پہچانتے بھی ہوں گے اور ایک دوسرے کی طرف سے غافل بھی ہوں گے جیسا کہ دوسرے مقام پر کہا گیا ہے کہ ماں اپنے بچے سے بھی غافل ہوجائے گی۔ اس کا ابتدائی منظر وقت احتضار دیکھنے میں آتا ہے جہاں مرنے والا سب کچھ پہچانتا بھی ہے اور سب کی طرف سے غافل بھی رہتا ہے۔ قیامت کا موقع تو اس سے کہیں زیادہ سخت ہوگا۔

اردو حاشیہ

(۱۲) کفار و مشرکین اور منکرین پر عذاب ضرور نازل ہوگا وہ پیغمبرؐ کی زندگی میں ہو یا ان کے مرنے کے بعد۔ ہر قوم کے لئے ایک مدت معین کر دی گئی ہے۔ اس سے زیادہ مہلت نہیں دی جا سکتی۔ بدبختی ان مشرکین کی ہے کہ جو اس مہلت کا بھی مذاق اڑاتے ہیں کہ آخر آپ کا عذاب کب آنے والا ہے۔ ان کے پاس اتنی عقل بھی نہیں ہے کہ اگر دن یا رات میں عذاب آ بھی گیا تو یہ کیا کر لیں گے۔ کیا ان میں عذاب کو دفع کرنے کی طاقت پائی جاتی ہے...... ہرگز نہیں۔ ایسی صورت میں ایمان لے آنا ہی بہتر اور مطابق عقل ہے...... اور یہ لوگ ایمان لائیں گے مگر اس وقت جب عذاب کا منظر دیکھ لیں گے اور قدرت آواز دے گی کہ اب؟ اب ایمان کا کیا فائدہ ہے۔ یہ تو وہی عذاب ہے جس کی جلدی کر رہے تھے اور جس کی تاخیر کا مذاق اڑا رہے تھے۔ توبہ کا بھی ایک وقت معین ہے۔ اس کے بعد توبہ کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔ صاحبانِ ایمان کو ان عبرت ناک بیانات سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾

ان کا مقرر ہ وقت آئے گا تو وہ گھڑی بھر کے لیے نہ تا خیر کر سکیں گے اور نہ تقدیم۔ (49)

قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَیَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا

ان سے کہہ دیجئے : کیا تم نے کبھی سو چا ہے کہ اللہ کا عذاب رات کو یا دن کو آجا ئے ؟ایسی کو ن سی چیز ہے

یَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ

جس کے لیے یہ مجرم لوگ جلد با زی کر تے ہیں ۔(50) کیا جب عذ اب آ چکے گا تب اس پر ایما ن لا ؤ گے؟

بِهٖ ؕ آٰلْئٰنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ قِیْلَ لِلَّذِیْنَ

کیا اب (بچنا چا ہتے ہو ؟) حا لا نکہ تم خود اسے جلدی چا ہ رہے تھے ۔(51) پھر ظا لموں سے کہا جا ئے گا:

ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ

دا ئمی عذاب چکھو ۔جو تم کرتے رہے ہو اس کی سزا کے علا وہ اور تمہیں کیا

تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَیَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْۤ اِنَّهٗ

مل سکتا ہے؟(52) اور یہ لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں (کہ جو آپ کہہ رہے ہیں) کیا وہ سچ ہے؟ کہہ دیجئے :ہاں! میرے رب کی قسم

لَحَقٌّ ؔۚ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۵۳﴾ ع وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ

یقیناً یہی سچ ہے اور تم اللہ کو کسی طرح عاجز نہیں کر سکتے ۔(53) اور جس جس نے ظلم کیا ہے اگر اس کے پاس روئے زمین [۱۳] کی

مَا فِی الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا

دولت بھی ہو تب بھی وہ (عذاب سے بچنے کے لیے یہ پوری دولت) فدیہ دینے پر آمادہ ہو جائے گا اور جب عذاب کا مشاہدہ کریں گے

الْعَذَابَ ۚ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾

تو دل ہی دل میں پشیمان ہوں گے اور ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ ہوگا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔(54)

عربی حاشیہ

ف: بعض افراد نے ''لکل امتہ اجل'' سے اسلام کے بھی خاتمہ پر استدلال کرنا چاہا ہے حالانکہ یہ بات انتہائی مہمل ہے کہ آیت الٰہیہ کا تعلق قوم سے ہے مذہب سے نہیں ہے اور قومی اعتبار سے مسلمانوں پر عذاب بھی نازل ہوسکتا ہے اس کا کوئی بھی غیر مشروط وعدہ نہیں کیا گیا ہے۔

ف: آیت نمبر ۵۳ میں لفظ حق واقع ہونے کے معنی میں ہے اور باطل کے مقابلہ میں نہیں ہے اور یہ سوال بھی زیادہ ہر حصہ صرف تمسخر کے انداز سے ہوا ہے اگرچہ بعض مشرکین کے اعتبار سے حقیقی بھی ہوسکتا ہے جس طرح کہ ندامت کا چھپانا بھی مزید رسوائی سے بچنے کی بنا پر ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۳) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عذاب الٰہی سے بچانے کے لئے فدیہ بھی کام آتا ہے اور ندامت اور شرمندگی بھی لیکن ہر چیز کا ایک وقت معین ہے۔ دنیا دارِ عمل ہے۔ یہیں یہ سارے کام کر لئے تو کام بھی آ جائیں گے۔ اس کے بعد قیامت آ گئی اور عذاب سامنے آ گیا تو کل کائنات کا بھی فدیہ دے دیا جائے تو بھی کام آنے والا نہیں ہے۔ دنیا میں ایک ایک پیسہ کام آتا ہے اور آخرت میں خزانہ بھی کام نہیں آ سکتا ہے۔ یہ صاحبانِ ایمان کے لئے سامان عبرت ہے کہ کفار کی طرح مرنے کا انتظار نہ کریں اور دنیا ہی میں عمل خیر کر لیں۔ خمس، زکوٰۃ ادا کر دیں کہ آخرت میں فدیہ دینے کی ضرورت نہ پڑے اور توبہ کر لیں تا کہ وہاں شرمندگی اور ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ

آگاہ رہو! آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے یقیناًوہ اللہ کی ملکیت ہے اس بات پر بھی آگاہ رہو کہ

حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۵۵ هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ

اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۔(55)وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت اور اسی کی طرح

وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۵۶ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ [21]

تم سب پلٹائے جاؤ گے ۔(56)اے لوگو! تمہارے پروردگار کی طرف سے یہ قرآن

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ

تمہارے پاس نصیحت اور تمہارے دلوں کی بیماری کے لیے شفا اور مومنین کے لیے ہدایت ورحمت

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۵۷ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ

بن کر آیا ہے۔(57) کہہ دیجئے :اللہ کے اس فضل اور اس کی اس رحمت کو پا کر لوگوں کو خوش ہونا چاہیے

فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝۵۸ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ

کیونکہ یہ اس (مال ومتاع) سے بہتر ہے جسے لوگ جمع کرتے ہیں۔(58) کہہ دیجئے: کیا تم لوگوں نے اس بارے میں

اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ

کبھی سوچا ہے کہ جو رزق (۱۴) اللہ نے تمہارے لیے نازل کیا ہے اس میں سے تم از خود کچھ کو حرام اور کچھ کو حلال ٹھہراتے ہو؟

قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝۵۹ وَمَا ظَنُّ

کہہ دیجئے: کیا اللہ نے تمہیں (اس بات کی) اجازت دی ہے یا تم اللہ پر افتراء کر رہے ہو؟(59)اور جو لوگ اللہ پر جھوٹ

الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

بہتان باندھتے ہیں ان کا کیا خیال ہے کہ قیامت کے دن اللہ ان سے کیا سلوک کرے گا؟

عربی حاشیہ

21-پروردگار نے قرآن کو چار صفتوں سے متصف کیا ہے۔ یہ صاحبانِ فہم کو نصیحت کرتا ہے۔ دل کے بیماروں کو شفا دیتا ہے۔ بھٹکے ہوئے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے اور صاحبانِ ایمان کے لئے باعث رحمت ومغفرت اور ظاہر ہے کہ ایسی صفتوں والی کتاب فضل ورحمت الٰہی ہی کا نتیجہ ہوسکتی ہے لہٰذا اس کے نزول پر صاحبانِ ایمان کو خوش ہونا ہی چاہیے کہ عظیم رحمت الٰہی نازل ہوگئی ہے اور بڑا فضل خداوندی شامل حال ہوگیا ہے۔ اس کے مقابلہ میں مال ودولت کی کیا حقیقت ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۴) بعض افراد ایسے بدبخت ہوتے ہیں کہ خدا رزق دیتا ہے تو اس میں بھی اپنی طرف سے حرام وحلال بنانا شروع کر دیتے ہیں کہ خدا منع کرتا ہے تو بھی اسے حلال کر لیتے ہیں اور اجازت دیتا ہے تو بھی حرام بنانے لگتے ہیں۔

لَـذُوْ فَضْـلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۞۶۰ ع

اللہ تو لوگوں پر فضل کرنے والا ہے لیکن ان میں سے اکثر شکر نہیں کرتے۔ (60)

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ (22) وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا

اور (اے نبی) آپ جس حال میں ہوتے ہیں اور آپ قرآن میں سے اللہ کی طرف سے

تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ

جو تلاوت کر رہے ہوتے ہیں اور تم لوگ جو عمل بھی کرتے ہو دوران مصروفیت ہم

فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ

تم پر ناظر ہیں اور زمین و آسمان کی ذرہ برابر اور اس سے چھوٹی یا

وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ

بڑی کوئی چیز ایسی نہیں جو آپ کے رب سے پوشیدہ ہو اور روشن کتاب میں

كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۞۶۱ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ

درج نہ ہو۔(61) سنو! جو اولیاء اللہ ہیں انہیں نہ کوئی خوف طاری (۱۵) ہوگا اور نہ

لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۞۶۲ ۖۚ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۞۶۳ ؕ

وہ رنجیدہ ہوں گے۔(62) جو ایمان لائے اور تقوٰی پر عمل پیرا رہے۔(63)

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ (23) الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا

ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی۔

تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۞۶۴ ؕ

اللہ کے کلمات میں تبدیلی نہیں آسکتی۔یہی بڑی کامیابی ہے۔ (64)

عربی حاشیہ

22- شان اور بال کے معنی حالت کے ہوتے ہیں۔ ذرہ چھوٹی چیونٹی کو بھی کہتے ہیں اور غبار کے چھوٹے چھوٹے اجزا کو بھی۔

کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے جہاں کُل کائنات کے علوم کو جمع کر دیا گیا ہے اور اس کے بعد کتاب مبین کا علم امام مبین کو دے دیا گیا ہے۔

ف: واضح رہے کہ نفسانی اعمال کا مرکز اگرچہ روح ہے لیکن ان کا بھی دماغ اور دل سے قریب ترین رابطہ ہے دماغ فکری اعمال سے متاثر ہوتا ہے اور دل جذباتی اعمال سے اور اس لئے قرآن مجید کو شفاء قلب سے تعبیر کیا گیا ہے۔

23- صاحبانِ ایمان وتقویٰ کے لئے دنیا میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں وجہ مسرت یہ ہے کہ ان کا ایمان کامل اور تقویٰ کارآمد ہے اور خدا ان کے ساتھ ہے اور آخرت کی خوشی یہ ہے کہ جنت اور نعمات جنت انھیں کے لئے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۵) بعض اہلِ علم نے یہ مسئلہ اٹھایا ہے کہ اولیاء اللہ کے بارے میں خوف وحزن کے نہ ہونے کے کیا معنی ہیں جب کہ انبیاء و مرسلینؑ کے بارے میں بھی یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور اس کا حل یہ نکالا ہے کہ انہیں آخرت میں خوف وحزن نہ ہوگا۔ دنیا میں بہرحال ہوسکتا ہے۔ لیکن بظاہر اس مفہوم کو عام قرار دیا جاسکتا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ اولیاء خدا خدا پر ایمان اور اس کے خوف کی بنا پر کسی طاقت سے مرعوب نہیں ہوتے اور وہ ہمیشہ اپنے مالک کا اتباع کرتے رہتے ہیں لہٰذا اپنے کسی عمل پر محزون اور رنجیدہ نہیں ہوتے ہیں۔ اس کے بعد آیات و روایات میں وارد شدہ خوف وحزن کا تعلق اس مفہوم سے نہیں ہے جیسا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے کہ موسیٰ کو سانپ کا خوف نہیں تھا بلکہ قوم کی گمراہی کا خوف تھا اور اسی طرح بعض دیگر مقامات پر حزن کا اظہار غم یا واقعہ کی عظمت کی بناء پر کیا گیا ہے ورنہ پچھتانے کے معنی میں حزن ورنج اولیاء اللہ کے یہاں یقیناً نہیں پیدا ہوسکتا ہے اور یہ ایک بالکل واضح سی حقیقت ہے۔

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ (24) جَمِيعًا ۚ هُوَ

اور (اے نبی) آپ ان (کافروں) کی باتوں سے رنجیدہ نہ ہوں ساری بالا دستی یقیناً اللہ کے لیے ہے۔

السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦٥﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ

وہ خوب سننے والا 'دانا ہے ۔(65) آگاہ رہو! جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے

مَنْ فِي الْأَرْضِ ۗ وَمَا يَتَّبِعُ (25) الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ

یقیناً سب اللہ کی ملکیت ہے اور جو لوگ اللہ کے سوا دوسرے شریکوں کو

دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءَ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ

پکارتے ہیں وہ کسی چیز کے پیچھے چلتے ہیں اور وہ فقط اندازوں سے

إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ

کام لیتے ہیں۔(66) اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی

لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

تاکہ اس میں تم آرام پاؤ اور دن کو روشن بنایا ۔بتحقیق سننے والوں کے لیے

لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۖ

میں نشانیاں ہیں ۔(67) وہ کہتے ہیں :اللہ نے کسی کو بیٹا بنا لیا ہے ۔اس کی ذات پاک ہے۔

هُوَ الْغَنِيُّ ۖ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ إِنْ

وہ بے نیاز ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اسی کا ہے ۔کیا تمہارے پاس

عِنْدَكُمْ مِنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا ۚ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا

اس بات پر کوئی دلیل بھی ہے ؟کیا تم اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہو

عربی حاشیہ

ف: اولیاء اللہ وہ افراد ہیں جو مقام تقرب میں اس منزل پر فائز ہوگئے ہیں جہاں جلوۂ ربوبیت ہرآن نگاہ کے سامنے رہتا ہے اور ایسے افراد اس قدر بے نیاز غمِ دنیا ہوجاتے ہیں کہ انھیں دنیا کا خوف ہوتا ہے اور نہ اس کے فوت ہوجانے کا رنج والم ہوتا ہے۔

24-سورۃ منافقون میں عزت اللہ، رسول اور صاحبان ایمان کے لئے بیان کی گئی ہے یعنی اصل عزت اللہ کے لئے ہے اور اسی کی عزت سے رسول اور صاحبانِ ایمان بھی صاحبانِ عزت وکرامت ہیں۔

25-اولاً تو یہ شرکاء اس قابل نہیں ہیں کہ ان کا اتباع کیا جائے پھر یہ واقعاً شریک بھی نہیں ہیں لہٰذا ان کا اتباع کسی شریک کا اتباع نہیں ہے بلکہ وہم وگمان کا اتباع ہے اور اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ

جو تمہا رے علم میں نہیں ؟(68) کہہ دیجئے :جو اللہ پر جھوٹ بہتا ن با ندھتے ہیں وہ یقیناً

الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ؕ﴿۶۹﴾ مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا

فلاح نہیں پا ئیں گے۔ (69)وہ دنیا کا مزہ لے لیں پھر انہیں ہما ری طرف لوٹ کر آنا ہے

مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِیْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِیْدَ بِمَا

پھر ہم انہیں شدید عذاب چکھا ئیں گے اس کفر کی پا داش میں جس کے وہ

كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ع وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ

(وقف لازم ۱۳ ع)

مر تکب رہے ہیں۔(70) انہیں نو حؑ کا قصہ (۱۶) سنا دیجئے جب انہو ں نے اپنی قو م سے کہا:

لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكُمْ مَّقَامِیْ وَتَذْكِیْرِیْ [26]

اے میری قوم !اگر میرا تمہا رے درمیا ن رہنا اور اللہ کی آیات سنا کر تمہیں نصیحت کر نا تمہیں

بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَعَلَی اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْۤا اَمْرَكُمْ وَ

نا گوا ر گزرتا ہے تو میرا بھرو سہ اللہ پر ہے سوتم اپنے شر یکو ں کے سا تھ مل کر مضبو طی سے

شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا یَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَیْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْۤا

اپنا فیصلہ کر لو پھر اس فیصلے کا کو ئی پہلو تم پر پو شیدہ نہ رہے پھر میرے سا تھ جو کچھ کر نا ہے کر گزرو

اِلَیَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۷۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ

اور مجھے مہلت بھی نہ دو ۔(71)پس اگر تم نے منہ مو ڑلیا تو میں نے تم سے کو ئی معا وضہ

اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ

نہیں ما نگا میرا اجر تو صرف اللہ پر ہے اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں فر ما نبر دارو ں میں

عربی حاشیہ

ف: امام صادقؑ نے بشریٰ کے ذیل میں ارشاد فرمایا ہے کہ صاحبانِ ایمان وتقویٰ اپنے وقت آخر رسول اکرمؐ اور مولائے کائنات کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں اور یہ کائنات کی سب سے عظیم ترین بشارت ہے۔

26-یہ آیت دلیل ہے کہ بیدینوں سے دینداروں کی تبلیغ اور نصیحت تو بڑی بات ہے ان کا وجود بھی برداشت نہیں ہوتا ہے اور دیندار خدا کے بھروسہ پر سب کو چیلنج کرتے رہتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۶) جب کفار ومشرکین نے پیغمبرؐ اسلام کو طرح طرح سے ستانا شروع کیا۔ دیوانہ کہا، جادوگر کہا، قتل کا منصوبہ بنایا تو پروردگار نے بھی اشارہ کر کے براہِ راست جھگڑا کرنے کے بجائے گذشتہ انبیاء اور ان کی قوموں کا تذکرہ سنایا تا کہ کفار اسی آئینہ میں اپنی شکل دیکھ سکیں کہ یہ وہی سب کچھ کہہ رہے ہیں اور کر رہے ہیں جو سابق امتوں نے کیا تھا اور پیغمبر وہی پیغام دے رہے ہیں جو سابق انبیاء نے دیا تھا۔ اس کے بعد جب قوموں نے ان کی بات کا انکار کیا اور ستانے پر آمادہ ہو گئے تو انہوں نے تن تنہا نصرت الٰہی کے بھروسہ پر پوری قوم کو چیلنج کر دیا اور کوئی کچھ نہ بگاڑ سکا بلکہ خود ہی تباہ و برباد ہو گئے...... اسی طرح تمہارا پیغام، تمہارا اعتماد اور تمہارا چیلنج بھی سامنے آجائے گا اور انہیں اپنا انجام بھی معلوم ہو جائے گا۔

الْمُسْلِمِينَ ﴿٧٢﴾ فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَمَن مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ

شامل رہوں ۔(72) مگر جب انہوں نے نوحؑ کی تکذیب کی تو ہم نے انہیں اور لوگوں کو جو ان کے ساتھ

وَجَعَلْنَاهُمْ خَلَائِفَ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۖ

کشتی میں سوار تھے بچا لیا اور انہیں (زمین پر) جانشین بنا دیا اور ان سب کو غرق کر دیا جنہوں نے ہماری آیات کو

فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنذَرِينَ ﴿٧٣﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِن

جھٹلا یا تھا پھر دیکھ لو جنہیں تنبیہ کی گئی تھی (نہ ماننے پر) ان کا کیا انجام ہوا ۔(73) پھر نوحؑ کے بعد

بَعْدِهِ رُسُلًا [27] إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا

ہم نے بہت سے پیغمبروں کو اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجا پس وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے

كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا بِهِ مِن قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ نَطْبَعُ

مگر وہ جس چیز کی پہلے تکذیب کر چکے تھے اس پر ایمان لانے والے نہ تھے اس طرح ہم حد سے تجاوز

عَلَىٰ قُلُوبِ الْمُعْتَدِينَ ﴿٧٤﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِن بَعْدِهِم مُّوسَىٰ

کرنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں۔(74) پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ

وَهَارُونَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ بِآيَاتِنَا فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا

اور ہارون کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا تو انہوں نے

قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِندِنَا قَالُوا

تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے ۔(75) پھر جب ہمارے ہاں سے حق ان کے پاس آیا تو کہنے لگے:

إِنَّ هَٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿٧٦﴾ قَالَ مُوسَىٰ أَتَقُولُونَ لِلْحَقِّ

بے شک یہ تو صریح جادو ہے ۔(76) موسیٰ نے کہا: جب حق تمہارے پاس آیا

عربی حاشیہ

27- جناب ابراہیمؑ جناب ہودؑ اور جناب صالحؑ وغیرہ مراد ہیں کہ کفار ان کی تصدیق صرف اس لئے نہیں کر سکے کہ پہلے سے ان حقائق کا انکار کر چکے تھے اور یہ حق کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہوتی ہے کہ انسان گمراہی میں اتنی دور نکل جائے کہ واپس آنا مشکل ہو جائے۔

ف: آیت نمبر ۷۳ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ نجات کا ذریعہ سفینۂ نجات تھا اور یہ نجات صرف ڈوبنے سے بچنے کی حد تک محدود نہیں رہی بلکہ انھیں اہلِ ستم کے اموال واملاک کا مالک بھی بنا دیا گیا اور پھر اہلِ ستم کو غرق کر کے انھیں ہر خطرہ سے محفوظ کر دیا گیا ہو۔ ایمان وتقویٰ کا دنیاوی فائدہ ہے۔ آخرت کا اجر وثواب تو بہت ہی عظیم وکثیر ہے۔

ف: قرآن مجید نے بار بار سحر کے مقابلہ میں لفظ حق کا استعمال کر کے یہ واضح کر دیا ہے کہ سحر بااثر بھی ہو تو بے بنیاد ہی ہوتا ہے اور اس کی کوئی

اردو حاشیہ

لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْٓا

تو کیا اس کے بارے میں یہ کہتے ہو: کیا یہ جادو ہے؟ جب کہ جادوگر تو کبھی فلاح نہیں پاتے۔(77) وہ کہنے لگے:

اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا

کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہمیں اس راستے سے پھیر دو جس پر ہم نے باپ (۱۷) دادا کو پایا ہے

الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ وَ

اور ملک میں تم دونوں کی بالادستی قائم ہو جائے؟ اور ہم تو تم دونوں کی بات ماننے والے نہیں ہیں۔(78) اور

قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَآءَ

فرعون نے کہا: تمام ماہر جادوگروں کو میرے پاس لے آؤ۔(79) جب جادوگر

السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا[28] مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّآ

حاضر ہوئے تو موسیٰ نے ان سے کہا: تمہیں جو کچھ ڈالنا ہے ڈالو۔(80) پس

اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ[29] ؕ

جب انہوں نے ڈالا تو موسیٰ نے کہا: جو کچھ تم نے پیش کیا ہے وہ جادو (۱۸) ہے اللہ یقیناً اسے نابود کر دے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ

بے شک اللہ مفسدوں کے کام نہیں سدھارتا۔(81) اور اللہ اپنے فیصلوں سے حق کو ثابت کر دکھاتا ہے

بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا

ع ۸ ۱۲/۱۳

خواہ وہ مجرموں کو ناگوار گزرے۔(82) چنانچہ موسیٰ پر

ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ

ان کی اپنی قوم کے چند افراد کے سوا کوئی ایمان نہ لایا فرعون اور اس کے سرداروں سے

عربی حاشیہ

حقیقت نہیں ہوتی ہے۔ ساحر کبھی کامیاب بھی نہیں ہوسکتا ہے کہ اس کی نظر میں دنیاوی مفادات کے علاوہ کوئی ہدف ہی نہیں ہوتا ہے جس کی بنا پر اس کی فلاح اور کامیابی کا تصور کیا جا سکے۔

ف: بعض حضرات کا خیال ہے کہ خدا کے جادو کو باطل کر دینے کا مقصد یہ ہے کہ اس کی ایک حقیقت ہے لیکن خدا اسے باطل کر دے گا اور بے حقیقت بنادے گا اور یہ بات صحیح بھی ہو تو اتنی بات تو بہرحال مسلم ہے کہ جادوگر سماج میں ایک مفسد کا درجہ رکھتا ہے اور نبی خدا ایک مصلح ہوتا ہے۔ خدا مفسدین کے عمل کو کامیاب نہیں ہونے دیتا ہے۔

28- یہ بات جناب موسیٰؑ نے بطور تحدی واستہزاء کہی تھی ورنہ نبی خدا جادوگری کے مظاہرہ کا تقاضا نہیں کرسکتا ہے۔

29- جادوگر باطل ہوتا ہی ہے عنقریب خدا اس کے باطل ہونے کا اظہار اور اعلان بھی کر دے گا۔

اردو حاشیہ

(۱۷) باپ دادا کا راستہ ہر گمراہ کے لئے ایک مصیبت بن جاتا ہے اور وہ اسے ترک کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا ہے حالانکہ درحقیقت یہ صرف ایک بہانہ ہوتا ہے اور انسان اپنی حیثیت عرفی کو خطرہ میں دیکھ کر حقائق کا انکار کرتا ہے اور پھر دوسرے افراد کو ساتھ لینے کے لئے باپ دادا کا حوالہ دیتا ہے۔

(۱۸) عام انسانوں کے لئے جادو اور معجزہ میں فرق کرنا بہت مشکل ہوتا ہے کہ عام نگاہیں صرف ظاہر کو دیکھا کرتے ہیں اور ظاہر کے اعتبار سے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ معجزہ اور جادو کا فرق واقعیت کے اعتبار سے ہوتا ہے کہ معجزہ واقعیت کا حامل ہوتا ہے اور جادو صرف ظاہری چشم بندی کا ذریعہ ہوتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس ظاہری چشم بندی کا بھی کوئی نہ کوئی اثر ضرور ہوتا ہے لیکن وہ جادوگر کی موجودگی ہی تک محدود رہتا ہے اس کے بعد ختم ہو جاتا ہے اور معجزہ مدتوں اپنے اثرات کو باقی رکھتا ہے۔ جادوگروں نے جناب موسیٰؑ کے معجزہ کی حقیقت کو پہچان لیا تو ایمان لے آئے اور فرعون جاہل کا جاہل ہی رہ گیا۔ وہ جناب موسیٰؑ کو بڑا جادوگر ہی سمجھتا رہا اور دولتِ ایمان سے محروم رہ گیا۔

يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ

خوف کی وجہ سے کہ کہیں وہ انہیں مصیبت سے دو چار کر دیں کیونکہ ملک میں فرعون کی بالا دستی تھی

الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ

اور وہ حد سے بڑھا ہوا تھا۔(83) اور موسیٰ نے کہا :اے میری قوم !اگر تم اللہ پر ایمان (۱۹) لائے ہو

بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَقَالُوْا

اور فرمانبردار بھی ہو تو اسی پر بھروسا کرو۔(84)پس انہوں نے کہا:

عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ۙ

ہم نے اللہ پر بھروسا کیا ہے ۔ پروردگارا ہمیں ظالموں کے لیے (ذریعہ) آزمائش نہ بنا۔ (85)

وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ

اور اپنی رحمت سے ہمیں کافروں سے نجات عطا فرما۔(86)اور ہم نے

اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّ

موسیٰ اور ان کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ مصر میں اپنی قوم کے لیے

اجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً [30] وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ

مکانات مہیا کرو اور اپنے مکانوں کو قبلہ بناؤ اور نماز قائم کرو اور مومنوں کو

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ

بشارت دو ۔(87)اور موسیٰ نے عرض کی :اے ہمارے پروردگار !تو نے فرعون

وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا

اور اس کے درباریوں کو دنیاوی زندگی میں زینت بخشی اور دولت سے نوازا ہے ۔

عربی حاشیہ

آخری فقرہ علامت ہے کہ خدا باطل کی تائید نہیں کرتا ہے اور یہی اس کا قانون عدالت معجزات کے برحق ہونے کی دلیل بنتا ہے۔

30- قبلہ یعنی جو چیز سامنے ہو اور اسی لئے بعض مفسرین نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ مکانات کو آمنے سامنے ایک جگہ پر بناؤ کہ اس طرح علاقہ محفوظ رہتا ہے اور بعض حضرات نے قبلہ سے قبلہ ہی مراد لیا ہے کہ گھروں سے مسجدوں کا کام لیا جائے۔

ف: آیت نمبر ۸۳ کے بارے میں بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ موسیٰ ہی کی قوم کے نوجوان تھے جو بروقت ایمان لے آئے تھے اور باقی افراد بعد میں اس قوی دھارے میں شامل ہوئے تھے جو دنیا کے ہر انقلاب کا طریقہ ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۹) ایمان والے ابتدا میں فرعون کے جاہ و جلال سے مرعوب تھے تو جناب موسیٰ ؑ نے ایک ابدی معیار بتا دیا کہ جس کا ایمان اللہ پر ہوتا ہے اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے وہ کسی طاقت سے خوفزدہ نہیں ہوتا اور یہی معنی ہیں اولیاء اللہ کے خوف و ہراس سے محفوظ رہنے کے......!

عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى

پروردگار! کیا یہ اس لیے ہے کہ یہ لوگ (دوسرں کو) تیری راہ سے بھٹکائیں؟ پروردگار! ان کی دولت کو برباد کردے

قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٨٨﴾

اور انکے دلوں کو سخت کردے تا کہ یہ لوگ دردناک عذاب کا سامنا کرنے تک ایمان نہ لائیں۔(88)

[31] قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ

اللہ نے فرمایا: تم دونوں کی دعا قبول [۲۰] کی گئی ہے پس تم دونوں ثابت قدم رہنا اور ان لوگوں کے

سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٩﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

راستے پر نہ چلنا جو علم نہیں رکھتے ۔(89) اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے گزاردیا

الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ۭ حَتّٰٓى

تو فرعون اور اس کے لشکر نے سرکشی اور زیادتی کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا

اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ

یہاں تک کہ جب فرعون غرق ہونے لگا تو کہنے لگا: میں ایمان لے آیا کہ اس ذات کے سوا

اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٩٠﴾

کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمانوں میں سے ہو گیا ہوں۔ (90)

[32] آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٩١﴾

(جواب ملا) اب (ایمان لاتا ہے) جب کہ تو پہلے نافرمانی کرتا رہا اور فسادیوں میں سے تھا؟ (91)

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ

پس آج ہم تیری [۲۱] لاش کو بچائیں گے تا کہ تو بعد میں آنے والوں کے لیے عبرت کی نشانی بنے

عربی حاشیہ

ف: فرعون کا ایمان لانے میں خدائے بنی اسرائیل کا حوالہ دینا دلیل ہے کہ اس ایمان کا اظہار صرف نجات کی لالچ میں تھا اور خدا نے بھی بدن کو اسی لئے محفوظ رکھ لیا کہ بعد میں فرعون والے یہ نہ کہنے پائیں کہ فرعون زندہ ہے اور اسے کوئی غرق نہیں کرسکتا ہے۔ لغت میں بدن عظیم جثہ کو کہا جاتا ہے اور یہ لفظ زرہ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

31-انبیاء کرام غلطی نہیں کرسکتے مگر خدا نے تنبیہ کرکے عوام الناس کو مایوس کردیا کہ خبردار کسی نبی خدا سے اپنے اتباع کا تقاضا نہ کرنا۔ وہ ایسا کوئی اقدام نہیں کرسکتا ہے۔

32- آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بڑے سے بڑا ظالم بھی ایک دن اپنے کئے پر پشیمان ضرور ہوتا ہے لیکن اس کا وقت نکل جاتا ہے تو پشیمانی کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے اور درحقیقت یہی پشیمانی مظلوم کی فتح کی نشانی بن جاتی ہے چاہے وہ فرعون کی توبہ ہو یا صدیقہ

اردو حاشیہ

(۲۰) قبطیوں کے پاس مال و دولت کی فراوانی نے انہیں بغاوت پر آمادہ کیا تو جناب موسیٰ ؑ نے اموال کی بربادی کی دعا کی۔ قدرت نے دعا قبول کر لی لیکن اس کے بعد موسیٰ ؑ کو استقامت کا حکم دے دیا کہ تمہیں اپنا جہادِ تبلیغ جاری رکھنا ہے اور دشمن کی بربادی سے مطمئن نہیں ہو جانا ہے۔

(۲۱) فرعون نے بنی اسرائیل کا پیچھا کیا۔ بنی اسرائیل کے سامنے دریا آیا تو جناب موسیٰ ؑ نے عصا مار کر راستہ بنا دیا۔ پھر سب کے الگ الگ راستے بنا دیئے اور درمیان میں پانی میں جالیاں بنا دیں تا کہ سب ایک دوسرے کو دیکھتے رہیں۔ فرعون نے بھی بنا بنایا راستہ دیکھا تو اسی پر چل پڑا لیکن جب سارا لشکر پانی میں آ گیا۔ تو قدرت نے غرق کر دیا۔ فرعون نے توبہ شروع کر دی۔ قدرت نے جواب دیا کہ دوسروں کو گمراہ کرنے کے بعد توبہ قبول نہیں ہوا کرتی البتہ تیرے جسم کو برائے عبرت ضرور باقی رکھا جائے گا۔

اس واقعہ سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ نبی کے بنائے ہوئے راستہ پر چلنا بھی نجات کا سبب نہیں ہوتا ہے جب تک انسان کی نیت صاف نہ ہو ورنہ کوئی انسان نبی کے راستہ پر نبی کے خاتمہ یا ان کے پیغام کی بربادی کی نیت سے چلے گا تو بربادی کے علاوہ کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿٩٢﴾ ع وَ

اگر چہ بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے غافل رہتے ہیں۔ (92) بتحقیق

لَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ (33) وَّ رَزَقْنٰهُمْ

ہم نے بنی سرائیل کو خوشگوار ٹھکانے فراہم کیے اور انہیں پاکیزہ رزق سے نوازا

مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۭ

پھر انہوں نے اختلاف نہیں کیا یہاں تک کہ ان کے پاس علم آ گیا۔ آپ کا رب قیامت کے

اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ

دن ان کے درمیان یقیناً ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں یہ لوگ اختلاف

يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٩٣﴾ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ

کرتے رہے ہیں۔ (93) اگر آپ کو اس (۲۲) بات میں کوئی شبہ ہے جو ہم نے آپ پر نازل کی ہے

فَسْــَٔـلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ

تو ان لوگوں سے پوچھ لیں جو آپ سے پہلے کتاب پڑھ رہے ہیں۔ آپ کے

جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿٩٤﴾ لا

رب کی طرف سے آپ کے پاس حق آچکا ہے لہٰذا آپ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔ (94)

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ

اور ہرگز ان لوگوں میں سے نہ ہوں جنہوں نے اللہ کی نشانیوں کی تکذیب کی ورنہ آپ نقصان اٹھانے والوں

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٩٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ

میں سے ہوں گے۔ (95) جن لوگوں کے بارے میں آپ کے رب کا فیصلہ قرار پا چکا ہے

عربی حاشیہ

طاہرہ سے معافی کی درخواست ہو یا یزید کا اپنے محل کے اندر گریہ، یہ سب ندامتیں بعد از وقت تھیں جن کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکا۔

33- بعض حضرات نے اس منزل سے مراد ملک شام اور فلسطین کو قرار دیا ہے لیکن بظاہر مصر ہی مراد ہے کہ قدرت نے فرعون کو غرق کر کے اسی کی جگہ پر بنی اسرائیل کو آباد کیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۲) یہ تبلیغ کا بہترین انداز ہے کہ دشمن کے بجائے اپنوں کو مخاطب بنایا جائے اور وہ یہ کہے کہ ہم نے تو تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے اور بات صحیح ثابت ہوئی ہے۔ اب تم بھی تجربہ کرو شاید تم پر بھی حقیقت واضح ہو جائے۔

رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا

یقیناً ایمان نہیں لائیں گے۔(96) اگر چہ ان کے پاس ہر قسم کی نشانی آجائے جب تک

الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٩٧﴾ فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ

دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔(97) کیا کوئی بستی ایسی ہے کہ (بر وقت) ایمان لائی ہو اور اس کا ایمان

فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ

اس کے لیے سود مند ثابت ہوا ہو سوائے قوم یونس [۲۳] کے؟ جب وہ ایمان لائے تو ہم نے دُنیا کی

عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿٩٨﴾

زندگی میں رسوائی کا عذاب اسے ٹال دیا اور ایک مدت تک انہیں (زندگی سے) بہرہ مند رکھا۔(98)

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ [34] لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ

اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو تمام اہل زمین ایمان لے آتے؛

اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾ وَمَا كَانَ

پھر کیا آپ لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کر سکتے ہیں؟(99) اور کوئی

لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ [35] ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ

شخص اللہ کے اذن کے بغیر ایمان نہیں لا سکتا اور جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے

عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٠﴾ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ

اللہ انہیں پلیدی میں مبتلا کر دیتا ہے۔(100) کہہ دیجئے: آسمانوں اور زمین میں نظر ڈالو کہ

وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا

ان میں کیا چیزیں ہیں اور جو قوم ایمان لانا ہی نہ چاہتی ہو اس کے لیے آیات اور تنبیہیں

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ قرآن کی تنزیل میں شک رسول اکرمؐ کو نہیں تھا یہ لہجہ صرف مسئلہ کی اہمیت کے پیشِ نظر استعمال کیا گیا ہے تا کہ ہر انسان کو متوجہ کیا جاسکے۔

ف: واضح رہے کہ قوم یونس نے نزول عذاب سے پہلے ہی آثار کو دیکھ کر ایک عالم کی رہنمائی میں توبہ کر لی تھی ورنہ نزول عذاب کے بعد توبہ کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے اور یہ بھی علم کے فوائد میں سے ایک عظیم ترین فائدہ تھا کہ عالم نے قوم کو نجات دلا دی۔

34- مشیت الٰہی کے دو طریقے ہیں۔ کبھی خدا بندوں سے کام لینا چاہتا ہے اور کبھی خود کرنا چاہتا ہے۔ بندوں کے کام میں انھیں آزاد رکھتا ہے اور اپنے کام کن فیکون کے انداز سے انجام دیتا ہے ایمان لانا بندوں کا کام ہے لہٰذا نہ خدا اس پر جبر کرتا ہے اور نہ نبی کو جبر کرنے کا حکم دیتا ہے۔

35-اجازت سے مراد یہ ہے کہ بندہ

اردو حاشیہ

(۲۳) جناب یونسؑ کو صاحب الحوت اور ذوالنون بھی کہا جاتا ہے۔ موصل میں نینوئ کی سرزمین پر مدت تک تبلیغ کرتے رہے اور ایک لاکھ سے زیادہ افراد میں سے صرف دو افراد ایمان لائے ایک عالم اور ایک عابد۔ بالآخر آپ نے عذاب کی دعا کر دی قوم کو باخبر کر دیا کہ عذاب آنے ہی والا ہے اور عذاب کی آمد سے پہلے خود روانہ ہو گئے کہ یہ دردناک منظر نہ دیکھیں۔ ادھر عالم نے قوم کو ہوشیار کیا اور لوگوں نے صحرا میں جا کر ماؤں اور بچوں کو الگ کر کے فریاد کرنا شروع کی اور آیا ہوا عذاب ٹل گیا۔

جناب یونسؑ دریا کے قریب پہنچے تو ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ کشتی کو ایک مچھلی نے روک لیا۔ لوگوں نے کہا کہ اسے غذا درکار ہے۔ قرعہ اندازی کی۔ جناب یونسؑ کا نام نکلا۔ تو انہیں مچھلی کے حوالے کر دیا گیا۔ مچھلی نے انہیں نگل لیا تو استغفار کیا اور اس کے نقصان سے محفوظ رہے۔ مچھلی نے ایک مدت کے بعد ساحل پر لا کر چھوڑ دیا۔ پلٹ کر وطن آئے تو قوم کو خوش و خرم پایا اور مطمئن ہو گئے۔ گویا ادھر توبہ نے قوم کو بچایا اور ادھر استغفار نے جناب یونسؑ کو نجات دی اور قدرت نے واضح کر دیا کہ مبلغ کو قوم سے الگ نہیں ہونا چاہئے اور اپنا کام کرتے رہنا چاہئے اور دشمنوں کو بھی معلوم ہونا چاہئے کہ استغفار صرف آخرت میں کام نہیں آتا ہے بلکہ دنیا کے مصائب سے بھی نجات دلا سکتا ہے۔

يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠١﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا

کچھ کام نہیں دیتیں۔(101) اب یہ لوگ اس کے سوا کس انتظار میں ہیں کہ اس طرح کے برے دن دیکھیں جو ان سے

مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾

پہلے کے لوگ دیکھ چکے ہیں؟ کہہ دیجئے پس تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں ۔(102)

(36) ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا

پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو نجات دیں گے یہ بات ہمارے ذمے ہے کہ

نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٣﴾ ع قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ

ع ۱۰ ۱۱ ۱۵

ہم مومنین کو نجات دیں۔(103) کہہ دیجئے :اے لوگو !اگر تمہیں میرے دین میں

مِّنْ دِيْنِيْ فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

کوئی شک ہے تو (جان لو کہ)تم اللہ کو چھوڑ کر جن کی پرستش کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کرتا

اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۖۚ وَاُمِرْتُ

بلکہ میں تو صرف اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور مجھے

اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٤﴾ ۙ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ (37)

یہی حکم ملا ہے کہ میں ایمان والوں میں سے رہوں ۔(104)اور یہ کہ آپ یکسوئی کیساتھ

لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٥﴾ وَ

اپنا رخ دین کی طرف ثابت رکھیں اور ہرگز مشرکوں میں سے نہ ہوں۔ (105) اور

لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ

اللہ کے سوا کسی ایسی چیز کو نہ پکاریں جو آپ کو نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتی ہے

عربی حاشیہ

ایسے حالات حاصل کرے کہ عقل استعمال کرسکے ورنہ عقل استعمال نہ کرنے والے پر رجس اور کفر ثابت ہوجاتا ہے اور وہ اسلام کے لئے موفق نہیں ہوتا ہے۔

36-اہلسنت اس نکتہ پر غور کریں جو یہ سوچتے ہیں کہ خدا عدالت سے بالاتر ہے اور جو کام چاہے انجام دے سکتا ہے۔کیا اتنے صریح وعدہ کے بعد بھی خلاف ورزی کا کوئی امکان ہے۔

37-پیغمبرؐ اسلام سے خطاب مسئلہ کی اہمیت کے اظہار کا بہترین ذریعہ ہے کہ اس مرحلہ پر کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ہوسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَ اِنْ

اور نہ نقصان ۔اگر آپ ایسا کریں گے تو یقیناً آپ ظالموں میں شمار ہوں گے۔ (106) اور اگر

يَّمْسَسْكَ[38] اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اِنْ

اللہ آپ کو کسی تکلیف میں ڈالے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو اس تکلیف کو دور کرے اور اگر

يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

اللہ آپ سے بھلائی کرنا چاہے تو اس کے فضل [۲۴] کو روکنے والا کوئی نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے

مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

فضل کرتا ہے اور وہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ (107) کہہ دیجئے :اے لوگو! جب تمہارے

قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا

رب کی جانب سے حق تمہاری طرف آچکا ہے پس جو کوئی ہدایت حاصل کرتا ہے

يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَ

تو اپنی ذات کے لیے اور جو گمراہی اختیار کرتا ہے تو وہ بھی اپنی ذات کو گمراہ کرتا ہے اور

مَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۸﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ

میں تمہارا ذمے دار نہیں ہوں۔(108)اور (اے نبی) آپ کی طرف جو وحی بھیجی جاتی ہے

وَ اصْبِرْ[39] حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَ هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ ع

اس کی پیروی کریں اور اللہ کا فیصلہ آنے تک صبر کریں اور وہ فیصلہ کرنے والا ہے ۔(109)

عربی حاشیہ

ف: سورہ مبارکہ ہود کے بارے میں رسول اکرمؐ کا مشہور و معروف ارشاد گرامی ہے کہ اس کی ایک آیت کے حکم استقامت نے مجھے بوڑھا بنادیا ہے اور امر الٰہی کے مطابق استقامت کرنا کوئی معمولی کام نہیں ہے۔

38- اس سے مراد غیر اختیاری نقصانات ہیں جیسے ارضی اور سماوی آفات یا پیدائشی امراض کہ ان میں انسان کا دخل نہیں ہوتا ہے اور خدا ہی ان کا علاج کرسکتا ہے۔ ورنہ باقی سب کا انسان خود ذمہ دار ہے۔

39- درحقیقت صبر ہی کشائش احوال کی کلید کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کے بغیر کسی امر میں کامیابی نہیں ہوسکتی ہے۔ انبیاء کرام نے بھی صبر ہی کی مدد سے سارے معرکے سر کئے ہیں اور صاحبانِ ایمان کو بھی یہی راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

اردو حاشیہ

(۲۴) لفظ فضل اس بات کی علامت ہے کہ اللہ کی طرف سے برائی اور نقصان کسی عمل کے نتیجہ میں ہوتا ہے لیکن نیکی اور بھلائی صرف اس کا فضل و کرم ہے اور اس میں انسان کا کوئی دخل نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کے رد کرنے پر بھی انسان قادر نہیں ہے اور وہ اپنا فضل و کرم شامل حال کرنا چاہے تو کوئی روکنے والا نہیں ہے۔

ركوعاتها ١٠ ﴿ ١١ سُورَةُ هُودٍ مَكِّيَّةٌ ٥٢ ﴾ آياتها ١٢٣

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۙ﴿۱﴾

الف لام را۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی آیات مستحکم کی گئی ہیں پھر ایک باحکمت باخبر ذات کی طرف سے تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔(1)

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۙ﴿۲﴾ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا

کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ میں اللہ کی طرف سے تمہیں تنبیہ کرنے والا اور بشارت دینے والا ہوں۔(2) اور یہ کہ

رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ

اپنے رب سے مغفرت طلب کرو پھر اس کے آگے توبہ کرو وہ تمہیں مقررہ مدت تک (دنیا میں) اچھا متاع زندگی فراہم کرے گا اور

يُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

ہر زیادہ عمل کرنے والے کو اس زیادہ کا بھی اجر دے گا اور اگر تم نے منہ پھیر لیا تو مجھے تمہارے بارے میں ایک بڑے

عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ﴿۳﴾ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴﴾

دن کے عذاب کی طرف کا خوف ہے۔(3) تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔(4)

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ

آگاہ رہو! یہ لوگ اپنے سینوں کو لپیٹ لیتے ہیں تاکہ اللہ سے چھپائیں۔ یاد رکھو! جب یہ اپنے کپڑوں سے

ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۵﴾

ڈھانپتے ہیں تب بھی وہ ان کی علانیہ اور پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے، وہ دلوں کی باتوں سے یقیناً خوب واقف ہے۔(5)

عربی حاشیہ

40- قرآن مجید میں مفاہیم کے اعتبار سے محکم اور متشابہ دونوں ہیں لیکن نظم و ضبط اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے ساری آیتیں محکم اور سارے بیانات مفصل اور واضح ہیں۔

41- استغفار ماضی کے گناہوں کی معافی طلب کرنا ہے اور توبہ اس کے ماسوا مستقبل میں گناہ نہ کرنے کا عزم بھی ہے جو خدا کی طرف متوجہ رہنے کا لازمہ ہے۔

ف: یثنون ثنی سے مشتق ہے جس کے معنی مختلف حصوں کے ایک دوسرے سے قریب تر کردینے کے ہیں اور اس سے "اثنان" بھی نکلا ہے اور بقولے اسی سے "ثناخوانی" بھی ماخوذ ہوئی ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۵) یہ سورۂ مبارکہ مکی ہے اور اسی لئے اس میں عقائد کی تفصیل پر زور دیا گیا ہے اور پہلے فصاحت و بلاغت قرآن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد خدائے حکیم و خبیر کا پہلا پیغام سنایا گیا ہے کہ اسی کی عبادت کی جائے اور اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ اس کے بعد توبہ و استغفار کی دعوت دی گئی ہے کہ اس کا اثر دنیا میں خوبصورت زندگی اور ایک مدت تک بقا ہے ورنہ اس راستے کے چھوڑنے والوں کو کسی وقت بھی یکسر برباد کیا جاسکتا ہے۔ پھر صاحبانِ فضل کو ان کے فضل کا بدلہ بھی ملتا ہے اور بعض روایات میں صاحبِ فضل سے حضرت علیؑ کو مراد لیا گیا ہے کہ امت میں ان سے بڑا صاحبِ فضل کون ہوسکتا ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ

اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو اور جانتا ہے کہ

مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿٦﴾

اس کی جائے قرار کہاں ہے۔اور عارضی جگہ کہاں ہے سب کچھ روشن کتاب میں موجود ہے۔ (6)

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّ

اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں بنایا اور

كَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ

اس کا عرش پانی [1] پر تھا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سب سے بہتر عمل کرنے [2] والا کون ہے

وَلَئِن قُلْتَ إِنَّكُم مَّبْعُوثُونَ مِن بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ

اور (اے نبی) اگر آپ (لوگوں سے) یہ کہہ دیں کہ تم مرنے کے بعد

الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿٧﴾ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا

اٹھائے جاؤ گے تو کافر ضرور کہیں گے: یہ تو محض کھلا جادو ہے۔ (7) اور اگر ہم

عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَىٰ أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لَّيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ ۗ

ایک مقررہ مدت تک ان سے عذاب کو ٹال دیں تو وہ ضرور کہنے لگتے ہیں: اسے کس نے روک رکھا ہے؟

أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِم مَّا

آگاہ رہو! جس دن ان پر عذاب واقع ہوگا تو ان سے ٹالا نہیں جائے گا اور جس چیز کا وہ مذاق اڑا رہے ہیں

كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٨﴾ ع وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً

وہی انہیں گھیر لے گی۔ (8) اور اگر ہم انسان کو اپنی رحمت سے نوازنے کے بعد

عربی حاشیہ

ف: لفظ دابہ دبیب یعنی حرکت سے نکلا ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ رزق کی ضمانت حاصل کرنے کے لئے بھی حرکت کی ضرورت ہے چاہے وہ فطری اور طبعی ہی کیوں نہ ہو۔

1- بعض حضرات نے مستقر سے دنیا کا ٹھکانا اور مستودع سے مرنے کے بعد سونپے جانے کی جگہ کو مراد لیا ہے اور بعض نے مستقر دنیا کا ٹھکانا اور مستودع دنیا میں آنے سے پہلے رحم مادر کو مراد لیا ہے جہاں انسان عارضی طور پر رہتا ہے اور یہی زیادہ مناسب بھی ہے اس لئے کہ تذکرہ رزق کا ہے اور رزق مرنے کے بعد قبر میں نہیں دیا جاتا ہے اور یہ رزق رحم مادر میں بھی ملتا ہے اور دنیا میں مخلوقات کے ٹھکانے پر بھی ملتا رہتا ہے۔

واضح رہے کہ رزق کی ضمانت کے معنی یہ ہرگز نہیں ہیں کہ انسان کام کرنا اور محنت کرنا ترک کردے۔

اردو حاشیہ

(۱) اس فقرہ سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ پانی زمین و آسمان کی خلقت سے پہلے موجود تھا اور اسی کی طرف امیر المومنین نے نہج البلاغہ میں بھی اشارہ کیا ہے لیکن یہ پانی کیا ہے اور کہاں سے آیا تھا اور اس سے کائنات کس طرح تیار ہوئی ہے اس کا واقعی علم سوائے پروردگار کے کسی عام انسان کو نہیں ہے۔

(۲) یہاں سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ رزق کی ضمانت آرام کے لئے نہیں ہے بلکہ آزمائش کے لئے ہے کہ رب العالمین یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون اپنے رزق کو کس راہ سے لیتا ہے اور کس راہ میں خرچ کرتا ہے۔ اگر اسی کے بتائے ہوئے راستے سے حاصل کرتا ہے اور اسی کی راہ میں خرچ کر دیتا ہے تو کامیاب ہے ورنہ ناکام اور نامراد ہے۔

ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ ۝۹ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ

وہ نعمت اس سے چھین لیں تو بیشک وہ نا امید اور ناشکرا ہو جاتا ہے۔ (9) اور اگرہم اسے

نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ

تکلیفوں کے بعد نعمتوں سے نوازتے ہیں تو ضرور کہہ اٹھتا ہے :سا رے دکھ مجھ سے دور ہو گئے۔

عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝۱۰ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ

بے شک وہ خوب خو شیا ں منا نے اور اکڑ نے لگتا ہے ۔(10)البتہ صبرکر نے وا لے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۱۱

نیک اعما ل بجا لا نے والے ایسے نہیں ہیں ان کے لیے تو مغفر ت اور بڑا اجرہے۔ (11)

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَ ضَآئِقٌۢ

(اے رسولؐ) آپ (۳) کی طرف جو وحی کی گئی ہے شا ید آپ اس کا کچھ حصہ چھو ڑنے وا لے ہیں

بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ

اوران کی اس با ت پر دل تنگ ہو رہے ہیں کہ ا س پر خزانہ کیوں نا زل نہیں ہو ا

اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى

یا اس کے سا تھ کو ئی فر شتہ کیوں نہیں آیا ؟آپ تو صرف تنبیہ کر نے وا لے ہیں اور اللہ

كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝۱۲ؕ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا

ہرچیز کا ذمے دار ہے۔ (12) کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نے

بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ

(قرآن کو) خود بنایا ہے؟ کہہ دیجئے: اگر تم سچے ہو تو

عربی حاشیہ

محنت بہر حال ایک فریضہ ہے جس سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ رزق کی ضمانت اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ محنت ضائع نہ ہوگی اور اسی لئے شہداء راہِ خدا سے مرنے کے بعد رزق کا وعدہ کیا گیا ہے کہ شہادت بے اثر اور بے فیض نہیں ہوسکتی ہے۔

ف: آیت نمبر ۸ میں امتِ معدودہ کی ایک تفسیر انصار امام مہدی سے بھی کی گئی ہے اور اس بنیاد پر یہ آیت عام ہو جائے گی صرف دور پیغمبرؐ کے مشرکین تک محدود نہ رہے گی۔

عام طور سے انسانوں میں یہ چار کمزوریاں ہوتی ہیں نعمت نہ ملنے پر مایوس اور ناشکرا ہوجاتا ہے مل جانے پر بدحواس اور متکبر ہوجاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) کفار کا مطالبہ تھا کہ قرآن کی وہ آیتیں کم کردی جائیں جوان کے مفادات کے خلاف ہیں یا ان کی مرضی کے مطابق معجزات دکھلائے جائیں ورنہ وہ ایمان نہ لائیں گے۔ قدرت نے پیغمبرؑ کو مخاطب کر کے مسئلہ کی سنگینی کا احساس دلایا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا اور میرا پیغمبرؑ اس قسم کا کوئی اقدام نہیں کر سکتا۔ یہ درحقیقت پیغمبرؑ سے محاسبہ نہیں ہے بلکہ کفار کی شدید تنبیہ ہے کہ تمہارا مطالبہ ہرگز قابلِ قبول نہیں ہے۔

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا

اس جیسی خود ساختہ دس (۴) سورتیں بنا لاؤ۔ (13) پھر اگروہ تمہاری مدد کو

لَكُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

نہ پہنچیں تو جان لو کہ یہ اللہ کے علم سے نازل ہوا ہے اور یہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ

کیا تم اس بات کو تسلیم کرنے والے ہو؟ (14) جو دنیاوی زندگی اور اس کی زینت کے

زِيْنَتَهَا نُوَفِّ ❷ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا

طالب ہوتے ہیں ان کی محنتوں کا معاوضہ ہم انہیں دنیا ہی میں دے دیتے ہیں اور ان کے لیے اس میں کمی نہیں

يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ

کی جائے گی۔ (15) ایسے لوگوں کے لیے آخرت میں آتش کے سوا

اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا

کچھ نہ ہو گا اور وہاں ان کا عمل برباد اور ان کا کیادھرا سب نابود

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ

ہو جائے گا۔ (16) بھلا وہ شخص (افترا کر سکتا ہے) جو اپنے رب کی طرف سے واضح رکھتا ہو

شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا ❸ وَّرَحْمَةً ؕ

اور اس کے پیچھے اس کے رب کی طرف سے ایک شاہد بھی آیا ہو اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب

اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ

(بھی دلیل ہو جو) راہنما اور رحمت بن کر آئی ہو؟ یہی لوگ اس پر ایمان لائیں گے اور دوسرے فرقوں میں سے جو کوئی (۵)

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ پورے قرآن یا دس سورہ یا ایک سورہ کی تحدی ترتیب نزول کے مطابق نہیں ہے لہٰذا یا تو قرآن اور رسولؐ سے مراد قرآن اور صرف چند آیات ہیں یا یہ آیات ترتیب نزول کے خلاف دوسرے سوروں میں بحکم پیغمبرؐ رکھ دی گئی ہے۔

2- دنیا دارِ اسباب ہے۔ یہاں ہر کام اسباب کے تحت انجام پاتا ہے اور جو بھی ان اسباب کو اختیار کرے گا وہ نتائج ضرور حاصل کرلے گا لہٰذا اگر کسی نے دنیاداری کے اسباب فراہم کئے تو وہ نعمت خدا یہاں حاصل کرلے گا اور اگر کسی نے عمل آخرت انجام دیا تو وہ آخرت میں اپنا اجر حاصل کرے گا۔ خدا قانون اسباب کی بنا پر کسی محنت کو ضائع نہیں کرتا ہے۔ علاوہ اس کے کہ کوئی ایسی صورت پیدا ہوجائے جہاں تنبیہ کے لئے دنیا میں سزا دینا پڑ جائے تو وہاں بھی اسباب ہی اپنا کام کرتے ہیں اور بربادی کا سبب ہی بربادی پیدا کرتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۴) پروردگار نے اپنے پیغمبرؐ کی صداقت اور اپنے قرآن کی عظمت کے اظہار کے لئے حسبِ ذیل طریقے اختیار فرمائے ہیں:

۱۔ دس سوروں کا مطالبہ کیا کہ اگر بندے بناسکتے ہیں تو تم بھی بنا کرلے آؤ۔

۲۔ اعتراض کرنے والوں کے ساتھیوں کو چیلنج کیا کہ انہیں بھی بلا کر لے آؤ اور پھر سورے تیار کرو تا کہ اندازہ ہوجائے کہ یہ کام کسی بندے کے بس کا نہیں ہے۔

۳۔ معترضین کی عاجزی کو اپنی طرف سے تنزیل کی دلیل قرار دیا اور پھر اسلام کی دعوت دی۔

۴۔ معترضین کو دنیادار قرار دیا اور آخرت سے محرومی کی تنبیہ کی۔

۵۔ رسولؐ کے ساتھ ایک گواہ مقرر کر دیا جو بروایت طبری ورازی وغیرہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

۶۔ اس سے پہلے کتاب موسیٰؑ میں رسولؐ کے تذکرہ کا حوالہ دیا کہ وہ بھی صداقت کی ایک گواہ ہے جو قوم کے لئے قابلِ اتباع اور رحمت تھی۔

۷۔ افتراء کرنے والوں کا انجام بیان کیا کہ ان کے گواہ بھی ان کے خلاف گواہی دیں گے لہٰذا خبردار غلط بیانی بند کرو اور حقائق پر ایمان لے آؤ۔

فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ ۚ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ إِنَّهُ الْحَقُّ مِن

اس کاانکار کرے تو اس کی وعدہ گاہ آتش جہنم ہے، آپ اس (قرآن) کے بارے میں کسی شک میں نہ رہیں

رَّبِّكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٧﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ

یقیناً یہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے ۔(17)اور اس شخص سے

مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۚ أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ

بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ پر جھوٹ افترا کرتا ہے ایسے لوگ اپنے رب کے حضور

رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا

پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں گے :یہی لوگ ہیں جنھوں نے

عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿١٨﴾ الَّذِينَ

اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا، دیکھو !ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔(18)جو لوگوں کو

يَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا ۖ وَ

اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور اس میں کجی لانا چاہتے ہیں اور

هُم بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿١٩﴾ أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُونُوا

یہی لوگ آخرت کے منکر ہیں ۔(19) یہ لوگ زمین میں اللہ کو

مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِنْ

عاجز نہیں کرسکتے اور نہ وہی اللہ کے سوا ان کا کوئی حامی ہے۔ ان کا عذاب

أَوْلِيَاءَ ۘ يُضَاعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ (وقف لازم)

دوگنا کیا جائے گا کیونکہ وہ (کسی کی) سن ہی نہ سکتے تھے

عربی حاشیہ

3-بعض حضرات نے اماماً ورحمہ کو شاہد سے متعلق کیا ہے اور بعض حضرات نے کتاب سے اور معنوی اعتبار سے دونوں ہی صحیح ہیں۔ شاہد بھی قوم کا قائد اور امت کے لئے رحمت ہے اور کتاب بھی ایک پیشوا کی حیثیت رکھتی ہے اور رحمت ہے بشرطیکہ تحریف کا شکار نہ ہو۔

روایات اہلبیت میں ''علیٰ بینۃ'' سے مراد سرکار دوعالم ہیں اور شاہد سے حضرت علیؑ جنھیں دوسرے مقام پر ''من عندہ علم الکتاب'' بھی کہا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) صاحبِ تفسیر المنار اور علامہ مراغی کا بیان ہے کہ ان گروہوں سے مراد بنو امیہ، بنو مغیرہ بن عبداللہ المخزومی، آل طلحہ بن عبداللہ اور دیگر یہودی و نصاری ہیں۔

السَّمْعَ وَمَا كَانُوا يُبْصِرُونَ ﴿۲۰﴾ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ

اور نہ ہی دیکھتے تھے۔ (20) یہ وہی لوگ ہیں جو اپنے آپ کو

خَسِرُوٓا أَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۲۱﴾

خسارے میں ڈال چکے ہیںاور وہ جو کچھ افترا کرتے تھے وہ بھی ان سے کھوگیا۔ (21)

لَا جَرَمَ[4] أَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ﴿۲۲﴾ إِنَّ الَّذِينَ

لا زمی بات ہے کہ آخرت میں یہ لوگ سب سے زیادہ گھاٹے میں ہو گے ۔(22)(البتہ)وہ لوگ

اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَأَخْبَتُوٓا إِلٰى رَبِّهِمْ ۙ أُولٰٓئِكَ

جو ایمان لا ئے اور نیک ا عما ل بجا لا ئے اور اپنے رب کے سا منے عا جزی کر تے رہے

أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ

یہی اہل جنت ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے :(23)دو نو ں فر یقو ں (مو منو ں اور کا فر و ں)

كَالْأَعْمٰى وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ

کی مثال ایسی ہے جیسے (ایک طرف)اندھا اور بہرا ہو اور (دوسری طرف) دیکھنے والا اور سننے والا ہو ۔کیا یہ دونوں

مَثَلًا ۭ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۲۴﴾ ؏ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلٰى

یکساں ہو سکتے ہیں ؟کیا تم نصیحت نہیں لیتے ؟(24)اور ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔

قَوْمِهٖٓ ۡ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۲۵﴾ أَنْ لَّا تَعْبُدُوٓا إِلَّا

(انہوں نے اپنی قوم سے کہا :)میں تمہیں صریحاً تنبیہ کر نے وا لا ہوں۔(25) کہ تم غیر اللہ کی عبا دت نہ کرو۔

اللّٰهَ ۭ إِنِّيٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ

مجھے تمہا رے بارے میں ایک درد نا ک دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ (26) تو ان کی

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۳ میں تینوں مراحل باہم مربوط اور مسلسل ہیں کہ انسان پہلے مرحلۂ ایمان میں قدم رکھتا ہے پھر اس کے بعد عمل صالح تک پہنچتا ہے اور آخر میں عمل صالح کے ذریعہ بارگاہ احدیت میں سر تسلیم خم کرنے کی ادا پیدا کرتا ہے۔ اخبات خضوع وخشوع کی اسی آخری منزل کا نام ہے جس کی بنا پر کلیب نامی شخص کو امام صادقؑ نے کلیب تسلیم کا لقب دے دیا تھا۔

4- یہ لفظ قرآن مجید میں پانچ مقامات پر استعمال ہوا ہے اور اس کے بعد انّ آیا ہے اور اکثر نحویین کا کہنا ہے کہ ''لا جرم'' ملا کر فعل کے معنی دیتا ہے یعنی یہ بات ثابت ہوگئی ہے اور بعض کا قول ہے کہ لا الگ ہے اور جرم الگ ہے یعنی لامحالہ کے معنی میں ہے اور اس لا کی خبر بعد والا جملہ ہے۔ فراء کا قول یہ ہے کہ ''لا جرم'' ابتداء لامحالہ کے معنی میں تھا اور اب قسم کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور دونوں لفظ ملا کر ایک لفظ

اردو حاشیہ

(٦) انبیاء کرام کا پیغام کس قدر صاف اور سادہ ہوتا ہے اور ان کے دل میں قوم کا کس قدر درد ہوتا ہے اس کا اندازہ جناب نوحؑ کے حالات سے کیا جا سکتا ہے جن کی قوم نے پہلے پہلے بت پرستی شروع کی تو انہوں نے غصہ کرنے کے بجائے خدائے وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دی اور اظہارِ ہمدردی سے کام لیا کہ انکار کرنے میں عذاب خدا کا خطرہ یہ...... لیکن اہل دنیا کی منطق ہمیشہ الگ ہوتی ہے۔ ان کے رؤساء و اشراف نے اپنی روٹی روزی کو خطرہ میں دیکھ کر دو اعتراضات اٹھا دیئے:

۱۔ آپ ہم جیسے انسان ہیں تو ہم آپ کو کس طرح نبی تسلیم کر سکتے ہیں۔

۲۔ آپ کے پاس کوئی مالی امتیاز بھی نہیں ہے اور آپ کے ماننے والے بھی سب غریب طبقہ کے لوگ ہیں تو آپ کس طرح نبی ہو سکتے ہیں۔

یہ بے چارے احمق مذہب کو دولت کی ترازو میں تولنا چاہتے تھے اور انسانیت کو رسالت کے منافی سمجھے رہے تھے۔

جناب نوحؑ نے نہایت حسین انداز میں جواب دیا کہ اب تمہیں بتاؤ کہ اگر خدا کسی بشر کو معجزہ دے اور اسے رسالت عطا کر دے اور وہ رسالت تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو کیا وہ بندۂ خدا رسالت کو چھوڑ دے گا اور اس کے پیغام کو واپس کر دے گا یا تم پر جبر کرے گا کہ تم کسی نہ کسی طرح ایمان لے ہی آؤ۔

الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا

قوم کے کافر سرداروں نے کہا: ہماری نظر میں تو تم صرف ادنیٰ درجے کے لوگ

مِّثْلَنَا وَ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ

سطحی سوچ سے تمہاری پیروی کر رہے ہیں اور کوئی ایسی بات بھی نظر نہیں آتی

اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَ مَا نَرٰى لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ

جس سے تمہیں ہم پر فضیلت حاصل ہو بلکہ ہم تو تمہیں

فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ

کاذب خیال کرتے ہیں۔(27)(نوح نے) کہا: اے قوم! یہ تو دیکھو کہ

كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ اٰتٰىنِیْ رَحْمَةً مِّنْ

اگر میں اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل رکھتا ہوں اور اس نے

عِنْدِهٖ فَعُمِّیَتْ عَلَیْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَ اَنْتُمْ

مجھے اپنی رحمت سے نوازا ہے مگر تمہیں نظر نہ آئے تو کیا ہم تمہیں اس پر مجبور کر سکتے ہیں

لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَ یٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مَالًا ؕ اِنْ

جب کہ تم اسے ناپسند کرتے ہو؟(28) اور اے قوم! میں اس کام پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا۔

اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ

میرا اجر تو صرف اللہ پر ہے اور میں ان لوگوں کو اپنے سے دور بھی نہیں کر سکتا جو ایمان (۷) لا چکے ہیں۔

اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ لٰكِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾

یقیناً یہ تو اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جاہل قوم ہو۔(29)

عربی حاشیہ

کی حیثیت رکھتے ہیں۔

5-اراذل ارذل کی جمع ہے اور ارذال رزل کی جمع ہے۔

بادی الرائی۔ جو بغیر سوچے سمجھے فیصلہ کردے۔

ف: واضح رہے کہ جناب نوح نے نذیر کہہ کر اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے کو انبیاء کرام کا کام انذار ہی سے شروع ہوتا ہے اور کوئی قوم بھی جب تک خطرات کی طرف متوجہ نہیں ہوتی ہے ایمان لانے کے لئے تیار نہیں ہوتی ہے۔

6-یہ اشارہ ہے کہ مخلص تبلیغ کرنے والوں کی نگاہیں مال دنیا پر نہیں ہوتی ہیں اور دین کے نام پر کھانے کمانے والے دین کے مخلص نہیں ہوتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۷) اہل دنیا کی منطق ہمیشہ یہ ہوتی ہے کہ مذہب میں بھی اپنے امتیاز کو باقی رکھنا چاہئے اور عقائد کو بھی پیسوں کی ترازو میں تولنا چاہئے۔ جناب نوح نے واضح کر دیا کہ دین خدا میں عظمت کا معیار صرف ایمان ہے اور میں دولت مندوں کی خاطر صاحبانِ ایمان کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ یہ اللہ کی بارگاہ میں جانے والے ہیں اور وہاں مجھے ان کے ساتھ برتاؤ کا حساب دینا پڑے گا۔

وَ يٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا
اور اے قوم !اگر میں انہیں دور کروں تو مجھے اللہ (کے قہر) سے کو ن بچا ئے گا ؟کیا تم
تَذَكَّرُوْنَ ۝۳۰ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ
نصیحت نہیں لیتے؟ (30) اور میں تم سے نہ تو یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے
لَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَاۤ اَقُوْلُ
خزانے [۸] ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور جنہیں
لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْۤ [7] اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ
تمہاری نگاہیں حقیر سمجھتی ہیں ان کے دلوں کا حال اللہ بہتر جانتا ہے۔
اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّيْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۳۱
اگر میں ایسا کہوں تو میں ظالموں میں سے ہو جاؤں گا۔ (31)
قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا
لوگوں نے کہا :اے نوح !تم نے ہم سے بحث کی ۔اور بہت بحث کی اب اگر
تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۳۲ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ
تم سچے ہو تو لے آؤ وہ عذاب جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو (32) کہا :اسے تو بے شک اللہ ہی
بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۳۳ وَلَا يَنْفَعُكُمْ
تم پر لائے گا اگر وہ چاہے [۹] اور تم (اسے) عاجز تو نہیں کر سکتے ۔(33)اور جب اللہ نے
نُصْحِيْۤ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ
تمہیں گمراہ کرنے کا ارادہ کر لیا تو میں اگر نصیحت کرنا بھی چاہوں تو میری نصیحت تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

عربی حاشیہ

7-ازدرا۔عیب لگانا اور حقیر وذلیل سمجھنا۔

اردو حاشیہ

(۸) جناب نوحؑ نے رسالت کی توضیح کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول پیغام الٰہی لانے والا اور عذاب الٰہی سے ڈرانے والا ہوتا ہے۔ وہ نہ قرآن کا مالک ہوتا ہے اور نہ علم غیب کے دعویٰ سے رسالت کو آگے بڑھاتا ہے اور نہ اپنے کو فرشتہ کہتا ہے۔ وہ ایک انسان ہوتا ہے جس پر وحی الٰہی نازل ہوتی ہے اور اس پیغام کو بندوں تک پہنچاتا ہے۔

(۹) یہ بھی مفہوم رسالت کی ایک توضیح ہے کہ رسول عذاب کا ذمہ دار نہیں ہوتا ہے۔ عذاب پروردگار کے اختیار میں ہے۔ وہ چاہے گا تو نازل کردے گا اور نہیں چاہے گا تو نہیں نازل کرے گا اور اسے کوئی چیلنج نہیں کرسکتا ہے۔ پھر اس نے عذاب نازل کر دیا تو کوئی روکنے والا بھی نہیں ہے۔

يُغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۟ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ؕ﴿۳۴﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ [8]

وہی تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جاتا ہے۔ (34) کیا یہ لوگ کہتے ہیں: اس شخص (محمدؐ)

افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ [9] وَ اَنَا

نے یہ باتیں بنائی ہیں؟ کہہ دیجئے: اگر یہ باتیں میں نے بنائی ہیں تو میں اپنے جرم کا خود ذمے دار ہوں اور جس

بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع وَ اُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ

جرم کے تم مرتکب ہو میں اس سے بری ہوں۔ (35) اور نوح کی طرف یہ وحی کی گئی کہ جو لوگ

يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ [10]

ایمان لا چکے ہیں ان کے علاوہ آپ کی قوم میں سے ہرگز کوئی اور ایمان نہیں لائے گا لہٰذا جو کچھ یہ لوگ کرتے ہیں

بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ۚۖ وَ اصْنَعِ الْفُلْكَ [11] بِاَعْيُنِنَا

آپ اس سے رنجیدہ نہ ہوں۔ (36) اور ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے ایک کشتی بنائیں

وَ وَحْيِنَا وَ لَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ

اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے بات ہی نہ کریں کیونکہ وہ ضرور ڈوبنے

مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَ يَصْنَعُ الْفُلْكَ [12] ۟ وَ كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ

والے ہیں۔ (37) اور نوح کشتی بنانے لگے اور ان کی قوم کے سرداروں میں سے جو وہاں سے

قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ

گزرتا وہ ان کا مذاق اڑاتا تھا۔ نوحؑ نے کہا: اگر آج تم ہمارا مذاق (۱۰) اڑاتے ہو تو کل ہم اسی طرح تمہارا مذاق اڑائیں گے

مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ؕ﴿۳۸﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ

جیسے تم مذاق اڑاتے ہو۔ (38) عنقریب تمہیں علم ہو جائے گا کس پر وہ

عربی حاشیہ

8- ظاہر کلام یہ ہے کہ یہ قوم نوح کا کلام ہے لیکن بعض مفسرین نے اسے کفار مکہ کا کلام قرار دیا ہے جو معنوی اعتبار سے بالکل صحیح ہے۔

9- اجرام۔ قصداً گناہ کرنا علیّ اجرامی۔ یعنی میں خود اپنے گناہوں کا ذمہ دار ہوں گا۔

10- ابتاس۔ بوس سے نکلا ہے جس کے معنی حزن وملال کے ہیں یعنی آپ ان کے اعمال سے رنجیدہ نہ ہوں۔ وہ خود اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں۔

11- فُلک۔ واحد بھی ہے اور جمع بھی ہے۔ واحد ہو تو مذکر ہے اور جمع ہو تو مؤنث۔

12- ابوحیان اندلسی کا بیان ہے کہ جناب نوح نے لکڑیاں لبنان کے جنگلوں سے فراہم کی تھیں کہ اس زمانے میں لکڑیوں کا مرکز اسی علاقہ میں تھا۔

اردو حاشیہ

(۱۰) بیدینوں کا خاصہ ہے کہ ہمیشہ دین داروں کی باتوں کا مذاق اڑاتے رہتے ہیں اور واقعیات سے بے خبر رہتے ہیں اور دین دار بھی اس موقع کا انتظار کرتے رہتے ہیں جب حالات خود بیدینوں کا مذاق اڑانے لگیں اور دین دار اسے دیکھ کر خوش ہو سکیں۔

عَذَابٌ يُّخۡزِيۡهِ وَ يَحِلُّ عَلَيۡهِ عَذَابٌ مُّقِيۡمٌ ﴿۳۹﴾

عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کر دے گا اور کس پر ہمیشہ رہنے والا عذاب نازل ہوگا۔ (39)

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمۡرُنَا وَفَارَ التَّنُّوۡرُ ۙ قُلۡنَا احۡمِلۡ فِيۡهَا

یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ گیا اور تنور (سے پانی) ابلنے لگا تو ہم نے کہا: (اے نوح!) ہر جوڑے میں سے

مِنۡ كُلٍّ زَوۡجَيۡنِ اثۡنَيۡنِ وَاَهۡلَكَ اِلَّا مَنۡ سَبَقَ عَلَيۡهِ

دو دو کشتی پر سوار کر دو اور اپنے گھر والوں کو بھی سوائے ان کے جن کی بات پہلے ہو چکی ہے اور ان کو بھی (سوار کرو)

الۡقَوۡلُ وَمَنۡ اٰمَنَ ؕ وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيۡلٌ ﴿۴۰﴾ وَ

جو ایمان لا چکے ہیں اگر چہ ان کے ساتھ ایمان لانے والے بہت کم تھے۔ (40) اور

قَالَ ارۡكَبُوۡا فِيۡهَا بِسۡمِ اللّٰهِ مَجۡرٖٮهَا وَمُرۡسٰٮهَا ؕ اِنَّ

نوحؑ نے کہا: کشتی میں سوار ہو جاؤ اللہ ہی کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے۔ بتحقیق میرا رب بڑا بخشنے والا

رَبِّىۡ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۴۱﴾ وَهِىَ تَجۡرِىۡ بِهِمۡ فِىۡ مَوۡجٍ

رحم کرنے والا ہے۔ (41) اور کشتی انہیں لے کر پہاڑ جیسی موجوں میں چلنے لگی

كَالۡجِبَالِ ۚ وَنَادٰى نُوۡحُ ۨابۡنَهٗ وَكَانَ فِىۡ مَعۡزِلٍ

اس وقت نوحؑ نے اپنے بیٹے (۱۱) کو جو کچھ فاصلے پر تھا پکارا: اے بیٹا!

يّٰبُنَىَّ ارۡكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنۡ مَّعَ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ

ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ نہ رہو۔ (42) اس نے کہا:

سَاٰوِىۡۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعۡصِمُنِىۡ مِنَ الۡمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ

میں پہاڑ کی پناہ لوں گا۔ وہ مجھے پانی سے بچا لے گا۔ نوح نے کہا: آج اللہ کے

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۳۰ میں دعوت تذکر علامت ہے کہ مسئلہ اپنی فطری وضاحت کی بنا پر قوم کے علم میں ہے اور اسی لئے تذکر کے بجائے تفکر کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا ہے کہ تذکر علم کے بعد ہوتا ہے اور تفکر علم سے پہلے۔

ف: آیت نمبر ۳۴ میں ویسا ہی مضمون ہے جو دیگر مقامات پر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر تمھاری ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر خدا تم سے توفیقات کو سلب کرے تو میری نصیحت بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی ہے۔

ف: بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ کشتی نوح کی لمبائی ۱۲ سو ہاتھ اور چوڑائی ۶ سو ہاتھ تھی اور اسی لئے اس میں انسان، جانور اور ان سب کی غذاؤں کا سامان موجود تھا اور اس نے اتنے بڑے طوفان کا مقابلہ کر لیا تھا۔

13- بعض حضرات نے کلٍّ کو تنوین کے ساتھ پڑھا ہے تو زوجین مفعول ہوگا اور اثنین اس کی تاکید اور بعض نے کلِ زیر کے ساتھ پڑھا

اردو حاشیہ

(۱۱) ایک مبلغ کا صحیح فریضہ یہی ہے کہ کسی آن بھی اپنے کلام کی تاثیر سے مایوس نہ ہو اور برابر ہدایت قوم پر لگا رہے۔ حد یہ ہے کہ اگر جناب نوحؑ کی طرح یقین بھی ہو جائے کہ اثر نہ ہوگا تو بھی وجوب تو ساقط ہو جائے گا لیکن حسن بہرحال برقرار رہے گا اور کام کو جاری رکھنا چاہیئے۔ یہ واقعہ ہر باپ کے لئے ایک سبق ہے کہ آخر تم تک بیٹے کی ہدایت کرتے رہنا چاہیئے اور پھر سامان تسکین بھی ہے کہ اگر بیٹا ڈوب بھی جائے تو باپ اپنے کو قصوروار نہ سمجھے کہ نوحؑ جیسے پیغمبر کا بیٹا بھی غرق ہو چکا ہے اور یہی حال بیوی کا بھی ہے کہ ہدایت کرنا اپنا فرض ہے پھر اس کے بعد بچنا یا ڈوبنا اس کا اپنا عمل ہے۔

الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا

عذاب سے بچانیوالا کوئی نہیں مگر جس پر اللہ رحم کرے۔پھر دونوں کے درمیان موج حائل ہوگئی

الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ

اور وہ ڈوبنے والوں میں سے ہوگیا۔ (43) اور کہا گیا: اے زمین! (۱۲)

مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ

اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان! تھم جا اور پانی خشک کر دیا گیا اور

الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ

کام تمام کر دیا گیا اور کشتی (کوہ) جودی پر ٹھہر گئی اور ظالموں پر

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ

نفرین ہوگئی۔ (44) اور نوحؑ نے اپنے رب کو پکار کر عرض کی: اے میرے پروردگار! بے شک

ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ

میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور یقیناً تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بہتر فیصلہ

الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ [15] ۚ

کرنے والا ہے۔ (45) فرمایا: اے نوح! بے شک یہ آپ کے گھر والوں میں سے نہیں۔

اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ

یہ غیر صالح عمل ہے لہٰذا جس چیز کا آپ کو علم نہیں اس کی مجھ سے درخواست نہ کریں۔

عِلْمٌ ۗ اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ

میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ مبادا نادانوں میں سے ہو جائیں۔ (46) نوح نے کہا:

عربی حاشیہ

ہے تو اس کی اضافت زوجین کی طرف ہوگی اور اثنین مفعول ہوگا اور دونوں صورتوں میں کل کا عموم ساری کائنات کے بارے میں نہیں ہے بلکہ مخصوص اشیاء کے بارے میں ہے۔

14-جناب نوح کی اولاد میں حام سام۔ یافث کشتی میں سوار ہوئے اور کنعان غرق ہوگیا۔ زوجہ بھی غرق ہونے والوں میں شامل ہوگئی۔

طوفانِ نوح کے بارے میں یہ ایک بحث ہے کہ یہ علاقائی عذاب تھا یا عالمگیر تھا۔ اکثر الفاظ سے اندازہ کیا گیا ہے کہ یہ ایک عالمی عذاب تھا جس کا مقصد تعبیر عرض تھا کہ آئندہ نسل کو راہِ راست پر لایا جاسکے اور بعض الفاظ پر علاقائی ہونے کا بھی اشارہ پایا جاتا ہے اگرچہ یہ بہرحال طے شدہ ہے کہ ایسے عذاب سے رحمت الٰہی کے علاوہ کوئی نہیں بچاسکتا ہے اور اس کا ذریعہ کسی کشتی نجات کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

15- آیت نے صاف واضح کردیا ہے

اردو حاشیہ

(۱۲) اربابِ بلاغت کا بیان ہے کہ قرآن مجید کی کوئی آیت اس آیت سے زیادہ بلیغ نہیں ہے جہاں عذاب الٰہی کے خاتمہ کا عجیب و غریب منظر پیش کیا گیا ہے۔ اگرچہ سارا قرآن معجزہ ہی ہے۔

رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ
میرے رب میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے سوال کروں جس کا مجھے علم نہیں ہے

وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَ تَرْحَمْنِیْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۴۷﴾
اور اگر تو مجھے معاف نہیں کرے گا اور مجھ پر رحم نہیں کرے گا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔(47)

قِیْلَ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَیْكَ وَ
کہا گیا: اے نوح! اترو ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ جو آپ پر اور ان جماعتوں پر ہیں

عَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ یَمَسُّهُمْ
جو آپ کے ساتھ ہیں اور کچھ جماعتیں ایسی بھی ہوں گی جنہیں ہم کچھ مدت زندگی کا موقع بخشیں گے پھر انہیں ہماری طرف سے

مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴۸﴾ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَاۤ
دردناک عذاب پہنچے گا۔(48) یہ ہیں غیب کی کچھ خبریں جو ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں۔

اِلَیْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَ لَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ؕۛ
اس سے پہلے نہ آپ ان باتوں (۱۳) کو جانتے تھے نہ آپ کی قوم پس صبر کریں

فَاصْبِرْ ؕۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۴۹﴾ ع وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ
انجام یقیناً پرہیزگاروں کے لیے ہے۔(49) اور عاد کی طرف ان کی برادری کے فرد ہودؑ کو بھیجا

هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ
انہوں نے کہا: اے قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔(دوسرے معبودوں کو)

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ یٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا ؕ
تم نے صرف افتراء کیا ہے۔(50) اے قوم! میں اس کام پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا۔

عربی حاشیہ

کہ نبی کے اہل میں نسب سے شمول نہیں ہوتا ہے اس کے لئے عمل صالح درکار ہوتا ہے اور عمل صالح نہ ہوتو ابولہب بھی خارج ہوجاتا ہے اور عمل صالح ہوتو سلمانؓ بھی داخل ہوجاتے ہیں۔ صرف نسب سیادت پرناز کرنے والے اس نکتہ پرخصوصیت کے ساتھ توجہ دیں۔

ف: بعض حضرات نے اہل سے اخراج کا سبب یہ قرار دیا ہے کہ کنعان جناب نوح کا فرزند نہیں تھا حالانکہ یہ بات امام صادقؑ کے ارشاد گرامی کے خلاف ہے اور خود عمل غیر صالح کا لفظ بھی دلیل ہے کہ اخراج نسب کی بنیاد پر نہیں ہوا ہے بلکہ عمل غیر صالح کی بنا پر ہوا ہے۔

16- بعض مفسرین نے اس مقام پر یہ تضاد پیدا کردیا ہے کہ خدا کہہ رہا ہے کہ جس کا علم نہیں ہے اس کا تقاضا نہ کرو اور نوح کہہ رہے ہیں کہ میں ایسا نہیں کرسکتا تو جب انھوں نے نہیں کیا ہے تو خدا کیوں ٹوک رہا ہے۔ حالانکہ واضح سی بات ہے کہ نوحؑ کا قول آئندہ کے

اردو حاشیہ

(۱۳) ذات واجب کے علاوہ کسی کا علم عین ذات نہیں ہے۔ سب کی ذات علم سے الگ ہے اور سب کو علام الغیوب کی طرف سے علم عطا ہوتا ہے۔ کسی کو یہ علم مدرسہ اور استاد سے ملتا ہے اور کسی کو وحی پروردگار کے ذریعہ اسی بناء پر ذات واجب کے علاوہ ہر ایک کی طرف عدم علم کی نسبت دی جا سکتی ہے صرف یہ کہ بندہ یہ بات نہیں کہہ سکتا ہے صرف پروردگار کہہ سکتا ہے۔

انتباہ...... طوفان نوحؑ کے بارے میں ایک روایت یہ مشہور ہوگئی ہے کہ کشتی نوحؑ روز عاشور ٹھہری تھی اور جناب نوحؑ نے خوشی میں روزہ رکھا تھا اور دعوت کی تھی لہٰذا روز عاشور خوشی منانا چاہئے...... یہ بات سراسر غلط ہے اور اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ روز عاشور روز شہادت فرزند رسولؐ امام حسینؑ ہے اور روزِ غم ہے۔ اس دن خوشی منانا پیغمبر اکرمؐ کے غم میں خوشی منانے کے مترادف ہے۔

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَ

میرا اجر تو اس ذات پر ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے ۔کیا تم عقل نہیں رکھتے؟ (51) اور

یٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ یُرْسِلِ

اے قوم !اپنے رب سے مغفرت مانگو پھر اس کے حضور توبہ کرو ۔وہ تم پر

السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ یَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰی قُوَّتِكُمْ

آسمان سے موسلا دھار بارش برسائے گا اور تمہاری قوت (۱۴) میں مزید قوت کا اضافہ کرے گا

وَ لَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِیْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا

اور مجرم بن کر منہ نہ پھیرو ۔(52) کہنے لگے :اے ہود !تم ہمارے سامنے

بِبَیِّنَةٍ وَّ مَا نَحْنُ بِتَارِكِیْۤ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَ

کوئی شہادت نہیں لائے اور ہم تمہاری بات پر اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے

مَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۳﴾ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ

اور نہ ہی تجھ پر ایمان لا سکتے ہیں۔(53) ہم تو یہ کہتے ہیں :تجھے ہمارے معبودوں میں سے

بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّیْۤ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَ اشْهَدُوْۤا

کسی نے آسیب (۱۵) پہنچایا ہے ۔ہودؑ نے کہا: میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ اللہ کے سوا جنہیں تم شریک

اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ۙ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا

ٹھہراتے ہو میں ان سے بیزار رہوں ۔(54)اب تم سب مل کر میرے خلاف سازش کرو

ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ رَبِّیْ وَ رَبِّكُمْ ؕ

پھر مجھے مہلت نہ دو ۔(55)میں نے اللہ پر بھروسا کیا ہے جو میرا اور تمہارا رب ہے ۔

عربی حاشیہ

بارے میں ہے۔ اور نبی مصلحت کے علاوہ کبھی بھی ایسا کام نہیں کرسکتا ہے۔

17- جناب ہودقوم عاد ہی کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور آپ نے سب سے پہلے عربی زبان میں کلام کیا تھا اور آپ کی قبر نجف اشرف میں ہے۔

آپ نے یہ بھی واضح کردیا تھا کہ گناہ معاشرہ کی تباہی کا سبب ہوتا ہے اور اس سے بچانے کا کوئی ذریعہ استغفار کے علاوہ نہیں ہے۔

ف: ناصیہ سر کے اگلے حصہ کے بالوں کو کہا جاتا ہے اور اخذ ناصیہ اقتدار اعلیٰ کی نشانی ہے جس کے بعد بال پکڑنے والا جس کو چاہے اپنے سامنے جھکا سکتا ہے اور اس میں سرتابی اور انحراف کی طاقت نہیں رہ جاتی ہے۔ رب العالمین کا ''علیٰ صراط مستقیم'' ہونا اس امر کا اعلان ہے کہ اس کا اقتدار عدالت وحکمت سے الگ نہیں ہے اور وہ حاکم ہونے کے ساتھ عادل بھی ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۴) یہ آیت دلیل ہے کہ استغفار کا اثر صرف آخرت میں نہیں ہوتا ہے بلکہ دنیا میں بھی ہوتا ہے جیسا کہ امام حسنؑ نے ایک لاولد کو سات مرتبہ روزانہ استغفار کرنے کی تعلیم دی تھی اور وہ صاحبِ اولاد ہو گیا تھا اور پھر فرمایا تھا کہ میں نے یہ اس آیت کریمہ سے استنباط کیا ہے۔

(۱۵) یہ کہاں کی دیوانگی ہے کہ جو قوم کو عقل وہوش کا پیغام دے اسی کو دیوانہ کہا جائے اور اس دیوانگی کو بھی اپنے بتوں کا کارنامہ قرار دیا جائے کہ انہوں نے اپنی مخالفت کی سزا دی ہے۔ جب کہ یہ بت خود اپنے فائدہ اورنقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔

مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا[18]ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى

کوئی جا ندار ایسا نہیں جس کی پیشا نی اللہ کی گرفت میں نہ ہو۔ بے شک میرا رب

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۞۵۶ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ

سید ھے راستے پر ہے ۔(56) پھر اگر تم منہ پھیر تے ہو تو میں نے تو وہ پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے

اُرْسِلْتُ بِهٖۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ

جس کے ساتھ میں تمہاری طر ف بھیجا گیا تھا اور میرا رب تمہا ری جگہ اور لو گو ں کو لا ئے گا

وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۞۵۷

اور تم اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ (۱۶) سکتے ۔بے شک میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے۔(57)

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

پھر جب ہما را فیصلہ آیا تو ہم نے اپنی رحمت سے ہو د اور جو لوگ ان کے سا تھ ایمان لا ئے تھے

بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ[19] مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۞۵۸ وَتِلْكَ عَادٌ ۖۗ

انہیں بچا لیا اور ہم نے انہیں سنگین عذاب سے نجات دی۔(58) یہ وہی عاد ہیں جنہوں نے

جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ

اپنے رب کی نشا نیوں سے انکا ر کیااور اس کے رسو لو ں کی نا فر ما نی کی اور ہر سر کش

كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۞۵۹ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّ

دشمن کے حکم کی پیروی کی ۔(59) اور اس دنیا میں بھی لعنت نے ان کا تعا قب کیا اور قیامت کے روز بھی

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ

(ایسا ہو گا)۔واضح رہے عاد نے اپنے پروردگار سے کفر کیا ۔آ گا ہ رہو! ہوؑد کی قو م (یعنی) عا د کے لیے

عربی حاشیہ

18-یہ پروردگار کے اقتدار اعلیٰ اور بتوں کی بے بسی کا اعلان ہے ورنہ اس کا مطلب جبر ہرگز نہیں ہے کہ بغیر حکم خدا کے پتہ بھی نہیں ہلتا ہے۔

19-یہ تکرار اصل نجات کی اہمیت کے اعلان کے لئے ہے کہ ہم نے جو نجات دی ہے وہ معمولی نہیں ہے۔ اس کے پیچھے بہت بڑا عذاب پوشیدہ تھا جس سے نجات دے دی ہے اور اس تکرار میں بیحد بلاغت اور لطافت پائی جاتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۱٦) جب دشمنانِ خدا بندہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور بندہ خدا اس اطمینان سے آواز دیتا ہے کہ اپنے خداؤں کو بھی بلا لو اور میرے خلاف سازشیں کرو۔ میں تن تنہا سب کا مقابلہ کروں گا اور میرے لئے تنہا میرا خدا کافی ہے تو خدا کا کیا نقصان کیا جا سکتا ہے۔

قَوۡمِ هُوۡدٍ ﴿٦٠﴾ وَ اِلٰی ثَمُوۡدَ اَخَاهُمۡ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوۡمِ

(رحمت حق سے) دوری ہو۔(60)اور ثمود کی طرف ان کی برادری کے فرد صالحؑ کو بھیجا۔انہوں نے کہا: اے قوم!

اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرُهٗ ؕ هُوَ اَنۡشَاَكُمۡ مِّنَ

اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ۔اسی نے تمہیں زمین سے پیدا کیا

الۡاَرۡضِ وَ اسۡتَعۡمَرَكُمۡ فِیۡهَا فَاسۡتَغۡفِرُوۡهُ[20] ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا

اور اس میں آباد کیا (١٧) لہٰذا تم اسی سے مغفرت طلب کرو پھر اس کے حضور توبہ کرو۔ بے شک میرا رب

اِلَیۡهِ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ قَرِیۡبٌ مُّجِیۡبٌ ﴿٦١﴾ قَالُوۡا یٰصٰلِحُ قَدۡ كُنۡتَ

بہت قریب ہے (دعاؤں کو) قبول کرنے والا ہے۔(61)انہوں نے کہا: اے صالحؑ! اس سے پہلے ہم تم سے بڑی امیدیں

فِیۡنَا مَرۡجُوًّا قَبۡلَ هٰذَاۤ اَتَنۡهٰىنَاۤ اَنۡ نَّعۡبُدَ مَا یَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا

وابستہ رکھتے تھے اب کیا تم ہمیں ان معبودوں کی پوجا کرنے سے روکتے ہو جن کی ہمارے باپ دادا پوجا کرتے تھے؟

وَ اِنَّنَا لَفِیۡ شَكٍّ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَاۤ اِلَیۡهِ مُرِیۡبٍ ﴿٦٢﴾ قَالَ یٰقَوۡمِ

اور تم جس بات کی طرف دعوت دے رہے ہو اس بارے میں ہمیں شبہ انگیز شک ہے۔(62) صالحؑ نے کہا، اے قوم!

اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ كُنۡتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّیۡ وَ اٰتٰىنِیۡ مِنۡهُ

کیا تم نے سوچا ہے کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے دلیل رکھتا ہوں اور اس نے اپنی رحمت سے

رَحۡمَةً فَمَنۡ یَّنۡصُرُنِیۡ مِنَ اللّٰهِ اِنۡ عَصَیۡتُهٗ ۟ قف فَمَا

مجھے نوازا ہے تو اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو اللہ کے مقابلے میں میری حمایت کون کرے گا؟

تَزِیۡدُوۡنَنِیۡ غَیۡرَ تَخۡسِیۡرٍ[21] ﴿٦٣﴾ وَ یٰقَوۡمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمۡ

تم تو میرے گھاٹے میں صرف اضافہ کر سکتے ہو ۔(63)اور اے قوم! یہ اللہ کی اونٹنی

عربی حاشیہ

20-یہی بات جناب ہودؑ نے بھی کہی تھی اور ہر نبی کا یہی پیغام ہے کہ قوم اپنے پرانے گناہوں سے استغفار کرے اور آئندہ کے لئے عہد کرے کہ ایسا گناہ نہیں کرے گی۔

آیت نمبر ٦١ میں استعمار آبادکاری اور اقتدار اور اختیار کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور یہی اس کے حقیقی معنی تھے اگرچہ دورحاضر میں اسے استحصال اور تباہ کاری کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جہاں آبادکاری کے نام پر قوموں کو غلام بنایا جاتا ہے اور علاقوں کو تباہ وبرباد کردیا جاتا ہے۔

21- یعنی تمھاری اطاعت کا ظاہری فائدہ غضب الٰہی کے مقابلہ میں فائدہ نہیں ہے بلکہ نقصان ہی نقصان ہے۔

اردو حاشیہ

(١٧) استعمار اصل لغت کے اعتبار سے آبادکاری کے معنی میں ہیں اور خدا نے بھی اسی بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ہم نے تمہیں زمین سے پیدا کر کے زمین میں آباد کر دیا ہے لیکن اہلِ دنیا نے تخریب کاری کو آبادکاری کا نام دے کر استعمار کو ایک بدترین عمل بنا دیا ہے اور اب استعمار ظلم وستم، جبر و استبداد اور استحصال واستعباد کی علامت ہے۔

آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ

تمہارے لیے ایک نشانی ہے سو اسے آزاد چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں چرتی رہے اور اسے تکلیف نہ پہنچانا

فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ ﴿٦٤﴾ فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا

ورنہ تمہیں ایک فوری عذاب گرفت میں لے گا۔(64) پس انہوں نے اونٹنی کی کونچیں (۱۸) کاٹ ڈالیں

فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ۖ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ ﴿٦٥﴾

تو صالح نے کہا: تم لوگ تین دن تک اپنے گھروں میں بسر کرو۔ یہ ایک ناقابل تکذیب وعدہ ہے۔(65)

فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ

پھر جب ہمارا فیصلہ آگیا تو ہم نے اپنی رحمت سے صالح اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے

مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ﴿٦٦﴾

نجات دی اور اس دن کی رسوائی سے بھی بچا لیا۔ یقیناً تمہارا رب بڑا طاقتور، غالب آنے والا ہے۔(66)

وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ [22] فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ

اور جنہوں نے ظلم کیا تھا انہیں ایک ہولناک چنگھاڑ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے

جَاثِمِينَ ﴿٦٧﴾ كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ أَلَا إِنَّ ثَمُودَ كَفَرُوا

پڑے رہ گئے۔(67) گویا وہ ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے واضح رہے ثمود نے اپنے پروردگار سے کفر کیا آگاہ رہو!

رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِّثَمُودَ ﴿٦٨﴾ وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا

ثمود کی قوم کے لیے (رحمت حق سے) دوری ہو۔(68) اور جب ہمارے فرشتے بشارت لے کر ابراہیم کے پاس پہنچے

إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ سَلَامٌ ۖ فَمَا لَبِثَ

تو کہنے لگے: سلام! ابراہیم نے (جواباً) کہا: سلام! ابھی دیر نہ گزری تھی کہ

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ ناقہ صالح کو ہلاک کرنے والا ایک ہی شخص تھا لیکن آیت نمبر ٦٥ میں اسے ایک پوری قوم کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ کسی جرم سے راضی ہوجانے والا اس پر سکوت کرلینے والا بھی شریک عمل تصور کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ امیرالمومنینؑ نے نہج البلاغہ میں اشارہ فرمایا ہے اور دیگر روایات میں بھی اس نکتہ کی وضاحت کی گئی ہے۔

22-واضح رہے کہ یہاں صیحہ کا ذکر ہے اور سورہ اعراف میں رجفہ کا ذکر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اتنی زبردست آواز بلند ہوئی کہ سب کے دل کانپ گئے اور رجفہ صیحہ کے نتیجہ کے طور پر بیان ہوا ہے تاکہ صیحہ کے ہمہ گیر اثرات کا اندازہ کیا جاسکے۔

اردو حاشیہ

(۱۸) ناقہ ناقۃ اللہ اور زمین ارض اللہ ہے مگر ظالموں سے یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ جس زمین کی ساری نعمتوں پر اپنا قبضہ ہے اس کے چند دانے اللہ کی طرف منسوب ناقہ بھی کھا لے اور یہ برتاؤ اللہ والوں کے ساتھ ہر دور میں ہوتا رہا ہے کہ اہل دنیا نے ان کی زندگی اور ان کا کھانا پینا بھی برداشت نہیں کیا اور ہمیشہ ان کی ہلاکت کے درپے رہے۔ اس کے بعد بھی اگر عذاب نہیں آیا تو صرف مصلحت پروردگار ہے اور اسی کی طرف اشارہ کرکے امام حسینؑ نے اپنے شیرخوار بچہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ گواہ رہنا میرا بچہ ناقہ صالحؑ سے کم نہیں ہے...... اور میں نے بہت بڑی قربانی دی ہے۔

أَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ[23] ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا رَآ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ

ابراہیم ایک بھنا [۱۹] ہوا بچھڑا لے آئے۔ (69) جب ابراہیم نے دیکھا

إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۚ قَالُوا لَا تَخَفْ

ان کے ہاتھ اس (کھانے) تک نہیں پہنچتے تو انہیں اجنبی خیال کیا اوران سے خوف محسوس کیا۔فرشتوں نے کہا:

إِنَّآ أُرْسِلْنَآ إِلَىٰ قَوْمِ لُوطٍ ﴿٧٠﴾ وَامْرَأَتُهُ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ[24]

خوف نہ کیجئے ہم تو قوم لوطؑ کی طرف بھیجے گئے ہیں ۔(70)اورابراہیم کی بیوی کھڑی تھیں

فَبَشَّرْنَٰهَا بِإِسْحَٰقَ ۙ وَمِن وَرَآءِ إِسْحَٰقَ يَعْقُوبَ ﴿٧١﴾

پس وہ ہنس پڑیں تو ہم نے انہیں اسحاقؑ کی اور اسحاقؑ کے بعد یعقوبؑ کی بشارت دی۔ (71)

قَالَتْ يَٰوَيْلَتَىٰٓ ءَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوزٌ[25] وَهَٰذَا بَعْلِى شَيْخًا ۖ

وہ بولی :ہائے میری شامت ! کیا میرے ہاں بچہ ہوگا جب کہ میں بڑھیا ہوں اور یہ میرے میاں بوڑھے ہیں؟

إِنَّ هَٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيبٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوٓا أَتَعْجَبِينَ مِنْ

یقیناً یہ تو بڑی عجیب بات ہے (72) انہوں نے کہا: کیا تم

أَمْرِ ٱللَّهِ ۖ رَحْمَتُ ٱللَّهِ وَبَرَكَٰتُهُۥ عَلَيْكُمْ[26] أَهْلَ ٱلْبَيْتِ ۚ

اللہ کے فیصلے پر تعجب کرتی ہو؟تم اہل بیت پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں۔ یقیناً اللہ قابل ستائش

إِنَّهُۥ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ﴿٧٣﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَٰهِيمَ ٱلرَّوْعُ وَ

بڑی شان والا ہے ۔(73)پھر جب ابراہیمؑ کے دل سے خوف نکل گیا اور

جَآءَتْهُ ٱلْبُشْرَىٰ يُجَٰدِلُنَا[27] فِى قَوْمِ لُوطٍ ﴿٧٤﴾ إِنَّ

انہیں خوشخبری بھی مل گئی تو وہ قوم لوطؑ کے بارے میں ہم سے بحث کرنے لگے۔ (74) بے شک

عربی حاشیہ

23-حنیذ۔وہ گوشت ہے جو آگ کی گرمی سے بھونا جائے اور اس پر براہِ راست آگ کا اثر نہ ہو۔

24- بعض حضرات نے ہنسی کو استعارہ قرار دیا ہے جس طرح کہ اردو میں خوشی کا لفظ استعمال ہوتا ہے لیکن دوسرے حضرات کا کہنا ہے کہ ضحک ماہواری کے معنی میں صرف خرگوش کے بارے میں استعمال ہوتا ہے انسان کے بارے میں نہیں اور یوں بھی ماہواری شروع ہوجانے کے بعد پھر ولادت کا مسئلہ حیرت انگیز نہیں رہ جاتا جب کہ جناب سارہ نے اس خوشخبری پر اظہار تعجب بھی کیا تھا بلکہ اس سے زیادہ سنگین ترین حالات کا بھی اظہار کیا تھا۔

25- توریت کے مطابق جناب ابراہیمؑ کی عمر سو سے اوپر اور جناب سارہ کی عمر ۹۰ سال کی تھی۔

26- یہ ضمیر علامت ہے کہ رحمت وبرکت کا مرکز جناب ابراہیمؑ کے اہلبیت ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۹) جناب ابراہیمؑ انتہائی مہمان نواز تھے۔لہٰذا گھر میں جو ایک بچھڑا تھا اسی کو بھون کر لے آئے۔فرشتوں نے انکار کر کے واضح کر دیا کہ فرشتے یہاں کی غذا استعمال نہیں کرتے۔ فرشتوں کا سلام کرنا اور پھر جناب ابراہیمؑ کا سلام کرنا دلیل ہے کہ مومن کی تہذیب ملاقات کے وقت سلام کرنا ہے۔

(۲۰) جناب لوط کی قوم اغلام بازی میں اس قدر آگے بڑھ گئی تھی کہ گھروں میں مہمانوں کا داخلہ مشکل ہو گیا تھا تو جب فرشتے نوجوانوں کی شکل میں وارد ہوئے تو جناب لوطؑ کو خوف پیدا ہوا کہ یہ بدنصیب ان کے ساتھ زیادتی نہ کریں اور اسی لئے اس دن کو سخت ترین دن قرار دے دیا۔قوم نے بھی نوجوانوں کو دیکھا تو دوڑ پڑی۔ جناب لوطؑ نے سمجھایا کہ آخر یہ قوم کی لڑکیاں کس دن کے لئے ہیں۔ یہ ہماری اولاد ہیں اور ہم تم کو ان سے ازدواج کی دعوت دیتے ہیں لیکن انہوں نے بکمال بے حیائی کہا کہ ہمیں لڑکیوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے ہمیں تو لڑکے چاہئیں۔ جناب لوط نے عاجز آ کر فرمایا کہ اے کاش مجھ میں مقابلہ کی طاقت ہوتی یا کوئی محفوظ جگہ ہوتی جہاں مہمانوں کو لے کر چلا جاتا تو فرشتوں نے انہیں پانچ طریقوں سے اطمینان دلایا:

۱۔ ہم اللہ کے نمائندے ہیں۔
۲۔ یہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہیں۔
۳۔ آپ اپنے گھر والوں کو لے کر نکل جایئے۔
۴۔ یہ قوم ہلاک ہونے والی ہے۔

إِبْرَٰهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّٰهٌ مُّنِيبٌ ﴿٧٥﴾ يَٰٓإِبْرَٰهِيمُ أَعْرِضْ

ابراہیمؑ بردبار، نرم دل، اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔(75) (فرشتوں نے ان سے کہا) اے ابراہیمؑ!

عَنْ هَٰذَآ ۖ إِنَّهُۥ قَدْ جَآءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَإِنَّهُمْ ءَاتِيهِمْ

اس بات کو چھوڑ دیں بے شک آپ کے رب کا فیصلہ آچکا ہے اور ان پر ایک ایسا عذاب آنے والا ہے

عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ﴿٧٦﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيٓءَ

جسے ٹالا نہیں جاسکتا۔ (76) اور جب ہمارے فرستادے لوطؑ کے پاس آئے تو لوط

بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالَ هَٰذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ ﴿٧٧﴾

ان سے رنجیدہ ہوئے اور ان کے باعث دل تنگ ہوئے اور کہنے لگے یہ بڑا سنگین دن ہے۔ (77)

وَجَآءَهُۥ قَوْمُهُۥ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِن قَبْلُ كَانُوا۟

اور لوط کی قوم بے تحاشا دوڑتی ہوئی ان کی طرف آئی اور یہ لوگ پہلے سے

يَعْمَلُونَ ٱلسَّيِّـَٔاتِ ۚ قَالَ يَٰقَوْمِ هَٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِى هُنَّ

بدکاری کا ارتکاب کرتے تھے۔ لوطؑ نے کہا: اے قوم! یہ میری بیٹیاں [۲۱] تمہارے لیے

أَطْهَرُ لَكُمْ ۖ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِى ضَيْفِىٓ ۖ أَلَيْسَ

زیادہ پاکیزہ ہیں پس تم اللہ کا خوف کرو اور میرے مہمانوں کے سامنے مجھے رسوا نہ کرو کیا۔ تم میں کوئی

مِنكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ ﴿٧٨﴾ قَالُوا۟ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا

ہوشمند آدمی نہیں ہے؟ (78) وہ بولے: تمہیں خوب علم ہے ہمیں تمہاری بیٹیوں سے

فِى بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ ﴿٧٩﴾

کوئی غرض نہیں ہے اور یقیناً تمہیں معلوم ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ (79)

عربی حاشیہ

زوجہ بحیثیت زوجہ نہیں ہے۔

27- بعض مفسرین کا بیان ہے کہ ابراہیمؑ کی بحث خود جناب لوط کے بارے میں تھی کہ ان پر عذاب نہ نازل ہوجائے حالانکہ یہ بات صریح آیت کے خلاف ہے۔ جناب ابراہیمؑ کا اصرار کوئی جھگڑا نہیں تھا کہ نبی خدا پر خدا سے جھگڑا کرنے کا الزام آسکے۔ یہ عذاب کے برطرف ہوجانے کا تقاضا تھا جس کا اصرار محبوب ہوتا ہے اور اسی کو توبہ وانابت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اس کا واضح ثبوت اواہ حلیم اور مسنیب جیسے الفاظ کا استعمال ہے جو ایک نبی خدا کے شان کے مطابق پڑتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۷۸ میں جناب لوط کی اپنی بیٹیاں بھی ہوسکتی ہیں اور قوم کی بیٹیاں بھی ہوسکتی ہیں کہ کسی بڑے فساد کو روکنے کے لئے قربانی بہرحال دنیا پڑتی ہے اور صرف قوم کا گمراہ ہونا عقد سے مانع نہیں ہوسکتا ہے کہ ایسے حالات میں عقد کا جواز بھی ہوسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

۵۔ آپ خدا کی پناہ میں ہیں کسی قلعہ کی ضرورت نہیں ہے۔

(۲۱) نبی امت کا باپ ہوتا ہے لہٰذا امت کی لڑکیاں اس کی اپنی لڑکیاں کہی جاتی ہیں اور جناب لوطؑ نے یہ لہجہ خصوصیت کے ساتھ اختیار کیا تھا کہ شاید قوم میں دلچسپی پیدا ہوجائے لیکن لواط کا خدا برے کرے کہ وہ انسان سے ہر شرافت کو سلب کرلیتا ہے۔

دورِ حاضر کے ترقی یافتہ، قوم لوطؑ کے انجام سے عبرت حاصل کریں۔ عنقریب سب کا ایک ہی انجام ہونے والا ہے۔

قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿٨٠﴾

لوط نے کہا: اے کاش! مجھ میں (تمھیں روکنے کی) طاقت ہوتی یا میں کسی مضبوط سہارے کی پناہ لے سکتا۔ (80)

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ

فرشتوں نے کہا: اے لوطؑ! ہم آپ کے رب کے فرستادے ہیں یہ لوگ آپ تک نہیں پہنچ سکیں گے

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ

پس آپ رات کے کسی حصے میں اپنے گھر والوں کو لے کر نکل جائیں اور اور آپ میں سے کوئی شخص پیچھے مڑ کر نہ دیکھے

اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ

سوائے آپ کی بیوی کے۔ بے شک جو عذاب دوسروں پر پڑنے والا ہے وہی اس (بیوی) پر بھی پڑے گا۔

مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿٨١﴾ فَلَمَّا

یقیناً ان کے وعدہ عذاب کا وقت صبح کا وقت ہے۔ کیا صبح کا وقت قریب نہیں؟ (81) پس جب

جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا

ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے اس بستی کو الٹ کر تہ و بالا کر دیا اور اس پر

عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ [28] ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿٨٢﴾ لا مُّسَوَّمَةً

پختہ مٹی کے پتھروں کی لگاتار بارش برسائی۔ (82) جن پر آپ کے

عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿٨٣﴾ ع وَاِلٰى

(النصف ع ٧ ١٥)

رب کے ہاں (سے) نشانی لگی ہوئی تھی اور یہ عذاب ظالموں سے (کوئی) دور نہیں۔ (83) اور

مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا

مدین کی طرف ہم نے ان کی برادری کے فرد شعیبؑ کو بھیجا انہوں نے کہا:

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ٨٠ کی تاویل میں قوۃ سے امام مہدیؑ اور رکن شدید سے ان کے ٣١٣ انصار کو مراد لیا گیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ جناب لوطؑ کی آرزو تھی کہ کاش میرے پاس اس قسم کے افراد اور انصار ہوتے تو میں ہر قیمت پر معاشرتی فساد کی روک تھام کر دیتا۔

ف: قوم لوط کی سزا ان کی فطرت کے عین مطابق تھی کہ انھوں نے نظامِ فطرت کو الٹ پلٹ کر کے رکھ دیا تھا اور سنگسار کے بارے میں یہ احتمال بھی ہے کہ تباہی سے پہلے ہوا ہو یا کہ دونوں سزائیں ایک ساتھ ہوں۔

28- کہا جاتا ہے کہ سجیلؑ سنگِ گلِ" فارسی کا معرب ہے یعنی کھرنجے دار پتھر۔ منضود۔ یعنی مرتب و منظّم یہ اشارہ برابر بارش کی طرف ہے۔

اردو حاشیہ

لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ

اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے اور ناپنے

اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

اور تولنے میں کمی نہ کیا کرو۔ میں تمہیں آسودگی میں دیکھ رہا ہوں اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ دن نہ آجائے

يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾ وَ يٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ

جس کا عذاب تمہیں گھیرلے۔ (84) اور اے میری قوم! انصاف کے

بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا

ساتھ پورا ناپا (۲۲) اور تولا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور

فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ (29) خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ

زمین میں فساد کرتے نہ پھرو۔ (85) اللہ کی طرف سے باقی ماندہ

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا

تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم مومن ہو اور میں تم پر نگہبان تو نہیں ہوں۔ (86) انہوں نے کہا:

يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ

اے شعیبؑ! کیا تمہاری نماز (۲۳) تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم انہیں چھوڑ دیں

اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ

جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں یا ہم اپنے اموال میں اپنی مرضی سے تصرف کرنا بھی چھوڑ دیں؟

لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ

صرف تو ہی بڑا بردبار عقلمند آدمی ہے؟۔ (87) شعیبؑ نے کہا: اے میری قوم! تم یہ تو دیکھو

عربی حاشیہ

29-بقیت اللہ۔ ہر وہ شے ہے جسے خدانے کسی خاص موقع کے لئے بچا کر رکھا ہو اور اسی لئے روایات میں امام عصرؑ کو بقیۃ اللہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے کہ پروردگار عالم نے انھیں آخری انقلاب اور زمانہ کی واقعی اصلاح کے لئے بچا کر رکھا ہے جیسا کہ ابن صباء مالکی نے فصول مہمہ میں نقل کیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۲) جناب شعیبؑ کا یہ پیغام اس بات کی علامت ہے کہ دینِ خدا صرف دین عبادت نہیں ہوتا بلکہ اس کا تعلق عبادات اور سیاسیات سے یکساں طور پر ہوتا ہے اور نبی خدا بھی صرف چند عبادات کا ذمہ دار نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کی نگاہ مسجد ہی کی طرح بازار پر بھی ہوتی ہے اور وہ سماج میں عدل وانصاف کے قیام کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

جناب شعیبؑ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ بے ایمانی کے ذریعہ دولت کمانے کا طریقہ بظاہر اچھا معلوم ہوتا ہے اور انسان اسے بھی برکت کا ذریعہ سمجھتا ہے لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے بلکہ جو خدا کا ذخیرہ ہے خیر اور بھلائی اسی میں ہے اور صاحبانِ ایمان اپنا خیر اسی میں تلاش کرتے ہیں۔

(۲۳) یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ دورِ قدیم سے آج تک بے ایمان جب دین کا استہزاء کرنا چاہتے ہیں تو انہیں سارے احکام دین میں ایک نماز ہی ملتی ہے جس کا مذاق اڑاتے ہیں۔

قوم شعیبؑ نے یہی طریقہ اختیار کیا تھا کہ کیا نماز ہمیں بزرگوں کے راستے سے ہٹانا چاہتی ہے اور ہمارے کاروبار پر پابندی عائد کرنا چاہتی ہے۔

قدرت نے بھی آخری مرحلہ پر تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر کہہ کر واضح کر دیا کہ نماز ہی ہر برائی سے روکنے والی ہے اور اسی پر سارے خیر کا دارومدار ہے۔

كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ رَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا

کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے دلیل کے ساتھ ہوں اور اس نے مجھے اپنے ہاں سے

حَسَنًا (30) ؕ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ

بہترین رزق (نبوت) سے نوازا ہے تو میں ایسا نہیں کر سکتا کہ جن باتوں سے تمہیں روکتا ہوں

عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا

خود انہیں کرنے لگوں۔ میں تو حسب استطاعت فقط اصلاح کرنا چاہتا ہوں اور مجھے

تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝۸۸

صرف اللہ ہی سے توفیق ملتی ہے۔ اسی پر میرا توکل ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ (88)

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ

اور اے میری قوم! میری مخالف کہیں اس بات کا موجب (۲۴) نہ بنے کہ

اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا

تم پر بھی وہی عذاب آجائے جو قوم نوح یا قوم ہود یا صالح کی قوم پر آیا تھا اور لوط کی قوم

قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ۝۸۹ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا

(کا زمانہ) تو تم سے دور بھی نہیں ہے۔ (89) اور تم لوگ اپنے رب سے مغفرت طلب کرو پھر اس کے آگے توبہ کرو

اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۝۹۰ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا

میرا رب یقیناً بڑا رحم کرنے والا محبت والا ہے۔ (90) انہوں نے کہا: اے شعیبؑ!

نَفْقَهُ (31) كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَ

تمہاری اکثر باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور بے شک تم ہمارے درمیان بے سہارا بھی نظر آتے ہو اور اگر

عربی حاشیہ

30- یہ علامت ہے کہ رزق حسن بے ایمانی کا محتاج نہیں ہے۔ میں بے ایمانی نہیں کرتا تھا مگر خدا نے مجھے بہترین رزق دے رکھا ہے۔

31- فقہ فہم، رحم، سنگسار ظہری۔ جسے پس پشت ڈال دیا جائے۔

ف: آیت نمبر ۸۳ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہم جنسی کے دلدادہ افراد کے لیے مخصوص قسم کے پتھروں کا انتظام کیا گیا ہے اور آخر فقرہ اشارہ ہے کہ یہ سزا ہے اور یہ بدکردار لوگوں کے لئے ہے۔

صبح کے وقت اس عذاب کا نزول یا تورات بھر مہلت توبہ دینے کی بنا پر تھا یا اس لئے کہ سب اس منظر کو دیکھ لیں کہ اس جرم کا عذاب کس قدر سنگین ہوتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۹۱ میں قوم کے ان چار حربوں کا ذکر کیا گیا ہے جو انھوں نے جناب شعیبؑ کے خلاف استعمال کئے تھے۔ اور آیت

اردو حاشیہ

(۲۴) یہ نبی خدا کا دلِ دردمند ہے کہ نالائق قوم بھی عذاب سے محفوظ رہے اور وہ قوم کا مزاج ہے کہ مذاق اڑاتی رہے اور یہ کہے کہ تمہاری باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں اور تمہاری قوم نہ ہوتی تو ہم تم کو ہلاک و برباد کر دیتے اور یہ پھر نبی کا اندازِ تبلیغ ہے کہ قوم تو بہرحال مخلوق ہوتی ہے۔ تمہیں مخلوقات کا اس قدر خیال ہے اور خالق کا کوئی خیال نہیں ہے جب کہ اس کا احترام زیادہ ہونا چاہئے۔ ان حالات کی روشنی میں یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ جب کسی قوم کی تباہی کے دن آ جاتے ہیں تو اس کی منطق کیا ہو جاتی ہے اور اس کا برتاؤ مصلحین کے ساتھ کس طرح کا ہو جاتا ہے۔

اس مقام پر یہ نکتہ بھی قابلِ غور ہے کہ جب قوم کے دل میں جناب شعیبؑ کے قبیلہ کا خیال راسخ ہے تو ان کو ضعیف اور کمزور کیوں کہا جا رہا ہے اور جس کے پاس اس طرح کا قبیلہ ہو وہ کمزور کس طرح کہا جا سکتا ہے...... لیکن اس کا جواب یہ ہے یہ اہلِ باطل کی سیاست ہوتی ہے کہ قوم اور قبیلہ کو اس طرح اکسایا جائے کہ ہم نے تمہارے احترام میں ان کو چھوڑ رکھا ہے ورنہ اب تک تباہ و برباد کر دیتے جب کہ یہ معلوم ہے کہ قوم خود بھی نبی کی ہم خیال نہیں ہے اور گمراہی میں پڑی ہوئی ہے۔

لَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۡ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾ قَالَ

تمہارا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تمہیں سنگسار کر چکے ہوتے (کیونکہ) تمہیں ہم پر کوئی بالادستی بھی حاصل نہیں ہے۔ (91)

يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ

شعیب نے کہا :اے قوم !کیا میرا قبیلہ تمہارے لیے اللہ سے زیادہ اہم ہے کہ تم نے اللہ کو

وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾ وَ

پس پشت ڈال دیا ہے؟ میرا رب یقیناً تمہارے اعمال پر احاطہ رکھتا ہے۔ (92) اور

يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ [32] اِنِّىْ عَامِلٌ ۭ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ

جب ہما را فیصلہ آگیا تو اپنی رحمت سے ہم نے شعیبؑ اور ان کے ساتھ

مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۭ وَ

ایمان لانے والوں کو نجات دی اورظالموں کو ہو لنا ک چیخ نے آلیا اور

ارْتَقِبُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا

وہ اپنے گھرو ں میں او ندھے پڑے رہ گئے '(93)اور جب ہمارافیصلہ آگیا

نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا

تو اپنی ر حمت سے ہم نے شعیب اوران کے سا تھ ایما ن لا نے وا لو ں کو

وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ

نجات دی اور ظالموں کو ہو لنا ک چیخ نے آلیا او ر وہ اپنے گھر و ں میں

دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ ۙ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَا

اوندھے پڑے رہ گئے' (94) گویا کہ وہاں کبھی بسے ہی نہ تھے آگاہ رہو! قوم مدین

عربی حاشیہ

نمبر ۹۲۔۹۳ میں ان سب کا الگ الگ جواب دیا گیا ہے کہ تم نافہم بھی ہو، نافرمان بھی ہو۔ مستحق عذاب بھی ہو اور خدا سے بچ نکلنے کے قابل بھی نہیں ہو۔

32-یہ ایک طرح کی تحدی بھی ہوتی ہے اور مرنجا مرنج پالیسی بھی کہ تم بھی اپنی جگہ اپنا کام کرتے رہو اور میں بھی اپنا کام کرتا رہوں اور پھر انجام کار دیکھنا کہ کس کا کیا حشر ہوتا ہے اور یہ بھی مقصد ہوتا ہے کہ نہ تم ہم سے جھگڑا کرو نہ ہم تم سے جھگڑا کریں اور دونوں انجام کا انتظار کرتے رہیں۔

ارتقاب۔ انتظار ۔جاثم ۔جو سر ڈال کر بیٹھا رہے اور اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکے۔

اردو حاشیہ

بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ ﴿٩٥﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

(رحمت حق سے)اس طرح دور ہوئی جس طرح قوم ثمود دور ہوئی۔ (95) اور بتحقیق موسیٰ کو

مُوسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٩٦﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ

ہم نے اپنی نشانیوں اور واضح دلیل کے ساتھ بھیجا' (96) فرعون اور اس کے درباریوں کی

مَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ

طرف تو انہوں نے فرعون کے حکم کی پیروی کی جب کہ فرعون کا حکم عقل کے

بِرَشِيْدٍ ﴿٩٧﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ [33] يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ

مطابق نہ تھا۔ (97) قیامت کے دن وہ اپنی قوم کے آگے ہوگا اور انہیں جہنم تک پہنچا دے گا۔

النَّارَ ؕ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿٩٨﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ

کتنی بری جگہ ہے جہاں یہ وارد کیے جائیں گے ۔(98)اور اس دنیا میں بھی لعنت ان کے تعاقب میں ہے

لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿٩٩﴾ ذٰلِكَ مِنْ

اور قیامت کے دن بھی ۔ کتنا برا صلہ ہے یہ جو (کسی کے)حصے میں آئے ۔(99) یہ ان بستیوں کے

اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ [34] وَّحَصِيْدٌ ﴿١٠٠﴾ وَ

حالات ہیں جو ہم آپ کو سنا رہے ہیں ان سے بعض کھڑی ہیں اور بعض کی جڑیں کٹ چکی ہیں۔(100)اور

مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ

ہم نے ان پر ظلم (۲۵)نہیں کیا بلکہ انہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ۔پس جب آپ کے رب کا حکم آگیا

عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ

تو اللہ کے سوا جن معبودوں کو وہ پکارتے تھے وہ ان کے کچھ بھی کام نہ آئے

عربی حاشیہ

ف: جناب شعیبؑ نے اپنے تعلیمات میں توحید کے فوراً بعد ناپ تول کا ذکر کرکے واضح کردیا کہ اسلامی نظام میں عقائد ہی کی طرح اقتصادیات کی بھی بے پناہ اہمیت ہے اور کوئی عقیدہ اس وقت تک کارآمد نہیں ہوسکتا ہے جب تک عمل سے ہم آہنگ نہ ہو اور قوم کے جواب نے بھی واضح کردیا ہے کہ وہ معاشی آزادی کے خواہشمند تھے جو سماج کی تباہی کا سب سے بڑا سبب ہوتا ہے۔ پابندی بہرحال ضروری ہوتی ہے چاہے وہ عبادی دنیا بھی ہو یا اقتصادی دنیا میں۔

33-قدم۔ تقدم کے معنی میں ہے کہ جس طرح فرعون یہاں آگے آگے چلتا رہا ہے اور لوگ اس کا اتباع کرتے رہے ہیں اسی طرح آخرت میں بھی اس کے ساتھ چلیں گے اور انجام سب کا جہنم ہوگا اور یہی اس کے اتباع کا بہترین انعام ہے جو واقعاً بدترین انعام ہے۔

34- بعض علماء آثار کا بیان ہے کہ جن

اردو حاشیہ

(۲۵) یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید میں تقریباً بیس مقامات پر کیا گیا ہے اور اس سے انسان کو اس کی کمزوری کی طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ اس کی بربادی میں خدائی ظلم کا کوئی دخل نہیں ہے بلکہ یہ تمام تر اس کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے جو اسے ملتا رہتا ہے اور ملتا رہے گا۔

لَمَّا جَآءَ اَمۡرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوۡهُمۡ غَيۡرَ تَتۡبِيۡبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَ

اور انہوں نے تباہی کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ کیا۔ (101) اور

كَذٰلِكَ اَخۡذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الۡقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ؕ

اسی طرح آپ کے رب کی پکڑ (۲۶) ہے جب وہ کسی ظالم بستی کو اپنی گرفت میں لیتا ہے تو اس کی گرفت

اِنَّ اَخۡذَهٗۤ اَلِيۡمٌ شَدِيۡدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

یقیناً دردناک اور سخت ہوا کرتی ہے ۔(102) یقیناً اس میں نشانی ہے عذاب

لِّمَنۡ خَافَ عَذَابَ الۡاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوۡمٌ مَّجۡمُوۡعٌ ۙ

آخرت سے ڈرنے والے کے لیے ۔وہ ایسا دن ہو گا جس میں سب لوگ جمع کیے جائیں گے

لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوۡمٌ مَّشۡهُوۡدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا

اور وہ ایسا دن ہوگا جو سب کے مشاہدے میں ہوگا ۔(103) اور ہم اس دن کے لانے میں فقط ایک مقررہ وقت کی

لِاَجَلٍ مَّعۡدُوۡدٍ ﴿۱۰۴﴾ ؕ يَوۡمَ يَاۡتِ لَا تَكَلَّمُ نَفۡسٌ اِلَّا

وجہ سے تاخیر کرتے ہیں ۔(104) جب وہ دن آئے گا تو اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی بات نہ کر سکے گا

بِاِذۡنِهٖ ۚ فَمِنۡهُمۡ شَقِىٌّ وَّسَعِيۡدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ

پھر ان میں سے کچھ بد بخت اور کچھ نیک بخت ہوں گے ۔(105) جو بد بخت ہوں گے

شَقُوۡا فَفِى النَّارِ لَهُمۡ فِيۡهَا زَفِيۡرٌ (35) وَّشَهِيۡقٌ ﴿۱۰۶﴾ ۙ خٰلِدِيۡنَ

وہ جہنم میں جائیں گے جس میں انہیں چلانا اور دھاڑنا ہو گا ۔(106) وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے

فِيۡهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ

جب تک آسمان اور زمین کا وجود ہے مگر یہ کہ آپ کا رب (نجات دینا چاہے)۔

عربی حاشیہ

کے آثار باقی رہ گئے ہیں وہ عاد وثمود کی بستیاں ہیں اور جو یکسر مٹ گئی ہیں وہ جناب نوحؑ اور جناب لوطؑ کی قوم کی بستیاں ہیں۔ واللہ اعلم

ف: ''ورد'' اصل میں تو پانی کے چشمہ کو کہا جاتا ہے لیکن یہاں آتش جہنم کے لئے استعمال ہوا ہے جس طرح کہ ''رفد'' امداد اور عطیہ کے معنی میں ہے لیکن یہاں لعنت اور عذاب کے لئے استعمال ہوا ہے کہ ان لوگوں کے لئے آگ ورد ہے اور لعنت رِفد۔ فافہم

35- زفیر گدھے کی ابتدائی آواز کا نام ہے اور شہیق آخری آواز کا نام ہے یعنی زفیر آواز کا کھینچنا ہے اور شہیق اس کا واپس کرنا۔

ف: آیت نمبر ۱۰۶ اور نمبر ۱۰۸ میں شقوا اور سعدوا علامت ہے کہ سعادت اور شقاوت فطری نہیں ہیں بلکہ عملی اور اختیاری ہیں اور شقوا کا فعل معروف ہونا بھی علامت ہے کہ یہ کام انسان خود کرتا ہے جب کہ سعدوا کا فعل مجہول ہونا نشانی ہے کہ یہ کام توفیق پروردگار کے بغیر

اردو حاشیہ

(۲۶) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پروردگار عالم اہلِ ظلم کو اپنی گرفت میں رکھتا ہے لیکن جب تک چاہتا ہے ڈھیل بھی دیتا رہتا ہے ورنہ دور حاضر میں کون سی برائی ہے جو دور قدیم سے کم ہے اس کے بعد بھی عذاب نازل نہیں ہوتا تو یہ مصلحت پروردگار ہے اور اس میں کسی کو دخل دینے کا حق نہیں ہے۔

واضح رہے کہ زلزلہ وطوفان طبیعی امور ہیں اور جو اکثر پیش آتے رہتے ہیں اور ان کا عذاب سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن جب یہی حالات کسی نبی خدا کی خبر اور تہدید کے بعد پیش آ جائیں تو انہیں یقیناً عذابِ الٰہی کا نام دیا جائے گا۔

إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ﴿١٠٧﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا

بیشک آپ کا رب جو ارادہ کرتا ہے اسے خوب بجا لاتا ہے۔(107)اور جو نیک بخت ہوں گے

فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ

وہ جنت میں ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمانوں اورزمین کا وجود ہے

إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۖ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ ﴿١٠٨﴾ فَلَا تَكُ

مگر جو آپ کا رب [٢٧] چاہے ۔ وہاں منقطع نہ ہونے والی بخشش ہوگی ۔(108) (اے نبیؐ) جس کی

فِي مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هَٰؤُلَاءِ ۚ مَا يَعْبُدُونَ إِلَّا كَمَا

یہ لوگ پوجا کر رہے ہیں اس سے آپ کو شُبہ نہ ہو یہ لوگ اسی طرح پوجا کر رہے ہیں جس طرح پہلے

يَعْبُدُ آبَاؤُهُم مِّن قَبْلُ ۚ وَإِنَّا لَمُوَفُّوهُمْ نَصِيبَهُمْ

ان کے باپ دادا پوجا کرتے تھے اور ہم انہیں ان کا حصہ (عذاب)بغیر کسی نقص و کسر کے

غَيْرَ مَنقُوصٍ ﴿١٠٩﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ

پورا کریں گے۔(109)بتحقیق ہم نے موسیٰ کو کتاب دی پھر ان کے بارے میں اختلاف کیا گیا

فِيهِ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ

اور اگر آپ کے رب کی طرف سے فیصلہ کن کلمہ نہ کہا گیا ہوتا تو ان کا بھی فیصلہ ہو چکا ہوتا اور وہ اس بارے میں

وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿١١٠﴾ وَإِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ

تردد میں ڈالنے والے شک میں پڑے ہوئے ہیں ۔(110)اور بے شک آپ کا رب ان سب کے اعمال کا

رَبُّكَ أَعْمَالَهُمْ ۚ إِنَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١١١﴾ فَاسْتَقِمْ

پورا بدلہ ضرور دے گا ۔وہ ان کے اعمال سے یقیناً خوب باخبر ہے۔(111) جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے

عربی حاشیہ

نہیں ہوسکتا ہے۔

ف: آیت نمبر ١١٢ ہی وہ آیت ہے جس نے سرکارِ دوعالم کو ضعیف بنادیا تھا کہ اس میں استقامت کا مطالبہ کیا گیا تھا اور وہ بھی حکم خدا کے عین مطابق اور وہ بھی امت کو شریک بنا کر اور ہرطرح کے طغیان اور سرکشی کی روک تھام کے لئے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام اچھے خاصے جوان انسان کو بھی ضعیف بنا سکتا ہے۔

36-پیغمبرؐ سے خطاب صرف مسئلہ کی سنگینی کا اظہار ہے ورنہ پیغمبرؐ کے لئے ان کے باطل پر ہونے میں کسی شبہ کا کوئی امکان نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(٢٧) یہ صرف اقتدار الٰہی کا اعلان ہے ورنہ عدل الٰہی کا تقاضا یہ ہے کہ اہلِ جہنم جہنم سے نکالے جا سکتے ہیں لیکن اہلِ جنت جنت سے نہیں نکالے جاسکتے ہیں۔مقصد صرف یہ ہے کہ جنت وجہنم خدا کے اختیار میں ہیں اس میں کسی کو دخل دینے کا حق نہیں ہے۔

كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا

آپ اور وہ لوگ بھی جو آپ (۲۸) کے ساتھ (اللہ کی طرف) پلٹ آئے ہیں ثابت قدم رہیں اور حد سے تجاوز بھی نہ کریں۔

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

اللہ تمہارے اعمال یقیناً خوب دیکھنے والا ہے۔(112)اور جنھوں نے ظلم (۲۹) کیا ہے ان پر تکیہ نہ کرنا

فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ

ورنہ تمہیں جہنم کی آگ چھولے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی سرپرست نہ ہوگا پھر تمہاری کوئی مدد

ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا

نہیں کی جائے گی۔ (113) اور نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں

مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّـيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ

اور رات کے کچھ حصوں میں۔ نیکیاں (۳۰) بے شک برائیوں کو دور کر دیتی ہیں نصیحت ماننے والوں کے لیے

ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ۚ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ

یہ ایک نصیحت ہے۔(114)اور صبر کرو یقیناً اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ

نہیں کرتا۔ (115) تم سے پہلے والی قوموں میں کچھ لوگ (خیر وصلاح والے)

اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا

کیوں (۳۱) باقی نہیں رہے جو (لوگوں کو) زمین میں فساد پھیلانے سے منع کرتے سوائے

قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

ان چند افراد کے جنھیں ہم نے ان میں سے بچا لیا تھا؟ اور ظالم لوگ

عربی حاشیہ

37-شک مریب۔ مثل عجب عجیب اور ظل ظلیل ہے یعنی ایسا شک جو شبہ میں مبتلا کردے۔

38-دن کے دونوں طرف یعنی صبح اور ظہر وعصر۔

زلف لیل۔ یعنی رات کی ابتدائی ساعتیں جن میں مغرب وعشا کی نماز ادا کی جاتی ہیں۔

39-قرن عام طور سے ایک صدی کو کہا جاتا ہے۔

40-بقیہ۔ جو چیز باقی رہ جائے یا باقی رکھی جائے کہ اس سے بروقت کام لیا جائے اور اسی لئے کارآمد افراد کو بقیۃ السلف کہا جاتا ہے اور عقل وفہم کو بھی بقیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۸) سرکار دو عالمؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ سورہ ہود نے مجھے بوڑھا بنا دیا ہے۔ اس میں استقامت کا حکم اس قدر شدت سے دیا گیا ہے جس پر عمل جوان انسان کو بھی بوڑھا بنا دیتا ہے حقیقت امر یہ ہے کہ استقامت یعنی ہر معاملہ میں بالکل سیدھے راستے پر رہنا ہر انسان کے بس کا کام نہیں ہے اور جو انسان جس مرتبہ کا حامل ہوتا ہے اس کے لئے استقامت کا معیار بھی اسی قدر بلند تر ہوتا ہے۔ اسلام تمام تر دینِ استقامت ہے اور اس کے سارے قوانین اور احکام کا خلاصہ انسان کے کردار میں استقامت پیدا کرانا ہی ہے اور بس......!

(۲۹) ظلم کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ احکام الٰہیہ پر ظلم، بندگانِ خدا پر ظلم، خود اپنے نفس پر ظلم اور اسلام نے ہر ظلم والے پر اعتماد کرنے کو حرام قرار دے دیا ہے بلکہ اس کے خلاف جہاد کو واجب قرار دیا ہے۔

(۳۰) بے شک نماز اس بات کی ضمانت نہیں ہے کہ اس کے بعد جس قدر چاہے برائیاں کرے نماز بخشوا لے گی لیکن اس کا پلہ اس قدر بھاری ضرور ہے کہ بہت سی برائیوں کے عذاب کا مقابلہ کرسکتی ہے بشرطیکہ ان کا تعلق گناہانِ کبیرہ یا حقوق العباد سے نہ ہو۔

(۳۱) قوموں پر عذاب کا باعث ان کا اپنا ظلم ہوتا ہے اور اس کے مسئول وہ افراد بھی ہوتے ہیں جو صاحبانِ علم وعقل ہوتے ہیں اور پھر بھی فساد اور

مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ

ان چیزوں کے پیچھے لگے رہے جن میں عیش ونوش تھا اور وہ جرائم پیشہ لوگ تھے۔ (116) اور آپ کا

رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

رب ان بستیوں کو ناحق تباہ نہیں کرتا اگر ان کے رہنے والے اصلاح پسند ہوں۔ (117)

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا

اور اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا

يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ [41] ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ط وَلِذٰلِكَ [42]

مگر وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے۔ (118) سوائے ان کے جن پر آپ کے پروردگار نے رحم فرمایا ہے

خَلَقَهُمْ ط وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ

اور اسی کے لیے تو اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے اور تیرے رب کا وہ فیصلہ پورا ہو گیا (جس میں فرمایا تھا) کہ میں جہنم کو ضرور بالضرور

الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ

جنات اور انسانوں سب سے بھر دوں گا۔ (119) اور (اے رسول) ہم پیغمبروں کے وہ تمام حالات

اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ج وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ

آپ کو بتاتے ہیں جن سے ہم آپ کو ثبات قلب دیتے ہیں اور ان کے ذریعے حق بات آپ تک

الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ [43] وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ

پہنچ جاتی ہے نیز مومنین کے لیے نصیحت اور یاد دہانی ہو جاتی ہے (120) اور آپ ان

لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ط اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَ

بے ایمانوں سے کہہ دیں کہ تم اپنی جگہ پر کام کرو اور ہم اپنی جگہ پر اپنا کام کر رہے ہیں (121) اور

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۱۳ میں ظالموں کی طرف میلان کی ممانعت اس لئے ہے کہ اس طرح ظالموں کو تقویت حاصل ہوجاتی ہے اور اہلِ حق کا وجد کمزور پڑ جاتا ہے۔

برادرانِ اسلام کو اس آیت پر غور کرنا چاہیے جو ہر حاکم کو اولی الامر کا درجہ دے کر اس کی اطاعت کو واجب قرار دیتے ہیں۔

ف: آیت نمبر ۱۲۰ دلیل ہے کہ قرآن مجید کہانی یا افسانہ نہیں ہے۔ اس کے واقعات کے چار اسباب ہیں۔ اطمینان قلب۔ بیان حق۔ وعظ ونصیحت اور یاددہانی کہ یہی چاروں امور انسان کی کردار سازی کے عناصر اربعہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

41-اختلاف انسان کی فطرت کا نتیجہ ہے۔ جسے بھی عقل دی گئی ہے اور حریت فکر کا مالک بنایا گیا ہے اس میں اختلاف کا ہونا ضروری ہے۔ اختلاف نظر کا نہ ہونا انسانیت کی موت ہے۔

اردو حاشیہ

منکرات سے نہی نہیں کرتے ہیں۔ نہی عن المنکر مذہب کے اہم ترین واجبات میں ہے۔

انْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

تم انتظار کرو ہم بھی انتظار کریں گے۔ (122) اور آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کا علم صرف اللہ کو ہے اور اسی پر بھروسا کرو اور تمہارا رب تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔(123)

ایاتھا ۱۱۱ ۱۲ سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ ۵۳ رکوعاتھا ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۱﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَ اِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۳﴾ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ

الف لام را یہ واضح کتاب کی آیات ہیں۔ (1) ہم نے اسے عربی قرآن بنا کر نازل (۲) کیا تا کہ تم سمجھ سکو۔(2)ہم اس قرآن کو آپ کی طرف وحی کر کے آپ سے بہترین قصہ بیان کرنا چاہتے ہیں اور آپ اس سے پہلے (ان واقعات) سے بے خبر تھے۔ (۳) (3) جب یوسفؑ نے

عربی حاشیہ

معصومینؑ آپس میں اختلاف نہیں رکھتے تو یہ فطرت کے اتحاد کا نتیجہ ہے ورنہ دوسروں سے بہرحال اختلاف رکھتے ہیں۔

42- خدا نے بندوں کو رحمت کے لئے پیدا کیا ہے کہ جس طرح ہم تم پر رحمت کرتے ہیں تم بھی دوسروں پر رحم کرو۔ نہ یہ کہ ہم نے اختلاف کے لئے پیدا کیا ہے کہ ہر وقت جھگڑا کرتے رہو۔ استغفر اللہ۔

43- دورِ قدیم کے مورخین گذشتہ واقعات میں سیاست کے پہلو تلاش کر رہے تھے اور آج کے مورخین اقتصاد اور علم و فن کے پہلوؤں پر زور دیتے ہیں اور قرآن موعظہ و نصیحت اور عبرت کے مرقعے پیش کرتا ہے کہ انسان انسان بن کر زندہ رہے اور سیاست کا مکار یا دولت کا پرستار نہ بن جائے۔

اردو حاشیہ

(۱) آیت مبارک کو سُن کر ہر دل میں یہ تڑپ پیدا ہوتی ہے کہ کاش خدا نے یہ چاہ لیا ہوتا اور عالمِ انسانیت کو ہر مصیبت سے نجات مل جاتی لیکن انسان یہ نہیں سوچتا کہ اس طرح انسانیت کا خاتمہ ہو جاتا اور وہ آزادی فکر و عمل سے محروم ہو جاتا جب کہ آج آزادی پر پابندی لگائی جاتی ہے تو فریاد کرنے لگتا ہے۔ یہ علامت ہے کہ وہ فطرتاً آزاد رہنا چاہتا ہے اور اسی آزادی کے تحفظ کے لئے اسے اختلاف فکر و نظر کے قابل بنایا گیا ہے۔ ہاں کوئی انسان مرکز رحم الٰہی بن جائے اور فکر مستقیم کا مالک بن جائے تو اختلاف سے نجات حاصل کر سکتا ہے جس طرح معصومین کے افکار میں اتحاد و اتفاق کا منظر دیکھنے میں آتا ہے۔

(۲) قرآن کے عربی ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ صرف عربوں کے لئے ہے اس لئے کہ الفاظ قوموں کے ساتھ مخصوص ہو سکتے ہیں۔ معانی کسی قوم کی ملکیت نہیں ہوتے ہیں اور زبان تو صرف ایک ہی اختیار کی جاسکتی ہے تو کیوں نہ اس قوم کی زبان اختیار کی جائے جو براہِ راست مخاطب ہو۔

(۳) یہ اشارہ ہے کہ یہ پورا قصہ وحی کا نتیجہ ہے ورنہ اس دور میں کوئی اس واقعہ سے باخبر نہیں تھا کہ یہ تصور کیا جائے کہ پیغمبرؐ نے کسی سے سن لیا ہو گا یا سیکھ لیا ہو گا۔

لِاَبِیۡهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡ رَاَیۡتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوۡکَبًا وَّ

اپنے باپ سے کہا: اے بابا! میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں کو دیکھا ہے اور

الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ رَاَیۡتُهُمۡ لِیۡ سٰجِدِیۡنَ ﴿۴﴾ قَالَ یٰبُنَیَّ لَا

سورج اور چاند کو میں نے دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔(4) کہا: بیٹا! اپنا خواب

تَقۡصُصۡ رُءۡیَاکَ عَلٰۤی اِخۡوَتِکَ فَیَکِیۡدُوۡا لَکَ (1) کَیۡدًا ؕ

اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا ورنہ وہ آپ کے خلاف (۴) کوئی چال سوچیں گے

اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ﴿۵﴾ وَ کَذٰلِکَ یَجۡتَبِیۡکَ

کیونکہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔(5) اور آپ کا رب اسی طرح آپ کو

رَبُّکَ وَ یُعَلِّمُکَ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ الۡاَحَادِیۡثِ (2) وَ یُتِمُّ نِعۡمَتَهٗ

برگزیدہ کرے گا اور آپ کو ان باتوں کے انجام کا علم سکھائے گا اور آپ پر

عَلَیۡکَ وَ عَلٰۤی اٰلِ یَعۡقُوۡبَ کَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤی اَبَوَیۡکَ مِنۡ

اور آل یعقوب پر اپنی نعمت اسی طرح پوری کریگا جس طرح اس سے پہلے آپ کے اجداد

قَبۡلُ اِبۡرٰهِیۡمَ وَ اِسۡحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّکَ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ﴿۶﴾ ع لَقَدۡ

ابراہیمؑ و اسحاقؑ پر کر چکا ہے۔ بیشک آپ کا رب بڑا علم والا، حکمت والا ہے۔(6) بتحقیق

کَانَ فِیۡ یُوۡسُفَ وَ اِخۡوَتِهٖۤ اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیۡنَ ﴿۷﴾ اِذۡ قَالُوۡا

یوسفؑ اور اس کے بھائیوں (کے قصے) میں پوچھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔(7) جب بھائیوں نے

لَیُوۡسُفُ وَ اَخُوۡهُ اَحَبُّ اِلٰۤی اَبِیۡنَا مِنَّا وَ نَحۡنُ

(آپس میں) کہا: یوسفؑ اور اس کا بھائی (ابن یامین) (۵) ہمارے ابا کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں

ع ۱ ۶ ۱۱

المنزل ۳

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۲۳ کے بارے میں بعض علماء کا کہنا ہے کہ اس میں دو لفظوں میں سیر و سلوک کی پوری دنیا کو سمو دیا گیا ہے "اللہ کی عبادت کرو" اور اس پر بھروسہ کرو کہ یہی شریعت کی جان بھی ہے اور طریقت و حقیقت کی پہچان بھی۔

ف: جناب یعقوبؑ کا لہجہ دلیل ہے کہ انھیں اولاد کی مکاری کا یقین تھا اور اسی لئے اس مقام پر لفظ خوف نہیں استعمال کیا جب کہ بھیڑیئے کے ذکر میں اس لفظ کا استعمال کر کے اولاد کو ان کی سازش سے باخبر کر دیا تھا۔

1- کادَ خود بھی متعدی ہے لیکن تعدیہ کے لئے لام استعمال ہوا ہے کہ اس میں حیلہ کے معنی پائے جاتے ہیں۔

2- تاویل کے معنی پلٹانے کے ہیں یعنی وہ حقیقت جو ظاہر کے پردہ میں پوشیدہ ہوتی ہے۔ اس سے حقائق کی معرفت بھی مراد ہے اور خوابوں کی تعبیر بھی کہ یہ بھی درحقیقت ایک تاویل کا علم ہے جس کے ظاہر اور واقع میں بڑا

اردو حاشیہ

(۴) کہا جاتا ہے کہ جناب یوسفؑ کی عمر سات برس کی تھی جب یہ خواب دیکھا تھا اور اس کی تعبیر یہ تھی کہ ماں باپ، بھائی سب ان کے سامنے خضوع سے پیش آنے والے ہیں اور یہ بات بھائیوں کے لئے ناقابل برداشت تھی جو آج تک برادرانِ یوسفؑ کا طریقہ کار ہے کہ ان سے چھوٹے بھائیوں کا کمال کسی قیمت پر برداشت نہیں ہوتا ہے اور ہر آن ان کے درپے قتل رہتے ہیں۔

(۵) جناب یعقوبؑ کی پہلی بیوی لیا سے چھ اولاد تھی اور دوسری بیوی روحیل سے دو بیٹے یوسفؑ اور ابن یامینؑ تھے۔ باقی سب کنیزوں کی اولاد تھے اور یہ بھی دنیا میں ایک حسد کی وجہ ہوا کرتی ہے اور سچی بات یہ ہے کہ دنیا میں ہر انسان کا واحد محبوب اس کی اپنی ذات اور اپنی مصلحت ہوتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں نہ اولاد کوئی شے ہے اور نہ والدین اور نہ برادارن۔ مصالح کے مقابلہ میں سب کا قتلِ عام دیکھا گیا ہے۔ اللہ والوں کی نظر میں مصلحت کا دائرہ وسیع ہوتا ہے اور وہ دین اور آخرت کو مصلحت قرار دیتے ہیں ورنہ مصلحت کے مقابلہ میں قرابت ان کی نگاہ میں بھی کوئی قیمت نہیں رکھتی ہے۔ امیر المومنین کا ارشاد گرامی ہے کہ قرابت کو محبت کی ضرورت ہے محبت کو قرابت کی ضرورت نہیں ہے۔

عُصۡبَةٌ [3] إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَٰلٖ مُّبِينٍ ﴿٨﴾ ٱقۡتُلُواْ يُوسُفَ

حالانکہ ہم ایک جماعت ہیں۔ بے شک ہمارے ابا تو صریح غلطی پر ہیں۔(8)یوسفؑ کو مار ڈالو یا

أَوِ ٱطۡرَحُوهُ أَرۡضٗا يَخۡلُ لَكُمۡ وَجۡهُ أَبِيكُمۡ وَتَكُونُواْ

اسے کسی سر زمین میں پھینک دو تا کہ تمہارے ابا کی توجہ تمہاری طرف ہو جائے اور اس کے بعد

مِنۢ بَعۡدِهِۦ قَوۡمٗا صَٰلِحِينَ ﴿٩﴾ قَالَ قَآئِلٞ مِّنۡهُمۡ لَا تَقۡتُلُواْ

تم لوگ نیک بن جاؤ گے۔ (9) ان میں سے ایک کہنے والا بولا:

يُوسُفَ وَأَلۡقُوهُ فِي غَيَٰبَتِ [4] ٱلۡجُبِّ يَلۡتَقِطۡهُ بَعۡضُ

یوسف کو قتل نہ کرو اور اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے تو اسے کسی گہرے کنویں میں ڈال دو

ٱلسَّيَّارَةِ إِن كُنتُمۡ فَٰعِلِينَ ﴿١٠﴾ قَالُواْ يَٰٓأَبَانَا مَا لَكَ لَا

کوئی قافلہ اسے نکال کرلے جائے گا۔ (10) کہنے لگے: اے ہمارے ابا جان !کیا وجہ ہے کہ

تَأۡمَ۫نَّا عَلَىٰ يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُۥ لَنَٰصِحُونَ ﴿١١﴾ أَرۡسِلۡهُ مَعَنَا

آپ یوسف کے بارے میں ہم پر اعتماد نہیں کرتے حالانکہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں۔(11)کل اسے ہمارے

غَدٗا يَرۡتَعۡ وَيَلۡعَبۡ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَٰفِظُونَ ﴿١٢﴾ قَالَ إِنِّي

ہمراہ بھیج دیجئے تا کہ کچھ کھا پی لے اور کھیل کود کرے اور ہم یقیناً اسکی حفاظت کریں گے (12) یعقوب نے کہا:

لَيَحۡزُنُنِيٓ أَن تَذۡهَبُواْ بِهِۦ وَأَخَافُ أَن يَأۡكُلَهُ ٱلذِّئۡبُ

تمہارا اسے لے جانا میرے لیے حزن کا باعث ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اسے بھیڑیا (٦)

وَأَنتُمۡ عَنۡهُ غَٰفِلُونَ ﴿١٣﴾ قَالُواْ لَئِنۡ أَكَلَهُ ٱلذِّئۡبُ وَ

کھا جائے اور تم اس سے غافل ہو۔ (13) کہنے لگے: ہم ایک جماعت ہیں۔ اس کے باوجود

عربی حاشیہ

دقیق ربط ہوتا ہے۔

3-عصبہ دس سے چالیس تک کی جماعت کو کہا جاتا ہے جو کسی بات کو مضبوط کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

4-جُب۔ کنواں ہے اور غیابت الجب اس کی تاریکیاں جس میں کچھ نظر ہی نہ آئے جیسے پرانے کنوؤں کے طاقچے۔ سیارہ۔ محو سفر قافلہ کو کہا جاتا ہے یہ سیار یعنی مسافر کی جمع ہے۔

درحقیقت آیت نمبر ۱۹ آیت نمبر ۹ کی تجویز کی ایک طرح تردید ہے کہ قتل مناسب نہیں ہے اور اگر دور دراز علاقہ میں پھینکنے کا ارادہ ہے تو کنویں کے طاقچہ میں ڈال دو کسی قافلے والے خود ہی دور دراز علاقوں تک اٹھالے جائیں گے۔

اور آیت کے لہجہ سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اس مشورہ دینے والے کا مقصد یہ نہیں تھا کہ یوسف قتل ہوجائیں اور وہ ان کی زندگی کا تحفظ بھی کرنا چاہتا تھا۔

اردو حاشیہ

(٦) یہ جناب یعقوبؑ کا الہامی علم تھا کہ انہوں نے اولاد کو ان کی مکاری کا اشارہ دے دیا تھا لیکن اس کے بعد بھی ان احمقوں کی عقل میں نہ آیا اور وہی عذر بیان کیا جسے واقعاً عذر سمجھتے تھے۔ گمراہ انسان ہر ایک کو گمراہ ہی سمجھتا ہے۔

نَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَ

اگر یوسف کو بھیڑیا کھا جائے تو ہم نقصان اٹھانے والے ٹھہریں گے۔(14) پس جب وہ اسے لے گئے اور

اَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَ اَوْحَيْنَآ

سب نے اتفاق کرلیا کہ اسے گہرے کنویں میں ڈال دیں گے اور ہم نے یوسف کی طرف وحی کی (کہ ایک دن ایسا آئے گا)

اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾

کہ آپ ان کے اس فعل (شنیع) کے بارے میں انہیں ضرور بتائیں گے جب کہ انہیں اس بات کا شعور تک نہیں ہوگا۔(15)

وَ جَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ ط قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا

اور یہ لوگ رات کی ابتداء میں اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے۔(16) کہنے لگے: اے اباجان!

ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ تَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ

ہم دوڑ لگانے میں مصروف ہو گئے اور یوسف کو ہم اپنے

الذِّئْبُ ۚ وَ مَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ[5] لَّنَا وَ لَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾

سامان کے پاس چھوڑ گئے تو اسے بھیڑیا کھا گیا اور آپ ہماری سچی بات کو بھی نہیں مانتے۔(17)

وَ جَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ[6]

چنانچہ وہ یوسف کے کرتے پر جھوٹا خون لگا کر لے آئے۔ یعقوب نے کہا: نہیں! تم نے اپنے تئیں

لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

ایک بات بنائی ہے۔ پس میں بہتر صبر کا مظاہرہ کروں گا اور جو بات تم بیان کر رہے ہو اس پر اللہ ہی سے

عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَ جَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ

مدد مطلوب ہے۔(18) پھر ایک قافلہ آیا اور انہوں نے اپنا سقا بھیجا جس نے اپنا ڈول کنویں میں ڈالا

عربی حاشیہ

ف: امام زین العابدینؑ کا ارشاد ہے کہ جناب یعقوبؑ کے لئے یہ مصیبت اس ترک اولیٰ کے نتیجہ میں تھی کہ انھوں نے ایک سائل کے بیان کو غیر معتبر قرار دے کر اسے صدقہ نہیں دیا تھا لہٰذا مرد مومن کی ذمہ داری ہے کہ سائلوں کے سوال کا خیال رکھے اور اپنے کو اس طرح کی مصیبت سے محفوظ بنائے۔

5- امیرالمومنینؑ نے کس قدر سچ فرمایا ہے کہ جھوٹے کی سب سے بڑی سزا یہ ہے کہ لوگ اس کے سچ کا بھی اعتبار نہیں کرتے ہیں۔

6- کہا جاتا ہے کہ جناب یعقوبؑ نے فرمایا کہ کس قدر ہوشیار بھیڑیا تھا کہ یوسف کو کھا گیا اور کرتے کو پارہ بھی نہ ہونے دیا۔

اردو حاشیہ

فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوْهُ

(تو یوسف آویزاں نکلے) وہ بولا: کیا خوب! یہ تو ایک لڑکا ہے اور انہوں نے اسے

بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ

تجارتی سرمایہ بنا کر چھپا لیا اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ اس سے خوب باخبر ہے۔(19) اور انہوں نے یوسف کو

بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ [7] ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ ع

تھوڑی سی قیمت معدودے چند درہموں کے عوض بیچ ڈالا اور وہ اس میں زیادہ طمع بھی نہیں رکھتے تھے۔(20)

وَقَالَ الَّذِى اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ [8] لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِىْ

اور مصر کے جس آدمی نے انہیں (۷) خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا: اس کا مقام معزز رکھنا۔ ممکن ہے کہ

مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ

وہ ہمارے لیے فائدہ مند رہے یا ہم اسے بیٹا بنا لیں

مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ ۫ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ

اور اس طرح ہم نے یوسف کو اس سرزمین میں تمکنت دی اور اس لیے بھی کہ

الْاَحَادِيْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰـكِنَّ اَكْثَرَ

ہم انہیں ہر بات کے انجام کی تعلیم دیں اور اللہ اپنے امر میں غالب ہے

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ

لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔(21) اور جب یوسف اپنی جوانی کو پہنچے تو ہم نے

عِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَرَاوَدَتْهُ [9]

انہیں حکمت اور علم عطا کیا اور ہم نیکی کرنے والوں کو ایسے ہی جزا دیا کرتے ہیں۔(22) اور یوسف

عربی حاشیہ

7- مفسرین کا بیان ہے کہ دور قدیم میں درہم زیادہ ہوتے تھے تو وزن کیا جاتا تھا اور کم ہوتے تھے تو گنا جاتا تھا۔ گننے کا لفظ علامت ہے کہ قیمت بہت کم تھی۔

8- قرآن مجید نے خریدار کو عزیز مصر کے نام سے یاد کیا تھا اور عزیز اس دور کی اصطلاح میں بڑے عہدیدار کو کہا جاتا تھا اور قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لاولد بھی تھا اور صاحبِ اقتدار بھی۔ اسی لئے اس نے یوسف کے کارآمد ہونے کا تصور قائم کیا جو نبی خدا کی شکل وصورت سے واضح ہوجاتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۵ میں یہ پہلا اجماع تھا جو برادرانِ یوسفؑ نے یوسفؑ کے خلاف کیا تھا اور آیت نمبر ۱۸ میں یہ واضح ارشاد ہے کہ گریہ صبر کے منافی نہیں ہے بلکہ رحمت و رقت قلب کی علامت ہے۔

ف: اکثر مفسرین کا بیان ہے کہ آیت نمبر ۲۳ میں رب سے مراد عزیز مصر ہے جو مجازی اعتبار

اردو حاشیہ

(۷) قصہ جناب یوسفؑ کو احسن القصص سے تعبیر کیا گیا ہے کہ قرآن مجید اپنے واقعات میں جس پہلو کو اہمیت دیتا ہے وہ اس قصہ میں مختلف جہات سے نمایاں طور پر نظر آتا ہے اور ہر رخ سے اس کی افادیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

بھائیوں کا بھائی کے قتل پر آمادہ ہو جانا اور جھوٹ کو اس کا راستہ قرار دینا دلیل ہے کہ جھوٹ ہی ساری برائیوں کی کلید کی حیثیت رکھتا ہے۔

پھر بھیڑیے کا سر الزام لگانا علامت ہے کہ ظالم ہمیشہ اپنے جرم کا رخ دوسرے بے گناہ کی طرف پھیر دیتے ہیں تا کہ ان کا دامن پاک رہے اور انہیں یہ احسان نہیں ہوتا کہ خدا جس راز کو فاش کرنا چاہے اسے کوئی پوشیدہ نہیں رکھ سکتا ہے۔

قدرت کی طرف سے جناب یوسفؑ کو اطمیان دہانی کرا دی گئی کہ عنقریب تم انہیں ان کی حرکت سے باخبر کرو گے اور یہ تمہیں پہچانیں گے بھی نہیں...... یہ اشارہ ہے کہ قدرت اپنے مخلص بندوں کو کسی حال میں بھی تنہا نہیں چھوڑ سکتی اور اس کا سہارا ہی مصائب میں اطمینان قلب کا بہترین ذریعہ ہوتا ہے۔

عزیز مصر کے یہاں جناب یوسفؑ کا احترام خاصانِ خدا کے لئے بہترین انعام ہے کہ مظلوم کبھی بھی بے سہارا نہیں ہوسکتا اور خدا اسے جس منزل تک لے جانا چاہتا ہے ضرور لے جائے گا اور کوئی اسے روکنے والا نہیں ہے۔ وہ اپنے احکام پر غالب ہے اور لوگ اس غلبہ سے بے خبر نہیں ہیں۔

الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَ قَالَتْ

جس عورت کے گھر میں تھے اس نے انہیں اپنے ارادے سے منحرف کر کے اپنی طرف مائل کرنا چاہا اور سارے

هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ

دروازے بند کر کے [۸] کہنے لگی: آجاؤ۔ یوسف نے کہا: پناہ بخدا! یقیناً میرے رب نے مجھے اچھا مقام دیا ہے۔

اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَ هَمَّ بِهَا لَوْ

بے شک ظالموں کو کبھی فلاح نہیں ملا کرتی۔ (23) اور اس عورت نے تو یوسف کا ارادہ کر لیا اور یوسف بھی

لَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ

اس کا ارادہ کر لیتے اگر وہ اپنے رب کی برہان [۹] نہ دیکھ چکے ہوتے۔ اس طرح ہوا تاکہ ہم ان سے بدی اور

الْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۲۴﴾ وَ اسْتَبَقَا

بے حیائی کو دور رکھیں۔ کیونکہ یوسفؑ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔ (24) دونوں آگے نکلنے کی کوشش میں

الْبَابَ وَ قَدَّتْ قَمِیْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّ اَلْفَیَا سَیِّدَهَا لَدَا

دروازے کی طرف دوڑ پڑے اور اس عورت نے یوسف کا کرتہ پیچھے سے پھاڑ دیا۔ اتنے میں دونوں نے اس عورت کے

الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ [10] بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّاۤ

شوہر کو دروازے پر موجود پایا۔ عورت کہنے لگی: جو شخص تیری بیوی کے ساتھ برا ارادہ کرے اس کی سزا کیا ہو سکتی ہے سوائے

اَنْ یُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِیَ رَاوَدَتْنِیْ

اس کے کہ اسے قید میں ڈالا جائے یا دردناک عذاب دیا جائے؟ (25) یوسف نے کہا: یہی عورت مجھے

عَنْ نَّفْسِیْ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ

اپنے ارادے سے پھسلانا چاہتی تھی۔ اور عورت کے خاندان کے کسی فرد نے گواہی [۱۰] دی کہ

عربی حاشیہ

سے پالنے والا تھا اور آیت نمبر ۴۴ میں واقعی خدا مراد ہے جس نے علم و تقویٰ اور عصمت و نبوت کو ایک برہان بنا کر یوسف کے حوالے کر دیا تھا۔

9-مراودۃ۔ مطلب برآری کے لئے دھوکہ دے کر نرمی اور محبت کا برتاؤ کرنا۔

ہیئت۔ یعنی آؤ جلدی کرو۔ کسی عورت کی طرف سے یہ جملہ دلیل ہے کہ اُسے یوسف کے حسن و جمال نے بالکل دیوانہ کر دیا تھا اور اس نے شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ اس موقع پر جناب یوسفؑ کا جواب دلیل ہے کہ نبی کس کردار کے انسان کا نام ہوتا ہے اور وہ کس طرح تبلیغ کرتا ہے کہ جب میں اپنے مالک کا اتنا خوف رکھتا ہوں تو مجھے خوفِ خدا کیوں نہیں ہوگا یا جب مجھے تیرے شوہر کے احسانات کا اس قدر خیال ہے تو خیانت پر کس طرح آمادہ ہو گئی ہے۔

10-زلیخا کے بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ دور حاضر کی بڑی طاقتیں زنانہ اندازِ فکر سے

اردو حاشیہ

(۸) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ صورتِ حال اتنی عجیب و غریب تھی کہ اکثر مفسرین کو زبان و بیان کے کمالات دکھلانے کا موقع مل گیا اور شان عصمت سے بے نیاز ہو کر طویل ترین قصے بیان کر ڈالے حالانکہ یہ سب اسرائیلیات ہیں جن کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور اصل واقعہ وہی ہے جس کا آیات قرآن نے تذکرہ کیا ہے۔

(۹) یہ دلیل امتیاز حق و باطل و حلال و حرام انبیاء کرامؑ کے ساتھ ہمیشہ رہتی ہے لہٰذا وہ کبھی گناہ کا ارادہ نہیں کر سکتے اور قرآن کریم نے بھی دلیل کا تذکرہ ارادہ کے بعد کیا ہے تاکہ صورتِ حال کی سنگینی کا اندازہ ہو جائے کہ ارادہ میں کوئی کسر باقی نہیں تھی صرف دلیل الٰہی آڑے آ گئی ورنہ ایسے مواقع پر کوئی مرد اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتا ہے۔

(۱۰) کہا جاتا ہے کہ یہ ایک بچہ تھا جس نے گواہی دی تھی، قرآن مجید میں اس کا کوئی اشارہ نہیں ہے لیکن اتنا ضرور ہے کہ یوسف کا آدمی نہیں تھا اور زلیخا کے گھر والوں میں سے تھا اور ایسے گواہ کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے چاہے وہ بالغ و عاقل ہی کیوں نہ ہو۔ پھر روایت میں گہوارے میں ہونے کا بھی ذکر ہے۔
اس گواہی سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ بعض مقامات پر دو گواہوں کے بجائے قطعی اور یقینی قرائن سے بھی فیصلہ کیا جا سکتا ہے جس طرح کہ جناب یوسفؑ کے مقدمہ میں عزیز مصر نے کیا ہے اور زلیخا کو خطا کار قرار دے دیا ہے۔

قَمِيصُهُۥ قُدَّ مِن قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ ٱلْكَـٰذِبِينَ ﴿٢٦﴾

اگر یوسف کا کرتہ آگے سے پھٹا ہے تو یہ سچی ہے اور یوسف جھوٹا ہے۔ (26)

وَإِن كَانَ قَمِيصُهُۥ قُدَّ مِن دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ

اور اگر اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو یہ جھوٹی اور یوسف

ٱلصَّـٰدِقِينَ ﴿٢٧﴾ فَلَمَّا رَءَا قَمِيصَهُۥ قُدَّ مِن دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُۥ

سچا ہے۔ (27) جب اس نے دیکھا کہ کرتہ تو پیچھے سے پھٹا ہے تو (اس کے شوہر نے) کہا: بے شک یہ تو تم عورتوں کی

مِن كَيْدِكُنَّ ۖ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ﴿٢٨﴾ يُوسُفُ أَعْرِضْ

فریب کاری ہے۔ بتحقیق تم عورتوں کی فریب کاری تو بہت بھاری ہوتی ہے۔ (28) یوسف اس معاملے سے

عَنْ هَـٰذَا ۜ وَٱسْتَغْفِرِى لِذَنۢبِكِ ۖ إِنَّكِ كُنتِ مِنَ

درگزر کرو اور (اے عورت) تو اپنے گناہ کی معافی مانگ۔ بے شک تو ہی

ٱلْخَاطِـِٔينَ ﴿٢٩﴾ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِى ٱلْمَدِينَةِ ٱمْرَأَتُ

خطاکاروں میں تھی۔ (29) اور شہر کی عورتوں نے کہنا شروع کیا کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کو

ٱلْعَزِيزِ تُرَٰوِدُ فَتَىٰهَا عَن نَّفْسِهِۦ ۖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۖ

اس کے ارادے سے پھسلانا چاہتی ہے۔ اس کی محبت اس کے دل کی گہرائیوں میں اتر چکی ہے۔

إِنَّا لَنَرَىٰهَا فِى ضَلَـٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٣٠﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ [11]

ہم تو اسے یقیناً صریح گمراہی میں دیکھ رہی ہیں۔ (30) پس اس نے جب عورتوں کی مکارانہ باتیں سنیں

أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَـًٔا وَءَاتَتْ كُلَّ

تو انہیں بلا بھیجا اور ان کے لیے مسندیں تیار کیں اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک چھری دے دی

عربی حاشیہ

آگے نہیں بڑھ سکی ہیں اور ان کا طریقہ کار بھی یہی ہے کہ ساری دنیا میں فساد پیدا کر کے دوسروں کو مجرم قرار دے دیا جائے۔

زلیخا کی یہ انتہائی ذہانت تھی کہ اس نے مقدمہ کو پیش کرنے کے بجائے سزا کا سوال اٹھا دیا اور اس میں بھی قید پر اکتفا کرنے کے بجائے عذاب الیم کا بھی ذکر کر دیا تاکہ ذہن اصل جرم کی طرف متوجہ نہ ہونے پائے اور اسی بنا پر عزیز مصر نے اس کبر اور مکر کو عظیم قرار دیا ہے اور زلیخا کو خطاء کار ثابت کیا ہے اگرچہ سختی سے کام نہیں لیا ہے کہ بڑے لوگ زیادہ غیرت دار نہیں ہوتے ہیں۔

ف: ''اخرج علیهن'' دلیل ہے کہ یوسفؑ عورتوں کی محل میں داخل نہیں ہوئے بلکہ زلیخا نے کسی بہانے انھیں اندر سے باہر نکالنا چاہا تھا اور اس طرح ان پر کوئی الزام نہیں ہے۔

11- زلیخا نے اشتہار کو عورتوں کے مکر سے تعبیر کیا ہے کہ اس کا مقصد اصلاح نہیں تھا

اردو حاشیہ

وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا[12] وَّ قَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا

(کہ پھل کاٹیں) پھراس نے یوسف سے کہا ان کے سامنے نکل آؤ۔

رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا

پس جب عورتوں نے انہیں دیکھا تو انہیں بڑا حسین پایا اور وہ اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں

هٰذَا بَشَرًا ۭ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿٣١﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ

اور کہہ اٹھیں: پاک ہے اللہ۔ یہ بشر نہیں، یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔(31)اس نے کہا: یہ وہی (۱۱) ہے

لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ۭ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ۭ وَلَىِٕنْ

جس کے بارے میں تم مجھے طعنے دیتی تھیں اور بے شک میں نے اسے اپنے ارادے سے پھسلانے کی کوشش کی

لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿٣٢﴾

مگر اس نے اپنی عصمت قائم رکھی اور اگر یہ میرا حکم نہ مانے گا تو ضرور قید کر دیا جائے گا اور خوار بھی ہوگا۔(32)

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ[13] اِلَيْهِ ۚ وَ

یوسف نے کہا: اے میرے رب! قید مجھے اس چیز سے زیادہ پسند ہے جس کی طرف یہ عورتیں مجھے دعوت دے رہی ہیں اور

اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ

اگر تو ان کی مکاریاں مجھ سے دور نہ فرمائے گا تو میں ان عورتوں کی طرف راغب ہو جاؤں گا اور نادانوں میں

الْجٰهِلِيْنَ ﴿٣٣﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۭ

شامل ہو جاؤں گا۔(33)پس اللہ نے یوسف کی دعا سن لی اور یوسف سے ان عورتوں کی مکاری دور کر دی۔

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٣٤﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا

بے شک وہ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔(34)پھر (یوسف کی پاکدامنی کی) علامات دیکھ چکنے کے باوجود

عربی حاشیہ

صرف بدنام کرنا تھا جو عام طور سے واقعات کے بیان کرنے میں عورتوں کا مزاج ہوا کرتا ہے۔

12- بعض مفسرین نے یہ لطیف بات کہی ہے کہ کھانے میں چھریوں کا رواج دور قدیم سے چلا آرہا ہے اور یہ کوئی نئی تہذیب نہیں ہے تکیہ کا ہونا فرشی نشست کی علامت ہے، میز کرسی کی نہیں۔

13- احب۔ محبوب کے معنی میں ہے اور یدعوننی کا صیغہ جمع علامت ہے کہ ایک زلیخا ہی نہیں بلکہ ساری عورتوں کی خواہش یہی تھی کہ یوسفؑ ان کی طرف مائل ہو جائیں اور یہ یوسفؑ کا کمال کردار تھا کہ انھوں نے زنداں کی سختی کو عذاب کی سختی کے مقابلہ میں محبوب قرار دیا۔

جناب یوسفؑ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ گناہ سے بچنا توفیق الٰہی کے بغیر ممکن نہیں ہے اور گناہوں کی طرف رغبت کرنا ایک قسم کی جہالت ہے دانشمندی نہیں ہے کہ دانشمند گناہوں سے پرہیز کرتا ہے گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۱) یہی وہ لہجہ ہے جو دورِ حاضر کی بدنام عورتیں اختیار کرتی ہیں اور ان کا دعویٰ یہ ہوتا ہے کہ محبت میں سب کچھ جائز ہے اور بعض جوان ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں اپنے قبضہ میں لے لینا کوئی جرم نہیں ہے۔ گویا جرم کا تعلق کردار اور عفت سے نہیں ہے بلکہ شکل اور صورت سے ہے کہ بدصورت سے تعلقات قائم کرنا جرم ہے اور حسین وجمیل انسان سے تعلقات رکھنا کمالِ کردار ہے۔

(۱۲) انسان اپنی خفت کو مٹانے کے لئے کیا کچھ نہیں کرتا ہے۔ سارے معاملات طے ہو گئے۔ یوسف کی پاک دامنی واضح ہو گئی۔ زلیخا کا جرم ثابت ہو گیا۔ گواہ نے گواہی دے دی۔ کرتے نے ثبوت فراہم کر دیا۔ زلیخا نے اقرار کر لیا لیکن اس کے بعد بھی بے گناہ کو سزا دینا ضروری ہے تاکہ اپنا جرم منظرِ عام پر نہ آنے پائے۔ انسان ہزاروں سال آگے بڑھ جانے کے بعد بھی ابھی تک ایسی ذہنیت کا حامل ہے جو دورِ قدیم میں پائی جاتی تھی اور اس کے افکار و اطوار میں ابھی تک کوئی فرق نہیں پیدا ہوا ہے۔ اور وہ قانون یہی ہے کہ ''بے گناہ کو سزا دو تاکہ اپنا جرم عام نہ ہونے پائے۔''

الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ ع وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ

انہوں نے مناسب سمجھا کہ کچھ مدت کے لیے یوسف کو ضرور قید کر دیں۔(35)اور قید خانے میں یوسف کے ساتھ

فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّيْۤ اَرٰىنِيْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ

دو جوان بھی داخل ہوئے۔ان میں سے ایک کہا: میں نے (خواب میں) دیکھا کہ شراب کشید کر رہا ہوں

اِنِّيْۤ اَرٰىنِيْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ؕ

اور دوسرے نے کہا: میں نے دیکھا کہ میں اپنے سر پر روٹی اٹھائے ہوئے ہوں اور پرندے میں سے کھا رہے ہیں

نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا

ہمیں اس کی تاویل بتادیجئے یقیناً آپ ہمیں ایک نیک انسان نظر آتے ہیں۔(36)یوسف نے کہا:

يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ

جو کھانا تم دونوں کو ملتا ہے اس کے آنے سے پہلے [۱۳] میں تم دونوں کو ان باتوں کی تعبیر بتا دوں گا۔

يَّاْتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ؕ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ

یہ ان تعلیمات میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے سکھائی ہیں۔میں نے اس قوم کا

لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَ

مذہب ترک کر دیا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں۔(37) اور

اتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْۤ [14] اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ

میں نے تو اپنے اجداد ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کے مذہب کو اپنایا ہے۔

مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ

ہمیں کسی چیز کو اللہ کا شریک بنانے کا حق حاصل نہیں ہے۔

عربی حاشیہ

ف: جناب یوسف قیدیوں سے اپنا تعارف کرا کے اور اپنے عقائد کا اعلان کر کے انھیں اس نکتہ کی طرف توجہ دلا رہے تھے کہ میرا سارا علم تاویل اور سارا تقویٰ انھیں عقائد کی بنیاد پر ہے لہٰذا تمہارا فرض ہے کہ تم بھی اپنے عقائد کی اصلاح کے بارے میں غور کرو تا کہ صاحبِ علم و فضل و کمال ہو جاؤ۔

14-چونکہ یہ تمام بزرگ اس دور میں عام طور سے محترم تھے اس لئے جناب یوسف نے دین خدا کو ان کا طریقہ قرار دیا کہ شاید اسی طرح مخاطب پر کچھ اثر ہو جائے۔

اردو حاشیہ

(۱۳) جناب یوسفؑ نے اس قدر مہلت اس لئے لی تھی کہ قیدی بیٹھے رہیں اور وہ انہیں دین و مذہب کی باتیں بتاتے رہیں جیسا کہ بعد کے جملوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ پہلے وحی الٰہی اور علم ربانی کا اشارہ دیا اس کے بعد اپنے قیدی ہونے کی وجہ بیان کی تا کہ دوسرے قیدیوں کو بھی اپنے عقائد کے بارے میں سوچنے کا موقع ملے اور یہ ایک مومن مخلص کی خاص پہچان ہے کہ جہاں بھی رہے گا تبلیغ سے باز نہ آئے گا۔

فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

ہم پر اور دیگر لوگوں پر یہ اللہ کا فضل ہے لیکن اکثر لوگ

لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ (15) ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ

شکر نہیں کرتے۔(38) اے میرے زندان کے ساتھیو! کیا متفرق ارباب بہتر ہیں یا

خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ

وہ اللہ جو یکتا ہے جو سب پر غالب ہے۔(39) تم لوگ اللہ کے سوا

اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ (16) اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ

جن چیزوں کی بندگی کرتے ہو وہ تو صرف تم اور تمہارے باپ دادا کے خود ساختہ نام ہیں۔

بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ

اللہ نے تو ان کی کوئی دلیل نہیں کی۔اقتدار تو صرف اللہ کے پاس ہے۔

اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو یہی مستحکم دین ہے لیکن

يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ

اکثر لوگ نہیں جانتے۔(40) اے میرے زندان کے ساتھیو! تم دونوں میں سے

رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ

ایک تو اپنے مالک کو شراب پلائے گا اور دوسرا سولی چڑھایا جائے گا پھر پرندے اس کا سر

مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿۴۱﴾ؕ وَ

نوچ کھائیں گے۔جو بات تم دونوں مجھ سے دریافت کر رہے تھے اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔(41) اور

عربی حاشیہ

15-واضح رہے کہ جناب یوسفؑ نے پیغمبر ہوکر بھی قید خانے کے قیدیوں کو لفظ صاحب سے تعبیر کیا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ صرف نبی کا صاحب ہوجانا ہی کوئی شرف نہیں ہے جب تک کہ ایمان اور کردار شامل حال نہ ہوجائے۔ ایمان وکردار کے بعد تو صحابیت ایک عظیم ترین منزل شرف ہے لیکن اس کے بغیر اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

16-باطل خداؤں کے بارے میں یہ حسین ترین تعبیر ہے کہ یہ چند نام ہیں جن کا کوئی مفہوم نہیں ہے۔ اور جس نام کا کوئی مصداق نہ ہو اس کی عبادت کرنا جہالت اور حماقت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۴۲ میں یوسفؑ کے رب کو فراموش کرنے کا ذکر نہیں ہے بلکہ قیدی کے مالک کے سامنے یوسفؑ کو فراموش کردینے کا ذکر ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۴) جناب یوسفؑ کے ساتھ قید خانے میں آنے والوں میں ایک بادشاہ کا ساقی تھا اور ایک خباز۔ جناب یوسفؑ نے بتایا کہ ساقی ساقی ہی رہے گا اور خباز کو سولی دے دی جائے گی اور اس تعبیر کے بارے میں یہ لہجہ اختیار کیا کہ یہ فیصلہ ہو چکا ہے یعنی یہ صرف اندازہ کی تعبیر نہیں ہے بلکہ اس کا سرچشمہ علم الٰہی اور وحی ربانی ہے جس کے غلط ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

قَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۫

ان دونوں میں سے جس کی رہائی کا خیال کیا تھا یوسف نے اس سے کہا: اپنے مالک (شاہ مصر) سے

فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ

میرا ذکر کرنا مگر شیطان نے اسے بھلا دیا کہ وہ اپنے مالک سے یوسف کا ذکر کرے۔ یوں یوسف کئی سال زندان(۱۵) میں

سِنِيْنَ ﴿۴۲﴾ ؑ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ

ع ۵ / ۱۵

پڑے رہے۔(42) اور (ایک روز) بادشاہ نے کہا: میں نے خواب میں

سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ

سات موٹی گائیں دیکھی ہیں جنہیں سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات سبز خوشے ہیں

وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ

اور سات خشک۔ اے دربار والو! اگر تم خوابوں کی تعبیر کر سکتے ہو تو

اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ[17] اَحْلَامٍ ۚ

میرے اس خواب کی تعبیر سے مجھے آگاہ کرو۔(43) انہوں نے کہا: یہ تو پریشان خوابوں میں سے ہے

وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْ

اور ہم اس قسم کے خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے۔(44) اور ان دو قیدیوں میں سے جس نے

نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ[18] اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ

رہائی پائی تھی اور اسے وہ بات یاد آ گئی اس نے کہا: میں تمہیں اس خواب کی تعبیر بتاتا ہوں مجھے (یوسف کے پاس زندان)

فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ

بھیج دیجئے۔(45) اے یوسف! اے بڑے راستگو! سات موٹی گائیں سات دبلی گایوں کو

عربی حاشیہ

ف: اضغاث کی تعبیر اپنی جہالت کی توجیہ بھی ہوسکتی ہے اور درباری بھی کہ مصاحبین میں اس کی ہمت نہیں ہوتی کہ شاہی مزاج کے خلاف کوئی تاویل کرسکیں اور بادشاہ یہ سمجھ رہا تھا کہ کمزور گائے کے طاقت ور گائے پر حملہ کرنے کا مقصد کمزور افراد کا میری حکومت پر حملہ ہے اور یہ انتہائی خطرناک بات ہے۔

17-ضغث۔ گھاس پھوس کا نام ہے یعنی یہ مختلف اجزا ہیں جو غیر مرتب طریقہ سے خواب میں جمع ہوگئے ہیں اور ان کی تعبیر ممکن نہیں ہے۔

18-امت جس طرح انسان کے ایک گروہ کو کہا جاتا ہے ویسے ہی زمانے کے ایک حصہ کو بھی کہا جاتا ہے "ادکر" کی اصل ہے "اذتکر" جو ذکر سے مشتق ہے یعنی یاد۔

اردو حاشیہ

(۱۵) بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جناب یوسفؑ نے قیدی سے سفارش کرنے کے لئے کہا اور قدرت کو یہ بات ناگوار گذری لہٰذا وہ مزید قید میں پڑے رہے حالانکہ یہ بالکل واضح ہے کہ نبی مرضی خدا کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا۔ جناب یوسفؑ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میرا تذکرہ بادشاہ کے سامنے ہو جائے تاکہ اسے میرے علم کا بھی اندازہ ہو جائے اور اس گفتگو کا بھی علم ہو جائے جو میں نے ان قیدیوں سے کی ہے شاید اس طرح سے اسے بھی ہدایت کا راستہ مل جائے کہ نبی اپنا پیغام پہنچانے کے لئے مختلف راستے اختیار کرتا ہے اور کرنا بھی چاہئے جب تک راستہ خلاف شرع اور مرضی پروردگار سے متصادم نہ ہو۔

شیطان نے اسے یوسفؑ کے تذکرہ سے غافل کر دیا تو قدرت نے اپنے بندے کو نجات دلانے کے لئے بادشاہ کے خواب کو ذریعہ بنا دیا کہ اللہ کا اختیار بیدار اور خوابیدہ دونوں قسم کے انسانوں پر یکساں طور پر قائم رہتا ہے۔

بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ

کھا رہی ہیں اور سات خوشے سبز اور سات خوشے خشک ہیں۔ ہمیں

سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّیْۤ اَرْجِعُ

(اس کی تعبیر) بتا ئیں تا کہ میں لوگو ں کے پا س وا پس جا ؤ ں

اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزْرَعُوْنَ

(آپ کی سچی تعبیر سن کر) شاید وہ جا ن لیں ۔(46)یوسف نے کہا :تم سات بر س تک

سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ

متو اتر کھیتی باڑی کر تے رہو گے ۔ان سالو ں میں جو فصل تم کا ٹو ان میں

سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ یَاْتِیْ

قلیل حصہ تم کھا ؤ با قی اس کے خو شو ں ہی میں رہنے دو۔ (47) پھر اس کے بعد

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ یَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ

سا ت برس ایسے سخت آئیں گے جن میں وہ غلہ کھا لیاجا ئے گا جوتم نے ان سا لو ں کے لیے

لَهُنَّ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ یَاْتِیْ

جمع کر رکھا ہو گا سوا ئے اس تھو ڑے حصے کے جوتم بچا کر رکھو گے۔(48)اس کے بعد ایک سا ل

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِیْهِ یُغَاثُ النَّاسُ وَ فِیْهِ

ایسا آئے گا جس میں لو گو ں کو خو ب با رش ملے گی اور اس میں وہ رس

یَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ ع وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا

نچوڑیں گے ۔(49)اور با دشا ہ نے کہا: یو سف کو میرے پا س لا ؤ پھر جب

عربی حاشیہ

19-داب۔ یعنی طریقہ یعنی حسب دستور قدیم......جناب یوسفؑ نے علم زراعت کا دقیق ترین نکتہ بیان کرکے واضح کردیا ہے کہ نبی خدا دین ودنیا دونوں کا اعلم ہوتا ہے اور سرکار دوعالمؐ کی طرف یہ نسبت دنیا کہ آپ نے قوم کو امور دنیا میں اعلم قرار دیا ہے صرف ایک افتراء اور توہین رسالت ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۶) قصہ یوسفؑ جہاں عبرت ونصیحت کے اعتبار سے احسن القصص ہے وہاں فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے بھی بہترین قصہ ہے۔ ایک ایک لفظ میں ایک ایک داستان پوشیدہ ہے۔

بادشاہ نے خواب دیکھا۔ علماء سے تعبیر دریافت کی سب عاجز رہ گئے۔ جناب یوسفؑ کے ساتھ کے قیدی کو یوسفؑ یاد آ گئے۔ اس نے ان کا تذکرہ کیا۔ بادشاہ نے قیدخانہ میں بھیج دیا۔ اس نے یوسفؑ سے تعبیر دریافت کی۔ انہوں نے بتایا کہ موٹی گائیں سرسبز وشاداب سال ہیں اور دبلی گائیں قحط کے سال ہیں۔ یہی حال ہری اور خشک بالیوں کا ہے۔ اس کے بعد قحط سے مقابلہ کرنے کی ترکیب بتائی۔ نمائندہ نے آ کر تعبیر بیان کی۔ بادشاہ کو بات پسند آئی۔ اور یوسفؑ کو طلب کرکے اکرام واحترام سے نواز دیا۔

اور اس مقام پر نمائندہ نے یوسفؑ کو لفظ صدیق سے یاد کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدیق ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جس کا علم سارے علماء کے علم سے بالاتر ہو اور وہ عالمِ ارواح کے کیفیات سے بھی باخبر ہو اور اس کا بیان ہمیشہ واقعہ کے مطابق بھی ہو۔

جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْــَٔلْهُ

قاصد یو سف کے پا س آیا تو انہو ں نے کہا: اپنے (۱۷) مالک کے پا س وا پس جا

مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِىْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ؕ اِنَّ

اور اس سے پو چھ کہ ان عو رتو ں کا مسئلہ کیا تھا جنہوں نے اپنے ہا تھ کا ٹ لیے تھے ؟میرا رب تو

رَبِّىْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ۝۵۰ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ

ان کی مکاریوں سے یقیناً خو ب با خبر ہے ۔(50)با دشا ہ نے عو رتو ں سے پو چھا :اس وقت

اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ

تمہا را کیا حا ل تھا جب تم نے یو سف کو اس کے ار ادے سے پھسلا نے کی کوشش کی تھی؟

مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ

سب عو رتو ں نے کہا : پا کیزہ ہے اللہ ہم نے تو یو سف میں کو ئی بر ائی نہیں دیکھی؛

الْعَزِيْزِ الْــٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۡ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ

(اس مو قع پر)عزیز کی بیوی نے کہا :اب حق کھل کر سا منے آگیا ۔میں نے ہی یوسف کو اس کی

عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۵۱ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ

مرضی کے خلا ف پھسلا نے کی کوشش کی تھی اور یوسف یقیناً سچوں میں سے ہیں ۔(51)(یوسف نے کہا :)ایسا میں نے

اَنِّىْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ

اس لیے کیا کہ وہ جان لے کہ میں نے اس کی عدم مو جو دگی میں اس کے سا تھ کو ئی خیانت نہیں کی اور اللہ

كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ۝۵۲

خیانت کاروں کے مکر وفریب کو کامیابی سے ہمکنار نہیں کرتا۔(52)

عربی حاشیہ

20-غیث سے نکلا ہے تو بارش کے معنی میں ہے اور غوث سے نکلا ہے تو فریاد رسی کے معنی میں ہے۔ اور دونوں ہی مفہوم صحیح ہیں اور واضح رہے کہ خواب میں اس سال کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ جناب یوسفؑ کا اضافہ ہے جو کمالِ علم کی دلیل ہے۔

ف: عزیز مصر کا خواب، ساقی کی یاددہانی یوسفؑ کی تاویل اور زلیخا کا اقرار دلیل ہے کہ رب کریم اپنے نیک بندوں کو نظر انداز نہیں کرتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۷) یہ بندگانِ خدا کی بے نیازی ہے کہ رہائی کا نام سن کر دوڑ نہیں پڑے بلکہ پہلے اپنی برات کی فکر کی اور چاہا کہ مقدمہ عدم موجودگی میں پیش ہو اور قید سے نکلیں تو باعزت نکلیں جیسا کہ ہوا کہ بادشاہ کی بیوی نے حقائق کا اعلان کر دیا اور یوسفؑ قید خانہ سے باعزت طریقہ سے باہر آئے۔

(۱۸) بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ زلیخا کا قول ہے کہ میں نے یوسفؑ کی غیبت میں خیانت نہیں کی ہے کہ ان پر کوئی الزام ثابت نہیں کیا ہے بلکہ برات کا اعلان کیا ہے۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا

اور میں اپنے نفس کی صفائی پیش نہیں کرتا، کیونکہ (انسانی) نفس تو برائی پر اکساتا ہے مگر یہ کہ

رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ

میرا پروردگار رحم کرے۔ بے شک میرا پروردگار بڑا بخشنے والا ہے۔(53) اور بادشاہ [1] نے کہا: اسے

ائْتُوْنِیْ بِهٖۤ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ

میرے پاس لے آؤ۔ میں اسے خاص طور سے اپنے لیے رکھوں گا پھر جب یوسف نے بادشاہ سے گفتگو کی تو اس نے کہا،

اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی

بے شک آج آپ ہمارے بااختیار امانتدار ہیں۔(54) یوسف نے کہا: مجھے ملک کے خزانوں پر مقرر کریں کہ

خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۵﴾ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا

میں بلا شبہ خوب حفاظت کرنے والا، مہارت رکھنے والا ہوں۔(55) اور اس طرح ہم نے یوسف کو

لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَیْثُ یَشَآءُ ؕ نُصِیْبُ

اس ملک میں اقتدار دیا کہ وہ جہاں چاہے اپنا مسکن بنا لے۔ ہم جسے چاہتے ہیں

بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۶﴾

اپنی رحمت سے نوازتے ہیں اور نیک لوگوں کا اجر ہم ضائع [2] نہیں کرتے۔ (56)

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ ع

اور آخرت کا اجر تو ایمان اور تقویٰ والوں کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ (57)

وَجَآءَ اِخْوَةُ یُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَیْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ

اور برادران یوسف (مصر) آئے اور یوسف کے ہاں حاضر ہوئے پس یوسف نے تو انہیں پہچان لیا اور وہ یوسف کو

عربی حاشیہ

ف: جناب یوسف کا اپنے کو حفیظ علیم کہنا کوئی تعریف نہیں ہے بلکہ تعارف ہے اور اس امر کی وضاحت ہے کہ مالیات کی ذمہ داری کے لئے صرف امین ہونا کافی نہیں ہے بلکہ علیم ہونا بھی ضروری ہے تاکہ مستقبل کی منصوبہ بندی بھی کی جاسکے۔

1-انسان کتنا ہی بلند کردار کیوں نہ ہوجائے اسے یہ احساس رہنا چاہیے۔ کہ یہ بلند کرداری رحمتِ پروردگار کا نتیجہ ہے۔

2-جناب یوسفؑ کا عہدہ نہ بادشاہ کے رحم وکرم کی بنا پر ہے اور نہ یوسفؑ کی خوشامد اور دربار داری کی بنا پر۔ یہ ان کے کمال کردار کا نتیجہ ہے۔

3-یہ علامت ہے کہ انسان بوقت ضرورت اپنی تعریف آپ کرسکتا ہے۔ جناب یوسف نے یہ بھی کردیا کہ حقوق بشر کے تحفظ کے لئے سب سے بڑا اہم عہدہ وزارتِ مالیات کا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ قحط کے

اردو حاشیہ

(۱) کہا جاتا ہے کہ اس بادشاہ کا نام ولید بن ریان تھا اور وہ ملکوس خاندان کا تھا جو عربوں کا ایک قبیلہ ہے اور اسی لئے جناب یوسفؑ نے اسے عربی میں سلام کیا تھا۔ جناب یوسفؑ کی عمر اس وقت صرف ۳۰ سال کی تھی لیکن اپنے کلام اور علم وادب کی بناء پر بادشاہ کے دل میں گھر کر لیا اور وہ عہدہ دینے پر تیار ہوگیا۔ جناب یوسفؑ نے عہدہ مانگا نہیں ہے بلکہ بادشاہ نے دیا ہے اور یہ بادشاہ کی احتیاج اور یوسفؑ کی بے نیازی کی دلیل ہے بعینہ جس طرح کہ امت نے حضرت علیؑ کی بیعت کی تھی اور مامون نے امام رضا کو ولی عہد بنایا تھا جب کہ ائمہ معصومینؑ نے اپنی احتیاط کا اظہار نہیں کیا تھا۔

علامہ اسمٰعیل حقی نے روح البیان میں مجاہد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ بادشاہِ مصر جناب یوسفؑ کے کردار کو دیکھ کر مسلمان ہوگیا تھا...... اور اس پر یہ بہترین اضافہ کیا ہے کہ اگر یوسفؑ کا کردار بادشاہِ مصر کو مسلمان بنا سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ابوطالب کے کردار کو ان کے ایمان کی دلیل نہ قرار دیا جائے۔

(۲) بعض روایات میں ہے کہ قحط کے زمانے میں زلیخا بھی یوسفؑ کے پاس غلہ مانگنے کے لئے آئی تو یوسفؑ نے پوچھا کہ زلیخا یہ تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا ''کیا کہنا اس خدا کا جس نے بادشاہوں کی معصیت کی بنا پر غلام بنا دیا اور غلاموں کو اطاعت کی بناء پر بادشاہ بنا دیا۔

لَهٗ مُنۡكِرُوۡنَ ۝۵۸ وَلَمَّا جَهَّزَهُمۡ بِجَهَازِهِمۡ قَالَ ائۡتُوۡنِىۡ

پہچان نہیں رہے تھے۔(58) اور جب یوسف ان کے لیے سامان تیار کر چکے تو کہنے لگے:(دوبارہ آؤ تو)

بِاَخٍ لَّـكُمۡ مِّنۡ اَبِيۡكُمۡ‌ ۚ اَلَا تَرَوۡنَ اَنِّىۡۤ اُوۡفِى الۡـكَيۡلَ وَ

باپ کی طرف سے اپنے ایک (۳) (سوتیلے) بھائی کو میرے پاس لانا۔کیاتم نہیں دیکھتے کہ میں پورا ناپتا ہوں

اَنَا خَيۡرُ الۡمُنۡزِلِيۡنَ ۝۵۹ فَاِنۡ لَّمۡ تَاۡتُوۡنِىۡ بِهٖ فَلَا كَيۡلَ

اور بہترین مہمان نواز ہوں؟(59)پس تم اگر اس بھائی کو نہ لاؤ گے تو میرے پاس سے نہ تو تمہیں

لَـكُمۡ عِنۡدِىۡ وَلَا تَقۡرَبُوۡنِ ۝۶۰ قَالُوۡا سَنُرَاوِدُ عَنۡهُ اَبَاهُ

کوئی غلہ ملے گا اور نہ ہی تم میرے نزدیک آسکو گے۔(60)انہوں نے کہا،ہم اس کے والد سے اسے طلب کریں گے

وَاِنَّا لَفٰعِلُوۡنَ ۝۶۱ وَقَالَ لِفِتۡيٰنِهِ اجۡعَلُوۡا بِضَاعَتَهُمۡ

اور ہم ایسا کر کے رہیں گے۔(61) اور یوسفؑ نے اپنے خدمتگاروں سے کہا:ان کی پونجی (جو غلے کی قیمت تھی)

فِىۡ رِحَالِهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَعۡرِفُوۡنَهَاۤ اِذَا انۡقَلَبُوۡۤا اِلٰٓى اَهۡلِهِمۡ

انہی کے سامان میں رکھ دو تاکہ جب وہ پلٹ کر اپنے اہل وعیال کی طرف جائیں تو اسے پہچان لیں۔

لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ۝۶۲ فَلَمَّا رَجَعُوۡۤا اِلٰٓى اَبِيۡهِمۡ قَالُوۡا

اس طرح ممکن ہے وہ واپس آجائیں۔(62) پھر جب وہ اپنے والد کے پاس واپس گئے تو کہنے لگے:اے ہمارے ابا!

يٰۤاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الۡكَيۡلُ فَاَرۡسِلۡ مَعَنَاۤ اَخَانَا

ہمارے لیے غلے کی بندش ہو گئی لہٰذا آپ ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ ہم غلہ حاصل کریں

نَكۡتَلۡ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰـفِظُوۡنَ ۝۶۳ قَالَ هَلۡ اٰمَنُكُمۡ

اور بے شک ہم بھائی کی حفاظت کریں گے۔(63) یعقوب بولے: کیا میں اس کے بارے میں

عربی حاشیہ

زمانے میں کہ اس دور میں حقوق کی بربادی کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔

جناب یوسف کے الفاظ نے وزارتِ مالیات کو وزارتِ خزانہ کا نام دے دیا تھا جو آج تک دنیا میں رائج ہے۔

4-جہاز کا لفظ حسب حالات بدلتا رہتا ہے۔عروس کا بھی جہاز ہوتا ہے اور گھر کا بھی جہاز ہوتا ہے یہاں وہ غلہ مراد ہے جس کے لئے برادرانِ یوسفؑ وطن سے آئے تھے۔ اور جناب یوسفؑ نے اپنا تعارف اس لئے نہیں کرایا کہ شاید خوف انتقام سے دوبارہ نہ آئیں اور باپ کو بھی اپنے وجود کی خبر اس لئے نہیں دی کہ یہ چند یعقوبؑ کے امتحان کی ایک تکمیل تھی۔

اردو حاشیہ

(۳) قحط کا سلسلہ فلسطین تک پہنچ گیا اور بادشاہِ مصر کی سخاوت کا بھی چرچا عام ہو گیا تو جناب یعقوبؑ نے اپنی دس اولاد کو غلہ لینے کے لئے بھیج دیا اور ابن یامین کو روک لیا۔ ان لوگوں نے جناب یوسفؑ کو نہیں پہچانا اور گھر کے واقعات بیان کئے کہ ہمارا ایک چھوٹا بھائی بھی ہے تو جناب یوسفؑ نے کہا کہ آئندہ اسے لے کر آنا ورنہ کوئی غلہ نہیں دیا جائے گا۔

عَلَيۡهِ اِلَّا كَمَاۤ اَمِنۡتُكُمۡ عَلٰۤى اَخِيۡهِ مِنۡ قَبۡلُ ؕ فَاللّٰهُ خَيۡرٌ

تم پر اسی طرح اعتماد کروں جس طرح اس سے پہلے اس کے بھائی (یوسف) کے بارے میں کیا تھا

حٰفِظًا ۖ وَّهُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ ﴿۶۴﴾ وَلَمَّا فَتَحُوۡا

اللہ بہترین محافظ ہے اور وہ سب سے بہترین رحم کرنے والا ہے ۔(64) اور جب انہوں نے

مَتَاعَهُمۡ وَجَدُوۡا بِضَاعَتَهُمۡ رُدَّتۡ اِلَيۡهِمۡ ؕ قَالُوۡا

اپنا سامان کھولا تو دیکھا ان کی پونجی انہیں واپس کر دی گئی ہے کہنے لگے :اے ہمارے ابا!

يٰۤاَبَانَا مَا نَبۡغِىۡ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتۡ اِلَيۡنَا ۚ وَنَمِيۡرُ

ہمیں اور کیا چاہیے؟ دیکھیے !ہماری یہ پونجی ہمیں واپس کر دی گئی ہے اور ہم اپنے اہل وعیال کے لیے غلہ لائیں گے

اَهۡلَنَا وَنَحۡفَظُ اَخَانَا وَنَزۡدَادُ كَيۡلَ بَعِيۡرٍ ؕ ذٰ لِكَ

اور اپنے بھائی کی حفاظت بھی کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ غلہ زیادہ لائیں گے اور وہ غلہ آسانی سے (حاصل)

كَيۡلٌ يَّسِيۡرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنۡ اُرۡسِلَهٗ مَعَكُمۡ حَتّٰى تُؤۡتُوۡنِ

ہو جائے گا۔(65) (یعقوب نے) کہا: میں اسے ہرگز تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا جب تک کہ تم اللہ کے ساتھ

مَوۡثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَـتَاۡتُنَّنِىۡ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ يُّحَاطَ بِكُمۡ ۚ

عہد نہ کرو کہ تم اسے میرے پاس ضرور واپس لاؤ گے مگر یہ کہ تم (کسی مشکل میں) گھیر لیے جاؤ

فَلَمَّاۤ اٰتَوۡهُ مَوۡثِقَهُمۡ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوۡلُ وَكِيۡلٌ ﴿۶۶﴾

پھر جب انہوں نے اپنا عہد دے دیا تو یعقوب نے کہا: ہم [۴] جو بات کر رہے ہیں اس پر اللہ ضامن ہے۔(66)

وَقَالَ يٰبَنِىَّ لَا تَدۡخُلُوۡا مِنۡۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادۡخُلُوۡا

اور یعقوب نے کہا: بیٹو! تم سب ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا

عربی حاشیہ

ف: سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جناب یعقوب [۴] بنیامین کو ایسے افراد کے ساتھ بھیجنے پر کس طرح تیار ہو گئے جن کا حسد بالکل واضح ہو چکا تھا اور جو یوسفؑ کی طرح بنیامین سے بھی جلا کرتے تھے لیکن اس کا واضح سا جواب یہ ہے کہ اس مرتبہ کا سفر سیر وتفریح کے لئے نہیں تھا بلکہ ضروریات زندگی کے فراہم کرنے کے لئے تھا اور اس میں سازش کا خطرہ بہت کم تھا۔ پھر گذشتہ واقعہ کو تقریباً چالیس سال گزر چکے تھے اور برادرانِ یوسف کی شرمندگی کا بھی اظہار ہو چکا تھا لیکن اس کے باوجود ان لوگوں سے ضمانت طلب کرنے کے بعد ہی بنیامین کو روانہ کیا تھا۔

5- کہا جاتا ہے کہ یہ کچھ کھالیں اور چپلیں تھیں جنھیں دے کر غلہ لینا چاہتے تھے اور بعض مفسرین نے اس کا یہ مطلب نکالا ہے کہ یوسف نے پونجی واپس کردی اور غلہ نہیں دیا تاکہ دوبارہ بھائی کو لے کر آئیں حالانکہ یہ

اردو حاشیہ

(۴) جناب یعقوبؑ نے اپنے فرزندوں سے عہد ضرور لے لیا لیکن اس کے بعد بھی بمقتضائے نبوت برابر حفاظتِ خدا کا حوالہ دیتے رہے کہ اعتماد اسی پر ہے اولاد پر نہیں ہے۔ پہلے خدا کو اس عہد کا ضامن قرار دیا اس کے بعد اپنے اعتماد کا اعلان کیا۔ اس کے بعد ایک قانون عام کا اعلان کیا کہ صاحبان ایمان و توکل خدا ہی پر اعتماد کرتے ہیں اور اس کے علاوہ کسی پر بھروسہ نہیں کرتے ہیں پھر یہ بھی واضح کر دیا کہ نبی نبی ہوتا ہے خدا نہیں ہوتا ہے۔ وہ خدائی فیصلوں کا پابند ہوتا ہے۔ خدائی فیصلہ کو تبدیل نہیں کر سکتا لہٰذا اعتماد اسی کے حکم پر ہونا چاہئے۔ اس کے مقابلہ میں کوئی کام آنے والا نہیں ہے۔

مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَ مَآ اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ
بلکہ الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا اور میں تمہیں اللہ سے کسی طرح نہیں بچا سکتا۔
مِنْ شَیْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ
حکم صرف اللہ ہی کا چلتا ہے۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا
وَ عَلَیْهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَ لَمَّا دَخَلُوْا مِنْ
اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔(67)اور جب وہ داخل ہوئے جہاں سے
حَیْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ یُغْنِیْ عَنْهُمْ مِّنَ
ان کے والد نے حکم دیا تھا تو کوئی انہیں اللہ سے بچانے والا نہ تھا مگر یہ کہ
اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا حَاجَةً (7) فِیْ نَفْسِ یَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ
یعقوب کے دل میں ایک خواہش تھی جسے انہوں نے پورا کر دیا اور یعقوب
وَ اِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا
یقیناً صاحب علم تھے اس لیے کہ ہم نے انہیں علم دیا تھا لیکن اکثر لوگ
یَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَ لَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰۤی اِلَیْهِ اَخَاهُ
نہیں جانتے۔(68)اور جب یہ لوگ یوسف کے ہاں داخل ہوئے تو یوسف نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ (۶) دی۔
قَالَ اِنِّیْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾
کہا: بے شک میں ہی تیرا بھائی ہوں پس ان لوگوں کے سلوک پر ملال نہ کرنا۔(69)
فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَایَةَ (8) فِیْ رَحْلِ
پھر جب (یوسف نے)ان کا سامان تیار کر لیا تو اپنے بھائی کے سامان میں پیالہ رکھ دیا (۷)

عربی حاشیہ

بات ظاہر قرآن اور شانِ یوسف دونوں کے خلاف ہے۔

6-بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس کا فلسفہ یہ تھا کہ گیارہ افراد کو دیکھ کر نظر نہ لگنے پائے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس طرح مختلف راستوں اور اطراف کے حالات سے واقف ہوجائیں گے۔ بہرحال خدا اور اس کا نبی اپنی مصلحت کو بہتر جانتا ہے۔

7-مختلف مفسرین نے حاجت کی مختلف تفسیریں کی ہیں لیکن بظاہر مقصود یوسف اور بنیامین کا تحفظ تھا جو بہرحال حاصل ہوگیا اگرچہ بلا بھی نازل ہوگئی کہ قافلہ پر چوری کا الزام لگ گیا۔

8-سقایہ۔ وہ برتن ہے جس سے پانی پلایا جاتا ہے۔ یہاں اس سے مراد وہی صواع ہے جس کا ذکر بعد میں کیا گیا ہے اور صواع ناپ کے پیمانے کو کہا جاتا ہے۔

عیر۔اونٹ کا نام ہے جس سے قافلہ مراد

اردو حاشیہ

(۵) یہ فقرہ ایک واضح دلیل ہے کہ نبی کا علم امت کے علم سے مختلف ہوتا ہے اور اس کے علم کا سرچشمہ تعلیم دنیا نہیں بلکہ تعلیم الٰہی ہوا کرتی ہے۔ کاش سرکارِ دوعالمؐ کے علم پر اعتراض کرنے والے بھی اس نکتہ کی طرف متوجہ ہوتے اور یعقوبؑ اور خاتم المرسلینؐ کے کمال کے فرق کو بھی محسوس کرتے۔

(۶) کہا جاتا ہے کہ جناب یوسفؑ نے سب کو دو دو کر کے بٹھایا اور جب بنیامین اکیلے رہ گئے تو انہیں اپنے پہلو میں جگہ دے دی۔ اس کے بعد رات کو اسی طرح سونے کا اہتمام کیا اور جب بنیامین اکیلے میں ملے تو فرمایا کہ کیا میں تمہارا بھائی ہوسکتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ یہ میری عین تمنا ہے مگر آپ یعقوبؑ اور راحیل کے فرزند تو نہیں ہیں۔ یہ سننا تھا کہ جناب یوسفؑ نے گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ میں یعقوبؑ اور راحیل ہی کا فرزند اور تمہارا بھائی یوسفؑ ہوں۔ زمانے کے ہزار انقلابات نے یہاں تک پہنچا دیا ہے اور قدرت نے تم سے ملاقات کا یہ انتظام کر دیا ہے وہ جسے جو کچھ چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔

(۷) کہا جاتا ہے کہ اس دور میں چور کی سزا مصر میں یہ تھی کہ اسے جیل میں ڈال دیا جائے اور مارا جائے اور شریعتِ یعقوبؑ میں یہ سزا تھی کہ اسے غلام بنا لیا جائے۔

جناب یوسفؑ کے نوکروں نے اولاد یعقوبؑ سے سزا کا اقرار لے لیا تاکہ بنیامین کو روکنے کا جواز پیدا ہو جائے۔ اس مقام پر یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ

أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ﴿۷۰﴾

پھر کسی پکارنے والے نے آواز دی: اے قافلے والو! تم چور ہو۔ (70)

قَالُوا وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ ﴿۷۱﴾ قَالُوا

وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور بولے: تمہاری کیا چیز کھو گئی ہے؟ (71) کہنے لگے:

نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَ

بادشاہ کا پیالہ کھو گیا ہے اور جو اسے پیش کر دے اس کے لیے ایک بار شتر (انعام) ہے اور

أَنَا بِهِ زَعِيمٌ [9] ﴿۷۲﴾ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ [10] مَا

میں اس کا ضامن ہوں۔ (72) قافلے والوں نے کہا: اللہ کی قسم تم لوگوں کو بھی علم ہے کہ

جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ﴿۷۳﴾ قَالُوا

ہم اس سرزمین میں فساد کرنے نہیں آئے اور نہ ہی ہم چور ہیں۔ (73) انہوں نے کہا،

فَمَا جَزَاؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ ﴿۷۴﴾ قَالُوا جَزَاؤُهُ مَنْ

اگر تم جھوٹے ثابت ہوئے تو اس کی سزا کیا ہونی چاہیے۔ (74) کہنے لگے اس کی سزا یہ ہے کہ

وُجِدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي

جس کے سامان میں (مسروقہ مال) پایا جائے وہی اپنی سزا میں رکھ لیا جائے۔ ہم تو ظلم کرنے والوں کو اسی طرح

الظَّالِمِينَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَأَ بِأَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ

سزا دیتے ہیں۔ (75) پھر یوسف نے اپنے بھائی کے تھیلے سے پہلے ان کے تھیلوں کو (دیکھنا) شروع کیا

ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِعَاءِ أَخِيهِ ۚ كَذَٰلِكَ كِدْنَا

پھر اسے اپنے بھائی کے تھیلے سے نکالا۔ اس طرح ہم نے یوسف کے لیے تدبیر کی

عربی حاشیہ

لیا جاتا ہے۔

ف: واضح رہے کہ چوری کا الزام حضرت یوسفؑ نے نہیں لگایا تھا بلکہ یہ ملازمین کی طرف سے عائد کیا گیا تھا اور حضرت یوسفؑ کی نظر میں ان کے چور کہلانے کا جواز یہ تھا کہ ان لوگوں نے خود حضرت یوسف کو باپ سے چرا لیا تھا اور یہ جرم بالکل واضح تھا۔

9- اس اعلان میں شریعت اسلام کا قانون جعالہ بھی ہے اور قانون ضمانت بھی۔

جعالہ۔ کسی کام پر اجرت کے اعلان عام کا نام ہے اور ضمانت اس کی اجرت کی ذمہ داری کا اقرار ہے۔

10- کہا جاتا ہے کہ اس علم کا راز ہے کہ برادرانِ یوسف نے وہ پونجی جو پہلے سفر میں واپس کر دی گئی اسے پھر لا کر دے دیا کہ شاید دھوکہ میں واپس چلی گئی ہے ورنہ یہ تو غلہ کی قیمت تھی۔

اردو حاشیہ

بنیامین کو روکنے کے لئے چوری کا الزام کہاں تک جائز ہے؟ تو اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ یہ ایک خاص واقعہ ہے جس میں پروردگار عالم نے جناب یوسفؑ کو اس امر کی اجازت دے دی تھی اسے قانون عام کے طور پر نہیں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ درحقیقت برادرانِ یوسفؑ کی ایک سزا تھی کہ انہیں اندازہ ہو کہ جب یوسفؑ کو غلام بنا کر بیچا گیا تھا تو ان کے دل پر کیا گذری تھی اور کسی آزاد کا غلام بن جانا زیادہ سخت ہے یا کسی ایماندار کا چور بن جانا۔

لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ

ورنہ وہ شاہی قانون کے تحت اپنے بھائی کو نہیں لے سکتے تھے مگر یہ کہ اللہ کی مشیت ہو

اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَ

جس کے ہم چاہتے ہیں درجات بلند کرتے ہیں اور ہر صاحب علم سے

فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوْۤا اِنْ يَّسْرِقْ

بالاتر ایک بہت بڑی دانا (۸) ذات ہے۔(76)(برادران یوسف نے) کہا: اگر اس نے چوری کی ہے

فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ

(تو نئی بات نہیں) اس کے بھائی (یوسف) نے بھی تو پہلے چوری (۹) کی تھی، پس یوسف نے

نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَ

اس بات کو دل میں سہ لیا اور ان پر ظاہر نہ کیا (البتہ اتنا ضرور) کہا: تم لوگ برے ہو (نہ کہ ہم دونوں) اور

اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ

جو بات تم بیان کر رہے ہو اسے اللہ بہتر جانتا ہے ۔(77) وہ کہنے لگے: اے عزیز! اس کا باپ

اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا

واقعی بہت سن رسیدہ ہو چکا ہے پس آپ اس کی جگہ ہم میں سے کسی کو رکھ لیں۔

نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ

ہمیں آپ نیکی کرنے والے نظر آتے ہیں ۔(78) کہا: پناہ بخدا! جس کے پاس سے ہمارا سامان ہمیں ملا ہے

اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ (12) اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ ع

اس کے علاوہ ہم کسی اور کو پکڑیں؟ اگر ہم ایسا کریں تو زیادتی کرنے والوں میں ہوں گے۔(79)

عربی حاشیہ

11-قدرت نے اسے اپنی تدبیر قرار دے کر یوسف کو تہمت کے الزام سے بچالیا کہ خدائی تدبیروں کا علم صرف خدا کو ہوتا ہے اور وہی اس کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

قیامت تو یہ ہے کہ بھائیوں نے خود یوسفؑ پر ہی چوری کا الزام لگادیا ہے انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔صرف اسے دل میں ایک راز رکھا کہ بروقت اس حقیقت کو بے نقاب کیاجائے گا۔

ف: بڑے بھائی کا نام روبین یاشمعون یایہودا بیان کیاجاتا ہے اور وہ بظاہر زیادہ ذمہ دار قسم کا انسان تھا کہ اس وقت تک واپسی پر راضی نہیں ہوا جب تک کہ باپ سے کئے ہوئے عہد کی وفا کا انتظام نہ ہوجائے۔

12-یہ جناب یوسف کا کمالِ احتیاط ہے کہ انھوں نے بھائی کے بارے میں ''چوری'' کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ یہ کہا ہے کہ ''جس کے پاس ہمارا سامان نکلا ہے'' اس لئے کہ انھیں

اردو حاشیہ

(۸) اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ برادرانِ یوسف بھی صاحبانِ علم تھے لیکن یوسف کا علم ان سے زیادہ تھا۔ اور یہ کوئی عجیب وغریب بات صاحب علم کے پیچھے لگ جائیں اور اس کی زندگی کے درپے ہوجائیں۔

(۹) جناب یوسفؑ ابتدا میں اپنی پھوپھی کے یہاں رہتے تھے۔ جناب یعقوبؑ نے بلانا چاہا تو انہوں نے یوسفؑ کی کمر میں ایک کمر بند باندھ دیا اور پھر چوری ہی کے الزام میں انہیں روک لیا جس کا حوالہ برادرانِ یوسفؑ نے دیا ہے۔قدرت نے واضح کیا کہ کل یوسفؑ پر الزام لگا تھا تو خوش ہوئے تھے۔آج بتاؤ کیا گذر رہی ہے۔چاہ کن را چاہ درپیش کا یہی مطلب ہوتا ہے۔

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ (13)

پھر جب وہ اس سے مایوس ہو گئے تو الگ ہو کر مشورہ کرنے لگے ۔ان کے بڑے نے کہا:

اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ

کیا تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے والد نے تم سے اللہ کا عہد لیا ہے اور اس سے پہلے بھی

اللّٰهِ وَ مِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ

تم یوسف کے بارے میں تقصیر کر چکے ہو؟لہٰذا میں تو اس سرزمین سے ہلنے والا نہیں ہوں

الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْۤ اَبِيْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَ هُوَ

جب تک میرے والد مجھے اجازت نہ دیں یا اللہ میرے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کرے اور وہ بہترین فیصلہ

خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝۸۰ اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰۤاَبَانَاۤ

کرنے والا ہے ۔(80) تم اپنے والد کے پاس جاؤ اور ان سے کہو :اے ہمارے ابا جان!

اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَ مَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَ مَا

آپ کے بیٹے نے سچ مچ چوری کی ہے اور ہمیں جو علم ہوا اس کی ہم نے گواہی دی ہے

كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ۝۸۱ وَ سْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا

اور غیب کے ہم ذمہ دار نہیں ہیں ۔(81)اور اس بستی والوں سے پوچھیے جس میں ہم ٹھہرے تھے

فِيْهَا وَ الْعِيْرَ الَّتِيْۤ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ (14) ۝۸۲

اور اس قافلے سے پوچھیے جس میں ہم آئے ہیں اور (یقین جانیے)ہم بالکل سچے ہیں۔ (82)

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ

(یعقوب نے)کہا :بلکہ تم (۱۰) نے خود اپنی طرف سے ایک بات بنا ئی ہے

عربی حاشیہ

معلوم تھا کہ بنیامین نے چوری نہیں کی ہے۔

13-یہ بات زیر بحث ہے کہ کبیر سے مرادسن کے اعتبار سے بزرگ ہے یا عقل وفہم کے اعتبار سے اور بظاہر دونوں طرح کی بزرگی مقصود ہے۔

14-اس مرتبہ برادرانِ یوسفؑ کے ہاتھ جرم میں ملوث نہیں تھے لہٰذا تیور ہی کچھ اور تھے ورنہ یوسفؑ کو کنویں میں ڈالنے کے بعد احساس جرم نے بات کرنے کی بھی ہمت باقی نہیں رکھی تھی۔

اردو حاشیہ

(۱۰) اس مقام پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب برادرانِ یوسفؑ نے بنیامین پر کوئی الزام نہیں لگایا تھا اور صحیح صورتِ حال کی ترجمانی کر رہے تھے تو جناب یعقوبؑ نے ان پر الزام تراشی کا الزام کس طرح لگا دیا۔ کیا نبی خدا کو یہ بات زیب دیتی ہے اور وہ بغیر تحقیق کسی شخص پر الزام لگانے کا الزام لگا دے۔

مفسرین نے اس کے متعدد جوابات دیئے ہیں۔بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ تمہارے نفس نے بنیامین کے چور ہونے کا تصور پیدا کیا ہے حالانکہ وہ چور نہیں ہے۔بعض نے دوسرے جوابات دیئے ہیں لیکن ظاہر یہ ہے کہ برادرانِ یوسفؑ کو یہ کہنے کا حق نہیں تھا کہ آپ کے فرزند نے چوری کی ہے۔اور ہم اپنے علم کے مطابق گواہی دے رہے ہیں اس لئے کہ ان لوگوں نے صرف بنیامین کے سامان سے پیالہ نکلتے دیکھا تھا انہیں چوری کا قطعاً کوئی علم نہیں تھا اور ایسے مقدمات کی گواہی میں تفصیلی علم درکار ہوتا ہے۔جناب یعقوبؑ اپنے اس بیان میں بالکل حق بجانب ہیں کہ تم نے چوری کا افسانہ خود گڑھا ہے اور تم چوری کے گواہ نہیں ہو صرف سامان برآمد ہونے کے گواہ ہو......یہی فرق ہے جناب یوسفؑ میں ان کے بھائیوں میں کہ یوسفؑ نے یہ کہہ کر گرفتار کیا تھا کہ ان کے پاس سے مال برآمد ہوا ہے اور بھائیوں نے اسے چوری کا نام دے دیا جو ایک بے بنیاد الزام تھا۔معصوم اور غیر معصوم میں یہی فرق ہوتا ہے کہ معصوم اپنے بیانات میں محتاط ہوتا ہے اور غیر معصوم جو منہ میں آتا ہے کہہ دیتا ہے۔

جَمِیْلٌ ؕ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ بِهِمْ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ

پس بہترین صبر کروں گا امید ہے کہ اللہ ان سب کو میرے پاس لے آئے۔ یقیناً وہ بڑا

هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ﴿۸۳﴾ وَ تَوَلّٰی عَنْهُمْ وَ قَالَ

دانا اور حکمت والا ہے ۔(83)اور یعقوب نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا:

یٰۤاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ وَ ابْیَضَّتْ عَیْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ

ہائے یوسف اور ان کی آنکھیں (روتے روتے)غم سے سفید پڑ گئیں اور

فَهُوَ كَظِیْمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ یُوْسُفَ حَتّٰی

وہ گھٹے جا رہے تھے ۔(84) (بیٹوں نے)کہا :قسم بخدا !یوسف کو برابر یاد کرتے کرتے

تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِیْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ

آپ جان بلب ہو جائیں گے یا جان دے دیں گے۔(85) یعقوب نے کہا:

اَشْكُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْۤ اِلَی اللّٰهِ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا

میں اپنا اضطراب اور غم صرف اللہ کے سامنے پیش کر رہا ہوں اور اللہ کی جانب سے باتیں جانتا ہوں

تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَ

جو تم نہیں جانتے ۔(86) اے میرے بیٹو !جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو اور

اَخِیْهِ وَ لَا تَایْــٴَـسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یَایْــٴَـسُ

اللہ کے فیض (۱۱) سے مایوس نہ ہونا کیونکہ اللہ کے فیض سے تو

مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا

صرف کافر لوگ مایوس ہوتے ہیں ۔(87) پھر جب وہ یوسف کے ہاں

عربی حاشیہ

15-یہی بات جناب یعقوبؑ نے یوسفؑ کی خبر ہلاکت کے بعد بھی کہی تھی اور یہی اولیاء اللہ کا شعار ہے کہ ہر مصیبت کا مقابلہ صبر وسکون کے ساتھ کرتے رہتے ہیں۔

ف: آیات کریمہ سے ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ جناب یعقوبؑ کا گریہ بنیامین کے حادثہ کے بعد اور شدید تر ہوگیا اور اس بنا پر اس قدر گریہ کیا کہ آنکھیں سفید ہوگئیں اور دوسری اولاد کو طنز کرنے کا موقع مل گیا۔

ف: یہ نبوت کا کمال کردار ہے کہ ایسے سخت ترین حالات میں بھی اولاد کو تلقین کرتے رہے کہ رحمت خدا سے مایوس نہیں ہونا چاہیے اور یہ کہ مایوسی صرف کفر والوں کو زیب دیتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۱) جناب یعقوبؑ کے نبوتی تعلیمات میں سے ایک تعلیم یہ بھی ہے کہ انسان نہ تنہا رحمت خدا پر بھروسہ کر کے کام ترک کردے اور نہ تنہا کام پر بھروسہ کر کے رحمتِ خدا سے مایوس ہوجائے بلکہ رحمت کا آسرا بھی رکھے اور محنت و مشقت بھی جاری رکھے اور اسی لئے آپ نے فرمایا کہ یوسفؑ کو تلاش بھی کرو اور رحمت خدا سے مایوس بھی نہ ہونا کہ یہی شان مسلمان اور صاحب ایمان ہے۔

عَلَيْهِ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَ

داخل ہوئے تو کہنے لگے: اے عزیز! ہم اور ہمارے اہل و عیال سخت تکلیف میں ہیں اور

جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ

ہم نہایت ناچیز پونجی لے کر آئے ہیں پس آپ ہمیں پورا غلہ دیجئے

وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۸۸

اور ہمیں خیرات (بھی) دیجئے۔اللہ خیرات دینے (۱۲) والوں کو یقیناً اجر عطا فرماتا ہے۔(88)

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ

یوسف نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ جب تم نادان تھے تو تم نے یوسف اور اس کے

اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ۸۹ قَالُوْۤا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ

بھائی کے ساتھ کیا سلوک کیا؟(89) وہ کہنے لگے: کیا واقعی آپ یوسف ہیں؟ کہا:

اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَاۤ اَخِيْ ز قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ

میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔اللہ نے ہم پر احسان کیا ہے۔

اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ

اگر کوئی تقویٰ اختیار کرے اور صبر کرے تو اللہ نیکی کرنے والوں کا

الْمُحْسِنِيْنَ ۹۰ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ

اجر ضائع نہیں کرتا۔(90) انہوں نے کہا: قسم بخدا! اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی ہے

عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ [17] ۹۱ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ [18]

اور ہم ہی خطا کار تھے۔(91) یوسف نے کہا: آج تم پر

عربی حاشیہ

16-یہاں ضر کے معنی فاقہ کے ہیں جو قحط کا قہری اثر ہوتا ہے۔''بضاعت مزجاۃ'' حقیر اور معمولی سرمایہ کو کہا جاتا ہے۔

17-بعض علماء کا کہنا ہے کہ خطا کار کے لئے عربی زبان میں دو لفظیں ہیں ''خاطی'' اور مخطئی''، جب انسان جان بوجھ کر غلطی کرتا ہے تو خاطی کہا جاتا ہے اور جب دھوکہ میں غلطی کر بیٹھتا ہے تو اسے مخطئی کہا جاتا ہے۔

18-تثریب۔ سرزنش کرنے اور سزا دینے کے معنی میں ہے۔ جب کوئی شخص کسی کی غلطیوں کو شمار کرانے لگتا ہے تو اس عمل کو تثریب کہا جاتا ہے۔ جناب یوسفؑ نے بکمال احسان فرمادیا کہ میں تمھاری غلطیوں کو یاد نہ دلاؤں گا کہ مجھے کنویں میں ڈالا۔ پھر غلام بنا کر بیچا، پھر میرے بابا کو رلایا، پھر میرے بھائی پر الزام لگایا، پھر مجھ پر الزام لگایا، پھر میرے بابا کو میری محبت میں گمراہ قرار دیا وغیرہ وغیرہ۔

حیرت انگیز بات ہے کہ ایک پیغمبر کی

اردو حاشیہ

(۱۲) ظلم کا انجام کتنا برا ہوتا ہے اور ظالم کو دنیا میں کن حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کی عبرت کا مرقع برادرانِ یوسفؑ کی حالت ہے کہ کس طرح یوسفؑ کے سامنے فریاد کر رہے تھے۔ کیا کوئی تصور کر سکتا ہے کہ کل جن لوگوں نے نہایت غرور کے ساتھ کنویں میں ڈالا تھا وہ آج اس طرح گڑگڑا کر صدقہ خیرات کا مطالبہ کریں گے لیکن قدرت کا انتقام بڑا شدید ہوتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ ارحم الراحمین بھی ہے اور اعتراف گناہ پر معاف بھی کر دیتا ہے۔

عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۚ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ اَرْحَمُ

کوئی عتاب (۱۳) نہیں ہو گا۔ اللہ تمہیں معاف کردے گا اوروہ سب زیا دہ

الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ

رحم کرنے وا لا ہے۔(92) یہ میرا کرتا لے جاؤ پھر اسے میرے والد کے چہرے پر ڈال دو

اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَ

تو اس کی بصارت لوٹ آئے گی اور تم اپنے تمام اہل وعیال کے ساتھ میرے پاس آنا۔(93)اور

لَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ

جب یہ قا فلہ (مصر کی زمین سے)دور ہو ا توان کے باپ نے کہا :اگر تم مجھے بہکا ہو ا نہ سمجھو

يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ

تو یقیناً مجھے یو سف کی خو شبو آرہی ہے۔(94)لو گو ں نے کہا:قسم بخدا !آپ اپنے

لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ (19)

اسی پر انے خبط میں (مبتلا)ہیں۔(95) پھر جب بشا رت دینے وا لا آیا

اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ

تو اس نے یو سف کا کر تہ یعقو ب کے چہر ے پر ڈال دیا تو وہ دفعتاً بینا ہو گئے ' کہنے لگے:

لَّكُمْ ۚ اِنِّيْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا

کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا جا نتا ہو ں جو تم نہیں جانتے ؟(96)بیٹو ں نے کہا:

يٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾

اے ہما رے ابا !ہما رے گنا ہو ں کی مغفرت کے لیے دعا کیجئے ۔ہم ہی خطا کا ر تھے۔ (97)

ع ۱۰/۴

عربی حاشیہ

اولاد کبھی ان کی طرف ضلال مبین کی نسبت دیتی ہے اور کبھی ضلال قدیم کی اور اس طرح یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اچھے خاصے افراد بھی نبی کو گمراہ تصور کرسکتے ہیں اگر جذبہ حسد درمیان میں کارفرمائی شروع کردے۔

ف: واضح رہے کہ جناب یوسف کا وعدہ مغفرت انجام کے اعتبار سے تھا اور جناب یعقوب کا وعدہ استغفار وسیلہ مغفرت فراہم کرنے کے اعتبار سے تھا لہٰذا دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

19- کہا جاتا ہے کہ یہ وہی شخص تھا جو پہلے یوسف کی خون آلود قمیص لے کر آیا تھا اور اب یہ پیراہن لے کر آیا ہے اور دونوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ تھا۔

اردو حاشیہ

(۱۳) کوئی پیغمبرؑ کا کلیجہ کہاں سے لے کر آئے گا کہ کل جناب یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو انتہائی فراخدلی سے معاف کر دیا تھا اور فتح مکہ کے موقع پر سرکارِ دوؐ عالم نے فرمایا تھا کہ تم لوگ مجھ سے کیا توقع رکھتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ آپ ایک بردار کریم اور فرزند برادرِ کریم ہیں فرمایا اچھا جاؤ تم سب آزاد کئے جاتے ہو۔ اب تم سے کوئی محاسبہ نہیں کیا جائے گا۔ جیسے میرے بھائی یوسفؑ نے کہا تھا کہ **لاتثریب علیکم الیوم**......!

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ

(یعقوب نے) کہا: عنقریب میں تمہارے لیے اپنے رب سے مغفرت کی دعا کروں گا۔ وہ یقیناً بڑا بخشنے والا

الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ

مہربان ہے۔(98) جب یہ لوگ یوسف کے پاس پہنچے (۱۴) تو یوسف نے

اَبَوَيْهِ وَ قَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

اپنے والدین کو اپنے ساتھ بٹھایا اور کہا: مصر میں داخل ہو جائیے اللہ نے چاہا تو

اٰمِنِيْنَ ؕ ﴿۹۹﴾ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ

امن سے رہیں گے۔(99) اور یوسف نے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا اور وہ سب ان کے آگے

سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ

سجدے (۱۵) میں گر پڑے اور یوسف نے کہا: اے ابا جان! یہی میرے اس خواب کی

قَبْلُ ؗ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ اِذْ

تعبیر ہے جو میں نے پہلے دیکھا۔ بتحقیق میرے رب نے اسے سچ کر دکھایا اور اس نے سچ مچ

اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ

مجھ پر احسان کیا جب مجھے زندان (۱۶) سے نکالا بعد اس کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے

بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ

درمیان فساد ڈالا آپ کو صحرا سے (یہاں) لے آیا۔ یقیناً میرا رب جو چاہتا ہے

لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰۰﴾

اسے تدبیر خفی سے انجام دیتا ہے۔ یقیناً وہی بڑا دانا حکمت والا ہے۔ (100)

عربی حاشیہ

20- بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جناب یعقوب کے دل میں ایک کسک باقی رہ گئی تھی اس لئے فوراً دعا نہیں کی اور سوف کہہ کر ٹال دیا حالانکہ یہ بات شانِ نبوت کے خلاف ہے۔ جب غلطی کو معاف کردیا تو کردیا اب کسک کا کیا سوال ہے۔ سوف کا مقصد یہ ہے کہ مناسب موقع پر دعا کروں گا اس لئے کہ استجابت دعا کے لئے مخصوص اوقات معین کئے گئے ہیں اگر چہ نبی ہر آن مستجاب الدعوات ہوتا ہے۔

21- بعض حضرات کا خیال ہے کہ ابوین سے مراد باپ اور خالہ ہیں۔ اس لئے کہ ماں کا انتقال ہو چکا تھا اور بعض لوگوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ خدا نے ماں کو دوبارہ زندہ کردیا تھا تاکہ اپنے لال کا عروج دیکھ سکیں ...... واللہ اعلم۔

اردو حاشیہ

(۱۴) یوسفؑ کے پاس آنے کے بعد پھر مصر میں داخل ہونے کے بارے میں مختلف تاویلیں کی گئی ہیں۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یوسفؑ شہر سے باہر استقبال کے لئے گئے تھے اور بعض کا خیال ہے کہ شہر کے بعد جناب یوسفؑ کا ایک مرکز بنا ہوا تھا۔ بعض کی توجیہ یہ ہے کہ مصر میں داخل ہونے کے معنی سکون و اطمینان سے قیام کرنے کے ہیں کہ اب سلاطین کا خوف نہ رہ جائے گا جیسا کہ روایات میں ہے کہ آلِ یعقوبؑ مصر میں داخل ہوئی تو کل ۷۳ افراد تھے اور ۴۰۰ برس کے بعد جناب موسیٰؑ کے ساتھ نکلے تو ۶ لاکھ ۷۰ ۵ کے قریب تھے۔

(۱۵) بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ واقعی سجدہ تھا اور پروردگار کے لئے سجدہ شکر کی نوعیت کا تھا اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ سجدہ سے مراد اظہار خضوع ہے جو صاحبِ عظمت کی عظمت کے اظہار کا ایک مرسوم طریقہ تھا۔

(۱۶) یہ جناب یوسفؑ کا کمالِ نفس ہے کہ بھائیوں کے سامنے کنویں سے نکلنے کا ذکر نہیں کیا کہ وہ شرمندہ ہوں گے اور ان کی شرارت کو بھی شیطان کی طرف منسوب کردیا کہ یہ سب اغوا شیطان کا نتیجہ ہے۔ اگر چہ انسان خود اپنے اعمال کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ

اے میرے رب !تو نے مجھے اقتدا ر کا ایک حصہ عنایت فرمایا اور ہر با ت کے

الْاَحَادِیْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۫ اَنْتَ وَلِیّٖ

انجام کا علم دیا ۔ آسمانو ں اور زمین کے پیدا کر نے وا لے !تو ہی دنیا میں بھی

فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ

میرا سر پر ست ہے اور آخر ت میں بھی مجھے (دنیا سے)مسلمان اٹھا لے اور نیک بند و ں

بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ

میں شا مل فر ما ۔(101)یہ غیب کی خبرو ں کا حصہ ہیں جنہیں ہم آپ کی طرف

اِلَیْكَ ۚ وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ وَ

وحی کر رہے ہیں وگر نا آپ اس (۱۷) وقت ان کے پاس موجود نہ تھے جب وہ اپنا عزم اس عزم پختہ کر کے

هُمْ یَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَ مَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَ لَوْ حَرَصْتَ

سا زش کر رہے تھے۔(102) اور آپ کتنے ہی خو اہش مند کیوں نہ ہوں ان میں سے اکثر ایمان لا نے وا لے

بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَ مَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا

نہیں ہیں ۔(103) اور (حالانکہ) آپ اس بات پر ان سے کوئی اجرت بھی نہیں مانگتے اور یہ (قرآن) عالمین

ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۴﴾ ع وَ كَاَیِّنْ (22) مِّنْ اٰیَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ

کے لیے بس ایک نصیحت ہے ۔(104)اور آسما نو ں اور زمین میں

وَ الْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا وَ هُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

کتنی ہی نشا نیا ں ہیں جن پر سے یہ لو گ بغیر اعتنا ء کے گزر جا تے ہیں۔ (105)

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ جناب یوسف کے سامنے جناب یعقوب اور بھائیوں کا سجدہ صرف رب العالمین کا سجدۂ شکر تھا اور یوسف ایک قبلہ کی حیثیت رکھتے تھے جس کے ذریعہ ان کے احترام کا اظہار کیا جارہا تھا اور اسی اعتبار سے اسے سجدۂ تعظیمی کہاجاتا ہے ورنہ غیر خدا کو سجدہ کرنا بہرحال حرام ہے اور شرک عبادت کی حیثیت رکھتا ہے۔

ف: بعض روایات کی بناء پر ایمان کے ساتھ جمع ہو جانے والے شرک کا نام ریا کاری ہے جو شرک خفی کا درجہ رکھتی ہے۔

22- ''کاین'' ایک کلمہ ہے جس کی اصل کاف تشبیہہ اور ''ای'' ہے۔ اس کے معنی ''کم'' کے ہیں یعنی پیغمبر آپ کی بات کا انکار کیا گیا تو کیا زمین وآسمان میں بے شمار نشانیاں ہونے کے باوجود لوگ میرے وجود کا انکار کرتے ہیں اور آیات کے سامنے سے منھ پھیر کر گزر جاتے ہیں اور جو ایمان بھی لاتے ہیں

اردو حاشیہ

(۱۷) یہ منکرین کے سامنے نبوت پیغمبرؐ اسلام کی بہترین دلیل ہے کہ سب جانتے ہیں کہ یہ یوسفؑ کے زمانے میں نہیں تھے اور سب کو معلوم ہے کہ انہوں نے کسی کے سامنے زانوئے ادب تہ نہیں کیا اور کوئی کتاب بھی نہیں پڑھی ہے تو اس قدر تفصیلی معلومات سوائے وحی پروردگار کے کسی اور ذریعہ سے کس طرح حاصل ہو سکتے ہیں اور یہ انسان کی نبوت کی بہترین دلیل ہے۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَ هُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾

ان میں سے اکثر لوگ اللہ پر ایمان لائے بھی ہیں تو اس کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں۔ (106)

اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ

کیا یہ لوگ اس بات سے بے فکر ہیں کہ اللہ کی طرف سے کوئی عذاب انہیں گھیر لے

السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ هٰذِهٖ

یا ناگہاں قیامت کی گھڑی آجائے اور انہیں خبر تک نہ ہو؟(107) کہہ دیجئے :یہی میرا راستہ ہے۔

سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ

میں اور میرے پیرو کار پوری بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف

اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَ

دعوت دیتے ہیں اور اتباع کرنے میں (۱۸) اور پاکیزہ ہے اللہ اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔(108) اور

مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ

آپ سے پہلے ہم ان بستیوں میں صرف مردوں ہی کو بھیجتے رہے ہیں

اَهْلِ الْقُرٰى ۭ (23) اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ

جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔تو کیا یہ لوگ روئے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھتے کہ

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ

ان سے پہلے والوں کا انجام کیا ہوا ؟اور اہل تقویٰ کے لیے تو آخرت کا

لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ

گھر ہی بہتر ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟(109) یہاں تک کہ جب انبیاء

عربی حاشیہ

ان کی اکثریت کسی نہ کسی کو شریک بنا دیتی ہے۔ کوئی عزیر کو، کوئی عیسیٰ کو، کوئی ملائکہ کو اور کوئی اصنام کو خالص توحید پر ایمان لانے والے بہت کم ہیں۔

23- قریہ سے مراد دیہات نہیں ہیں۔ آبادیاں ہیں، چاہے چھوٹی ہوں یا بڑی، اس کے مقابلے میں صحرا ہوتے ہیں جہاں صرف بدو لوگ رہا کرتے ہیں جنھیں رسول نہیں بنایا گیا۔لفظ رجال بھی دلیل ہے کہ کسی عورت کو رسول نہیں بنایا گیا اور خدا اپنی مصلحتوں کو بہتر جانتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۸) تاریخ اور روایات کی روشنی میں رسول اکرمؐ کا مکمل اتباع کرنے والا اور آپ کے ساتھ ذوالعشیرہ سے تبلیغ سورہ برات تک ہر قدم پر دعوت الی اللہ میں شریک رہنے والا اور آپ کے بعد دین الٰہی کی مکمل ذمہ داری سنبھالنے والا حضرت علیؑ بن ابی طالب کے علاوہ کوئی نہیں ہے اور مسلمانوں میں انہیں کی ایک نمایاں شخصیت ہے جس کے دامن پہ کسی طرح کے شرک کا کوئی دھبہ نہیں ہے اور جس نے ایک لمحہ کے لئے بھی غیر خدا کے سامنے سر نہیں جھکایا ہے۔

الرُّسُلُ وَظَنُّوٓا اَنَّهُمۡ قَدۡ كُذِبُوۡا جَآءَهُمۡ نَصۡرُنَا ۙ فَنُجِّيَ

(لوگوں سے) مایوس[۱۹] ہو گئے اور لوگ بھی یہ خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ بولا گیا تھا پیغمبروں کے لیے ہماری نصرت

مَنۡ نَّشَآءُ ؕ وَلَا يُرَدُّ بَاۡسُنَا عَنِ الۡقَوۡمِ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿۱۱۰﴾

پہنچ گئی اس کے بعد جسے ہم نے چاہا اسے نجات مل گئی اور مجرموں سے تو ہمارا عذاب ٹالا نہیں جا سکتا۔ (110)

لَقَدۡ كَانَ فِيۡ قَصَصِهِمۡ عِبۡرَةٌ لِّاُولِي الۡاَلۡبَابِ ؕ

بتحقیق ان (رسولوں) کے قصوں میں عقل رکھنے والوں کے لیے عبرت[۲۰] ہے۔

مَا كَانَ حَدِيۡثًا يُّفۡتَرٰى وَلٰكِنۡ تَصۡدِيۡقَ الَّذِيۡ

یہ (قرآن) گھڑی ہوئی باتیں نہیں بلکہ اس سے پہلے آئے ہوئے

بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَتَفۡصِيۡلَ كُلِّ شَيۡءٍ وَّهُدًى وَّرَحۡمَةً

کلام کی تصدیق ہے اور یہ ہر چیز کی تفصیل (بتانے والا) اور ایمان لانے والوں کے لیے

لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾ ع

ہدایت و رحمت ہے۔ (111)

آیاتها ۴۳ | ۱۳ سُوۡرَةُ الرَّعۡدِ مَدَنِيَّةٌ ۹۶ | رکوعاتها ٦

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

الٓمّٓرٰ ۚ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيۡٓ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ

الف لام میم را، یہ کتاب کی آیات ہیں اور جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۱۰ میں ظنوا کا فاعل انبیاء کرام ہی ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ حالات کی سنگینی نے صاحبانِ ایمان کی طرف سے بھی خطرہ پیدا کر دیا تھا کہ شائد وہ بھی تکذیب کرنے والوں کا ساتھ دے دیں گے ورنہ خدا کے وعدہ پر اعتبار نہ کرنا شان انبیاء کے خلاف ہے۔

ف: المرٰ صرف اس سورہ میں وارد ہوا ہے اور یہ الم اور الر کا مجموعہ ہے جو اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اس میں دونوں قسم کے سوروں کے مطالب جمع کر دیئے گئے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۹) کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مرسلین قوم کو عذاب الٰہی سے ڈراتے ہیں اور مصلحت خدا سے عذاب میں تاخیر ہو جاتی ہے تو قوم خوش ہونے کے بجائے طنز کرنے لگتی ہے کہ ہمیں دھوکہ دیا گیا ہے اور عذاب کی کوئی حقیقت نہیں ہے جس کے بعد قہاریت پروردگار کو جلال آتا ہے اور مرسلین کی نصرت اور مومنین کی نجات کے ساتھ مجرمین کی ہلاکت کا انتظام کر دیا جاتا ہے اور دشمنانِ دین کا بیڑہ غرق کر دیا جاتا ہے۔

(۲۰) واضح رہے کہ قصہ حضرت یوسفؑ کوئی داستان حسن و عشق نہیں ہے جیسا کہ بعض سادہ لوح افراد کا خیال ہے کہ اسے قرآن میں ہونا ہی نہیں چاہئے تھا اور یہ قرآن کی عظمت اور اس کے تقدس کے خلاف ہے۔

یہ عبرت خیز واقعہ ہے جس میں نمایاں طور پر حسبِ ذیل نکات پائے ہیں:

(۱) انسان کو دین و مذہب کے مقابلہ میں کسی خواہش کی طرف نہیں جھکنا چاہیئے۔ (۲) حق و صداقت اور تقویٰ کی راہ میں کسی بھی مصیبت کی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ (۳) مصائب کتنے ہی شدید کیوں نہ ہو جائیں رحمتِ خدا سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ (۴) سخت ترین حالات میں بھی ظالموں کی خوشامد نہیں کرنی چاہیئے۔ (۵) مجرم شرمندہ ہو جائے تو اسے معاف کر دینا چاہیئے اور اپنا احسان نہیں جتانا چاہیئے وغیرہ و السلام علیٰ من اتبع الهدیٰ۔

الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ

نا زل کیا گیا ہے وہ حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔(1)اللہ وہ ذات ہے جس نے

السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ [1] تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَ

آسمانوں کو تمہیں نظر آنے والے ستونوں کے بغیر بلند کیا پھر اس نے عرش پر سلطنت استوار کی اور

سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ

سورج اور چاند کو مسخر کیا۔ان میں سے ہر ایک مقررہ مدت (۱) کے لیے چل رہا ہے۔ وہی امور کی تدبیر کرتا ہے

الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ﴿۲﴾

وہی نشانیوں کو تفصیل سے بیان کرتا ہے شاید تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کرو۔ (2)

وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ [2] وَاَنْهٰرًا ؕ

اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا (۲) اور اس میں پہاڑ اوردریا بنائے

وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي

اور ہر طرح کے پھلوں کے دو جوڑے (۳) بنائے۔ وہی رات سے دن

الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾

ڈھانک دیتا ہے غور وفکر کرنے والوں کے لیے یقیناً اس میں نشانیاں ہیں۔ (3)

وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ

اور زمین میں باہم متصل ٹکڑے ہیں اور انگوروں کے باغات ہیں نیز کھیتیاں اور

زَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ [3] وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ

کھجور کے درخت ہیں اور کچھ دوہرے تنے کے ہوتے ہیں اور کچھ دوہرے نہیں ہوتے۔

عربی حاشیہ

1-اس ضمیر کا تعلق سماوات سے ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمانوں میں ظاہر یا باطن کوئی ستون نہیں ہے اور عمد سے ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ستون ہیں لیکن نظر نہیں آتے ہیں۔

2-رواسی۔ پائدار اور مستحکم اشیاء کو کہا جاتا ہے لیکن زیادہ تر اس کا استعمال پہاڑوں کے بارے میں ہوتا ہے کہ تنہا یہ لفظ استعمال کیا جائے تو پہاڑ ہی مراد ہوتے ہیں اور مستحکم پہاڑوں کا فائدہ ہی یہ ہے کہ زمین اپنے مقام پر قائم رہے اور غیر معمولی حرکت نہ کرنے پائے

نہروں کا پہاڑوں سے ربط بھی یہی ہے کہ نہروں کا سرچشمہ پہاڑوں ہی میں ہوتا ہے اور اسی کے پانی سے ان کا سلسلہ قائم ہوتا ہے۔

3-صنوان۔ بہت سے درخت جن کی اصل ایک ہو۔ غیر صنوان جن کی جڑیں بھی الگ الگ ہوں۔

اردو حاشیہ

(۱) لاکھوں برس سے آفتاب اپنے دور کو ایک سال میں پورا کرتا ہے اور ماہتاب ایک ماہ میں اور اس میں کسی طرح کا فرق نہیں پیدا ہوا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ مدبر صاحبِ علم وحکمت اور قادر مطلق ہے اور اتفاقات سے پیدا ہو جانے کا نظریہ ایک مضحکہ خیز بات سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔

(۲) پھیلانے کے لفظ سے یہ خیال نہ پیدا ہو کہ زمین گول نہیں ہے۔ اس لئے کہ جب کوئی شے طویل وعریض ہوتی ہے تو گول ہونے کے باوجود ہر طرف سے مسطح نظر آتی ہے اور ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہوتا ہے۔

(۳) دور حاضر میں یہ بات مسلم ہو چکی ہے کہ نباتات میں بھی جوڑا پایا جاتا ہے۔ کبھی نر و مادہ ایک ہی درخت میں ہوتے ہیں اور کبھی خرمہ کی طرح الگ الگ ہوتے ہیں اور ایک کا مادہ دوسرے کی طرف ہواؤں یا پرندوں کے ذریعہ منتقل ہوتا ہے اور اس میں کوئی غلطی یا اشتباہ بھی نہیں ہوتا ہے جو خالقِ حکیم کے کمالِ حکمت کی علامت ہے۔

وَّاحِدٍ ۙ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِى الْاُكُلِ ؕ (4) اِنَّ فِىْ

سب کو ایک ہی پانی سے سیراب (۴) کیا جاتا ہے لیکن پھلوں میں (لذت میں) ہم بعض کو بعض سے بہتر بناتے ہیں، عقل سے

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾ وَاِنْ تَعْجَبْ

کام لینے والوں کے لیے یقیناً ان چیزوں میں نشانیاں ہیں۔(4) اور اگر آپ کو تعجب ہوتا ہے تو ان (کفار)

فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ

کی یہ بات تعجب خیز ہے کہ جب ہم خاک ہو جائیں گے تو کیا ہم از سر نو

جَدِيْدٍ ؕ۬ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ

پیدا کیے جائیں گے؟ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے منکر ہو گئے ہیں اور یہی

الْاَغْلٰلُ (5) فِىْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ (6) اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ

وہ لوگ ہیں جن کی گردنوں میں طوق پڑے ہوئے ہیں اور یہی جہنم والے ہیں

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۵﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ (7) قَبْلَ

جس میں یہ ہمیشہ رہیں گے۔(5) اور یہ لوگ آپ سے بھلائی سے پہلے

الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَاِنَّ

برائی میں عجلت چاہتے ہیں جب کہ ان سے پہلے عذاب کے واقعات پیش آچکے ہیں

رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ (8) لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ

اور آپ کا پروردگار ظلم و زیادتی کے باوجود لوگوں سے یقیناً درگزر کرنے والا ہے اور آپ کا رب

رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۶﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

یقیناً سخت عذاب دینے والا (بھی) ہے۔(6) اور جنھوں نے کفر اختیار کیا ہے وہ کہتے ہیں: اس شخص پر

عربی حاشیہ

4-اکل۔ ہر وہ چیز جو کھائی جائے۔

5-اغلال۔ غل کی جمع ہے یعنی وہ رسی جس سے ہاتھ پس گردن سے باندھے جاتے ہیں۔

6-اولئک کی تین مرتبہ تکرار قدرت کے کمال غیظ وغضب کا اظہار ہے کہ یہ لوگ انتہائی احمقانہ باتیں کر رہے ہیں۔

واضح رہے کہ نباتات اور ثمرات میں نر اور مادہ کا مسئلہ اگرچہ دورِ حاضر میں بالکل مسلم ہو چکا ہے اس کا اشارہ قرآنِ حکیم ہی نے دیا ہے۔

7-سیئہ سے مراد عذاب، حسنہ سے مراد ثواب اور مثلات سے مراد وہ سزائیں ہیں جو سابق امتوں کو دی جا چکی ہیں۔

8-مغفرت سے مراد عذاب کی تاخیر ہے ورنہ صاحبِ مغفرت شدید العقاب نہیں ہوسکتا مگر یہ کہ ایک کے لئے صاحب مغفرت ہو اور دوسرے کے لئے شدید العقاب۔

اردو حاشیہ

(۴) ایک زمین میں مختلف قسم کے نباتات اور ایک دریا میں مختلف قسم کی مچھلیاں اس بات کی علامت ہیں کہ مخلوقات کے پیچھے کوئی ایک مدبر اور صاحبِ حکمت طاقت ہے جو اس انداز سے کائنات کو چلا رہی ہے ورنہ حالات کی وحدت میں مخلوقات کا یہ تنوع ناممکن ہے۔

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ

اپنے رب کی طرف سے کوئی نشانی (۵) نازل کیوں نہیں ہوتی؟ آپ تو محض تنبیہ کرنے والے ہیں

وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۧ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَ

اور ہر قوم کا ایک راہنما ہوا کرتا ہے۔ (7) اللہ ہی جانتا (۶) ہے کہ ہر مادہ (مونث)

مَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ

کیا اٹھائے ہوئے ہے اور ارحام کیا گھٹاتے اور کیا بڑھاتے ہیں اور اس کے ہاں

بِمِقْدَارٍ ۞ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۞

ہر چیز کی ایک مقدار ہے۔(8)(وہ) پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا بزرگ برتر ہے۔ (9)

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ

تم میں سے کوئی آہستہ بات کرے یا آواز سے کوئی پردہ شب میں چھپا ہوا ہو

مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۞ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ

یا دن کی روشنی میں (سرعام) چل رہا ہو (اس کے لیے) برابر ہے۔(10) ہر شخص کے آگے

مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ

اور پیچھے یکے بعد دیگرے آنے والے فرشتے (پہرے دار) مقرر ہیں جو بحکم خدا

اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا

اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اللہ کسی قوم کا حال (۷) یقیناً اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک

بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ

وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلیں اور جب اللہ کسی قوم کو برے حال سے دو چار کرنے کا ارادہ کرلے تو اس کے ٹلنے کی

نہیں ہوتا ہے۔

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۷ اشارہ ہے کہ رسول کا کام انذار ہے اور انذار کے علاوہ اظہارِ معجزہ اس کا فرض نہیں ہے نیز یہ کہ لفظ ہاد کا تعلق رسول سے نہیں ہے کہ درمیان میں ''لکل قوم'' ایک کلمہ مستقل ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ تسلسل اندا کا باقی رکھنا ہادی یعنی امام کا کام ہے۔

9-غیض زمین میں پانی جذب ہوجانے کے معنی میں ہے لیکن یہاں مراد عام کی ہے۔

10-بعض حضرات کا خیال ہے کہ معقبات وہ فرشتے ہیں جو انسانوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور بعض کا خیال ہے کہ انسان کی ذہنی اور فطری صلاحیتیں ہیں جو اس کی حفاظت کا کام انجام دیتی ہیں۔

اردو حاشیہ

(۵) کفار کی ہمیشہ یہ ضد رہتی تھی کہ ہماری خواہش کے مطابق معجزات دکھلائے جائیں اور جب ایک معجزہ آجاتا تھا تو دوسرے کا تقاضا کر دیتے تھے تاکہ ایمان نہ لانا پڑے۔ قدرت نے واضح کر دیا کہ نبی کا کام عذاب الٰہی سے ڈرانا اور ہادی کا کام رہنمائی کرنا ہے۔ وہ قابلِ اتباع ہوتا ہے قوم کے خواہشات کا اتباع کرنے والا نہیں ہوتا ہے۔

(۶) یہ قدرت کے کمال علم و اقتدار کا ایک نمونہ ہے کہ وہ تین پردوں کے اندر تشکیل پانے والے بچہ کے بارے میں ہر طرح کا علم رکھتا ہے اور سب کچھ اس کے اشاروں پر ہو رہا ہے۔ بچہ کیسا ہے، کتنے ہیں، کتنے باقی رہ گئے ہیں اور کتنے ختم ہوگئے ہیں۔ سارے حقائق اس کے کمالِ علم و اقتدار کے علامات ہیں۔

(۷) قوم ذاتی طور پر بہتر ہو تو خدا عذاب نہیں کرتا جب تک بدکردار نہ ہو جائے اور بدتر ہو تو خدا رحمت نہیں نازل کرتا جب تک کہ بہتر نہ ہو جائے اور سچی بات یہ ہے کہ انسان جب تک جہاد نہیں کرتا۔ ذلت سے نہیں بچتا اور جب تک زمین میں محنت نہیں کرتا فقر و فاقہ سے محفوظ نہیں ہوتا اور جب تک درسگاہوں کا بندوبست نہیں کرتا جہالت کے عذاب سے نجات نہیں پاتا۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی ہی حالت بدلنے کا

وَ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ

کوئی صورت نہیں ہوتی اور نہ ہی اللہ کے سوا ان کا کوئی مدد گار ہوتا ہے ۔ (11)وہی ہے جو تمہیں ڈرانے

الْبَرْقَ خَوْفًا [11] وَّ طَمَعًا وَّ يُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ ج وَ

اور امید دلانے کے لیے بجلی کی چمک دکھاتا ہے اور بھاری بادلوں کو پیدا کرتا ہے ۔(12)اور

يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ج وَ يُرْسِلُ

(بجلی کی)گرج اس کی ثناء کے ساتھ اور فرشتے اس کے خوف سے لرزتے ہوئے

الصَّوَاعِقَ [12] فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ

تسبیح کرتے ہیں اور وہی بجلیوں کو روانہ کرتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گراتا ہے جب وہ اللہ کے بارے

فِي اللّٰهِ ج وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ ط لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ط

میں الجھ رہے ہوتے ہیں اور وہ سخت طاقت والا ہے ۔(13) صرف اللہ کو پکارنا برحق ہے

وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ

اور وہ اللہ کو چھوڑ کر جنہیں پکارتے ہیں وہ انہیں کوئی جواب نہیں دے سکتے ایسے ہی

اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَ مَا هُوَ

جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف (۸) پھیلائے ہوئے ہو کہ پانی (از خود)اس کے منہ تک پہنچ جائے

بِبَالِغِهٖ ط وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَ لِلّٰهِ

حالانکہ وہ اس تک پہنچنے والا نہیں ہے اور کافروں کی دعا (اسی طرح)محض بے سود ہی ہے۔ (14) اور آسمانوں

يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا

اور زمین میں بسنے والے سب بشوق یا بزور اور ان کے سائے بھی صبح و شام

عربی حاشیہ

11-یہ مفعول لہ بھی ہوسکتا ہے اور حال بھی واقع ہوسکتا ہے۔ ثقال وہ بادل میں جن میں پانی بھرا رہتا ہے۔

12-یہ عذاب کی بجلیاں ہیں ورنہ عام بجلیوں میں اچھے یا برے کی تفریق نہیں ہوتی ہے۔

ف: آیت نمبر ۸ حمل کی تینوں کیفیتوں کی طرف اشارہ ہے کہ کبھی ۹ مہینہ رحم میں رہتا ہے اور کبھی کم مدت میں پیدا ہوجاتا ہے اور خدا کو ان سب کا علم پہلے ہی سے ہوتا ہے کہ وہ صرف نر و مادہ ہی سے نہیں بلکہ تمام کیفیات سے باخبر ہوتا ہے۔

ف: کُرہ۔ باطنی کراہت کے لئے استعمال ہوتا ہے اور کرہ ظاہری کراہت کے لئے یعنی غیر مومن کی کراہت خارجی عوامل کے زیر اثر ہے ورنہ فطرت کے اعتبار سے وہ بھی خضوع وخشوع کے لئے تیار رہتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۸) یہ اس حقیقت کا اعلان ہے کہ غیر خدا کی طرف ہاتھ بڑھانا سراب کی طرف ہاتھ بڑھانے کے مانند ہے۔ نہ سراب سے سیرابی ہوتی ہے اور نہ غیر خدا سے کامیابی حاصل ہوسکتی ہے۔

(۹) قرآن مجید نے کفر و ایمان کی مختلف مثالیں بیان کی ہیں۔ کفر اندھا پن ہے اور اسلام بینائی۔ کفر ظلمت ہے اور ایمان روشنی۔ ظاہر ہے کہ اندھا پن بینائی کے جیسا نہیں ہوسکتا ہے اور ظلمت روشنی کی جیسی نہیں ہوسکتی ہے۔

دوسری مثال یہ ہے کہ اسلام پانی ہے اور کفر اوپر آ جانے والا پھین۔ اسلام دھات ہے اور کفر اوپر جمع ہوجانے والا جھاگ۔

جھاگ ہمیشہ اوپر اور غالب دکھائی دیتا ہے لیکن جوش ختم ہوتے ہی فنا ہوجاتا ہے اور پانی اور سونا وغیرہ باقی رہ جاتا ہے کہ یہ کام آنے والا ہے۔

پانی بنیادی ضرورت کی طرف اشارہ ہے اور دھات دیگر ضروریات کی طرف۔ اسلام دونوں ہی مراحل پر کام آتا ہے اور کفر کہیں کام نہیں آتا ہے۔

وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ

اللہ ہی کے لیے سر بسجود ہیں۔(15)ان سے پوچھیے: آسمانوں اور زمین کا

وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ

پروردگار کون ہے؟ کہہ دیجئے :اللہ ہے ۔کہہ دیں :تو پھر کیا تم نے اللہ کے سوا ایسوں کو

اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا ؕ قُلْ

اپنا اولیاء بنا یا ہے جو اپنے نفع و نقصان کے بھی مالک نہیں ہیں ؟کہہ دیجئے:

هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ۙ۬ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي

کیا بینا اور نا بینا برابر ہو سکتے ہیں ؟اور کیا ظلمت اور نور برابر ہو سکتے ہیں؟

الظُّلُمٰتُ وَ النُّوْرُ ۚ۬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا

کیا جنہیں ان لوگوں نے اللہ کی خلقت کی طرح کچھ خلق کیا ہے

كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ

جس کی وجہ سے مخلوقات کا مسئلہ ان پر مشتبہ ہو گیا ہو ؟کہہ دیجئے ہر :چیز کا خالق

كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾ اَنْزَلَ مِنَ

صرف اللہ ہے اور وہ یکتا 'بڑا غالب ہونے والا ہے ۔(16)اللہ نے آسمان سے

السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ

پانی برسایا پھر نالے اپنی گنجائش کے مطابق بہنے لگے پھر نالے پر پھولا ہوا

السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَ مِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ

جھاگ آ گیا اور ان (دھاتوں) پر بھی ایسے ہی جھاگ اٹھتے ہیں جنہیں لوگ زیور

عربی حاشیہ

13-غدو۔ غداۃ کی جمع ہے یعنی صبح۔ آصال۔ اصیل کی جمع ہے یعنی شام عصر سے مغرب تک کا وقت۔

سایہ کا سجدہ کرنا عمومیت قدرت کی علامت ہے کہ حقائق تو حقائق ہیں ان کے سائے بھی سجدہ کناں ہیں صوفیوں کی نگاہ میں ''من فی السماوات'' سے مراد اجسام ہیں اور سایہ سے مراد ارواح ہیں۔ واللہ اعلم۔

واضح رہے کہ لفظ ضلال ہر شے پر سایہ رکھنے کی دلیل نہیں ہے

اردو حاشیہ

ابۡتِغَآءَ حِلۡيَةٍ اَوۡ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثۡلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ

اور سامان بنانے کے لیے آگ میں تپاتے ہیں۔اس طرح اللہ حق و باطل کی

اللّٰهُ الۡحَقَّ وَ الۡبَاطِلَ ۙ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذۡهَبُ

مثال بیان کرتا ہے پھر جو جھاگ ہے وہ تو ناکارہ ہو کر ناپید ہو جاتا ہے

جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنۡفَعُ النَّاسَ فَيَمۡكُثُ فِى الۡاَرۡضِ ؕ

اور جو چیز لوگوں کے فائدے کی ہے وہ زمین میں ٹھہر جاتی ہے۔

كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ ؕ ﴿۱۷﴾ لِلَّذِيۡنَ اسۡتَجَابُوۡا

اللہ اس طرح مثالیں پیش کرتا ہے۔ (17) جنہوں نے اپنے رب کی دعوت مان لی

لِرَبِّهِمُ الۡحُسۡنٰى ؕ وَالَّذِيۡنَ لَمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَهٗ لَوۡ اَنَّ لَهُمۡ مَّا

ان کے لیے بہتری ہے اور جنہوں نے اس کی دعوت قبول نہیں کی وہ اگر ان سب چیزوں کے مالک بن جائیں

فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا وَّ مِثۡلَهٗ مَعَهٗ لَافۡتَدَوۡا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ

جو زمین میں ہیں اور اتنی دولت مزید بھی ساتھ ہو تو وہ (آخرت میں) ان سب کو (اپنی نجات کے لیے)

لَهُمۡ سُوۡٓءُ الۡحِسَابِ ۙ وَمَاۡوٰهُمۡ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئۡسَ الۡمِهَادُ ﴿۱۸﴾

فدیہ دے دیں ایسے لوگوں کا برا حساب ہوگا اور جہنم ان کا ٹھکانا ہوگا اور وہ برا ٹھکانا ہے۔ (18)

اَفَمَنۡ يَّعۡلَمُ اَنَّمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ الۡحَقُّ كَمَنۡ

کیا جو شخص یہ جانتا ہے کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے وہ برحق ہے اس شخص کی طرح

هُوَ اَعۡمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ۙ ﴿۱۹﴾ الَّذِيۡنَ يُوۡفُوۡنَ

ہو سکتا ہے جو نابینا (١٠) ہے ؟نصیحت تو بس عقل والے ہی قبول کرتے ہیں۔(19) جو اللہ کے عہد کو

عربی حاشیہ

14- حلیہ۔سونے چاندی کے زیور۔اور متاع لوہے تانبے وغیرہ کے آلات۔

اردو حاشیہ

(١٠) کھلی ہوئی بات ہے کہ حق کا جاننے اور ماننے والا اندھے آدمی کے جیسا نہیں ہوسکتا ہے۔صاحب بصیرت اور ہوتا ہے اور گم کردہ راہ اور۔ روایات میں اس صاحبِ بصیرت سے حضرت علیؑ کو مراد لیا گیا ہے جو یقیناً اس کی فرد اکمل ہیں۔

بِعَهْدِ[15] اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۙ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ

پو را کر تے ہیں اور پیمان کو نہیں توڑتے۔(20)اور اللہ نے جن رشتو ں کو

مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ[16] اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ

قائم رکھنے کا حکم دیا ہے انہیں قائم رکھتے ہیں اوراپنے رب کا خوف رکھتے ہیں اور برے حساب سے بھی

سُوْٓءَ الْحِسَابِ ؕ﴿۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ

خائف رہتے ہیں ۔(21)اور جو لوگ اپنے رب کی خوشنودی کی خاطر صبر کر تے ہیں اور

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّ

نماز قائم کر تے ہیں اورجو روزی ہم نے انہیں دی ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ طور پر

يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ[17] السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى

خرچ کر تے ہیں اور نیکی کے ذریعے برائی کو دور کر تے ہیں آخرت کا گھر ایسے ہی لوگوں

الدَّارِ ۙ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ

کے لیے ہے۔(22) ایسی دائمی جنتیں ہیں جن میں وہ خود بھی داخل ہوں گے

اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ

اور ان کے اباء اور ان کی بیویوں اور اولاد میں سے جو نیک ہوں گے وہ بھی اورفرشتے ہر دروازے سے

عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۚ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ

ان کے پاس آئیں گے ۔(23)(اور کہیں گے)تم پر سلامتی ہو یہ تمہارے صبر کا صلہ ہے۔پس عاقبت کا گھر

عُقْبَى الدَّارِ ؕ﴿۲۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ

کیا ہی عمدہ گھر ہے۔(24)اورجو لوگ اللہ کے عہد کو مضبوط باندھ لینے کے بعد توڑدیتے ہیں

عربی حاشیہ

15-جفاء۔باطل اور بیکار۔

16-ہروہ بات جس پر عقل یا شرع سے دلیل قائم ہوجائے اسے عہد خدا کہا جاتا ہے۔

17-برادران ایمانی سے تعلقات رکھنا ایمان کی نشانی اور پروردگار کی اطاعت ہے۔

ف: سوء الحساب کوئی ظالمانہ حساب نہیں ہے بلکہ سختی کے ساتھ ہر عمل کے محاسبہ کا نام ہے جس طرح کہ خود اہل دنیا دار دنیا میں پائی پائی کا حساب لیتے ہیں اور انھیں خوف ہے کہ آخرت میں انھیں بھی اسی طرح کا حساب دینا پڑے گا اور یہ ان کے حق میں بدترین حساب ہوگا ورنہ وہ بھی خدا کے بارے میں ظلم کا تصور نہیں رکھتے ہیں کہ خدا کا خوف ظلم کی بنیاد پر نہیں بلکہ عدل کی بنیاد پر ہے۔

ف: واضح رہے کہ انسان کا ایک رشتہ اس کے پروردگار سے ہے، ایک نبی وامام سے ہے اور ایک اپنے معاشرہ سے اور اس کا فرض ہے کہ ہر رشتہ کا احترام کرے اور اس کا محرک خوف

اردو حاشیہ

مِيۡثَاقِهٖ وَيَقۡطَعُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنۡ يُّوۡصَلَ

اور اللہ نے جن رشتوں کو جوڑ نے کا حکم دیا ہے انہیں منقطع کر دیتے ہیں

وَيُفۡسِدُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ ۙ اُولٰۤـئِكَ لَهُمُ اللَّعۡنَةُ وَلَهُمۡ سُوۡۤءُ

اور زمین میں فساد پھیلا تے ہیں ایسے ہی لوگوں پر لعنت ہے اور ان کے لیے ٹھکانا بھی

الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ‌ ؕ وَ

براہو گا۔(25)اللہ جس کی چا ہے روزی بڑھاتا (۱۱) اور گھٹا تا ہے اور لوگ

فَرِحُوۡا بِالۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ؕ وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا فِى الۡاٰخِرَةِ

دنیاوی زندگی پرخوش ہیں جب کے دنیا وی زندگی آخرت کے مقا بلے میں ایک عارضی

اِلَّا مَتَاعٌ [18] ﴿۲۶﴾ وَيَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ عَلَيۡهِ

سامان ہے۔(26) اور جو لوگ کا فر ہو گئے ہیں وہ کہتے ہیں :اس (رسول) پر اپنے رب کی طرف سے کوئی معجزہ

اٰيَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ‌ ؕ قُلۡ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَهۡدِىۡۤ

کیوں نازل نہیں ہوتا؟ کہہ دیجیئے: اللہ جسے چا ہے گمراہ (۱۲) کر دیتا ہے اور جو (اللہ کی طرف) رجوع کرتا ہے اپنی طرف

اِلَيۡهِ مَنۡ اَنَابَ ۖ ۚ ﴿۲۷﴾ اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَتَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُهُمۡ

اس کی راہنمائی فرماتا ہے۔(27)(یہ وہ لوگ ہیں)جو ایما ن لا ئے ہیں اور ان کے دل

بِذِكۡرِ اللّٰهِ‌ ؕ اَلَا بِذِكۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ؕ‏ ﴿۲۸﴾ اَلَّذِيۡنَ

یاد خدا سے مطمئن ہو جا تے ہیں اور یاد رکھو!یاد خدا سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔(28)جو لوگ

اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوۡبٰى [19] لَهُمۡ وَحُسۡنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾

ایما ن لائے اور نیک اعمال سرانجام دیے ان کی نیک نصیبی ہے اور ان کے لیے بہترین ٹھکا نہ ہے۔ (29)

عربی حاشیہ

خدا کو قرار دے۔ خوف خدا اور خوف سوء الحساب کا فرق یہ ہے کہ خوف خدا کا محرک اس کی عظمت وکبریائی کا احساس ہوتا ہے اور یہ حساب وکتاب سے بالکل الگ ایک شے ہے۔

نیز یہ کہ خوف میں لفظ رب کا استعمال ہوا ہے اور طلب میں وجہ رب کا جو رضائے الٰہی کے معنی میں ہے اور جس کا حصول صبر کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ صبر بھی وہ صبر جو رضائے الٰہی کے حصول کے لئے ہو نہ کہ مجبوری اور بے کسی کی بنا پر۔

18-نیکی سے مراد معافی ہے اور برائی سے مراد قصاص اور بدلہ وغیرہ ہے ورنہ آخرت کا عذاب ٹالا نہیں جاسکتا ہے۔

19-متاع۔ لذت کے معنی میں ہے اور تنوین اس کی قلت اور حقارت کی طرف اشارہ ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۱) رزق کی وسعت اور تنگی عالمی صورتِ حال کی بہترین تصویر کشی ہے کہ رب العالمین نے رزق کی ضمانت لینے کے باوجود اس کی وسعت و تنگی کو بندے کے حوالے کر دیا ہے اور اس کی محنت و مشقت کو ذی اثر قرار دے دیا ہے۔ بے شک رزق نازل آسمان ہی سے ہوتا ہے لیکن اس کے اسباب سب زمین سے متعلق ہیں چاہے وہ محنت ہو یا کاہلی یا ماحول کی خوبی اور خرابی...... کہ جیسے بھی حالات ہوں گے ویسا ہی رزق وسیع یا تنگ ہو جائے گا۔

(۱۲) بارہا اشارہ کیا جا چکا ہے کہ خدا کی طرف سے گمراہی ایک منفی عمل ہے یعنی وہ اپنی مخصوص ہدایت اور توفیق سے محروم کر دیتا ہے خود گمراہ نہیں کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہدایت کا وعدہ ان لوگوں سے کیا ہے جو اس کی طرف متوجہ رہتے ہیں کہ توجہ ان کا کام ہے اور ہدایت دینا اللہ کا کام ہے۔

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ

(اے رسول)اسی طرح ہم نے آپ کو ایسی قوم میں بھیجا ہے جس سے پہلے بہت سی قومیں گزر چکی ہیں تا کہ

لِّتَتْلُوَاْ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ

آپ ان پر اس (کتاب) کی تلاوت کریں جس کی ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے جبکہ یہ لوگ خدائے رحمان کو

بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ

نہیں مانتے۔ کہہ دیجئے: وہی میرا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔اسی پر میں نے بھروسا کیا ہے اور اسی کی

وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ

طرف میرا رجوع ہے۔(30)اگر قرآن ایسا (۱۳) ہوتا جس سے پہاڑ چل پڑتے یا

قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ۭ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ

زمین پھٹ جاتی یا مردے کلام کرتے (تو بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے) بلکہ یہ سارے امور

جَمِيْعًا ۭ اَفَلَمْ يَايْـــــَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ [20]

اللہ کے ہاتھ میں ہیں ۔کیا اہل ایمان پر یہ بات واضح نہیں ہوئی کہ اگر اللہ چاہتا تو

لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

تمام انسانوں کو ہدایت دے دیتا اور ان کافروں (۱۴) پر ان کے اپنے کردار کی

تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ [21] اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ

وجہ سے آفت نہ آتی رہتی ؟یا ان کے گھروں کے قریب (مصیبت) آتی رہے گی

حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ع وَلَقَدِ

یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آپہنچے۔ یقیناً اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔(31)اور آپ سے پہلے

ع ۵ / ۱۰

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۳ میں جنت کے ابواب درحقیقت نیک اعمال کے ابواب ہیں ہر عمل ایک دروازۂ جنت کی حیثیت رکھتا ہے۔ نیز روایات میں جنت کے آٹھ دروازے وارد ہوئے ہیں اور آیت میں جہنم کے سات دروازے ہیں جو اس بات کی علامت ہیں کہ رحمت کے دروازے عذاب کے دروازوں سے زیادہ ہیں۔

ف: کفارومشرکین کو لفظ رحمان سے شدید ترین اختلاف تھا اور اس کا برابر استہزاء کرتے رہتے تھے اور اسی لئے صلح حدیبیہ میں بسم اللہ پر بھی اعتراض کردیا تھا۔ رب العالمین نے جواب دے دیا کہ یہ اس قدر بے عقل ہیں کہ اس رحمت کا بھی انکار کررہے ہیں جو مومن اور مشرک دونوں کے لئے عام اور شامل ہے۔

20-طوبیٰ جنت کے ایک درخت کا نام ہے جس کی اصل حضرت علیؑ کے گھر میں ہے اور جس کے بارے میں پروردگار نے حضرت عیسیٰ

اردو حاشیہ

(۱۳) کفار طرح طرح کے مطالبے کرتے تھے اور صاحبانِ ایمان بھی ان کے ایمان لانے کے لئے اسی قدر بے چین رہتے تھے کہ کسی طرح ان کی مرضی کا معجزہ آ جائے اور یہ ایمان لے آئیں۔ پروردگار نے بتایا کہ یہ کسی قیمت پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ ان کی طرف سے مایوس ہو جاؤ کہ اس قرآن کے آنے کے بعد بھی ایمان نہ لائے تو اب کب ایمان لائیں گے۔

(۱۴) کفار کے بارے میں یہ منظر ہر دَور میں دیکھا جا سکتا ہے کہ عذاب الٰہی خود ان کے دیار پر یا ہمسایہ پر نازل ہوتا رہتا ہے اور ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں۔ صاحبانِ ایمان کی پہچان یہی ہے کہ عتاب الٰہی دیکھیں تو ہوشیار اور بیدار ہو جائیں۔ کفار کو یہ توفیق حاصل نہیں ہوتی ہے۔

اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا

بھی رسولوں کا مذاق اڑایا گیا ہے پھر میں نے ان کافروں کو ڈھیل دی

ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿٣٢﴾ أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ

انہیں اپنی گرفت میں لے لیا (تو دیکھ لو) میرا عذاب کیسا شدید تھا۔(32) کیا وہ اللہ جو ہر نفس کے عمل پر کڑی نظر رکھتا ہے

عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۗ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ ۚ قُلْ

(بے حس بتوں کی طرح ہوسکتا ہے جنہیں) ان لوگوں نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے؟ کہہ دیجئے: ان کے نام (اور اوصاف)

سَمُّوهُمْ ۚ أَمْ تُنَبِّئُونَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ بِظَاهِرٍ [22]

بیان کرو (جیسے اللہ کے اسمائے حسنیٰ ہیں)۔کیا تم اللہ کو ایسی خبر دینا [۱۵] چاہتے ہو جسے وہ اس زمین میں نہیں جانتا یا

مِّنَ الْقَوْلِ ۗ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا

یہ محض ایک کھوکھلی بات ہے؟ بلکہ دراصل کافروں کے لیے ان کی مکاری مزین کر دی گئی اور ان کے لیے ہدایت کا

عَنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿٣٣﴾ لَهُمْ

راستہ مسدود ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اللہ جسے گمراہ کر دے اسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔(33) ان کے لیے

عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ ۖ

دنیا کی زندگی میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو زیادہ مشقت والا ہے

وَمَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ ﴿٣٤﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ

اور انہیں اللہ کے عذاب سے بچانے والا بھی کوئی نہیں ہے۔(34) اہل تقویٰ سے جس جنت کا

الْمُتَّقُونَ ۖ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ أُكُلُهَا [23] دَائِمٌ وَ

وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان ایسی ہے کہ اس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی' اس کے میوے اور

عربی حاشیہ

کو خبر دی تھی کہ نبی آخر کی زوجہ خدیجہ سے فاطمہؑ جیسی بیٹی ہوگی اور حسنؑ وحسینؑ جیسے نواسے جو راہِ حق میں شہید ہوں گے اور ان کی محبت اور اطاعت کرنے والوں کے لئے درخت طوبیٰ ہے۔تفسیر درمنثور سیوطی۔

21-اس مقام پر یاس علم کے معنی میں استعمال ہوا ہے کہ مایوس اس بات کا علم رکھتا ہے کہ یہ کام نہیں ہوسکتا ہے۔

22-قرع۔ایک چیز کو دوسری چیز سے ٹکرا دینا یعنی ہلاک کردینے والی مصیبت جو اینٹ سے اینٹ بجا دے۔

23-یعنی لفظ شریک ایک لفظ ہے جس کے کوئی معنی نہیں ہیں معنوی اعتبار سے خدا کا شریک تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔

آیت نمبر ۳۱ دلیل ہے کہ یہ جس قسم کا معجزہ طلب کررہے ہیں وہ اس قرآن میں موجود ہے لیکن نہ ان میں قوت ادراک ہے اور نہ یہ سرتسلیم خم کرنا چاہتے ہیں۔یہ صرف ایک ضد

اردو حاشیہ

(۱۵) کفار کے حق میں یہ لطیف ترین طنز ہے کہ یہ خدا کو اس کے شریک کی اطلاع دے رہے ہیں گویا وہ باخبر نہیں ہے۔زمین کی تخصیص اس لئے ہے کہ بتوں کو شریک بنایا گیا تھا ورنہ اس کا شریک نہ زمین میں کوئی ہے اور نہ آسمان میں۔

ظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖۗ وَّ عُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ

ان کا سایہ دائمی ہیں۔یہ ہے اہل تقویٰ کی عاقبت اور کافروں کا انجام تو

النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ

آتش ہے۔(35)اور جنہیں ہم (۱۶) نے کتاب دی ہے وہ آپ کی طرف نازل ہونے والے کتاب سے خوش ہیں

اِلَيْكَ وَ مِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَاۤ

اور بعض فرقے ایسے ہیں جو اس کی بعض باتوں کو نہیں مانتے۔کہہ دیجئے :مجھے تو صرف یہ حکم ملا ہے کہ

اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَ لَاۤ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا

میں اللہ کی بندگی کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤں' میں اسی کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اسی کی طرف

وَ اِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَ لَئِنِ

مجھے رجوع کرنا ہے۔(36)اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو عربی میں ایک دستور بنا کر نازل کیا ہے

اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ

اور اگر آپ نے علم آجانے کے بعد بھی لوگوں کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کے مقابلے میں آپ کو

مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ۧ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا

نہ کوئی حامی ملے گا اور نہ کوئی بچانے والا۔(37)تحقیق ہم نے آپ سے پہلے بھی

مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً ؕ وَ مَا

بہت سے رسول بھیجے اور انہیں ہم نے ازواج اور (۱۷) اولاد سے بھی نوازا اور کسی رسول کو

كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ

یہ اختیار نہیں کہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی نشانی لے آئے۔ہر زمانے کے لیے

عربی حاشیہ

ہے جس پر اڑے ہوئے ہیں ورنہ کم سے کم مسلسل مصائب ہی انھیں حق کی طرف متوجہ کردینے کا سبب بن جاتے۔

ف: واضح رہے کہ قرآن مجید حقائق کے قبول کرلینے والوں کو اہل ایمان اور اہل کتاب سے تعبیر کرتا ہے اور انکار کرنے والوں کو احزاب سے تعبیر کرتا ہے اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ ایمان والے ایک جماعت ہوتے ہیں جن پر ایمان کی حکمرانی ہوتی ہے اور منکرین گروہوں میں بٹے ہوتے ہیں اور ان کا کوئی جامع نہیں ہوتا ہے کہ خواہشات میں اجتماع ممکن نہیں ہے۔

24-اکل۔ جو چیز کھائی جائے۔

اردو حاشیہ

(۱۶) اکثر مفسرین اہل سنت کا خیال ہے کہ اس سے نومسلم یہود و نصاریٰ مراد ہیں اور علامہ طبری نے فرمایا ہے کہ اس سے اصحاب رسولؐ مراد ہیں جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ شیعہ عام اصحابِ رسولؐ کے مخالف نہیں ہیں ورنہ تفسیر کا رخ نومسلم افراد کی طرف موڑ دیتے اور اصحاب کی مدح گوارا نہ کرتے۔

(۱۷) دور پیغمبرؐ کے کفار بھی آج کے بعض انسانوں کی طرح تقویٰ اور تقدس اور معیار رہبانیت اور ترک دنیا کو سمجھتے تھے اور ازواج و اولاد کے سلسلہ کو منافی رسالت تصور کرتے تھے۔ پروردگار نے اس نظریہ کی تردید کی کہ اس سے پہلے کتنے مرسلین گذر چکے ہیں جن کے متعدد ازواج بھی تھیں اور اولاد بھی تو پھر ان سب کو ماننے کے بعد ان کے انکار کی کیا وجہ ہوسکتی ہے۔

أَجَلٍ كِتَابٌ [25] ﴿٣٨﴾ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ ۚ
ایک دستور رہوتا ہے ۔(38) اللہ جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے قائم رکھتا ہے

وَعِنْدَهٗٓ أُمُّ الْكِتٰبِ ﴿٣٩﴾ وَ إِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ
اور اسی کے پاس ام الکتاب ہے ۔(39)اور جو وعدے ہم ان سے کر رہے ہیں خواہ ان کا کچھ حصہ ہم آپ کو

الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَ
(زندگی میں)دکھا دیں یا ہم آپ کو اٹھا لیں بہر حال آپ کے ذمے صرف پیغام پہنچانا اور

عَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿٤٠﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا
ہمارے ذمے حساب لیناہے۔(40) کیا ان لوگوں کو نظر نہیں آتا کہ ہم زمین کا رخ کرتے ہیں تو اس کو

مِنْ أَطْرَافِهَا [26] ۗ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۗ وَهُوَ
اطراف سے کم کرتے چلے آتے ہیں ؟اللہ حکم صادر فرماتا ہے اس کے حکم کو پس پشت ڈالنے والا کوئی نہیں اور وہ

سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٤١﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
بہت جلد حساب کر لینے والا ہے ۔(41) اور بے شک ان سے پہلے والوں نے بھی مکاریاں کی ہیں لیکن تمام تر

فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا ۗ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۗ
تدبیریں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ ہر نفس کے عمل سے باخبر ہے اور کافروں کو

وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٤٢﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ
عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ عاقبت کا مسکن کس کے لیے ہے ۔(42)اور کافر کہتے ہیں کہ

كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۗ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا [27] بَيْنِي
آپ رسول نہیں ہیں کہہ دیجئے :میرے اور تمہارے درمیان گواہی کے لیے اللہ

عربی حاشیہ

25- وہ بہترین مذاہب کے لوگ جو اسلام کی مخالفت پر لگے ہوئے تھے۔

26- یعنی ہر چیز کی ایک مدت اور میعاد معین ہے چاہے وہ معجزہ ہو یا عذابِ الٰہی۔ وقت سے پہلے کوئی کام نہیں ہوسکتا ہے۔

27- زمین کا نقص کبھی اس طرح سامنے آتا ہے کہ زمین دارالاسلام میں شامل ہوجاتی ہے اور کفار کا علاقہ کم ہوجاتا ہے اور کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ عذابِ الٰہی نازل ہوجاتا ہے اور اصل زمین ہی کم ہوجاتی ہے کہ یہ دونوں امتیازات پروردگار کے ہاتھوں میں ہیں۔ اس کے فیصلے کو کوئی چیلنج نہیں کرسکتا ہے۔

ف: پروردگار ہر شے کی علت ناقصہ یعنی سب کا بھی علم رکھتا ہے اور علت تامہ یعنی شرائط اور مواقع کے برطرف ہونے کا بھی علم رکھتا ہے۔ پہلی قسم کے اعلان میں تبدیلی ہوسکتی ہے لیکن دوسری قسم میں تبدیلی ممکن نہیں ہے اور یہ پہلی قسم ہی بدا کا موضوع ہے جس کے ذریعہ بہت سے

اردو حاشیہ

وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾

اور وہ جس کے پاس کتاب (۱۸) کا علم ہے کافی ہیں۔(43)

ایاتھا ۵۲ — ۱۴ سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ ۷۲ — رکوعاتھا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ

الف لام را' یہ ایک ایسی کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف نازل کیا تا کہ آپ لوگوں کو ان کے رب کے اذن سے

اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ﴿۱﴾

اندھیروں (۲) سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں' غالب آنے والے قابل ستائش اللہ کے راستے کی طرف۔(1)

اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَوَيْلٌ

جس اللہ کی ملکیت میں آسمانوں اور زمین کی تمام موجودات ہیں

لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ

اور کافروں کے لیے عذاب شدید کی تباہی ہے۔(2) جو آخرت کے مقابلے میں

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

دنیاوی زندگی سے محبت کرتے ہیں اور راہ خدا سے روکتے ہیں اور اس میں

وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۗ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۳﴾ وَمَآ

انحراف لانا چاہتے ہیں یہ لوگ گمراہی میں دور تک چلے گئے ہیں۔(3) ہم نے

المنزل ۳

عربی حاشیہ

کار ہائے خیر کی ترغیب دلائی جاتی ہے اور بہت سی برائیوں سے روکا جاتا ہے ورنہ علت تامہ میں تبدیلی کا کوئی امکان نہیں ہے۔

ف: ابوسعید خدری نے پیغمبرؐ سے نقل کیا ہے کہ ''عندہٗ علم من الکتاب'' سلیمانؑ کے وصی کی شان میں ہے اور ''من عندہ علم الکتاب'' میرے وصی علی بن ابی طالب کی شان میں ہے۔

28- یہ مادیات کا مقدمہ نہیں ہے جس میں دو گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ یہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اپنے بھیجنے کی گواہی دے گا اور صاحبِ علم کتاب رسول کے صاحبِ کتاب ہونے کی گواہی دے گا اور رسالت انھیں دونوں باتوں کے مجموعہ کا نام ہے۔

1-اس مقام پر استحباب کے معنی زندگانی دنیا کو آخرت پر مقدم کرنے کے ہیں جو ہر کافر کی فطرت کے نتیجہ ہے بلکہ جس شخص میں بھی یہ فطرت پائی جاتی ہے وہ کلمہ پڑھنے کے بعد بھی معنوی اعتبار سے کافر ہی رہتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۸) خدا نہ مجبور ہے اور نہ بے عدل و حکمت۔ وہ اپنے احکام کے بارے میں مکمل اختیار رکھتا ہے اور عدل وحکمت کے تقاضوں کی بنا پر بعض احکام کو باقی رکھتا ہے اور بعض کو منسوخ کر دیتا ہے اور سب کی اصل اس کے پاس پہلے سے محفوظ ہے۔ وہ تجربات کی بنا پر تبدیلی نہیں کرتا ہے بلکہ وقت اور مدت اور مصلحت کے پورے ہو جانے کے بعد حکم کو بدل دیتا ہے۔

(۱) اکثر مفسرین کے نزدیک صاحب علم کتاب سے مراد حضرت علیؑ کی ذات گرامی ہے بعض لوگوں نے از راہِ تعصب عبداللہ بن سلام کو مراد لیا ہے جب کہ یہ سورہ مکہ میں نازل ہوا ہے اور عبداللہ بن سلام نے مدینہ میں اسلام کیا ہے......تفسیر سیوطی۔

(۲) نبوت کا مقصد اور کتابوں کی تنزیل کا واقعی ہدف یہی ہے کہ عالم بشریت کو تاریکی اور گمراہی سے نکال کر منزل ہدایت تک پہنچایا جائے ورنہ صرف گوشہ عافیت میں تسبیح وتہلیل کرنا ہوتی تو اس کے لئے کتاب اور رسالت کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ یہ کام زہد خشک سے بھی ہوسکتا تھا۔

أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ط

کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی قوم کی زبان کے ساتھ (٣) تا کہ وہ انہیں وضاحت سے بات سمجھا سکے

فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ط وَهُوَ

پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہی

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٤﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ

بڑا غالب آنے والا 'حکمت والا ہے ۔(4)اور بتحقیق ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا

اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ

(اور حکم دیا) کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاؤ اور انہیں ایام خدا یاد دلاؤ۔

اللّٰهِ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿٥﴾ وَاِذْ قَالَ

ہر صبر و شکر کرنے والے کے لیے یقیناً ان میں نشانیاں ہیں ۔(5) اور (یاد کیجئے:)

مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ

جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا :اللہ نے تمہیں جس نعمت سے نوازا ہے اسے یاد کرو

مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَ

جب اس نے تمہیں فرعونیوں سے نجات بخشی۔وہ تمہیں بدترین عذاب دیتے تھے اور

يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ط وَفِيْ ذٰلِكُمْ

تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑتے تھے اور اس میں

بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿٦﴾ ع وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ

تمہارے رب کی طرف سے بڑا امتحان تھا ۔(6)اور (اے مسلمانو یاد کرو)جب تمہارے پروردگار نے

عربی حاشیہ

2-ایام اللہ وہ دن ہیں جن دنوں میں پروردگار کسی خاص نعمت یا کرامت کا اظہار کرتا ہے اور بنی اسرائیل کے لئے ایسے دن بار بار آئے ہیں جب خدا نے ان پر نعمتیں نازل کی ہیں لیکن انھوں نے ان نعمتوں کی قدر نہیں کی اور ہمیشہ انکار ہی کرتے رہے۔

ف: لفظ نور کی وحدت اس کی اجتماعیت اور لفظ ظلمات کی کثرت اس کی پراگندگی کی طرف اشارہ ہے اور لفظ اخراج علامت ہے کہ قرآن پر عملدرآمد کرانے کے لئے ایک ذمہ دار کی ضرورت ہے اور یہ اخراج عمل میں نہ آیا تو انسان اندھیرے ہی میں پڑا رہ جائے گا۔

ف: شکر کا پہلا مرحلہ احساس وادراک انعام خدا اور دوسرا مرحلہ زبانی تشکر ہے اور آخری مرحلہ عملی شکر یہ ہے جیسا کہ روایات میں وارد ہوا ہے کہ شکر نعمت محرمات سے اجتناب کرنے کا نام ہے کہ نعمت خدا کو حرام میں صرف کرنا ناشکری ہے شکر یہ نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(٣) کسی قوم کی زبان کے ساتھ بھیجنا اور ہے اور صرف اہلِ زبان کی طرف بھیجنا اور ہے۔ اللہ نے پیغمبرؐ کو عربی زبان کے ساتھ بھیجا ہے صرف عربوں کی طرف نہیں بھیجا ہے بلکہ عربی سے وسیع تر کوئی اور عالم آشنا زبان ہوتی تو پروردگار اسی زبان میں اپنے پیغام کو ارسال کرتا۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (3) وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ

خبردار کیا کہ اگر تم شکر کرو تو میں تمہیں ضرور زیادہ (۴) دوں گا اور اگر نا شکری کرو

عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝۷ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ

تو میرا عذاب یقیناً سخت ہے۔ (7) اور موسیٰ نے کہا: اگر تم اور زمین میں بسنے والے

وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝۸

سب ناشکری کریں تو بھی یقیناً اللہ بے نیاز لائق حمد ہے۔ (8)

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ

کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں

عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۛ وَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ

(مثلاً) نوح عاد اور ثمود کی قوم اور جو ان کے بعد آئے جن کا

اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا

علم صرف اللہ کے پاس ہے۔ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر آئے

اَيْدِيَهُمْ (4) فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَ قَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ

تو انہوں نے اپنے ہاتھ ان کے منہ پر رکھ دیے اور کہنے لگے ہم تو اس رسالت کے منکر ہیں

اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَ اِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ

جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو اور جس چیز کی طرف تم ہمیں بلا رہے ہو اس میں ہم شبہ انگیز

مُرِيْبٍ ۝۹ قَالَتْ رُسُلُهُمْ (5) اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ

شک میں ہیں (9) ان کے رسولوں نے کہا کیا (تمہیں) اس اللہ کے بارے میں

عربی حاشیہ

3- بعض حضرات کا خیال ہے کہ انسان نعمتوں کا شکریہ ادا کرے گا تو دنیا ہی میں نعمتوں میں اضافہ ہوجائے گا اور یہ کسی حد تک صحیح بھی ہے لیکن عذابِ شدید کا قرینہ بتا رہا ہے کہ اضافہ نعمت اور عذابِ شدید دونوں آخرت میں ہیں۔

4- ہاتھوں کا منھ کی طرف پلٹا دینا شدتِ غیظ وغضب اور انتہائی بے رخی کی علامت ہے یعنی چپ رہو۔

5- شک مریب۔ مثل عجب عجیب ایک محاورہ ہے جس سے شک کے اعلیٰ درجہ کا اظہار کیا جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۴) اللہ نے بنی اسرائیل کو بے شمار نعمتیں عطا کیں۔ انہیں فرعون اور فرعونیوں کے شر سے بچایا اور اس کے بعد ان سے صرف شکر نعمت کا مطالبہ کیا اور اس وعدہ کے ساتھ کہ اس سے دنیا میں بھی نعمتوں کو دوام حاصل ہو گا لیکن ان لوگوں نے شکریہ ادا نہ کیا تو خدا نے بے نیازی کا حوالہ دے کر گذشتہ امتوں کے انجام کو یاد دلایا لیکن بنی اسرائیلی اپنے انکار پر اڑے رہے اور ایک احمقانہ بات یہ کہی کہ تم لوگ ہمیں باپ دادا کے طریقہ سے روکنا چاہتے ہو...... ان احمقوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ باپ دادا کے طریقہ سے انحراف کوئی عیب نہیں ہے۔ عیب صراطِ مستقیم اور راہِ حق سے انحراف ہے۔ اب اگر باپ دادا ایسے پتھروں کو خدا مان رہے تھے جن پر راستہ چلنے والے کتے بھی پیشاب کر دیتے ہیں تو ان سے انحراف کرنا ہی کمالِ عقل کی دلیل ہے اور ان کی اطاعت وعبادت ہی ایک جنون اور دیوانگی ہے لیکن بنی اسرائیلی کو عقل و انصاف سے کیا واسطہ؟

السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ یَدۡعُوۡکُمۡ لِیَغۡفِرَ لَکُمۡ مِّنۡ

شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے وہ تمہیں اس لئے دعوت دیتا ہے

ذُنُوۡبِکُمۡ وَ یُؤَخِّرَکُمۡ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ قَالُوۡۤا اِنۡ

تاکہ تمہارے گناہ بخش دے اور ایک معینہ مدت تک تمہیں مہلت دے ۔ وہ کہنے لگے

اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ؕ تُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ تَصُدُّوۡنَا عَمَّا

تم تو ہم جیسے بشر ہو تم ہمیں ان معبودوں سے روکنا چاہتے ہو جن کی ہمارے باپ دادا

کَانَ یَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاۡتُوۡنَا بِسُلۡطٰنٍ[6] مُّبِیۡنٍ ﴿۱۰﴾ قَالَتۡ

پوجا کرتے تھے۔ پس اگر کوئی کھلی دلیل ہے تو ہمارے پاس لے آؤ۔(10) ان کے

لَہُمۡ رُسُلُہُمۡ اِنۡ نَّحۡنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ

رسولوں نے ان سے کہا بے شک ہم تم جیسے بشر [۵] ہیں لیکن اللہ

یَمُنُّ عَلٰی مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ ؕ وَ مَا کَانَ لَنَاۤ اَنۡ

اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتاہے احسان کرتا ہے اور ہمارے اختیار میں نہیں

نَّاۡتِیَکُمۡ بِسُلۡطٰنٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ وَ عَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ

کہ ہم تمہارے سامنے کوئی دلیل (معجزہ) اذن خدا کے بغیر پیش کریں اور مومنوں کواللہ پر ہی

الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۱﴾ وَ مَا لَنَاۤ اَلَّا نَتَوَکَّلَ عَلَی اللّٰہِ وَ قَدۡ

توکل کرنا چاہیے۔(11)اور ہم اللہ پر توکل کیوں نہ کریں جب کہ اس نے ہمارے راستے

ہَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَ لَنَصۡبِرَنَّ عَلٰی مَاۤ اٰذَیۡتُمُوۡنَا ؕ وَ

ہمیں دکھا دیے ہیں ۔(منکرو) جواذیتیں تم ہمیں دے رہے ہو اس پر ہم ضرور صبر کریں گے اور

عربی حاشیہ

6-دلیل اور برہان کو سلطان بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے ذریعہ انسان مخالف پر تسلط حاصل کرتا ہے۔

ف: اعمال کی تاثیر کے بارے امام صادقؑ کاارشاد ہے کہ گناہ انسان کو سب سے پہلے نماز شب سے محروم کردیتا ہے اور پھر یونہی اپنا اثر دکھلاتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا اثر زندگی پر اس سے زیادہ تیز تر ہوجاتا ہے جتنا ایک چھری گوشت پراثرکرتی ہے اور زندگی تباہ وبرباد ہوکررہ جاتی ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۱ میں توکل کی نسبت صاحبان ایمان کی طرف ہے اور آیت نمبر ۱۲ میں متوکلین کی طرف ہے یعنی بے ایمان بھی کسی پر بھروسہ کرنا چاہے تو خدا کے علاوہ کوئی بھروسہ کرنے کے قابل نہیں ہے۔توکل وکیل قرار دینا ہے اور وکالت کے لئے علم، قدرت، امانت اور ہمدردی ضروری ہے جو خدا کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) انبیاء کرام اس حقیقت کو واضح کرنا چاہتے تھے کہ بشریت اور رسالت میں کوئی تضاد نہیں ہے اور عین ممکن ہے کہ پروردگار کسی بشر ہی کو رسالت کا عہدہ سپرد کردے۔ یہ اور بات ہے جس بشر کو رسالت کا کام سپرد کیا جائے گا وہ عام انسانوں جیسا نہ ہوگا اور بلند ترین صفات و کمالات کا مالک ہوگا۔

عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

توکل کرنے والوں کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے۔(12)اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم تمہیں

لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ

اپنی سر زمین سے ضرور نکال دیں (۱) گے یا بہر صورت تمہیں ہمارے دین میں واپس آنا ہوگا۔

فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ

اس وقت ان کے رب نے ان پر وحی کی کہ ہم ان ظالموں کو ضرور ہلاک کر دیں گے۔ (13)اور ان کے بعد

الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ

اس سرزمین میں ہم ضرور تمہیں آباد کریں گے۔ یہ (خوشخبری) اس کے لیے ہے جو میرے حضور کھڑے ہونے (کے دن) سے ڈرتا ہو اور اسے

وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا [7] وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ مِّنْ

میرے وعدہ عذاب کا خوف بھی ہو۔(14)اور انبیاء نے فتح و نصرت مانگی تو ہر سرکش دشمن نامراد ہو کر رہ گیا۔ (15)اس کے بعد

وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ [8] ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ

جہنم ہے اور وہاں اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ (16)جسے وہ گھونٹ گھونٹ

وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا

پیے گا مگر وہ اسے نہایت ناگوار گزرے گا۔ اسے ہر طرف سے موت آئے گی

هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ [9] ﴿۱۷﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ

مگر وہ مرنے نہ پائے گا۔اور اس کے پیچھے (مزید) سنگین عذاب ہو گا۔ (17)جن لوگوں نے

كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ

اپنے رب کا انکار کیا ہے ان کے اعمال کی مثال اس راکھ کی سی ہے جسے آندھی کے دن

عربی حاشیہ

7- طلب فتح و نصرت کے معنی میں ہے کہ اللہ والے اس سے نصرت اور فتح کے طلبگار رہتے ہیں اور ظالم اس نعمت سے بھی محروم اور مایوس ہیں۔

جبار اس ظالم کو کہا جاتا ہے جو اپنی بڑائی ظاہر کر کے اپنی واقعی کمزوری کا اعلان کرتا جاتا ہے اور اس کی پردہ پوشی میں لگا رہتا ہے۔

عنید حق سے صریحی انحراف اور انکار کرنے والے کو کہا جاتا ہے۔

روایات میں ولید کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ اس نے قرآن مجید سے تفأل کیا تو یہی آیت نکلی جس کے نتیجہ میں اس نے قرآن کو تیروں سے پارہ پارہ کر دیا۔

8- صدید۔ وہ پانی ہے جس میں خون اور پیپ کی آمیزش ہو۔

9-یعنی عذاب مسلسل بڑھتا ہی رہے گا جس طرح کہ کوئی چیز گاڑی بنائی جائے تو جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا اس کے گاڑھے پن

اردو حاشیہ

(۱) کفر والوں نے ہمیشہ یہی حربہ اختیار کیا ہے کہ جب دلائل کے ساتھ حق کا مقابلہ نہ کر سکے تو تشدد پر اتر آئے کہ تشدد کے ذریعہ اپنی بات منوالیں حالانکہ حق خود ایک طاقت ہے اور حق طاقت کے زور پر ثابت نہیں ہوا کرتا۔

پروردگار نے بھی مرسلین کو اطمینان دلایا کہ ہم ظالمین کو تباہ و برباد کر کے تمہیں زمین کا وارث بنائیں گے کہ آخری غلبہ بہر حال حق ہی کے لئے ہے۔ باطل کسی قدر غلبہ و اقتدار کیوں نہ حاصل کرے اس کے اقتدار کے لئے دوام و ثبات نہیں ہے۔

یہ اور بات ہے کہ حق والوں کی ذمہ داری ہے کہ مالک کائنات پر اعتماد کر کے اپنے جہاد کو جاری رکھیں اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھ جائیں۔

ظالمین کے مظالم کے نتائج راکھ کی طرح اڑ جائیں گے اور حق کا اقتدار کوہِ گراں کی طرح ثابت و قائم رہے گا۔

يَوۡمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقۡدِرُوۡنَ مِمَّا كَسَبُوۡا عَلٰى شَىۡءٍ ؕ ذٰلِكَ

تیز ہوا نے اڑا دیا ہو۔ وہ اپنے اعمال کا کچھ بھی (پھل) حاصل نہ کر سکیں گے۔ یہی تو

هُوَ الضَّلٰلُ الۡبَعِيۡدُ ﴿۱۸﴾ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

بہت گہری گمراہی ہے۔ (18) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں اور

الۡاَرۡضَ بِالۡحَـقِّ ؕ اِنۡ يَّشَاۡ يُذۡهِبۡكُمۡ وَيَاۡتِ بِخَلۡقٍ

زمین کو برحق پیدا کیا ہے؟ اگر وہ چاہے تو تمہیں فنا کر دے اور (تمہاری جگہ) نئی مخلوق

جَدِيۡدٍ ۙ﴿۱۹﴾ وَّمَا ذٰ لِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيۡزٍ ﴿۲۰﴾ وَبَرَزُوۡا [10]

لے آئے۔(19) اور یہ اللہ کے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے ۔(20) اور سب

لِلّٰهِ جَمِيۡعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡۤا اِنَّا

اللہ کے سامنے پیش ہوں گے تو کمزور لوگ ان لوگوں سے جو (دنیا میں) بڑے بنتے تھے کہیں گے:

كُنَّا لَـكُمۡ تَبَعًا فَهَلۡ اَنۡـتُمۡ مُّغۡنُوۡنَ عَنَّا مِنۡ عَذَابِ

ہم تمہارے تابع تھے تو کیا تم اللہ کے عذاب کا کچھ حصہ ہم سے ہٹا سکتے ہو؟ وہ کہیں گے:

اللّٰهِ مِنۡ شَىۡءٍ ؕ قَالُوۡا لَوۡ هَدٰٮنَا اللّٰهُ لَهَدَيۡنٰكُمۡ ؕ سَوَآءٌ [11]

اگر اللہ نے ہمارے لیے کوئی راستہ چھوڑ دیا ہوتا تو ہم تمہیں بھی بتا دیتے ۔ ہمارے لیے یکساں ہے کہ

عَلَيۡنَاۤ اَجَزِعۡنَاۤ اَمۡ صَبَرۡنَا مَا لَنَا مِنۡ مَّحِيۡصٍ ﴿۲۱﴾ ع وَقَالَ

ہم فریاد کریں یا صبر کریں۔ ہمارے لیے فرار کا کوئی راستہ نہیں ۔(21) اور (قیامت کے دن)

الشَّيۡطٰنُ لَمَّا قُضِىَ الۡاَمۡرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمۡ وَعۡدَ الۡحَـقِّ

جب فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان [7] کہہ اٹھے گا :اللہ نے تمہارے ساتھ یقیناً سچا وعدہ کیا تھا

عربی حاشیہ

میں اضافہ ہوتا جائے گا۔

ف: واضح رہے کہ کفار کے اعمال کا بے اثر ہوجانا جنت اور نعمتِ جنت کے اعتبار سے ہے ورنہ اگر ان کے اعمال کا محرک مادی فائدہ اور شہرت وغیرہ نہیں ہے اور انھوں نے انسانی فائدہ کے لئے عمل انجام دیا ہے تو انھیں اس کا اجر ضرور ملے گا چاہے دنیا ہی میں ملے یا آخرت میں تخفیف عذاب کی شکل میں ہو۔

ف: خدا کے لئے بروز وظہور کے معنی اس کے علم کے لئے ظہور کے نہیں ہیں بلکہ اس صورتِ حال کے ہیں جہاں ظالموں کو بھی اندازہ ہوجائے گا کہ وہ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہیں اور اب کسی بات کے چھپانے کا امکان نہیں ہے اور اسی لئے آپس میں بحث شروع ہوگئی اور خدا نے بھی بات کرنے کی طاقت دے دی تاکہ دونوں ایک دوسرے کے انجام کو دیکھ اور سمجھ سکیں۔

10- یہ فعل ماضی ہے مگر مراد مستقبل ہے یعنی میدانِ حشر۔ اس لئے کہ جب بات یقینی

اردو حاشیہ

(۷) قرآن مجید میں شیطان رجیم کا ذکر بار بار اور مختلف انداز سے کیا گیا ہے۔ کہیں شیاطین انس وجن کا ذکر ہے اور کہیں جنود ابلیس کا۔

کہیں شیطان کے غیر مرئی ہونے کا تذکرہ ہے کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو اور کہیں اولیاء الشیطان کا...... کہیں شیطان کے گناہ گاروں اور افترا پردازوں پر نازل ہونے کا ذکر ہے اور کہیں شیاطین کے مکر وفریب کا۔

جس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ شیطان ایک حقیقت ہے اور اس کا کام دھوکہ دینا ہے۔ صاحبانِ ایمان کا فرض ہے کہ اس کے مکر سے محفوظ رہیں اور یہ بات بغیر تقویٰ الٰہی اور خوف خدا کے ممکن نہیں ہے۔ علم وعقل تقویٰ کے بغیر انسان کے لئے وبال جان کی حیثیت رکھتے ہیں کہ خارجی عوامل باطنی خواہشات اور وسوسوں کے مقابلہ میں نہیں آ سکتے۔

وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ

اور میں نے تم سے وعدہ کیا پھر وعدہ خلافی کی اور میرا تم پر کوئی زور نہیں چلتا تھا

اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ

مگر یہ کہ میں نے تمہیں صرف دعوت کی اور تم نے میرا کہنا مان لیا۔ پس اب تم

وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ [12] وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ

مجھے ملامت نہ کرو بلکہ خود کو ملامت کرو (آج) نہ تو میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد رسی کر سکتے ہو۔

اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ

پہلے تم جو مجھے (اللہ کا) شریک بناتے تھے میں (اب) یقیناً اس سے بیزار ہوں۔

الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ

ظالموں کے لیے تو یقیناً دردناک عذاب ہے۔ (22) اور جو ایمان لائے

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اور نیک اعمال بجا لائے وہ ان جنتوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا

وہ اپنے رب کی اجازت سے ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ وہاں (آپس میں) ان کی تحیت

سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً

سلام ہوگی۔ (23) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کیسی مثال پیش کی ہے کہ کلمہ طیبہ (۸) شجرہ طیبہ کی مانند ہے

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ [13] اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۙ﴿۲۴﴾

جس کی جڑ مضبوط گڑی ہوئی ہے اور اس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں؟ (24)

عربی حاشیہ

ہوتی ہے تو اسے ماضی کی شکل میں بھی بیان کیا جاسکتا ہے اور اس سے اس کی قطعیت کا اظہار کرنا مقصود ہوتا ہے۔

11- اس ہدایت سے مراد نجات ہے کہ اگر ہم کو عذاب سے نجات مل جاتی تو ہم تمہیں بھی اس راستہ کی ہدایت کر دیتے۔ لیکن جب ہم اپنے کو نہیں بچاسکتے تو تمھیں کیا بچائیں گے۔

12- صراخ فریاد ہے اور مصرخ فریاد کو پہنچنے والا۔ قیامت کا منظر اس قدر ہولناک ہوگا کہ یہ پیر مریدوں کے کام آئیں گے اور نہ مرید پیروں کے اور سب کو اپنا اپنا حساب دینا ہوگا۔

13- روایت میں شجرہ طیبہ کی تفسیر یوں کی گئی ہے کہ پیغمبرؐ اس کی جڑ ہیں اور علیؑ اس کی فرع، ائمہؑ اس کے ثمرات ہیں اور شیعہ اس کے اوراق۔

اور یہ شجرہ ان تمام خصوصیات کا حامل ہے جن کا تذکرہ آیت کریمہ میں کیا گیا ہے کہ اس کی اصل ثابت ہے فرع آسمانی ہے ثمرات

اردو حاشیہ

(۸) بعض مفسرین نے کلمہ طیبہ سے کلمہ توحید کو مراد لیا ہے اور یہ بھی صحیح ہے لیکن اس کے دائرہ میں وہ تمام کلمات آجاتے ہیں جن کی بنیاد کلمہ توحید اور کلمہ حق پر ہے۔

تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ

وہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت (۹) پھل دے رہا ہے اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں

الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝٢٥ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ (14)

اس لیے دیتا ہے تا کہ لوگ نصیحت حاصل کریں ۔(25) اور کلمہ خبیثہ کی مثال

خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ

اس شجرہ خبیثہ کی سی ہے جو زمین کی سطح سے اکھاڑ پھینکا گیا ہو اور اس کے لیے

مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝٢٦ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ

کوئی ثبات نہ ہو۔ (26) اللہ ایمان (۱۰) والوں کو دنیاوی زندگی میں بھی

الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ

اور آخرت میں بھی قول ثابت پر قائم رکھتا ہے اور ظالموں کو

الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۝٢٧ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى

گمراہ کر دیتا ہے اور اپنی مشیت کے مطابق عمل کرتا ہے ۔(27) کیا آپ نے

الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ

ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے

دَارَ الْبَوَارِ ۝٢٨ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا (15) ؕ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝٢٩ وَ

گھر میں اتار دیا ؟(28) وہ جہنم ہے جس میں وہ جھلس جائیں گے جو بدترین ٹھکانہ ہے۔(29) اور

جَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعُوْا

انہوں نے اللہ کے لیے کچھ ہمسر بنا لیے تا کہ راہ خدا سے (لوگوں کو) گمراہ کریں۔ ان سے کہہ دیجئے:

عربی حاشیہ

بلا فصل ہیں ، فوائد دائمی ہیں افادیت اذن الٰہی کے مطابق ہے اور سارے اجزا ایک مخصوص نظام کے تحت عمل انجام دے رہے ہیں۔

ف: نعمت خدا کو کفر سے تبدیل کر دینا یا شکر کے بجائے کفرانِ نعمت کرنا ہے یا نعمت سے کفر کے لئے استفادہ کرنا ہے کہ انسانوں میں دونوں قسم کے مجرم پائے جاتے ہیں خصوصیت کے ساتھ نعمت نبوت وامامت کے سلسلہ میں تو کفرانِ نعمت بالکل واضح طور پر موجود ہے اور اس کا نتیجہ پوری قوم کو دارالبوار اور جہنم کا حقدار بنا دیتا ہے جیسا کہ متعدد روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔

14- کلمہ خبیثہ وہ کلمہ ہے جو عالم انسانیت کے لئے مضر اور نقصان دہ ثابت ہو، چاہے وہ مسلمان کی زبان سے برآمد ہو یا کافر کی زبان سے۔ اسی بنا پر کلمۂ شرک سے لے کر کذب وافترا اور لہو ولعب تک سارے کلمات کلمات خبیثہ کا مصداق ہیں کہ ان سے عالمِ

اردو حاشیہ

(۹) شجرہ حق اور کلمہ حق کوئی فصلی درخت نہیں ہے کہ ایک زمانے میں پھل ہی پھل دکھائی دیں اور دوسرے زمانے میں خشک ہو جائے۔ یہ وہ درخت ہے جس کے ثمرات ہر دور اور ہر زمانہ میں سامنے آتے رہیں گے اور عالمِ انسانیت ان سے فائدہ اٹھاتا رہے گا۔ اور اسی افادیت نے اسے کلمہ طیبہ بنایا ہے جس طرح کہ عالمِ انسانیت کے نقصان نے کلمہ شرک کو کلمہ خبیثہ بنا دیا ہے، جس کی کوئی بنیاد نہیں ہے اور آسانی سے اکھاڑ کر پھینکا جا سکتا ہے جس طرح کہ سرکار دوؐ عالم نے ۲۳ سال کی محنت میں پورے عربستان سے اس درخت کو اکھاڑ کر پھینک دیا تھا اور کلمہ طیبہ کی بنیادیں قائم کر دی تھیں۔

(۱۰) صاحبانِ ایمان سے مراد قول وعمل اور گفتار وکردار دونوں کے مومن ہیں۔ صرف چند کلمات خیر کو زبان پر جاری کرنے والے افراد کو حقیقی صاحبِ ایمان نہیں کہا جا سکتا ہے۔ دور حاضر میں جو لوگ کلمہ خبیثہ اور شجرۂ خبیثہ کی مکمل حمایت کر رہے ہیں اور عالمِ انسانیت کو ایٹمی اور کیمیاوی اسلحوں سے تباہ کرنے کے منصوبے بنانے والوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا رہے ہیں انہیں کسی قیمت پر صاحبِ ایمان نہیں کہا جا سکتا ہے۔ ان کا انجام ان کافروں سے بھی بدتر ہوگا جو کھل کر اپنے کفر کا اعلان کرتے ہیں اور اسلام وایمان کو بدنام نہیں کرتے ہیں۔

فَإِنَّ مَصِيرَكُمْ إِلَى النَّارِ ۝۳۰ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِينَ

(کچھ دن) لطف اٹھا لو آخر کار تمہارا ٹھکانہ آتش ہے۔(30) میرے ایمان والے بندوں سے کہہ دیجئے:

اٰمَنُوْا يُقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ

نماز قائم کریں۔اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ طور پر

عَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَّأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا

خرچ کریں اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ سودا ہو گا نہ دوستی کام

خِلٰلٌ ۝۳۱ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ

آئے گی۔(31) اللہ ہی نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا

پھر اس سے تمہاری روزی کے لیے پھل پیدا کیے اور کشتیوں کو تمہارے لیے مسخر کیا

لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهٖ ۚ

تاکہ اس کے حکم سے سمندر میں چلیں اور دریاؤں کو بھی

وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهٰرَ ۚ ۝۳۲ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

تمہارے لیے مسخر کیا۔(32) اور اسی نے ہمیشہ چلتے رہنے والے سورج اور چاند کو

دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ ۝۳۳ وَاٰتٰكُمْ مِّنْ

تمہارے لیے مسخر کیا اور رات اور دن کو بھی تمہارے لیے مسخر بنایا۔(33) اور اسی نے

كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوْهُ ۗ وَإِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۗ

تمہیں ہر اس چیز میں سے دیا جو تم نے اس سے مانگی اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کر سکو گے۔

عربی حاشیہ

انسانیت کو نقصان ہی پہنچتا ہے۔ایک ناصح نے ٹیگور سے سچ کہا تھا کہ تم بیشک بڑے شاعر ہو لیکن گھر میں آگ لگی ہے اور تم گانے لکھ رہے ہو کیا ان گانوں اور ترانوں سے کسی بھوکے کا پیٹ بھر سکتا ہے یا کسی مریض کا علاج ہو سکتا ہے۔

15- یصلون یعنی اس کی آگ میں تپیں گے۔

16- بیع سے مراد وہ ہے جسے دے کر انسان جہنم سے نجات حاصل کرنا چاہے گا۔

17- یہ صحیح ہے کہ پروردگار انسان کے ہر مطالبہ کو پورا نہیں کرسکتا اس لئے کہ اکثر مطابقت مصلحت کے خلاف ہوتے ہیں لیکن پھر بھی اس کی نعمت کا شمار کرنا ناممکن ہے۔

ف: تسخیر کائنات یعنی کل کائنات کا انسان کے فائدہ کے لئے بنا دینا ایک عظیم ترین احسان پروردگار ہے جو عظمت انسان کے لئے عظیم ترین دلیل بھی ہے کہ اسلام کے علاوہ کسی مذہب نے انسان کی اس عظمت کا اعلان نہیں کیا ہے۔

اردو حاشیہ

إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾ ع وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِيمُ

انسان یقیناً بڑا ہی بے انصاف نا شکرا ہے ۔(34) اور (وہ وقت یا د کیجئے)جب ابرا ہیمؑ نے

رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ

دعا کی: پرور دگا ر ! اس شہر کو پر امن بنا اور مجھے اور میری اولاد (۱۱) کو

نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿٣٥﴾ ط رَبِّ اِنَّهُنَّ [18] اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا

بت پر ستی سے بچا۔(35)پروردگارا! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے

مِّنَ النَّاسِ ج فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ج وَمَنْ عَصَانِيْ

پس جو شخص میری پیروی کرے وہ میرا (۱۲) ہے اور جو شخص میری نافرمانی کرے تو

فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٦﴾ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ

تو یقیناً بڑا معاف کرنے والا، مہربان ہے۔(36)اے ہمارے پروردگار! میں نے

ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ [19] عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ لا

اپنی اولاد میں سے بعض کو تیرے محترم گھر کے نزدیک ایک بنجر وادی میں بسایا۔

رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ

ہمارے پروردگارا! تاکہ یہ نماز قائم کریں لہٰذا تو کچھ لوگوں کے دل

تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ

ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں پھلوں کا رزق عطا فرما تاکہ یہ

يَشْكُرُوْنَ ﴿٣٧﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا

شکر گزار بنیں۔(37)ہمارے رب! جو کچھ ہم پوشیدہ رکھتے ہیں اور جو کچھ

عربی حاشیہ

ف: کہاجاتا ہے کہ ایک انسان کے جسم میں اوسط طور پر ایک کروڑ زندہ خلیے ہوتے ہیں اور سب کا انسانی زندگی میں کوئی نہ کوئی دخل ضرور ہوتا ہے۔ تو انسان صرف ان خلیوں کو شمار کر کے ان کا شکریہ بھی نہیں ادا کرسکتا ہے باقی نعمتوں کا کیا ذکر ہے۔ انسان کی احسان ناشناسی نے اسے ظلوم اور کفار بنا دیا ہے۔

18- چونکہ کفار بت پرستی کی وجہ سے گمراہ ہوئے ہیں اس لئے بتوں کو گمراہ کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔ ورنہ بتوں میں تو گمراہ کرنے کی بھی صلاحیت نہیں ہوتی ہے۔

19- یہ علامت ہے کہ کعبہ کی بنیاد بہت قدیم ہے اور وہ جناب آدم کے دور سے موجود ہے۔ جناب ابراہیم واسماعیل نے تو اس کی دیواروں کو بلند کر کے عمارت مکمل کی ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۱) اولاد ابراہیمؑ میں بت پرستوں کا وجود اس امر کی دلیل ہے کہ دعائے ابراہیمؑ کا تعلق تمام اولاد سے نہیں تھا بلکہ بعض مخصوص افراد سے تھا۔ اگرچہ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ دعا عام تھی اور وہ بر بنائے فریضہ نبوت تھی۔ اب اس کے بعد قبول کرنا یا نہ کرنا پروردگار کا کام ہے۔ ایسی دعاؤں کا ہونا ضروری ہے قبول ہونا ضروری نہیں ہے۔

(۱۲) اس جملہ سے صاف واضح ہوتا ہے کہ کسی نبی خدا سے ہونا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک انسان اطاعت و اتباع کامل کے درجہ تک نہ پہنچ جائے اور اسی نکتہ کو پیش نظر رکھ کر سرکار دوؐ عالم نے علیؑ منی۔ الحسنؑ منی۔ حسینؑ منی۔ فاطمہ بضعۃ منی اور آخر میں سلمان منا اہل بیت کا اعلان کیا تھا کہ اہلِ بیت طاہرینؑ پیغمبرؐ کا کامل اتباع کرنے والے تھے اور سلمان اہلِ بیتؑ کا مکمل اتباع کرنے والے تھے۔

نُعۡلِنُ ؕ وَمَا يَخۡفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنۡ شَیۡءٍ فِى الۡاَرۡضِ وَ

ہم ظاہر کرتے ہیں تو اسے جانتا ہے۔ اللہ سے کوئی چیز نہ تو زمین میں چھپ سکتی ہے۔

لَا فِى السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ وَهَبَ لِىۡ عَلَى الۡكِبَرِ

نہ آسمان میں۔(38) ثنائے کامل ہے اس اللہ کے لئے جس نے عالم پیری میں مجھے

اِسۡمٰعِيۡلَ وَ اِسۡحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّىۡ لَسَمِيۡعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾

اسماعیل اور اسحاق عنایت کئے۔ میرا رب تو یقیناً دعاؤں کا سننے والا ہے۔ (39)

رَبِّ اجۡعَلۡنِىۡ مُقِيۡمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنۡ ذُرِّيَّتِىۡ ۖ

پروردگار! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد میں سے بھی۔

رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِىۡ وَلِـوَالِدَىَّ

ہمارے پروردگار! میری دعا قبول فرما۔(40) ہمارے رب! مجھے اور میرے والدین

وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَوۡمَ يَقُوۡمُ الۡحِسَابُ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَحۡسَبَنَّ

اور ایمان والوں کو بروز حساب مغفرت سے نواز۔ (41) اور ظالم جو کچھ کر رہے ہیں

اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعۡمَلُ الظّٰلِمُوۡنَ ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمۡ

آپ اس سے اللہ کو غافل تصور نہ کریں۔ اللہ نے بے شک انہیں اس دن تک مہلت دے رکھی ہے

لِيَوۡمٍ تَشۡخَصُ فِيۡهِ الۡاَبۡصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهۡطِعِيۡنَ مُقۡنِعِىۡ

جس دن آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔(42) وہ سر اٹھائے دوڑ رہے ہوں گے۔

رُءُوۡسِهِمۡ لَا يَرۡتَدُّ اِلَيۡهِمۡ طَرۡفُهُمۡ ۚ وَاَفۡـئِدَتُهُمۡ

ان کی نگاہیں خود ان کی طرف بھی لوٹ نہیں رہی ہوں گی اور ان کے دل (خوف کی وجہ سے) کھوکھلے

عربی حاشیہ

20- کہا جاتا ہے کہ جناب اسماعیل جناب ابراہیمؑ کی ۹۹ سال کی عمر میں پیدا ہوئے ہیں اور جناب اسحاق اس کے تیرہ سال کے بعد۔

21- شخص بصر۔ تیز نگاہ کو کہا جاتا ہے جہاں انسان کی آنکھیں پتھرا جاتی ہیں اور وہ دیکھتا ہی رہ جاتا ہے۔

22- ہطع۔ تیز رفتاری سے چلنا اور مقنع جو ہول کے مارے سر اٹھائے چلا جا رہا ہو۔

ہواء۔ یعنی لاشئ گویا دل سے ہر شعور وادراک نکل چکا ہوگا اور بالکل مدہوش اور بیہوش جیسے ہوں گے۔

ف: جناب ابراہیمؑ نے سات دعائیں کی ہیں شہر کی امنیت اپنی اور اپنی اولاد کی بت پرستی سے حفاظت، نماز کا قیام، لوگوں کی محبت، ثمرات کا رزق قبولیت دعا اور والدین اور صاحبان ایمان کے لئے دعائے مغفرت اور یہی دعائیں درحقیقت ایمان کا سرمایہ اور کردار کی روح ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۳) اس مقام پر یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں دعاؤں کو ایک شمار کیا جائے یعنی لوگوں کے دل انکی طرف متوجہ ہو جائیں تاکہ وہ وہاں پھل وغیرہ لے کر آئیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ پھلوں کا انتظام ازغیب ہو اور دلوں کی توجہ ان کی محبوبیت کی علامت قرار پائے۔

(۱۴) جناب ابراہیمؑ نے ذریت کے لئے امامت اور اقامہ صلوٰۃ دونوں کی دعا کی ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ نگاہِ خلیل میں نماز اور امامت میں انتہائی گہرا ربط پایا جاتا ہے اور دونوں ایسے عظیم شرف ہیں جن کے لئے خلیل تمنا اور دعا کرتا ہے۔ کیا کہنا اس بندہ کا جو اس منزل پر کمال کردار کا مظاہرہ کر سکے اشہد انک قد اقمت الصلوٰۃ اور یہ فقرہ امام ہی سے کہا جاتا ہے۔

هَوَآءٌ ﴿٤٣﴾ وَ اَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ

ہو چکے ہوں گے۔ (43) اور لوگوں کو اس دن کے بارے میں تنبیہ کیجئے جس دن ان پر عذاب آئے گا

فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ

تو ظالم لوگ کہیں گے: ہمارے رب ہمیں تھوڑی (۱۵) مدت کے لئے ڈھیل دے دے۔ اب ہم تیری دعوت پر

نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ

لبیک کہیں گے اور رسولوں کا اتباع کریں گے۔ (انہیں جواب ملے گا:) کیا اس سے پہلے تم قسمیں نہیں کھاتے تھے

مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿٤٤﴾ وَّسَكَنْتُمْ فِىْ مَسٰكِنِ

کہ تمہارے لئے کسی قسم کا زوال نہیں ہے؟(44) حالانکہ تم ان لوگوں کے گھروں میں آباد تھے

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ

جو اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے اور تم پر یہ بات واضح ہوچکی تھی کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا

وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿٤٥﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ

اور تمہارے لئے مثالیں بھی بیان کی تھیں۔(45) اور انہوں نے اپنی مکاریاں کیں اور ان کی مکاریاں

اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿٤٦﴾

اللہ کے سامنے تھیں اگرچہ ان کی مکاریاں ایسی تھیں کہ جن سے پہاڑ بھی ٹل جائیں۔ (46)

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

پس آپ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرے گا۔ اللہ یقیناً بڑا غالب آنے والا،

ذُو انْتِقَامٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَ

انتقام لینے والا ہے۔ (47) یہ (انتقام) اس دن ہوگا جب یہ زمین کسی اور زمین سے بدل دی جائے گی اور

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۴۷ میں پیغمبرؐ سے خطاب مسئلہ کی اہمیت کے اظہار کے لئے ہے ورنہ پیغمبر سے زیادہ خدا کے صادق الوعد ہونے کا اعتبار کس کو ہوگا جو ساری دنیائے کفر سے خدائے قہار کے وعدہ کے بھروسہ پر ہی مقابلہ کرتا ہے۔

23-خدا کے پاس ان کی تمام مکاریوں کا علم محفوظ ہے اس سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتے ہیں۔

24-صفد۔قید۔

سرابیل۔ جمع سربال یعنی پیراہن۔

قطران۔ ایک طرح کا تیل ہے جس سے خارش زدہ اونٹ کی مالش کی جاتی ہے۔

"تغشی وجوہ ہم النار"۔ یعنی آگ چاروں طرف سے گھیرے گی اور نجات کا کوئی راستہ نہ ہوگا۔

اردو حاشیہ

(۱۵) انسان دار دنیا میں بڑے بڑے دعویٰ کرتا ہے اور زبان کے زور پر لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے کہ بالکل مطمئن رہو۔ قیامت کوئی چیز نہیں ہے اور ہول قیامت سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد جب قیامت کے حالات سے دوچار ہو گا تو واپسی کی درخواست کرے گا۔ پروردگار نے اس درخواست کا تذکرہ کر کے واضح کر دیا ہے کہ ایسی کوئی درخواست قابلِ قبول نہیں ہے اور انسان کو جو کچھ بھی عمل کرنا ہے اسی دار دنیا میں کرنا ہے اور کھلی ہوئی بات ہے کہ جب انسان کو واپس نہ آنے کا یقین ہے تو اس کے کردار کا یہ عالم ہے کہ ایک لمحہ اطاعت خدا کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے۔ تو اگر ایک مرتبہ بھی واپسی کا موقع مل گیا تو دوبارہ آ کر اور بدتر اعمال کرے گا اور یہی تصور کرے گا کہ اب تو واپسی کی درخواست بھی منظور ہو جاتی ہے۔ رب العالمین نے اس واپسی سے مایوس کر کے اور گذشتہ اقوام کا حوالہ دے کر انسان کو صاف صاف اور نہایت درجہ حسن وخوبصورتی کے ساتھ اعمالِ خیر کی دعوت دی ہے بشرطیکہ انسان متوجہ ہو جائے اور عبرت حاصل کر سکے۔

السَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ

آسمان بھی، اور سب خدائے واحد و قہار کے سامنے پیش ہوں گے۔(48)اس دن آپ مجرموں کو

يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ

ایک ساتھ زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھیں گے۔ (49)ان کے لباس گندھک کے ہوں گے

قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ

اور آگ ان کے چہروں پر چھائی ہوئی ہو گی۔ (50)تاکہ اللہ ہر نفس کو اس کے عمل کی

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ

جزا دے ۔ اللہ یقیناً بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔ (51)یہ (قرآن) لوگوں کے لئے

لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْۤا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

ایک پیغام ہے تاکہ اس کے ذریعے لوگوں کو تنبیہ کی جائے اور وہ جان لیں کہ معبود تو

وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾

بس وہ ایک ہی ہے نیز عقل والے نصیحت حاصل کریں۔(52)

ایاتها ۹۹ — ۱۵ سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ ۵۴ — رکوعاتها ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾

الف لام را، یہ کتاب اور قرآن مبین کی آیات ہیں۔(1)

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ زمین و آسمان کی تبدیلی کا مفہوم فنا نہیں ہے بلکہ موجودہ صورت حال کی تبدیلی ہے کہ موجودہ صورت قیامت کی شکل نہیں ہے اور قیامت کے لئے تبدیلی ناگزیر ہے اور اس امر کی طرف کیفیات قیامت میں برابر اشارہ کیا ہے۔

سورہ ابراہیم کی ابتدا و انتہا دعوت توحید ہے اور یہی حضرت ابراہیمؑ کی زندگی کی ابتدا اور انتہا بھی ہے۔

اردو حاشیہ

رُبَمَا[2] يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿۲﴾

ایک وقت ایسا ہوگا کہ کافر لوگ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔ (2)

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا[3] وَ يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ

انہیں چھوڑ دیجئے کہ وہ کھائیں اور مزے کریں اور (طویل) آرزوئیں انہیں غافل بنا دیں کہ عنقریب انہیں

يَعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ وَ مَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَ لَهَا

معلوم ہو جائے گا۔ (3)اورہم نے کسی بستی کو ہلاکت میں نہیں ڈالا مگر یہ کہ اس کے لئے

كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَ

ایک معینہ مدت (۱) لکھی ہوئی تھی۔(4)کوئی قوم اپنی معینہ مدت سے نہ آگے نکل سکتی ہے اور

مَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۵﴾ وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ

نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔ (5)اور (کافر لوگ) کہتے ہیں: اے وہ شخص جس پر ذکر

الذِّكْرُ[4] اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۶﴾ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ

نازل کیا گیا ہے یقیناً تو مجنون ہے۔ (6)اگر تو سچا ہے تو ہمارے سامنے

كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷﴾ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا

فرشتوں کو کیوں نہیں لاتا۔ (7) (کہہ دیجئے) ہم فرشتوں کوصرف (فیصلہ کن)

بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ﴿۸﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا

حق کے ساتھ ہی نازل کرتے ہیں او رپھر کافروں کو مہلت نہیں دیتے۔ (8)اس ذکر کو یقیناً ہم ہی نے

الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا

اتارا (۲) ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ (9) اور بتحقیق ہم نے

عربی حاشیہ

ف: قرآن مجید کے ہر قسم کی تحریف سے محفوظ رہنے کے دلائل میں زمانۂ پیغمبرؐ میں حافظانِ قرآن کا وجود، سرکار کی طرف سے کاتبین وحی کا تقرر، رہبرانِ اسلام کی طرف سے عمل بالقرآن کی دعوت، فقہ اسلامی میں قرآن کی مرجعیت کے علاوہ حدیث ثقلین بہترین ثبوت ہے جس میں ہدایت امت کے لئے کتاب اللہ اور تشریح کتاب کے لئے عترت کے باقی رہنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

1- یہ اشارہ اس سورہ کی طرف ہے جس کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے۔

2- رب تکثیر کے لئے ہے یعنی قیامت کے دن کفار کی اکثریت یہ تمنا کرے گی کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوگئے ہوتے۔

3- انسان کی تباہی کا سب سے بڑا راز اس کی ہی امیدیں ہیں جن کا لامتناہی سلسلہ ختم ہونے والا نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) یہ اس سوال کا جواب ہے کہ جب یہ لوگ اپنی گمراہی پر اڑے ہوئے ہیں اور راہِ حق نہیں اختیار کرتے ہیں تو ان پر عذاب کیوں نہیں نازل ہو جاتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے ہر قریہ پر عذاب کا ایک وقت معین کر دیا ہے جب تک وہ وقت نہیں آ جاتا ہے ہم انہیں چھوٹ دیتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد پھر کسی طرح کی مہلت نہیں دی جاتی ہے۔

(۲) یہ رب العالمین کی طرف سے عظمت قرآن کا اعلان ہے کہ اسے ہم نے ہی نازل کیا ہے اور اس میں کسی بندے کا ایک حرف یا ایک آیت کے برابر حصہ نہیں ہے اور پھر ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں کہ اس میں باطل کی آمیزش یا اس کی تباہی و بربادی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ یہ واضح اعلان ہے کہ قرآن میں کسی طرح کی تحریف ممکن نہیں ہے نہ اس میں کوئی آیت کم ہو سکتی ہے اور نہ زیادہ۔

اس کی ترتیب بھی وحی الٰہی کے مطابق ہے اگرچہ تنزیل کے مطابق نہیں ہے کہ تنزیل حالات کے اعتبار سے ہوئی ہے اور ترتیب مقصد اور مضامین کے اعتبار سے ہوئی ہے جس طرح کہ انسان مکان کی تعمیر کے سارے سامان مختلف اوقات میں جمع کرتا ہے اور اس کے بعد تعمیر عمارت کے سلیقہ ہی سے کرتا ہے خریداری کی ترتیب سے نہیں۔

مِنْ قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۰﴾ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ

آپ سے پہلے بھی گزشتہ قوموں میں رسول بھیجے ہیں۔(10)اور ان کے پاس کوئی رسول

رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿۱۱﴾ كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي

ایسا نہیں آیا جس کا انہوں نے استہزاء نہ کیا ہو۔ (11)اسی طرح ہم اس ذکرکو مجرموں کے

قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ﴿۱۲﴾ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ

دلوں میں سے گزارتے ہیں(12)کہ وہ اس رسول پر ایمان نہیں لائیں گے۔

سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِنَ السَّمَاءِ

پہلوں کی روش بھی یہی رہی ہے۔ (13)اور اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیں

فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا

اور وہ روز روشن میں اس پر چڑھتے چلے جائیں۔ (14)تو یہی کہیں گے: ہماری آنکھوں کو

بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَسْحُورُونَ ﴿۱۵﴾ ع وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ

یقیناً مدہوش کیا گیا ہے بلکہ ہم پرجادو کیا گیاہے۔ (15)اور بتحقیق ہم نے آسمان میں نمایاں ستارے

بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ

بنا دیئے اور دیکھنے والوں کے لئے انہیں زیبائی بخشی(16)اور ہم نے ہر شیطان مرد ود سے

شَيْطَانٍ رَجِيمٍ ﴿۱۷﴾ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ

انہیں محفوظ کر دیا۔(17) ہاں کہ کوئی (شیطان) (۳) اگر کوئی چوری چھپے سننے کی کوشش کرے تو ایک چمکتا ہوا

شِهَابٌ مُبِينٌ ﴿۱۸﴾ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا

شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے۔ (18)اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں پہاڑ

ع ۱۵ ۱

عربی حاشیہ

4-ذکر۔ قرآن مجید کا لقب ہے اور پیغمبرِ اسلامؐ کو بھی ذکر کے لقب سے یاد کیا گیا ہے کہ دونوں کا کام خدا کو یاد دلانا ہے۔

ف: واضح رہے کہ تحریف قرآن کی اکثر روایتیں احمد بن محمد بن سیاری سے نقل ہوئی ہیں اور یہ شخص فاسد المذاہب تھا لہٰذا اس کا اعتبار نہیں ہے۔

امیرالمومنینؑ کے جمع کردہ قرآن میں ناسخ ومنسوخ، شان نزول اور تشریح وتفسیر کا اضافہ تھا آیات کا کوئی اضافہ نہیں تھا اور نہ اس کا تحریف سے کوئی تعلق ہے۔

ف: بعض مفسرین کا بیان ہے کہ سماء آسمان حق وحقیقت ہے جہاں شیاطین دخل اندازی کرنا چاہتے ہیں اور پروردگار نجوم ہدایت رہبرانِ دین کے ذریعہ انھیں دفع کردیتا ہے اور حق وحقیقت کی حفاظت فرماتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) اہلِ جاہلیت کا عقیدہ تھا کہ شیاطین آسمان سے ملائکہ کی باتیں سن کر کاہنوں کو بتا دیتے ہیں اور وہ انہیں کے ذریعہ غیب کی اطلاع دیا کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے اس کی شدت سے تردید کردی کہ شیاطین وہاں جانا بھی چاہیں تو شعلے ان کا پیچھا کر لیتے ہیں اور وہ کوئی آسمانی راز زمین تک نہیں لا سکتے ہیں۔

رَوَاسِيَ وَ اَنۡۢبَتۡنَا فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ مَّوۡزُوۡنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلۡنَا

گاڑ دیئے اور ہم نے زمین میں معینہ مقدار کی ہر چیز اگائی۔ (19) اور ہم نے تمہارے لئے زمین میں

لَـكُمۡ فِيۡهَا مَعَايِشَ وَمَنۡ لَّسۡتُمۡ لَهٗ بِرٰزِقِيۡنَ ﴿۲۰﴾ وَ اِنۡ

سامان زیست فراہم کیا اور ان مخلوقات کے لئے بھی جن کی روزی تمہارے ذمے نہیں ہے (20) اور کوئی چیز

مِّنۡ شَىۡءٍ اِلَّا عِنۡدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ

ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں پھر ہم اسے مناسب مقدار کے ساتھ

مَّعۡلُوۡمٍ ﴿۲۱﴾ وَاَرۡسَلۡنَا الرِّيٰحَ[6] لَوَاقِحَ فَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ

نازل کرتے ہیں۔ (21) اور ہم نے باردار کنندہ ہوائیں چلائیں پھر ہم نے آسمان سے

مَآءً فَاَسۡقَيۡنٰكُمُوۡهُ ۚ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ لَهٗ بِخٰزِنِيۡنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنَّا

پانی برسایا پھر اس سے تمہیں سیراب کیا۔ (ورنہ) تم اسے جمع نہیں رکھ سکتے تھے۔ (22) اور بے شک

لَـنَحۡنُ نُحۡىٖ وَنُمِيۡتُ وَنَحۡنُ الۡوٰرِثُوۡنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدۡ عَلِمۡنَا

ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں۔ (23) اور تحقیق

الۡمُسۡتَقۡدِمِيۡنَ مِنۡكُمۡ وَلَقَدۡ عَلِمۡنَا الۡمُسۡتَاۡخِرِيۡنَ ﴿۲۴﴾

ہم تم میں سے اگلوں کو بھی جانتے ہیں اور پچھلوں کو بھی جانتے ہیں۔ (24)

وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحۡشُرُهُمۡ‌ ؕ اِنَّهٗ حَكِيۡمٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۵﴾

اور آپ کا رب ہی ان سب کو (ایک جگہ) جمع کرے گا بے شک وہ بڑا حکمت والا، علم والا ہے۔ (25)

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ[7] مِّنۡ حَمَاٍ

تحقیق ہم نے انسان کو سڑے ہوئے گارے سے تیار شدہ

عربی حاشیہ

5- آسمان کے بارہ حصوں کے نام برج ہیں جن میں آفتاب ایک ایک مہینہ رہتا ہے اور ماہتاب ڈھائی ڈھائی دن۔ آفتاب کا سفر ایک سال میں طے ہوتا ہے اور ماہتاب کا سفر ایک ماہ میں۔ بروج کے نام حسب ذیل بتائے جاتے ہیں۔ حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو، حوت۔

6- ہواؤں کو دو اعتبار سے ذریعہ پیدائش بنایا گیا ہے کبھی پانی کو لے جا کر مردہ زمینوں کو زندہ بناتی ہیں اور کبھی نر درخت کا مادہ مادہ درخت تک پہنچا کر اسے پیدائش کے قابل بناتی ہیں۔

7- صلصال۔ خشک مٹی جو پکائی نہ گئی ہو۔
حماء۔ وہ مٹی جو سیاہی مائل ہو جائے۔
مسنون۔ وہ مٹی جو نرمی کی بناء پر مختلف شکلوں میں تبدیل کی جا سکے۔

اردو حاشیہ

(۴) قدرت کے پاس ہر شے کا ذخیرہ موجود ہے تمہیں تمہاری محنت و مشقت کے حساب ہی سے دیا جاتا ہے اور یہی تمہارے حق میں رزق کی تنزیل ہے ورنہ اس کے خزانہ قدرت میں کسی شے کی کوئی کمی نہیں ہے۔

اس نے سب کا رزق پیدا کیا ہے اور تمہارا رازق بھی وہی ہے اور تمہارے حیوانات کا رازق بھی ہے۔ تم ان کے رازق نہیں ہو۔ اسی نے ہوائیں چلائی ہیں۔ اسی نے پانی برسایا ہے۔ اس نے غلہ اگایا ہے اور اسی نے پھل پیدا کئے ہیں۔ وہی اولین و آخرین کا جاننے والا اور سب کا ایک جگہ جمع کرنے والا ہے۔ تمہیں اس کے معاملات میں داخل دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ بس محنت کرو اور رزق خدا حاصل کرتے رہو۔

مَّسۡنُوۡنٍ ﴿۲۶﴾ وَ الۡجَآنَّ خَلَقۡنٰهُ مِنۡ قَبۡلُ مِنۡ نَّارِ

خشک مٹی سے پیدا کیا۔(26)اور اس سے پہلے ہم لو(یعنی گرم ہوا) سے جنوں کو

السَّمُوۡمِ ﴿۲۷﴾ وَ اِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىۡ خَالِقٌۢ

پیدا کر چکے تھے۔(27)اور (وہ موقع یاد رکھو) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا: میں سڑے ہوئے

بَشَرًا مِّنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّيۡتُهٗ

گارے سے تیار شدہ خشک مٹی سے ایک بشر پیدا کر رہا ہوں۔ (28)پھر جب میں اس کی تخلیق

وَنَفَخۡتُ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِىۡ فَقَعُوۡا لَهٗ سٰجِدِيۡنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ

مکمل کر لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤ۔(29)پس تمام

الۡمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمۡ اَجۡمَعُوۡنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ ؕ اَبٰٓى اَنۡ يَّكُوۡنَ

فرشتوں نے سجدہ کر لیا۔(30) سوائے ابلیس کے کہ اس نے سجدہ کرنے والوں میں

مَعَ السّٰجِدِيۡنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ يٰۤاِبۡلِيۡسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوۡنَ مَعَ

شامل ہونے سے انکار کر دیا۔(31)اللہ نے فرمایا: اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں

السّٰجِدِيۡنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمۡ اَكُنۡ لِّاَسۡجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقۡتَهٗ مِنۡ

شامل نہ ہوا؟(32)کہا: میں ایسے بشر کو سجدہ کرنے کا نہیں ہوں جسے تو نے سڑے ہوئے

صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿۳۳﴾ قَالَ فَاخۡرُجۡ مِنۡهَا

گارے سے (۵) تیار شدہ خشک مٹی سے پیدا کیا ہے۔ (33)اللہ نے فرمایا: نکل جا! اس مقام سے

فَاِنَّكَ رَجِيۡمٌ [8] ﴿۳۴﴾ وَّ اِنَّ عَلَيۡكَ اللَّعۡنَةَ اِلٰى يَوۡمِ

کیونکہ تو مردود ہوچکا ہے۔ (34) اور تجھ پر تا روز قیامت

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ خزائن خدا ذخیرہ اندوزی کے معنی میں نہیں ہے۔ یہ وہ مقدرات ہیں جو علم خدا میں محفوظ ہیں اور حسبِ ضرورت و مصلحت ان کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔

ف: انسان کا کالی مٹی سے بننا اور پھر اس میں روح الٰہی کا پھونکا جانا اس کے نزول صعود کی بہترین علامت ہے کہ روح خدا سے رابطہ اسے اشرف مخلوقات بنا سکتا ہے اور اس سے قطع تعلق اسے پھر کیچڑ سے ملا سکتا ہے۔

8-رجیم سنگسار کئے ہوئے کو کہتے ہیں لیکن یہاں رحمت خدا سے دور کردیئے جانے والا مراد ہے۔ گویا عذاب کے پتھر سے اسے سنگسار کردیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) ابلیس کی ماہیت اور حقیقت کے بارے میں بحث ایک غیر ضروری موضوع ہے۔ اتنا بہرحال ثابت ہے کہ اس کی گمراہی کا ایک راز عنصریت اور مادیت کا مسئلہ تھا کہ اس نے آدمؑ کی معنویت اور منزلت کے بجائے ان کی مادی حیثیت پر نگاہ کی اور اسے اپنی شیطنت کا ایک ذریعہ بنا لیا جس کا مطلب یہ ہے کہ صرف ہڈی اور گوشت پر نگاہ رکھنے والوں کو چاہئے کہ معنویت اور نسبت پر توجہ دیں اور قومی اور عنصری تصورات سے ذہن کو بالاتر بنائے رکھیں تا کہ شیطنت سے محفوظ رہیں۔

الدِّيْنِ ﴿٣٥﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿٣٦﴾

لعنت پڑ گئی۔(35) کہا: پرودرگارا! پھر مجھے لوگوں کے اٹھائے جانے کے دن۔ (قیامت) تک مہلت دے دے۔ (36)

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿٣٧﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ

فرمایا: تو مہلت ملنے والوں میں سے ہے۔ (37) معین وقت کے

الْمَعْلُوْمِ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغْوَيْتَنِيْ [9] لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ

دن تک(38)(ابلیس نے) کہا: میرے رب! چونکہ تو نے مجھے بہکایا ہے۔ (لہذا) میں بھی زمین میں

فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٣٩﴾ اِلَّا عِبَادَكَ

ان کے لئے (باطل کو) ضرور آراستہ کرکے دکھاؤں گا اور سب کو ضرور بالضرور بہکاؤں گا۔ (39)ان میں سے

مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٤٠﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿٤١﴾

سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔(40)اللہ نے فرمایا: یہی راستہ ہے جو سیدھا مجھ تک پہنچتا ہے۔(41)

اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ

جو میرے بندے ہیں ان پر یقیناً تیری بالادستی نہ ہوگی۔ سوائے ان بہکے ہوئے

مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٤٣﴾

لوگوں کے جو تیری پیروی کریں۔(42)ان سب کی وعدہ گاہ جہنم ہے۔ (43)

لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ [10] لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿٤٤﴾ ع

جس کے سات دروازے (٦) ہیں ہر دروازے کے لئے ان کا ایک حصہ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ (44)

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٤٥﴾ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ

(ادھر) اہل تقوی یقیناً باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔(45)(اُن سے کہا جائے گا) سلامتی و امن کے ساتھ

عربی حاشیہ

9-شیطان کی ایک شیطنت یہ بھی ہے کہ اس نے اپنی گمراہی کو خدا کی طرف منسوب کر دیا ہے جو علامت ہے کہ عقیدۂ جبر انسانی اور ایمانی ذہن کی پیداوار نہیں ہے بلکہ یہ صرف ایک شیطانی وسوسہ ہے اور بس!

10- جہنم کا ہر دروازہ ایک مخصوص جماعت کے لئے ہے جس سے وہی جماعت داخل ہوگی اور دوسرے افراد کے لئے دوسرا دروازہ ہوگا۔

اردو حاشیہ

(٦) جہنم کے ابواب دروازوں کی شکل میں بھی ہو سکتے ہیں اور طبقات کی شکل میں بھی اس لئے کہ جب اعمال اور معانی میں تفاوت ہو گا تو سزاؤں کے درجات میں بھی بہرحال تفاوت ہوسکتا ہے۔

اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا

ان میں داخل ہو جاؤ۔(46)اور ان کے دلوں میں جو کینہ ہوگا ہم نکال دیں گے وہ برادرانہ طور پر تختوں پر

عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّ

آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔(47)جہاں انہیں نہ کوئی تکلیف پہنچے گی

مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ

نہ انہیں وہاں سے نکالا جائے گا۔(48)(اے رسول) میرے بندوں کو بتا دو کہ یقیناً میں بڑا درگزر کرنے والا، (۷)

الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾ (11) وَنَبِّئْهُمْ

مہربان ہوں۔ (49)اور یہ کہ میرا عذاب بھی یقیناً بڑا دردناک عذاب ہے۔(50)اور انہیں

عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ (وقف لازم)

ابراہیمؑ کے مہمانوں کا حال بھی سنا دو۔(51) جب وہ ابراہیمؑ کے ہاں داخل ہوئے تو انہوں نے کہا:

قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا

سلام! ابراہیم نے کہا: ہم تم سے خوفزدہ ہیں۔(52) کہنے لگے: آپ خوف نہ کریں ہم آپ کو

نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ

ایک دانا لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔(53) کہا: کیا تم مجھے اس وقت خوشخبری دیتے ہو جب بڑھاپے نے

مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ

مجھے گرفت میں لے لیا ہے؟ کس بات کی خوشخبری دیتے ہو؟(54) کہنے لگے: ہم نے آپ کو

فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ

سچی خوشخبری دی ہے آپ مایوس نہ ہوں۔ (55)ابراہیم بولے: اپنے رب کی رحمت سے

عربی حاشیہ

11- یہ کرم پروردگار ہے کہ رحمت کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اور تاکید کے ساتھ منسوب کیا ہے۔ اور عذاب کے موقع پر اپنا ذکر کرنے کے بجائے براہِ راست عذاب کو دردناک کہہ دیا گیا ہے۔

نیز یہ نکتہ بھی قابلِ توجہ ہے کہ متقین کے لئے آٹھ نعمتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد اس امر کی طرف اشارہ کردیا گیا کہ گناہگار بھی یکسر محروم نہیں رہیں گے بلکہ ان کے حق میں مغفرت کا بھی امکان پایا جاتا ہے اور اس کی بشارت بھی دی گئی ہے۔

ف: واضح رہے کہ اگرچہ جناب اسماعیل کی پیدائش بھی ضعیفی ہی میں ہوئی تھی ۱۰۔۱۲ سال مزید گزر جانے کے بعد تعجب کا امکان بہرحال پیدا ہوجاتا ہے اور اس تعجب کی بنیاد مایوسی پر بہرحال قائم نہیں تھی۔

اردو حاشیہ

(۷) شیطان کے انجام اور صاحبانِ ایمان کے درجات کا ذکر کرنے کے بعد پروردگار نے اپنے بندوں کو اس خاص نکتہ کی طرف متوجہ کیا ہے کہ نہ رحمت سے مایوس ہو جائیں اور نہ عذاب کی طرف سے بالکل مطمئن ہو جائیں بلکہ خوف و رجا کے درمیان زندگی گذاریں کہ اس کی رحمت بے پناہ ہے اور اس کا عذاب انتہائی سخت اور دردناک ہے۔

رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ [12] ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ

تو صرف گمراہ لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں۔ (56) پھر فرمایا: اے فرستادگان!

اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ

تمہاری مہم کیا ہے؟ (57) کہنے لگے: ہم ایک مجرم قوم کی طرف

مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ [13] اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾

بھیجے گئے ہیں۔ (58) مگر آل لوطؑ کے ان سب کو ہم ضرور بچائیں گے۔ (59)

اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ

البتہ ان کی بیوی کے بارے میں ہم نے یہ طے کیا ہے کہ وہ ضرور پیچھے رہ جانے والوں میں ہوگی۔ (60) جب

اٰلَ لُوْطِ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾

یہ فرستادگان آل لوط کے ہاں آئے۔ (61) تو لوطؑ نے کہا: تم تو ناآشنا لوگ ہو۔ (62)

قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَ

کہنے لگے: ہم آپ کے پاس وہی چیز لے کر آئے ہیں جس کے بارے میں لوگ شک کر رہے تھے۔ (63) اور

اَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ

ہم تو آپ کے پاس امر حق لے کر آئے ہیں اور ہم بالکل سچے ہیں۔ (64) لہٰذا آپ اپنے گھر والوں کو لے کر

مِّنَ الَّيْلِ وَ اتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَ لَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ

رات کے کسی حصے میں یہاں سے چلے جائیں اور آپ ان کے پیچھے چلیں اور آپ میں سے کوئی شخص مڑ کر

اَحَدٌ وَّ امْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ

نہ دیکھے اور جدھر جانے کا حکم دیا گیا ہے ادھر چلے جائیں۔ (65) اور ہم نے لوط کو اپنا فیصلہ پہنچا دیا

عربی حاشیہ

12- یہ علامت ہے کہ جناب ابراہیمؑ کا سوال اور تعجب بر بنائے مایوسی نہیں تھا بلکہ بر بنائے اطمینان تھا۔

13- آل لوط کی نجات کے وعدہ کے ساتھ زوجہ کی ہلاکت کی خبر علامت ہے کہ زوجہ شرف کے اعتبار سے آل میں شمار نہیں ہوتی ہے اور نبی کی زوجیت عذاب سے بچانے کی ضمانت بھی نہیں ہے۔ عذاب صرف ایمان اور کردار سے دور ہو سکتا ہے زوجیت اور رشتہ سے نہیں۔

اردو حاشیہ

(۸) جناب ابراہیمؑ نے فرشتوں کو مہمان دیکھ کر ان کے سامنے کھانا پیش کیا اور انہوں نے انکار کر دیا تو خوفزدہ ہوئے کہ شاید یہاں بھی کوئی عذاب آنے والا ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ ہم آپ کے حق میں بشارت لے کر آئے ہیں اور قوم لوطؑ کے حق میں عذاب کی خبر لائے ہیں۔

یعنی ایک ہی قسم کا فرشتہ ایک کے حق میں بشیر ہے اور دوسرے کے حق میں نذیر...... جو شان پروردگار عالم نے اپنے رسولؐ کی قرار دی ہے کہ انہیں کو بشیر بھی بنایا ہے اور انہیں کو نذیر بھی وہی نیک اور مخلص بندوں کے حق میں بشیر ہیں اور وہی بے ایمان اور بدکردار افراد کے حق میں نذیر...... اور اس سے شانِ رحمت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔

الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَجَآءَ

کہ صبح ہوتے ہی ان کی جڑ کاٹ دی جائے گی۔(66)ادھر شہر کے لوگ

اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ[14] ﴿۶۷﴾ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ

خوشیاں مناتے (لوط کے گھر) آئے۔(67)لوطؑ نے کہا: بلاشبہ یہ میرے مہمان ہیں

ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾

لہٰذا تم مجھے رسوا نہ کرو۔ (68) اور اللہ سے ڈرو اور مجھے بدنام نہ کرو۔ (69)

قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ[15]

کہنے لگے: کیا ہم نے تمہیں ساری دنیا کے لوگوں (کی پذیرائی) سے منع نہیں کیا تھا؟(70) لوطؑ نے کہا: یہ میری بیٹیاں ہیں

اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ

اگر تم کچھ کرنا ہی چاہتے ہو۔ (71)(اے رسول) آپ کی زندگی کی قسم! یقیناً وہ بدمستی میں

يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا

بدہوش تھے۔ (72) پھر سورج نکلتے وقت انہیں خوفناک آواز نے گرفت میں لے لیا۔ (73) پھر ہم نے

عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ

اس بستی کو الٹ کر تہہ و بالا کرکے رکھ دیا اور ہم نے ان پر کھنگریلے پتھر

سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ[16] ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهَا

برسائے۔(74)ان واقعات میں صاحبان فراست کے لئے نشانیاں ہیں۔(75)اور یہ بستی زیر استعمال

لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾

گزرگاہ [۱۰] میں (آج بھی) موجود ہے۔(76)اس میں ایمان والوں کے لئے یقیناً نشانی ہے۔(77)

عربی حاشیہ

14- قوم لوط اس قدر بدکردار تھی کہ عذاب کے فرشتوں کو بھی اپنی بدکاری کا بہترین شکار بنانا چاہا اور آپس میں ایک دوسرے کو خوشخبری دینے لگے کہ بہترین خوبصورت شکار مل گیا ہے اور جناب لوط کی ایک سننے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ ایسے حالات میں خدا ایسی قوم پر عذاب نہ کرتا تو کیا کرتا۔

عذاب میں بھی نسلوں کے خاتمہ کا ذکر اس امر کی علامت ہے کہ ان کا عمل نسلوں کے خاتمہ کے لئے تھا تو خدا نے ان کی نسلوں کا خاتمہ ہی کر دیا کہ ایسے افراد کا ایسا ہی انجام ہوتا ہے۔

15- نبی امت کا باپ ہوتا ہے لہٰذا امت کی بیٹیاں نبی کی بیٹیاں کہی جاتی ہیں ورنہ جناب لوط کے پاس اتنی بیٹیاں کہاں کہ ساری قوم سے عقد کرکے ان کی ضرورت کو پورا کردیتے۔

16- سچی فراست اور اہوشیاری والے انسان کو متوسم کہا جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۹) قوم لوطؑ پر اتنے سخت عذاب کا نازل ہونا اور اس تذکرہ کا قرآن حکیم میں محفوظ ہو جانا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ جس قوم نے بھی اس عمل بد کو اختیار کیا ہے اس کا انجام قوم لوط جیسا ہوا ہے یا ہونے والا ہے۔

دور حاضر میں سارے ترقی یافتہ ممالک میں عمل لواطہ کا قانونی طور پر جائز ہونا اور اس کا بڑھتا ہوا ذوق درحقیقت ان قوموں اور ملکوں کی تباہی کا بہترین پیش خیمہ ہے اور صاحبانِ ایمان کو چاہیئے کہ اسی آغاز کو دیکھ کر انجام کی طرف سے مطمئن ہو جائیں کہ ''ان الباطل کان زھوقا'' باطل ایک دن بہرحال فنا ہونے والا ہے۔

(۱۰) اس نکتہ کی نشاندہی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہم نے جن قوموں پر عذاب نازل کیا ہے ان کی بستیاں آج بھی سرراہ ہیں کہ جو انسان عبرت حاصل کرنا چاہے وہ خود جا کر مشاہدہ کر کے عبرت حاصل کر سکتا ہے۔

وَ اِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ

اور ایکہ والے یقیناً بڑے ظالم تھے۔ (78) تو ہم نے ان سے انتقام لیا

وَ اِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۹﴾ وَ لَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ

اور یہ دونوں بستیاں ایک کھلی شاہراہ پر واقع ہیں۔ (79) اور بتحقیق حجر کے باشندوں نے بھی

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَ اٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا

رسولوں کی تکذیب کی۔ (80) اور ہم نے انہیں اپنی نشانیاں دکھائیں لیکن وہ ان سے

مُعْرِضِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَ كَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا

منہ پھیرتے تھے۔ (81) اور وہ پہاڑوں کو تراش کر پر امن مکانات

اٰمِنِيْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَاۤ

بناتے تھے۔ (82) اور انہیں بھی صبح کے وقت ایک خوفناک آواز نے گرفت میں لے لیا۔ (83) پس

اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ مَا خَلَقْنَا

جو وہ کرتے رہے ان کے کام نہ آیا۔ (84) اور ہم نے

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ

آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان موجودات کو برحق پیدا کیا ہے اور

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾

قیامت یقیناً آنے والی ہے لہٰذا (اے رسول) ان سے باوقار انداز میں درگزر کرو۔ (85)

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾ وَ لَقَدْ اٰتَيْنٰكَ

یقیناً آپ کا رب خالق اور بڑا دانا ہے۔ (86) اور بتحقیق ہم نے

عربی حاشیہ

17- ایکہ جھاڑیوں والے جنگل کو کہا جاتا ہے۔ اصحاب ایکہ سے مراد جناب شعیب کی قوم ہے۔

18- اس مقام پر امام سے مراد راستہ ہے کہ وہ بھی انسان کو منزل تک پہنچاتا ہے۔

19- حجر ایک کوہستانی علاقہ کا نام ہے جہاں جناب صالح کی قوم یعنی ثمود رہا کرتے تھے۔

ف: آیت نمبر ۸۰ کی طرح مختلف آیات میں مرسلین کی تکذیب کا ذکر ہے حالانکہ ہر قوم کے لئے صرف ایک نبی تھا اور یہ علامت ہے کہ ایک پیغمبر کا انکار درحقیقت تمام پیغمبروں کا انکار ہے اور سب کا ہدف ہمیشہ متحد ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِیۡ وَ الۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِیۡمَ ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ

آپ کو (باربار) دہرائی جانے والی سات [11] (آیات) اور عظیم قرآن عطا کیا ہے۔(87) (اے رسول) آپ

عَیۡنَیۡکَ اِلٰی مَا مَتَّعۡنَا بِہٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡہُمۡ وَ لَا

اس سامان عیش کی طرف ہرگز نگاہ نہ اٹھائیں جو ہم نے ان (کافروں) میں سے مختلف جماعتوں کو دے رکھا ہے

تَحۡزَنۡ عَلَیۡہِمۡ وَ اخۡفِضۡ جَنَاحَکَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۸۸﴾

اور نہ ہی ان کے حال پر رنجیدہ خاطر ہوں اور آپ مومنین کے ساتھ تواضع سے پیش آئیں۔(88)

وَ قُلۡ اِنِّیۡۤ اَنَا النَّذِیۡرُ الۡمُبِیۡنُ ﴿۸۹﴾ کَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَی

اور کہہ دیجئے: میں تو صریحاً تنبیہ کرنے والا ہوں۔(89) جیسا (عذاب) ہم نے دھڑے بندی کرنے والوں پر

الۡمُقۡتَسِمِیۡنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِیۡنَ جَعَلُوا الۡقُرۡاٰنَ عِضِیۡنَ ﴿۹۱﴾

نازل کیا تھا۔(90) جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔(91)

فَوَ رَبِّکَ لَنَسۡـَٔلَنَّہُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۳﴾

پس آپ کے رب کی قسم ہم ان سب سے ضرور پوچھیں گے۔(92) ان اعمال کی بابت جو وہ کرتے رہے ہیں۔(93)

فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ وَ اَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا

آپ کو جس چیز کا حکم ملا ہے اس کا واشگاف الفاظ میں اعلان کریں اور مشرکین کا اعتبار نہ کریں۔(94) آپ کے واسطے

کَفَیۡنٰکَ الۡمُسۡتَہۡزِءِیۡنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِیۡنَ یَجۡعَلُوۡنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا

ان تمسخر کرنے والوں سے نمٹنے کے لئے یقیناً ہم کافی ہیں۔(95) جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی معبود بنا لیتے ہیں

اٰخَرَ ۚ فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۹۶﴾ وَ لَقَدۡ نَعۡلَمُ اَنَّکَ یَضِیۡقُ

عنقریب انہیں (اپنے انجام کا) علم ہو جائے گا۔(96) اور بتحقیق ہمیں علم ہے کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس سے

عربی حاشیہ

ف: مقتسمین وہ افراد بھی ہیں جو احکام الٰہیہ کو تقسیم کر لیتے ہیں اور بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو انکار کر دیتے ہیں اور وہ جماعتیں بھی ہیں جو مصلحتاً الگ الگ ہوکر اسلام پر اعتراض کرتی ہیں تا کہ اعتراض کرنے والوں کی کثرت نظر آنے لگے۔

ف: یہ آیات واضح دلیل ہیں کہ تسبیح خدا، سجدہ اور عبادت جملہ مشکلات کا حل ہیں اور ان کے بغیر مشاکل حیات کا کوئی حل ممکن نہیں ہے نیز یہ کہ پیغمبر سے خطاب علامت ہے کہ یقین سے مراد موت ہے ورنہ پیغمبر روز اوّل سے مرتبہ یقین پر فائز تھے۔

20- سبع مثانی سے مراد سورہ حمد ہے کہ اس کی سات آیتیں ہیں اور بروایتے دو مرتبہ نازل ہوا ہے یا ہر نماز میں دو مرتبہ پڑھا جاتا ہے۔

21- عضین۔ عضہ کی جمع ہے یعنی ٹکڑے ٹکڑے یا عضہ کی جمع ہے یعنی اکاذیب اور غلط بیانیوں کا مجموعہ۔

اردو حاشیہ

(۱۱) اصحاب حجر نے صرف جناب صالحؑ کی تکذیب کی تھی لیکن قرآن نے جمع کا لفظ استعمال کیا ہے تا کہ یہ واضح ہو جائے کہ ایک پیغمبر کی تکذیب درحقیقت سارے پیغمبروں کی تکذیب ہے کہ سب کا خدا ایک ہے اور سب اسی کا پیغام لے کر آئے ہیں۔

(۱۲) بعض مفسرین نے اس لفظ سے ابتدائی سات سورے مراد لئے ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ اس سے سورہ حمد ہی مراد ہے جو آیات کے ہر اعتبار سے سبع ہے اور صفات کے اعتبار سے مثانی (دہرا) ہے یعنی دو مرتبہ نازل ہوا ہے یا دو مرتبہ ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے یا دہرے مطالب پر حاوی ہے کہ آدھے میں خدا کا ذکر ہے اور آدھے میں بندہ کا ذکر ہے یا کوئی اور سبب ہے جس کا علم صرف پروردگار کو ہے لیکن بہرحال یہ ایک سورہ ہے جو پورے قرآن عظیم کے مقابلے میں قابل ذکر ہوا ہے کہ تفصیل کے اعتبار سے جو کچھ کل قرآن میں ہے وہ سورہ حمد کے اجمال میں موجود ہے اور اسی لئے اسے ام الکتاب کہا جاتا ہے۔

صَدۡرُكَ بِمَا يَقُوۡلُوۡنَ ۙ﴿٩٧﴾ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَكُنۡ مِّنَ

آپ یقیناً دل تنگ ہو رہے ہیں۔ (97) پس آپ اپنے رب کی ثناء کے ساتھ تسبیح کریں اور سجدہ کرنے والوں

السّٰجِدِيۡنَ ۙ﴿٩٨﴾ وَاعۡبُدۡ رَبَّكَ حَتّٰى يَاۡتِيَكَ الۡيَقِيۡنُ ﴿٩٩﴾ ع

میں ہو جائیں۔(98)اور اپنے رب کی اتنی عبادت کریں کہ آپ کو یقین (موت) آجائے۔(99)

اٰیاتہا ١٢٨ — ١٦ سُوۡرَةُ النَّحۡلِ مَكِّيَّةٌ ٧٠ — رکوعاتہا ١٦

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اَتٰٓى اَمۡرُ اللّٰهِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡهُ ‌ؕ سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا [1]

اللہ کا امر آ گیا پس تم اس میں عجلت نہ کرو وہ پاک اور بالاتر ہے اس شرک سے

يُشۡرِكُوۡنَ ﴿١﴾ يُنَزِّلُ الۡمَلٰٓـئِكَةَ بِالرُّوۡحِ مِنۡ اَمۡرِهٖ عَلٰى مَنۡ [2]

جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔(1) اپنے حکم سے فرشتوں کو روح کے ساتھ اپنے بندوں میں سے

يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖۤ اَنۡ اَنۡذِرُوۡۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا

جس پر چاہتا ہے نازل کرتا ہے (اس حکم کے ساتھ) کہ انہیں تنبیہ کرو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے لہٰذا

فَاتَّقُوۡنِ ﴿٢﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَـقِّ‌ ؕ تَعٰلٰى

تم میری مخالفت سے بچو۔(2) اللہ نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے اور جو

عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ﴿٣﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ فَاِذَا هُوَ [3]

شرک یہ لوگ کرتے ہیں اللہ اس سے بالاتر ہے۔(3) اس نے انسان کو ایک بوند سے پیدا کیا پھر وہ

عربی حاشیہ

1- اگرچہ عذاب الٰہی ابھی آیا نہیں ہے مگر چونکہ یقینی ہے لہٰذا بشکل ماضی بیان کیا گیا ہے۔

2- روح سے مراد وحی الٰہی ہے کہ وہ کائنات کے جسم میں ایک روح کی حقیقت رکھتی ہے۔

3- انسان کتنی جلدی اپنی حقیقت کو بھول جاتا ہے اور خالق و مالک سے بحث کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) کفار نے قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے یعنی بعض حصوں پر ایمان لانے کے لئے تیار ہوئے اور بعض کا صاف انکار کر دیا تو پیغمبرؐ اسلام کو اس صورتِ حال پر بہرحال افسوس ہوا کہ یہ لوگ بلا سبب تباہ اور گمراہ ہوئے جا رہے ہیں۔

رب کریم نے تسلی دی کہ آپ ان کی فکر نہ کریں اور اپنے رب کی تسبیح و تمجید و عبادت کرتے رہیں کہ عبادت ہی سکون نفس کا بہترین ذریعہ ہے اور عبادت سے بہتر تسکین قلب کا کوئی سامان نہیں ہے۔

(۲) کفار و مشرکین بار بار پیغمبر اسلامؐ کا مذاق اڑاتے تھے کہ آپ جس عذاب سے ڈرانے والے تھے وہ کہاں چلا گیا اور کیوں نازل نہیں ہوتا۔ اُدھر مصلحت پروردگار انہیں ڈھیل دے رہی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پیغمبر اسلامؐ محزون ہوئے اور آپ کے حزن و ملال کو دیکھ کر قدرت نے عذاب کے قریب تر ہونے کی اطلاع دے دی اور کفسر کے پانچ سربراہوں پر دنیا ہی میں عذاب نازل کر دیا۔

ولید بن مغیرہ کے پاؤں میں تیر چبھ گیا اور وہ مر گیا۔

عاص بن وائل کے پاؤں میں کانٹا چبھ گیا اور وہ اسی سے مر گیا۔

اسود بن مطلب اندھا ہو کر مر گیا۔

خَصِيۡمٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۴﴾ وَ الۡاَنۡعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمۡ فِيۡهَا

یکا یک کھلا جھگڑالو بن گیا۔(4)اور اس نے جانوروں کو پیدا کیا جن میں تمہارے لیے

دِفۡءٌ وَّ مَنَافِعُ وَ مِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ﴿۵﴾ وَ لَكُمۡ فِيۡهَا

گرم پوشاک اور فوائد ہیں اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو۔(5)اور ان میں تمہارے لیے

جَمَالٌ حِيۡنَ تُرِيۡحُوۡنَ وَ حِيۡنَ تَسۡرَحُوۡنَ ﴿۶﴾ وَ تَحۡمِلُ

رونق بھی ہے جب تم انہیں شام کو واپس لاتے ہو اور صبح کو چرنے کے لئے بھیجتے ہو۔(6) اور وہ

اَثۡقَالَكُمۡ اِلٰى بَلَدٍ لَّمۡ تَكُوۡنُوۡا بٰلِغِيۡهِ اِلَّا بِشِقِّ الۡاَنۡفُسِ ؕ

تمہارے بوجھ اٹھا کر ایسے علاقوں تک لے جاتے ہیں جہاں تم جانفشانی کے بغیر

اِنَّ رَبَّكُمۡ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ۙ ﴿۷﴾ وَّ الۡخَيۡلَ وَ الۡبِغَالَ وَ

نہیں پہنچ سکتے تھے۔تمہارا رب یقیناً بڑا شفیق، مہربان ہے۔(7)اور (اس نے) گھوڑے خچر اور گدھے بھی (اس لیے پیدا کیے)

الۡحَمِيۡرَ لِتَرۡكَبُوۡهَا وَ زِيۡنَةً ؕ وَ يَخۡلُقُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸﴾

تا کہ تم ان پر سوار ہو اور وہ تمہارے لیے زینت بنیں، ابھی اور بھی (۳) بہت سی چیزیں پیدا کرے گا جن کا تمہیں علم نہیں ہے۔(8)

وَ عَلَى اللّٰهِ قَصۡدُ السَّبِيۡلِ وَ مِنۡهَا جَآئِرٌ ؕ وَ لَوۡ شَآءَ

اور سیدھا راستہ (دکھانا) اللہ کے ذمے ہے اور بعض راستے ٹیڑھے بھی ہیں اور اگر وہ چاہتا تو

لَهَدٰٮكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۹﴾ ع هُوَ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

تم سب کو ہدایت کرتا۔(9)وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جس سے

مَآءً لَّـكُمۡ مِّنۡهُ شَرَابٌ وَّمِنۡهُ شَجَرٌ فِيۡهِ تُسِيۡمُوۡنَ ﴿۱۰﴾

تمہیں پینے کو ملتا ہے اور اس سے درخت اگتے ہیں جن میں تم جانور چراتے ہو۔ (10)

عربی حاشیہ

4-دف گرمی کا سامان ہے اور دیگر منافع میں دودھ گھی، زمین کا جوتنا وغیرہ شامل ہے۔
یعنی پہلا مرحلہ دفع ضرر کا ہے اور دوسرا حصول فائدہ کا یا یوں کہاجائے کہ لباس اور مکان (خیمہ) کی اہمیت کھانے سے زیادہ ہے اور لفظ جمال بھی دلیل ہے کہ معاشرہ کا حسن اس وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ خود کفیل ہوجائے اور غذا اور لباس ومسکن کا مسئلہ حل ہوجائے۔
ف: آیات کریمہ میں جانور پالنے اور زراعت کرنے کی اہمیت کا تذکرہ کیا گیا ہے جس کے بغیر کسی معاشرہ کا حسن قائم نہیں رہ سکتا اور اسی اعتبار سے جانوروں کو زینت کہا گیا ہے کہ ان کے بغیر بڑے بڑے ممالک بھی زندہ نہیں رہ سکتے ہیں آلات اور اسلحہ نہ غذا سے بے نیاز بنا سکتے ہیں اور نہ پیداوار ہے۔

اردو حاشیہ

اسود بن عبد یغوث جلندر کی بیماری میں مر گیا اور حرث بن طلالہ کے ناک سے پیپ جاری ہوگئی اور وہ اسی طرح فی النار ہوگیا۔
(۳) یہ ایک واضح اشارہ ہے کہ رب العالمین کی نعمتیں صرف چند جانوروں تک محدود نہیں ہیں بلکہ آخر دنیا تک جتنی بھی نعمتیں ایجاد ہوتی رہیں گی اور جس قدر بھی وسائل نقل وحمل پیدا ہوتے رہیں گے وہ سب اسی کے فضل وکرم کا نتیجہ ہوں گے اور اس کے کرم سے ہٹ کر کوئی شے عالم وجود میں نہیں آسکتی ہے۔

يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَ الزَّيْتُوْنَ وَ النَّخِيْلَ وَ
جس سے وہ تمہارے لیے کھیتیاں، زیتون، کھجور، انگور اور

الْاَعْنَابَ وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً
ہر قسم کے پھل اگاتا ہے۔ غوروفکر سے کام لینے والوں کے لیے

لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ ۙ
ان چیزوں میں یقیناً نشانی ہے۔(11)اور اس نے تمہارے لیے رات اور دن

وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ وَ النُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ
اور سورج اور چاند (۴) کو مسخر کیا ہے اور ستارے بھی اس کے حکم سے مسخر ہیں۔عقل سے

فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ مَا ذَرَاَ لَكُمْ فِی
کام لینے والوں کے لیے ان چیزوں میں یقیناً نشانیاں ہیں۔(12)اور تمہارے لیے زمین میں رنگ برنگ کی

الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ
جو مختلف چیزیں اگائی ہیں نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے (۵) ان میں

یَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ
یقیناً نشانی ہے۔(13)اور اسی نے (تمہارے لیے) سمندر کو مسخر کیا تا کہ تم اس سے

لَحْمًا طَرِیًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ
تازہ گوشت کھاؤاور اس سے زینت کی وہ چیزیں نکالو جنہیں تم پہنتے ہو

وَ تَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ
اور آپ دیکھتے ہیں کہ کشتی سمندر کو چیرتی ہوئی چلی جاتی ہے تا کہ تم اللہ کا فضل (روزی)

عربی حاشیہ

5- اس مِن میں تبعیض کا مفہوم پایا جاتا ہے اور دوسرے مِن میں سببیت کا بھی مفہوم پایاجاتا ہے کہ پانی سے درخت بھی پیدا ہوتے ہیں۔

6- یہ علامت ہے کہ مذکورہ اشیاء صرف بطور مثال بیان کی گئی ہیں ورنہ رب العالمین کی نعمتیں قابلِ احصاء وشمار نہیں ہیں۔

7- یہ اشارہ ہے کہ زمین کے اوپر کی طرح زمین کے اندر بھی مختلف النوع نعمتیں پائی جاتی ہیں۔

8- مخر کے معنی پانی میں شگاف ڈالنے کے ہیں یعنی کشتیاں سینہ سمندر کو چیرتی چلی جارہی ہیں اور سمندر کی تہہ اس قدر سخت نہیں ہے کہ کشتی خشکی کی طرح ٹکرا کر رہ جائے۔

ف: تحقیقات کے مطابق زیتون میں اصلاح بدن کی طاقت کھجور کے اندر کیلشیم اور فاسفورس اور انگور کی دوائی طاقت اس امر کی علامت ہے کہ یہ صرف اس دور کے پھلوں کا تذکرہ نہیں

اردو حاشیہ

(۴) رات دن کے ساتھ آفتاب و ماہتاب کا تذکرہ اشارہ ہے کہ رات کا وجود ماہتاب کے بغیر بھی ہوسکتا ہے اور آفتاب کے برکات میں سے ایک برکت دِن کا وجود ہے ورنہ دن کے علاوہ بھی اس کے بےشمار فائدے ہیں جو اس کی تسخیر کے نتیجہ میں حاصل ہوتے ہیں ورنہ صرف دن ہی ہوتا اور دیگر برکات وخیرات نہ ہوتے۔

(۵) بلاغت کی دنیا میں یہ نکتہ قابل صد توجہ ہے کہ رب العالمین نے نباتات کو صاحبانِ فکر کے لئے نشانی قرار دیا ہے اور کائنات سماوی کو صاحبانِ عقل کے لئے آئیت بنایا ہے اور اس کے بعد زمین کے اندر کے ذخائر کو صاحبانِ ذکر وفکر و دعوت ونصیحت کے لئے علامت قرار دیا ہے...... اے کاش کوئی ان نکات پر سنجیدگی سے غور کر کے اسے کے وقائق وحقائق کو دریافت کرسکتا اور دوسرے افراد کو ان سے فیضیاب کرسکتا۔

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ

تلاش کرو اور شاید تم شکرگزار بنو۔(14) اور اس نے زمین میں پہاڑوں (۱) کو گاڑ دیا تا کہ

تَمِیْدَ بِكُمْ وَ اَنْهٰرًا وَّ سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾

زمین تمہیں لے کر ڈگمگا نہ جائے اور نہریں جاری کیں اور راستے بنائے تا کہ تم راہ پاتے رہو۔ (15)

وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ یَّخْلُقُ كَمَنْ

اور علامتیں بھی (بنائیں) اور ستاروں سے بھی لوگ راستہ معلوم کر لیتے ہیں۔(16) کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اس جیسا ہے

لَّا یَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا

جو پیدا نہیں کرتا؟ کیا تم غور نہیں کرتے؟(17) اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو انہیں شمار نہ کر سکو گے۔

تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۸﴾ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ

اللہ یقیناً بڑا درگزر کرنے والا، مہربان ہے۔(18) اور اللہ سب سے باخبر ہے جو تم پوشیدہ رکھتے ہو

وَ مَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا

اور جو ظاہر کرتے ہو۔(19) اور اللہ کو چھوڑ کر جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں

یَخْلُقُوْنَ شَیْـًٔا وَّ هُمْ یُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ ۚ

وہ کسی چیز کو خلق نہیں کر سکتے بلکہ خود مخلوق ہیں۔(20) وہ زندہ نہیں مردہ ہیں

وَ مَا یَشْعُرُوْنَ ۙ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ؑ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

اور انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔(21) تمہارا معبود بس ایک ہی معبود ہے

فَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّ

لیکن جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل (قبول حق کے لیے) آمادہ نہیں ہیں اور

المنزل ۳

عربی حاشیہ

ہے بلکہ ہر دور میں کام آنے والے پھلوں کی طاقت وصلاحیت کا تذکرہ ہے جس سے ہر دور کا انسان فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

ف: واضح رہے کہ جس طرح زمین پر پہاڑ اور دوسری علامتیں ہیں اور آسمان پر ستارے ہیں اسی طرح مذہبی دنیا میں ائمہ طاہرینؑ علامتِ ہدایت اور رسول اکرمؐ کی شخصیت نجم ہدایت ہے جس کے بغیر راہِ حق کا دریافت کرنا ناممکن ہے اور ہر قافلۂ بشریت کے بھٹک جانے کا امکان ہے۔

9- ''رواسی'' پائیدار پہاڑ اور ''مید'' کشتیوں کے اضطراب کو کہا جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) انسان غور کرے تو پروردگار عالم نے ہر ذرہ کائنات میں اپنے فضل و کرم اور احسانات کا ایک خزانہ بند کر دیا ہے پہلے زمین پھر زمین کا پانی پر قیام، پھر حرکت کو روکنے کے لئے پہاڑ، پھر چلنے کے لئے راستے پھر راستوں میں نہریں پھر نہروں اور راستوں میں علامتیں، پھر آسمان پر شناخت راہ کے ستارے اور پھر اس کے علاوہ بے شمار اور مخلوقات جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ قادر مطلق بھی ہے اور ارحم الراحمین بھی ہے۔

حیرت ان لوگوں کی عقل پر ہے جو ایسے قادر مطلق کے مقابلہ میں ان بے جان بتوں کو لے آتے ہیں جو نہ اپنے کام آ سکتے ہیں اور نہ اپنے ماننے والوں اور چاہنے والوں کے......! بے شک انتہائی حسین اور بلیغ بات کہی ہے اس مفسر نے جس نے یہ جملہ درج کیا ہے کہ عقل بشری کے انحطاط کا آخری درجہ یہ ہے کہ انسان اشرف المخلوقات اور عالم علوی کے خالق کا مقابلہ ان سر راہ افتادہ پتھروں سے کرے جن پر نجس العین کتے بھی پیشاب کر دیتے ہیں......'' وا اسفاه علىٰ هذه العقلية الصنمية۔

هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٢٢﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَ

وہ تکبر کر رہے ہیں۔(22) یہ حقیقت ہے کہ وہ جو کچھ پوشیدہ رکھتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے

مَا يُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿٢٣﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ

اللہ اسے جانتا ہے۔ وہ تکبر کرنے والوں کو یقیناً پسند نہیں کرتا۔(23) جب ان سے کہا جاتا ہے:

مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْۤا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٤﴾

تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے؟ تو کہتے ہیں: داستانہائے پارینہ۔ (24)

لِيَحْمِلُوْۤا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَ مِنْ

(گویا) یہ لوگ قیامت کے دن اپنا سارا بوجھ اور کچھ ان لوگوں کا

اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا

بوجھ بھی اٹھانا چاہتے ہیں جنہیں وہ نادانی میں گمراہ کرتے ہیں دیکھو! کتنا برا بوجھ ہے

يَزِرُوْنَ ﴿٢٥﴾ ع قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ

جو یہ اٹھا رہے ہیں۔(25) تحقیق ان سے پہلے لوگوں نے بھی مکاریاں کی ہیں

بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ

لیکن اللہ نے ان کی عمارت کو بنیاد سے اکھاڑ دیا پس اوپر سے چھت

فَوْقِهِمْ وَ اَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٦﴾

ان پر آگری اور انہیں وہاں سے عذاب نے آ لیا جہاں سے انہیں توقع نہ تھی۔ (26)

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَ يَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ

پھر اللہ انہیں قیامت کے دن رسوا کرے گا اور (ان سے) کہے گا: کہاں ہیں

عربی حاشیہ

10-لاجرم۔ بعض لوگوں کی نگاہ میں ایک کلمہ ہے جس کے معنی ہیں یقیناً اور بعض کی نگاہ میں مرکب ہے یعنی لاشک اور لاریب۔

11-اساطیر۔ اسطورہ کی جمع ہے جس طرح کہ اعاجیب اعجوبہ کی جمع ہے۔

اساطیر ان داستانوں کو کہاجاتا ہے جو کتابوں میں لکھ دی گئی ہیں اور ان کی کوئی اصل اور بنیاد نہیں ہے۔

12-قواعد وہ ستون ہیں جن پر عمارت قائم ہوتی ہے۔ گویا عذاب الٰہی نے پوری خیالی عمارت کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔

13-انسان غور کرے تو قیامت کی بے بسی کے موقع پر صرف اس سوال کے جواب کا مطالبہ کر لینا کہ وہ شرکاء کہاں ہیں جنھیں میرا شریک بنایا گیا تھا، ہزار عذاب جہنم سے بدتر عذاب ہے کہ روحانی تکلیف جسمانی تکلیف سے کہیں زیادہ اذیت ناک ہوتی ہے۔

اردو حاشیہ

الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

میرے وہ شریک جن کے بارے میں تم جھگڑتے تھے؟ (اس وقت)

الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۙ﴿۲۷﴾

صاحبان علم کہیں گے: آج کافروں کے لیے یقیناً رسوائی اور برائی ہے۔ (27)

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا

فرشتے جن کی روحیں اس حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ اپنے نفس پر ظلم کر رہے ہوں تب وہ کافر تسلیم کا

السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا

اظہار کریں گے (اور کہیں گے:) ہم تو کوئی برا کام نہیں کرتے تھے۔ (۷) ہاں! جو کچھ تم کرتے تھے اللہ یقیناً اسے

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

خوب جانتا ہے۔ (28) پس اب جہنم میں ہمیشہ رہنے کے لیے ان دروازوں میں

فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ

داخل ہو جاؤ کہ تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا نہایت برا ہے۔ (29) اور متقین سے پوچھا جاتا ہے:

اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ

تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں: بہترین (۸) چیز۔ نیکی کرنے والوں کے لیے

اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ

اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا گھر تو بہترین ہے ہی اور اہل تقویٰ کے لیے

وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۙ﴿۳۰﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا

یہ کتنا اچھا گھر ہے۔ (30) یہ لوگ دائمی جنت میں داخل ہوں گے

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ دوسروں کے گناہوں کی ذمہ داری اس طریقہ کار یا حرفِ باطل کی ایجاد کی بنا پر ہے جس نے دوسرے گروہ کو گمراہ کر دیا ہے اور اس طرح یہ ان کے اپنے ہی اعمال کا بوجھ ہے جو راہِ باطل کی دعوت دینے کی بنا پر ان کے ذمہ آیا ہے۔

ف: آیت نمبر ۳۰ میں لفظ خیر جامع ترین لفظ ہے جس سے قرآن مجید کے ہر منزلِ حیات پر خیر ہونے کا اعلان کیا گیا ہے اور یہ لفظ نور۔ شفا۔ رحمت وغیرہ سے زیادہ جامع ہے اس لئے پروردگار نے ایسے عقیدہ رکھنے والے افراد کی جزا بھی حسنہ کہہ کر عام کر دی ہے کہ جیسا حسین اور محکم عقیدہ تھا اسی انداز کی عام اور بہترین جزا ہے اور یہی بہترین منزل متقین ہے۔

اردو حاشیہ

(۷) کفار و مشرکین کی بے حیائی کی انتہا یہ ہے کہ موت کے لمحات میں بھی جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتے اور اطاعت کی آمادگی ظاہر کر کے یہ اظہار کرنا چاہتے ہیں کہ ہم نے کبھی کوئی برائی نہیں کی ہے جب کہ پروردگار نے خود یہ واضح اعلان کر دیا ہے کہ اس وقت کی ندامت ہرگز کام آنے والی نہیں ہے۔

(۸) کتنا فرق ہے کفار و مشرکین اور صاحبانِ ایمان کے ان خیالات و نظریات میں کہ صاحبانِ ایمان سے اسی قرآن کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو خالق و مالک پر اس قدر اعتبار رکھتے ہیں کہ خیر کے علاوہ کچھ نہیں کہتے ہیں اور کفار و مشرکین اسی قرآن کو اساطیر الاولین سے تعبیر کرتے ہیں اور بالکل بے بنیاد قرار دیتے ہیں۔

تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ لَهُمۡ فِیۡهَا مَا یَشَآءُوۡنَ ؕ

جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہاں ان کے لیے جو چاہیں گے (۹) موجود ہو گا۔

كَذٰلِكَ یَجۡزِی اللّٰهُ الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۳۱﴾ الَّذِیۡنَ تَتَوَفّٰهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ

اللہ اہل تقویٰ کو ایسا اجر دیتا ہے۔(31) جن کی روحیں فرشتے پاکیزہ حالت میں

طَیِّبِیۡنَ ۙ یَقُوۡلُوۡنَ سَلٰمٌ عَلَیۡكُمُ ۙ ادۡخُلُوا الۡجَنَّةَ بِمَا

قبض کرتے ہیں (اور انہیں) کہتے ہیں: تم پر سلام ہو! اپنے نیک اعمال کی جزا میں

كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۳۲﴾ هَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ [14] اِلَّاۤ اَنۡ تَاۡتِیَهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ

جنت میں داخل ہو جاؤ۔(32) کیا یہ لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ فرشتے (ان کی جان کنی کے لیے)

اَوۡ یَاۡتِیَ اَمۡرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ

ان کے پاس آئیں یا آپ کے رب کا فیصلہ آئے؟ ان سے پہلوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ﴿۳۳﴾

اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہیں۔ (33)

فَاَصَابَهُمۡ سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوۡا وَحَاقَ [15] بِهِمۡ مَّا كَانُوۡا

آخرکار انہیں ان کے برے اعمال کی سزائیں ملیں اور جس چیز کا یہ لوگ مذاق اڑاتے تھے

بِهٖ یَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۳۴﴾ ع وَقَالَ الَّذِیۡنَ اَشۡرَكُوۡا لَوۡ شَآءَ

اسی نے انہیں گھیر لیا۔(34) اور مشرکین کہتے ہیں: اگر اللہ چاہتا تو ہم

اللّٰهُ مَا عَبَدۡنَا مِنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ شَیۡءٍ نَّحۡنُ وَلَاۤ اٰبَآؤُنَا

اور ہمارے باپ دادا اس کے علاوہ کسی اور چیز کی پرستش نہ کرتے اور نہ اس کے

ع ۴ ۹ ۱۰

عربی حاشیہ

14- یہ نظر انتظار کے معنی میں ہے گویا کفار اس بات کا انتظار کررہے ہیں کہ فرشتے عذاب لے کر آجائیں تو یہ ایمان لانے کا ارادہ کریں۔

15- حاق بہم یعنی احاط بہم چاروں طرف سے گھیر لینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور اس امر کا اجزا کے بجائے اعمال کی طرف منسوب کرنا علامت ہے کہ اعمال ہی روز قیامت مجسم ہوکر سامنے آئیں گے اور اپنے عامل اور مجرم کو چاروں طرف سے گھیرلیں گے۔ اس عمل کے لئے جزا وغیرہ کے مقدر ماننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ مسئلہ تجسم اعمال اسلام کا تقریباً مسلم مسئلہ ہے۔

ف: بلاغ مبین پیغام الٰہی کا پوری صراحت اور وضاحت کے ساتھ پیش کر دینا ہے جس کے بعد کسی طرح کے شک وشبہ کی گنجائش نہ رہ جائے اور یہ انبیاء کرام کی ایک بڑی ذمہ داری رہی ہے جس راہ میں سب نے بیحد مشکلات کا

اردو حاشیہ

(۹) جنت کی اس صفت کا مقابلہ دنیا کی کسی نعمت سے نہیں ہوسکتا کہ دنیا میں انسان کو بقدرضرورت بھی سامان مل جائے تو بہت ہے۔ بقدر خواہش ملنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسانی خواہشات ایک طرح سے لامحدود ہیں اور دنیا کی نعمتیں بہرحال محدود ہیں لیکن جنت کو مالکِ کائنات نے جملہ خواہشات کا علاج بنایا ہے کہ وہاں انسان جو چیز بھی حاصل کرنا چاہے گا اسے سامنے حاضر ملے گی۔ اور اس طرح یہ بات واضح ہو جائے گی کہ ضرورت کے لئے دنیا بنائی گئی ہے اور خواہشات کے لئے جنت۔

وَ لَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ
حکم کے بغیر کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔ ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی

الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ
ایسا ہی کیا تھا، تو کیا رسولوں پر واضح انداز میں تبلیغ کے سوا کوئی

الْمُبِیْنُ ﴿۳۵﴾ وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ
اور ذمہ داری ہے؟(35)اور بتحقیق ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا ہے کہ

اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ
اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت کی بندگی سے اجتناب کرو پھر ان میں سے

هَدَى اللّٰهُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَیْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِیْرُوْا فِی
بعض کو اللہ نے ہدایت دی اور بعض کے ساتھ ضلالت پیوست ہو گئی لہٰذا تم لوگ زمین پر

الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۳۶﴾
چل پھر کر دیکھو کہ تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا تھا۔ (36)

اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ
اگر آپ (۱۰) ان کی ہدایت کے خواہاں ہوں بھی تو اللہ انہیں ہدایت نہیں دیتا جنہیں وہ ضلالت میں

یُّضِلُّ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۳۷﴾ وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ
ڈال چکا ہو اور نہ ہی کوئی ان کی مدد کرنے والا ہو گا۔(37)اور یہ لوگ اللہ کی سخت قسمیں کھا کر کہتے ہیں:

اَیْمَانِهِمْ ۙ لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ یَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا
جو مر جاتا ہے اسے اللہ زندہ کر کے نہیں اٹھاتا۔ کیوں نہیں اٹھائے گا؟

عربی حاشیہ

سامنا کیا ہے اور اس کا جبر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

16-اپنے اعمال اور اپنی گمراہی کی ذمہ داری پروردگار کے سر ڈال دینا ہر دور کے گمراہوں کا طریقہ رہا ہے۔عقیدۂ جبر درحقیقت کسی ایک امت کی ایجاد نہیں ہے بلکہ ہر دور کے گمراہوں کا یہی فلسفہ رہا ہے جو وراثتاً منتقل ہوتا رہتا ہے۔

17-رسول ظاہری بھی ہوسکتا ہے اور باطنی بھی کہ اسلامی نقطہ نگاہ سے عقل کو باطنی رسول کہا گیا ہے اور رسول کو ظاہری عقل۔

18-جہد۔ زحمت برداشت کرنے کے معنی یہ ہیں کہ پورا زور دے کر قسم کھائے کہ لوگوں کو اعتبار آ ہی جائے کہ قیامت آنے والی نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۰) حرص انسانی زندگی میں اچھی صفت نہیں ہے لیکن ہدایت کی حرص یقیناً ایک بہترین صفت ہے اور یہ اسی انسان میں پیدا ہوسکتی ہے جسے راہِ حق سے بے پناہ دلچسپی ہو اور وہ قوم سے بھی مکمل ہمدردی رکھتا ہوں اور ہر آن یہی چاہتا ہو کہ ساری قوم راہِ راست پر آ جائے اور کوئی گمراہ نہ ہونے پائے لیکن ظاہر ہے کہ یہ حرص اور یہ خواہش ارادہ تکوینی نہیں ہے کہ اس کا وقوع بہرحال ہو جائے لیکن یہ طرح کا جذبہ محبت ہے جو انسان کی ہدایت کا طلب گار ہوتا ہے لیکن اسے منزل جبر تک نہیں پہنچا سکتا ہے کہ منزل جبر تک پہنچنے کے بعد انسان ہدایت یافتہ بھی ہو جائے تو اجر وثواب سے بہرحال محروم رہے گا اور رسول کبھی اس امر کا خواہش مند نہیں ہوسکتا ہے کہ قوم اجر وثواب اور آخرت سے محروم ہو جائے۔

عَلَيۡهِ حَقًّا وَّ لٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝۳۸

یہ ایک ایسا برحق وعدہ ہے جو اللہ کے ذمے ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (38)

لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِىۡ يَخۡتَلِفُوۡنَ فِيۡهِ وَ لِيَعۡلَمَ الَّذِيۡنَ

تا کہ اللہ ان کے لیے وہ بات واضح طور پر بیان کرے جس میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں

كَفَرُوۡۤا اَنَّهُمۡ كَانُوۡا كٰذِبِيۡنَ ۝۳۹ اِنَّمَا قَوۡلُنَا لِشَىۡءٍ اِذَاۤ

اور کافر لوگ بھی جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے۔(39)جب ہم کسی چیز کا ارادہ کر لیتے ہیں تو

اَرَدۡنٰهُ اَنۡ نَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ۝۴۰ وَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا

بے شک ہمیں اس سے یہی کہنا ہوتا ہے: ہو جا! (۱۱) پس وہ ہو جاتی ہے۔(40)اور جنہوں نے

فِى اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا ظُلِمُوۡا لَـنُبَوِّئَنَّهُمۡ فِى الدُّنۡيَا

ظلم کا نشانہ بننے کے بعد اللہ کے لیے ہجرت کی انہیں ہم دنیا ہی میں ضرور

حَسَنَةً ‌ؕ وَلَاَجۡرُ الۡاٰخِرَةِ اَكۡبَرُ‌ ۘ لَوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ ۝۴۱

اچھا مقام دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے، اگر وہ جانتے ہوتے۔ (41)

الَّذِيۡنَ صَبَرُوۡا وَعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ ۝۴۲ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صبر کیا اور جو اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں۔(42) اور ہم نے آپ سے پہلے

مِنۡ قَبۡلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ‌ فَسۡـئَلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ

بھی مردان (حق) ہی کی طرف وحی بھیجی ہے۔ اگر تم لوگ نہیں جانتے ہو

اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝۴۳ بِالۡبَيِّنٰتِ[19] وَالزُّبُرِ‌ؕ وَاَنۡزَلۡنَاۤ

تو اہل ذکر (۱۲) سے پوچھ لو۔(43)(جنہیں) دلائل اور کتابیں دے کر بھیجا تھا اور (اے رسول) آپ پر بھی ہم نے

عربی حاشیہ

ف: ہجرت فی اللہ کمال اخلاص کی علامت ہے اور مظلومیت کی شرط اشارہ ہے کہ حتی الامکان ظلم کو برداشت کرنا چاہیے اس کے بعد جب مصلحت اسلام کا تقاضا ہو تب ہجرت کرنا چاہیے نہ یہ کہ مصائب کا رخ دیکھ کر فرار اختیار کرلیا جائے۔ اور میدان کو خالی چھوڑ دیا جائے۔

ف: مالک کائنات نے معجزات اور کتب کے مقابلہ میں قرآن مجید کو ذکر قرار دیا ہے جو یاددہانی کے معنی میں ہے اور یہ تسلسل دعوت الٰہی کی بہترین دلیل ہے اور ایسے ذکر کے اہل ذکر علماء یہود ونصاریٰ نہیں بلکہ ائمہ اطہار ہیں اگرچہ کفار کے حق میں علماء یہود ونصاریٰ بھی اہل ذکر تھے جو حق کی گواہی دے سکتے تھے۔

19- بینات۔ بینہ کی جمع ہے۔ واضح نشانی یعنی معجزہ۔ زُبر۔ زبور کی جمع ہے یعنی کتب اور صحیفے۔

اردو حاشیہ

(۱۱) جس نے ایک اشارہ کُن سے پوری کائنات پیدا کر دی ہے اس کے لئے دوبارہ پیدا کر دینا کوئی مشکل کام نہیں ہے وہ ایک حرف کن سے قیامت بھی اٹھا سکتا ہے اور قیامت میں مردوں کو بھی زندہ کر سکتا ہے۔ اس کے بارے میں اس طرح کی تشکیک کائنات کے پہلے وجود ہی کے بارے میں تشکیک کے مترادف ہے۔

(۱۲) یوں تو یہ حکم عام ہے اور ہر شخص کا فرض ہے کہ جس بات کو نہیں جانتا ہے اس کے جاننے والوں سے دریافت کرے اور جہالت پر اڑا نہ رہے لیکن روایات میں اہل ذکر سے اہل بیت طاہرینؑ کو مراد لیا گیا ہے کہ وہ دنیا کے تمام حقائق کے جاننے والے ہیں اور ہر نہ جاننے والے کی علمی تشنگی کو رفع کرنے والے ہیں۔

اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ
ذکر اس لیے نازل کیا ہے تا کہ آپ لوگوں کو وہ باتیں کھول کر بتا دیں جو ان کے لیے نازل کی گئی ہیں اور شاید وہ
يَتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِيۡنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنۡ يَّخۡسِفَ
(ان میں) غور کریں۔(44) جو بدترین مکاریاں کرتے ہیں کیا وہ اس بات سے بے خوف ہیں کہ
اللّٰهُ بِهِمُ الۡاَرۡضَ اَوۡ يَاۡتِيَهُمُ الۡعَذَابُ مِنۡ حَيۡثُ لَا
اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے (۱۳) یا ان پر ایسی جگہ سے عذاب لے آئے کہ جہاں سے
يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۴۵﴾ اَوۡ يَاۡخُذَهُمۡ فِىۡ تَقَلُّبِهِمۡ فَمَا هُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ ﴿۴۶﴾
انہیں خبر ہی نہ ہو؟(45) یا انہیں آتے جاتے ہوئے (عذاب الٰہی) پکڑ لے؟ پس وہ اللہ کو عاجز تو کر نہیں سکتے۔(46)
اَوۡ يَاۡخُذَهُمۡ عَلٰى تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّكُمۡ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۴۷﴾
یا انہیں خوف میں رکھ کر گرفت میں لیا جائے؟ پس تمہارا رب یقیناً بڑا شفقت کرنے والا، مہربان ہے۔ (47)
اَوَلَمۡ يَرَوۡا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنۡ شَىۡءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ
کیا انہوں نے اللہ کی مخلوقات میں ایسی چیز نہیں دیکھی جس کے سائے
الۡيَمِيۡنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمۡ دٰخِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَ
دائیں اور بائیں طرف سے عاجز ہو کر اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے جھکتے ہیں؟(48) اور
لِلّٰهِ يَسۡجُدُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ مِنۡ دَآبَّةٍ وَّ
آسمانوں اور زمین میں چلنے والی مخلوق اور فرشتے سب اللہ کے لیے
الۡمَلٰٓئِكَةُ وَهُمۡ لَا يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوۡنَ رَبَّهُمۡ مِّنۡ فَوۡقِهِمۡ
سجدہ کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔(49) وہ اپنے رب سے جو ان پر بالادستی رکھتا ہے ڈرتے ہیں

عربی حاشیہ

20- تقلب۔ چلتے پھرتے یا عالم مسافرت میں اور ''تخوف'' دہشت کے عالم میں یا بقول طبرسی دھیرے دھیرے کہ ایک دن مکمل استیصال ہو جائے۔

21- تفیأ۔ سایہ کا پلٹنا کہ وہ صبح کو مغرب کی طرف رہتا ہے اور زوال کے بعد مشرق کی طرف پلٹ آتا ہے اور دونوں حالتوں میں حکم خدا کا تابع ہوتا ہے یعنی اسی کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۳) اللہ نے کفار کو چار طرح کے دنیاوی عذاب سے باخبر کیا ہے:

۱۔ زمین میں دھنسا دیئے جائیں جس طرح کہ قارون کو دھنسا دیا گیا ہے۔

۲۔ اچانک عذاب آ جائے جس طرح کہ قوم لوطؑ پر عذاب نازل ہوا ہے۔

۳۔ سفر کی حالت میں تباہ ہو جائیں جیسا کہ بعض دیگر اقوام کا حشر ہوا ہے۔

۴۔ دھیرے دھیرے گھٹتے گھٹتے ایک دن فنا ہو جائیں اور انہیں اندازہ بھی نہ ہو۔

وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۩ ﴿٥٠﴾ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا

اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔(50)اور اللہ نے فرمایا: تم دو معبود نہ بنایا کرو۔

اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿٥١﴾

معبود تو بس ایک ہی ہے پس تم صرف مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔ (51)

وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا [22] ۭ

اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کی ملکیت ہے اور دائمی اطاعت صرف اسی کے لیے ہے۔

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ

تو کیا تم اللہ کے سوا دوسروں سے ڈرتے ہو؟(52)اور تمہیں جو بھی نعمت حاصل ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے

ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ [23] ﴿٥٣﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ

پھر جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچ جاتی ہے تو تم اس کے حضور زاری (۱۴) کرتے ہو۔(53) پھر جب اللہ تم سے تکلیف

الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٤﴾ لِيَكْفُرُوْا

دور کر دیتا ہے تو تم میں سے کچھ لوگ اپنے رب کے ساتھ شریک ٹھہرانے لگتے ہیں۔(54)اس طرح وہ ان نعمتوں کی ناشکری کرنا

بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۪ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَيَجْعَلُوْنَ

چاہتے ہیں جو ہم نے انہیں دے رکھی ہیں سو ابھی تم مزے کر لو کہ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا۔(55)اور یہ لوگ ہمارے دیے

لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ [24] نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا

ہوئے رزق میں سے ان کے لیے حصے مقرر کرتے ہیں جنہیں یہ نہیں جانتے۔ اللہ کی قسم اس افتراء کے بارے میں

كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿٥٦﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ

تم سے ضرور پوچھا جائے گا۔(56)اور انہوں نے اللہ کے لیے بیٹیاں قرار دے رکھی ہیں جس سے وہ پاک ومنزہ ہے

عربی حاشیہ

22-واصب یعنی دائم یعنی اطاعت مستمر۔

23-جوار۔ بلند آواز سے فریاد کرنا۔

24- یہ جہالت بتوں کی بھی صفت ہے کہ وہ کچھ نہیں جانتے ہیں اور مشرکین کی بھی صفت ہے کہ وہ ان بتوں کی حقیقت سے بھی بے خبر ہیں کہ ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

ف: سایہ موجودات کی بقا مسافر کی راحت اور اشیاء کے مشاہدہ کا بہترین ذریعہ ہے اور اسی لئے قرآن مجید نے اسے مستقل حیثیت دی ہے اور اس کے تابع حکم خدا ہونے کا اشارہ دیا ہے۔

ف: دفن بنات کا سلسلہ اگرچہ دو قبیلوں کی جنگ اور صلح سے شروع ہوا لیکن بعد میں ایک عام سماجی رسم کی شکل اختیار کر گیا جس کے اسباب اقتصادی، اجتماعی اور صنفی قسم کے تھے اور انھوں نے قوم کو حیوانیت کی منزل تک پہنچا دیا تھا۔ اسلام نے اس رسم کی شدت سے مخالفت کی اور بیٹیوں کو بلند ترین درجہ عنایت فرمایا یہاں تک کہ انھیں گل زندگی قرار دے دیا۔

اردو حاشیہ

(۱۴) یہ انسانی فطرت کا سب سے بڑا عیب ہے کہ اولاً تو اللہ سے نعمت لے کر اسے نظر انداز کر دیتا ہے۔

اور پھر جب مصیبت آن پڑتی ہے تو دوبارہ پھر اسی سے فریاد شروع کر دیتا ہے۔

اور پھر جب وہ مصیبت رفع ہو جاتی ہے تو اس کا شریک بنانے لگتا ہے اور کسی قیمت پر صراطِ مستقیم پر آنے کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے۔

وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ

اور (یہ لوگ) اپنے لیے وہ (اختیار کرتے ہیں) جو یہ خود پسند کریں (یعنی لڑکے)۔(57)اور جب ان میں سے کسی کو

وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ [25] ﴿٥٨﴾ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ

بیٹی کی خوشخبری (۱۵) دی جاتی ہے تو مارے غصے کے اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے۔(58)اس بری خبر کی وجہ سے

سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى

وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (اور سوچتا ہے) کیا اسے ذلت کے ساتھ زندہ رہنے دے یا اسے

التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿٥٩﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

زیر خاک دبا دے؟ دیکھو! کتنا برا فیصلہ ہے جو یہ کر رہے ہیں؟(59) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے

بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَ لِلّٰهِ الْمَثَلُ [26] الْاَعْلٰى ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ

ان کے لیے بری صفات ہیں اور اللہ کے لیے تو اعلیٰ صفات ہیں اور وہ بڑا غالب آنے والا،

الْحَكِيْمُ ﴿٦٠﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ

حکمت والا ہے۔(60)اور اگر لوگوں کے ظلم کی وجہ سے اللہ ان کا مواخذہ کرتا

عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّ لٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا

تو روئے زمین پر ایک جاندار بھی (زندہ) نہ چھوڑتا لیکن اللہ انہیں ایک مقررہ وقت تک مہلت دیتا ہے پس جب

جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٦١﴾

ان کا مقررہ وقت آ جاتا ہے تو وہ نہ گھڑی بھر کے لیے پیچھے ہو سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ (61)

وَ يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَ تَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ

اور یہ لوگ وہ چیزیں اللہ کے لیے قرار دیتے ہیں جو خود اپنے لیے پسند نہیں کرتے۔ اور ان کی زبانیں جھوٹ کہتی ہیں

عربی حاشیہ

25-وہ انسان جو غصہ سے تباہ ہوا جا رہا ہو اور اس کا اظہار نہ کر سکے تو گویا وہ خون یا زہر کے گھونٹ پی رہا ہے۔

26-مَثَل۔صفت کے معنی میں ہے کہ کفار کے پاس بدترین صفات ہیں اور رب العالمین کے پاس بلندترین صفات ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۵) دورِ جاہلیت کے خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ ان سے لڑکیوں کا وجود برداشت نہیں ہوتا تھا۔کوئی انہیں زندہ دفن کر دیتا تھا۔کوئی بلندی سے پھینک دیتا تھا۔کوئی پانی میں غرق کر دیتا تھا اور کوئی ذبح کر دیتا تھا۔ اور اسی کا نام حیا و غیرت رکھ لیا گیا تھا۔

یہاں تک کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کو دفن کرنا چاہا تو اس نے فریاد کی کہ بابا میری خطا کیا ہے لیکن اس نے دفن کر دیا جس کے بعد مسلمان بھی ہو گیا تو بقول خود اسے اسلام میں کوئی مزہ نہیں آیا اور کسی طرح کا سکون نصیب نہیں ہوا۔

بے شک جاہلیت میں لڑکیوں کو بے قصور مار ڈالنا ایک عظیم جرم تھا لیکن یہ جرم اس جرم سے یقیناً ہلکا تھا جو آج کے دور میں استعمار گر افراد عالمِ انسانیت پر ڈھا رہے ہیں اور ایک ایٹمی تجربہ کے لئے لاکھوں بے قصور انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں اور انہیں کسی طرح کا احساس بھی نہیں ہوتا ہے۔

اسلام نے بیٹی کو باپ کی زندگی کے لئے سامان سکون و راحت اور اس کے جنازہ کے لئے رونق و زینت قرار دیا ہے اور سرکار دو عالمؐ کی تو نسل بھی دنیا میں بیٹی کے دم سے قائم ہوئی ہے۔

أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۖ لَا جَرَمَ أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَأَنَّهُم

کہ ان کے لیے بھلائی ہے جب کہ ان کے لیے یقیناً جہنم کی آگ ہے اور یہ لوگ سب سے پہلے پہنچائے

مُّفْرَطُونَ[27] ﴿٦٢﴾ تَاللَّهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلٰى أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ

جائیں گے۔(62) اللہ کی قسم! آپ سے پہلے بہت سی امتوں کی طرف ہم نے (رسولوں کو) بھیجا لیکن شیطان نے

فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ

ان کے اعمال انہیں آراستہ کر کے دکھائے پس آج وہی ان لوگوں کا سرپرست ہے اور ان کے لیے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ

دردناک عذاب ہے۔(63) اور ہم نے صرف اس لیے آپ پر کتاب نازل کی ہے تا کہ آپ وہ باتیں ان کے لیے

لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ

واضح طور پر بیان کریں جن میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں اور ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور

يُؤْمِنُونَ ﴿٦٤﴾ وَاللَّهُ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ

رحمت ثابت ہو۔(64) اور اللہ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے زمین کو

الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٦٥﴾ ع

زندہ کیا اس کی موت کے بعد۔ سننے والوں کے لیے یقیناً اس میں نشانی ہے۔ (65)

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهِ

اور تمہارے لیے مویشیوں میں یقیناً ایک سبق ہے۔ ان کے شکم میں موجود گوبر اور خون کے درمیان سے

مِن بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ[28] لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشّٰرِبِينَ ﴿٦٦﴾

ہم تمہیں خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے خوشگوار ہے۔ (66)

عربی حاشیہ

27- مفرط۔ ر پر زبر کے ساتھ۔ وہ شخص جسے آگے بڑھا دیا جائے۔ اور ر کے زیر کے ساتھ خود حد سے آگے بڑھ جانے والا اور ر پر تشدید کے ساتھ کوتاہی کرنے والا ہے۔

28- دودھ کی کل حقیقت یہی ہے کہ جانور کی غذا کا ایک حصہ گوبر بن کر نکل جاتا ہے اور ایک حصہ خون کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے اور یہی خون تھنوں میں پہنچ کر دودھ کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو کیا ایک غذا کو اتنے مراحل سے گزار کر گوبر بننے والی چیز کو دودھ بنا دینا قدرت و رحمت پروردگار کی نشانی نہیں ہے۔

ف: اجل مسمّیٰ بظاہر وقت موت ہی ہے جس موقع تک ہر انسان کو مہلت دی جاتی ہے کہ اگر توبہ کرنا چاہے تو کر لے ورنہ اُسے ہلاک برباد کر دیا جائے گا۔

اردو حاشیہ

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا [29]

اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم نشے کی چیزیں بناتے ہو اور پاک رزق بھی

وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَ

بنا لیتے ہو۔ عقل سے کام لینے والوں کے لیے اس میں ایک نشانی ہے۔ (67) اور

اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّ

آپ کے رب نے شہد کی مکھی پر وحی (۱۶) کی کہ پہاڑوں اور درختوں اور لوگ

مِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ

جو عمارتیں بناتے ہیں ان میں گھر (چھتے) بنائے۔(68) پھر ہر قسم کے پھل (کارس) چوس لے

فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ

اور اپنے پروردگار کی طرف سے تسخیر کردہ راہوں پر چلتی جائے۔ ان مکھیوں کے شکم سے

مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

مختلف رنگوں کا مشروب نکلتا ہے جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔ غوروفکر کرنے والوں کے لیے

لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۛ وَ

اس میں ایک نشانی ہے۔(69)اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا پھر وہی تمہیں موت دیتا ہے اور

مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَیْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ

تم میں سے کوئی نکمی ترین عمر کو پہنچا دیا جاتا ہے تا کہ وہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے،

شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ ع وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى

اللہ یقیناً بڑا جاننے والا، قدرت والا ہے۔(70)اور اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر

ع ۹ ۱۵

عربی حاشیہ

29-یہ انسانی اعمال کی طرف اشارہ ہے کہ انسان اس شیرہ سے شراب بھی بنالیتا ہے اور بہترین رزق بھی ..... اس مسئلہ کا حلال وحرام سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ کونسی غذا حلال ہے اور کون سی حرام۔

واضح رہے کہ قرآن مجید نے پانی سے زمین کی زندگی کو سننے والوں کے لئے نشانی قرار دیا ہے اور شیرہ سے غذا فراہم کرنے کو عقل والوں کے لئے اور پھلوں سے شہد بنانے کو فکر والوں کے لئے جو اس بات کی علامت ہے کہ زمین کی زندگی واضح ترین مسئلہ ہے اور شیرہ سے غذا کی تشکیل قدرے عقل کی محتاج ہے اور پھلوں کے رس سے شہد کی تعمیر ایک مکمل فکر کی طلبگار ہے جس کے بعد ہی قدرت خدا کا مکمل اندازہ ہوسکتا ہے۔ اس کے علاوہ شہد کی مکھی کا وجود اور اس کا عمل آئندہ پھلوں کی پیدائش کا بھی بہترین سبب ہے جس کے بغیر پھلوں کے فنا ہوجانے کا بھی امکان پایا جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۶) یہ قدرت کی نشانیوں میں سب سے عظیم تر نشانی ہے ورنہ غذا کو دودھ میں تبدیل کر دینا یا مردہ زمین کو چند قطرے پانی سے زندہ بنا دینا بھی کوئی معمولی نشانی نہیں ہے۔

شہد کی مکھی کے لئے ایک فطری اشارہ ہے جو اس کی فطرت میں ودیعت کر دیا گیا ہے کہ وہ تین مقامات پر اپنے گھر بناتی ہے۔ پھر مختلف مقامات سے رس فراہم کرتی ہے اور اس کی حفاظت کا مکمل انتظام کرتی ہے اور آخر میں قانون الٰہی کے مطابق کام انجام دے کر شہد تیار کر لیتی ہے۔

یہ بھی صاحبانِ فکر ونظر کے لئے ایک اشارہ ہے کہ جو حکم خدا کے مطابق اس کے راستوں پر اطاعت کے ساتھ چلتا ہے وہی عالمِ انسانیت کے لئے بہترین شہد اور شفا کا سامان فراہم کرسکتا ہے ورنہ جو اس کے راستہ سے منحرف ہو جائے گا وہ شہد کو بھی زہر بنا سکتا ہے شہد فراہم نہیں کرسکتا۔

بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا بِرَآدِّي رِزْقِهِمْ عَلٰى
رزق میں فضیلت دی ہے۔ پھر جنہیں فضیلت دی گئی ہے وہ اپنا رزق اپنے غلاموں کو

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيهِ سَوَآءٌ ؕ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ
دینے والے نہیں (۱۷) ہیں کہ دونوں اس رزق میں برابر ہو جائیں ۔ کیا یہ لوگ اللہ کی نعمت سے

يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
انکار کرتے ہیں؟(71)اور اللہ نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے بیویاں بنائیں

اَزْوَاجًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّ
اور اس نے تمہاری ان بیویوں سے تمہیں بیٹے اور پوتے عطا کیے اور تمہیں

رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَتِ
پاکیزہ چیزیں عنایت کیں۔ تو کیا یہ لوگ باطل پر ایمان لائیں گے اور اللہ کی

اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا
نعمت کا انکار کریں گے؟(72) اور اللہ کو چھوڑ کر یہ لوگ ایسوں کی پوجا کرتے ہیں

يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ (30) وَ الْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّ
جنہیں نہ آسمانوں سے کوئی رزق دینے کا اختیار ہے اور نہ زمین سے اور نہ ہی وہ اس کام کو

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ
انجام دے سکتے ہیں۔(73)پس اللہ کے لیے مثالیں نہ دیا کرو، (ان چیزوں کو)

اللّٰهَ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا
یقیناً اللہ بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔(74)اللہ ایک غلام (۱۸) کی مثال بیان فرماتا ہے

عربی حاشیہ

30-انسان کا رزق زمین میں بھی ہے اور آسمان میں بھی ہے۔ آسمان سے پانی برستا ہے اور زمین سے غلہ پیدا ہوتا ہے بت نہ رزق کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی اور چیز کا۔

اردو حاشیہ

(۱۷) جب بندے اپنی فضیلت میں اپنے غلاموں کو شریک نہیں بناتے تو خدا اپنے کاروبار میں مخلوقات کو کس طرح شریک بنا لے گا آخر یہ بات ان مشرکین کی عقل میں کیوں نہیں آتی ہے۔

(۱۸) پروردگار عالم نے بتوں کی بے بسی کا تذکرہ کرنے کے بعد انسان کو مختلف مثالوں کے ذریعہ یہ سمجھایا ہے کہ اگر بے اختیار غلام صاحبِ خیر کے برابر نہیں ہوسکتا، گونگا انسان عدل و انصاف کا حکم دینے والے کے برابر نہیں ہوسکتا تو آخر یہ عاجز، بے بس اور گونگے بت رب العالمین کے برابر کس طرح ہو سکتے ہیں۔
انسان اس قدر عقل سے دور کیوں ہو گیا ہے اور اسے اس فرق کا اندازہ کیوں نہیں ہوتا ہے۔

عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّ مَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا

جو دوسرے کا مملوک ہے اور خود کسی چیز پر قادر نہیں اور دوسرا (وہ شخص) جسے ہم نے اپنی طرف سے

رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّ جَهْرًا ؕ هَلْ

اچھا رزق دے رکھا ہے پس وہ اس رزق میں سے پوشیدہ وعلانیہ طور پر خرچ کرتا ہے۔

يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ثنائے کامل اللہ کے لیے ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (75)

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَاۤ اَبْكَمُ [31] لَا يَقْدِرُ

اور اللہ دو مردوں کی مثال دیتا ہے۔ ان میں سے ایک گونگا ہے جو کسی چیز پر بھی قادر نہیں ہے

عَلٰى شَيْءٍ وَّ هُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا

بلکہ وہ اپنے آقا پر بوجھ بنا ہوا ہے۔ وہ اسے جہاں بھی بھیجے کوئی بھلائی نہیں لاتا۔

يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ

کیا یہ اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو انصاف کا حکم دیتا ہے

وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ ع وَ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ

ع ۱۰/۱۶

اور خود صراط مستقیم پر قائم ہے؟ (76) اور آسمانوں اور زمین کا غیب

وَالْاَرْضِ ؕ وَمَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ

اللہ کے لیے خاص ہے اور قیامت کا معاملہ تو ایسا ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا

اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۷۷﴾ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ

بلکہ اس سے بھی قریب تر۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔(77)اور اللہ نے تمہیں

عربی حاشیہ

31-۔ابکم۔ یعنی گونگا اور کلّ یعنی کاہل جو خود کچھ نہیں کرتا ہے اور دوسرے پر بوجھ بنا رہتا ہے اور اسی لئے روایات میں وارد ہا ہے کہ جو کاہل انسان دوسرے کے سر کا بوجھ بنا رہتا ہے وہ ملعون اور رحمتِ خدا سے دور ہے۔ رحمت خدا اہلِ جہد وجہاد کا حصہ ہے کاہلوں کا ورثہ نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

مِّنۢ بُطُوۡنِ اُمَّهٰتِكُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ شَيۡـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَـكُمُ

تمہاری ماؤں (۱۹) کے شکموں سے اس حال میں نکالا کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے اور اس نے

السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـئِدَةَ ۙ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمۡ

تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے کہ شاید تم شکر کرو۔(78) کیا

يَرَوۡا اِلَى الطَّيۡرِ مُسَخَّرٰتٍ فِىۡ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمۡسِكُهُنَّ

انہوں نے ان پرندوں کو نہیں دیکھا جو فضائے آسمان میں مسخر ہیں؟ اللہ کے سوا انہیں کسی نے

اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۷۹﴾ وَاللّٰهُ

تھام نہیں رکھا۔ ایمان (۲۰) والوں کے لیے یقیناً ان میں نشانیاں ہیں۔(79) اور اللہ نے

جَعَلَ لَـكُمۡ مِّنۡۢ بُيُوۡتِكُمۡ سَكَنًا (33) وَّجَعَلَ لَـكُمۡ مِّنۡ جُلُوۡدِ

تمہارے گھروں کو تمہارے لیے سکون کی جگہ بنایا ہے اور اس نے جانوروں کی کھالوں سے تمہارے لیے

الۡاَنۡعَامِ بُيُوۡتًا تَسۡتَخِفُّوۡنَهَا يَوۡمَ ظَعۡنِكُمۡ وَيَوۡمَ

ایسے گھر بنائے جنہیں تم سفر کے دن اور حضر کے دن میں ہلکا محسوس کرتے ہو اور ان جانوروں

اِقَامَتِكُمۡ ۙ وَمِنۡ اَصۡوَافِهَا وَاَوۡبَارِهَا وَاَشۡعَارِهَاۤ

(مثلاً بھیڑ) کی اون اور (اونٹ کی) پشم اور (بکرے کے) بالوں سے گھر کا سامان اور ایک مدت تک

اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيۡنٍ ﴿۸۰﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَـكُمۡ مِّمَّا

کے لیے (تمہارے) استعمال کی چیزیں بنائیں۔(80)اور اللہ نے تمہارے لیے اپنی پیدا کردہ

خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَـكُمۡ مِّنَ الۡجِبَالِ اَكۡنَانًا وَّجَعَلَ

چیزوں سے سائے بنائے اور پہاڑوں میں تمہارے لیے پناہ گاہیں بنائیں

عربی حاشیہ

32-ام کی جمع امات ہوتی ہے لیکن اس میں ایک ہا کا اضافہ کر دیا گیا ہے تا کہ صاحبانِ عقل اور بے عقلوں کی جمع میں فرق ہو جائے۔ لیکن بعض حضرات کی نظر میں یہ ہا تاکید کے لئے ہے۔

33- سکن۔ محل سکون واستقرار۔ ظعن۔ سفر۔ صوف۔ بھیڑی کا اون۔ وبر۔ اونٹ کے روئیں۔ شعر۔ بکری کے بال۔ اثاث۔ گھر کا سامان۔ متاع جس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ ظلال۔ ظل کی جمع ہے یعنی سائے۔ اکنان۔ کن کی جمع ہے یعنی جہاں انسان چھپ سکے۔ سرابیل۔ سربال کی جمع ہے یعنی قمیص اور پیراہن۔ باس۔ شدت یعنی جنگ اور لباسِ جنگ کا نام ہے ''زرہ''۔

ف: رزق کے مسئلہ میں خدا کے اختیارات اور اس کی ضمانت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا ہے اور سعی و کوشش کی تاثیر سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا ہے اور دونوں کے توافق کا نتیجہ یہ

اردو حاشیہ

(۱۹) تخلیق کائنات کے بعد انسان کو خود اس کی خلقت کا حوالہ دیا گیا ہے کہ وہ پیدا ہوا تھا تو اس قدر جاہل تھا کہ کچھ نہیں جانتا تھا اور اس کے بعد اس کی دی ہوئی صلاحیتوں سے اتنا اونچا ہو گیا کہ اسی کا انکار کرنے لگا جب کہ نعمتوں کے احساس اور احسان شناسی کا تقاضا تھا کہ اس کا شکر گزار ہوتا اور کفرانِ نعمت نہ کرتا۔

(۲۰) انسان پرندوں کے حالات پر غور کرے تو ایمان کے بے شمار راستے کھل جاتے ہیں۔ ایک جہاز کو فضا میں روکنے کے لئے کتنی مشینوں کی ضرورت ہوتی ہے اور کتنے آلات استعمال کرنا پڑتے ہیں اور اس کے بعد بھی ایندھن ختم ہو جائے تو فوراً ہی گر پڑتا ہے اور یہاں ایک ایک پرندہ مدتوں سے پرواز کر رہا ہے نہ ایندھن استعمال ہوتا ہے اور نہ آلات۔ صرف ایک قدرت خدا ہے جو سب کو فضائے بسیط میں روکے ہوئے ہے اور اسی کے اشارہ پر ساری کائنات چل رہی ہے۔

لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ[34] وَسَرَابِيلَ تَقِيكُمْ بَأْسَكُمْ ۚ

اور تمہارے لیے ایسی پوشاکیں بنائیں جو تمہیں گرمی سے بچائیں اور ایسی پوشاکیں

كَذَٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ ﴿٨١﴾

جو تمہیں جنگ سے بچائیں۔ اس طرح اللہ تم پر اپنی نعمتیں پوری کرتا ہے شاید تم فرمانبردار بن جاؤ۔ (81)

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٨٢﴾ يَعْرِفُونَ

پھر اگر یہ لوگ منہ موڑتے ہیں تو (اے رسول) آپ کی ذمے داری تو صرف واضح انداز میں تبلیغ کرنا ہے۔(82) یہ لوگ اللہ کی

نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ ﴿٨٣﴾ ع

ع ۱۱ / ۱۷

نعمت کو پہچان لیتے ہیں پھر اس کا انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر تو کافر ہیں۔ (83)

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ

اور اس روز ہم ہر امت میں سے ایک گواہ اٹھائیں گے پھر کافروں کو نہ تو اجازت دی جائے گی اور نہ ہی

كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ[35] ﴿٨٤﴾ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا

ان سے اپنے عقاب کو دور کرنے کے لیے کہا جائے گا۔(84) اور جب ظالم لوگ عذاب کو دیکھ لیں گے

الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿٨٥﴾ وَ

تو نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہو گی اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔(85) اور

إِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ

جنہوں نے شرک کیا ہے جب وہ اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے:

شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُو مِنْ دُونِكَ ۖ فَأَلْقَوْا

ہمارے پروردگار! یہ ہمارے وہی شریک ہیں جنہیں ہم تیری بجائے پکارتے تھے تو وہ (شرکاء)

عربی حاشیہ

ہے کہ انسان نہ اس قدر دوڑ دھوپ کرے کہ خدا سے اعتماد اٹھ جائے اور نہ اس قدر کاہل ہوجائے کہ کوشش کرنا بند کردے صحیح طریقہ کار یہ ہے کہ کوشش کرتا رہے اور رحمت الٰہی پر اعتماد بھی رکھے کہ وہ محنت کو ضائع نہ ہونے دے گا۔

34-اس حر سے مراد سرد و گرم دونوں ہیں۔ حرارت کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ عربستان کے لباس عام طور سے گرمی ہی سے بچانے کے لئے ہوا کرتے تھے۔

35-یعنی اتنا موقع بھی نہ دیا جائے گا کہ خدا کو راضی کرنے کے لئے کسی قول یا فعل کا انتظام کرسکیں۔

اردو حاشیہ

(۲۱) جب پروردگار عالم ان بندوں کو قابلِ معافی نہیں قرار دیتا جو خیمہ ڈیرہ کی نعمت سے فیضیاب ہوتے ہیں اور معمولی مکانات کے رہنے والے یا معمولی لباس کے پہننے والے ہیں اور رزق خدا کھا کر اس کی رزاقیت کا اقرار نہیں کرتے ہیں اور اس کے فضل و کرم کو اپنے شرکاء کی طرف منسوب کر دیتے ہیں تو ان قوموں کو کس طرح معاف کر دے گا، جنہیں پٹرول کی بے پناہ دولت دی ہے اور وہ اس بے حساب دولت سے بہرہ ور ہونے کے باوجود اطاعتِ خدا نہیں کرتے ہیں اور غیر اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں اور انہیں کے احکام کی پابندی کرتے ہیں اور عظمت پروردگار کا کھلم کھلا عملاً انکار کرتے ہیں۔

اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَ اَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ

اس بات کو مسترد کر دیں گے (اور کہیں گے:) بے شک تم جھوٹے [۲۲] ہو۔(86) اور اس دن وہ اللہ کے آگے

يَوْمَئِذِ ࣙ السَّلَمَ [36] وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾

سر تسلیم خم کر دیں گے اور ان کی افتراء پردازیاں ناپید ہو جائیں گی۔(87)

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ

جنہوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) راہ خدا سے روکا ان کے لیے ہم عذاب پر

عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَ يَوْمَ

عذاب کا اضافہ کریں گے اس فساد کے عوض جو یہ پھیلاتے رہے۔(88) اور (انہیں اس دن سے آگاہ کیجئے)

نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَ

جس روز ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ خود انہیں میں سے اٹھائیں گے اور

جِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ [37] ؕ وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ

آپ کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لے آئیں گے اور ہم نے آپ پر یہ کتاب ہر چیز کو

الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى

بڑی وضاحت سے بیان کرنے والی اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت اور بشارت بنا کر

لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ ع اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ

نازل کی ہے۔(89) یقیناً اللہ عدل اور احسان [۲۳] اور قرابتداروں کو (ان کا حق)

ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ [38] وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ ۚ

دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور برائی اور زیادتی سے منع کرتا ہے۔

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۸۳ میں ثم کا استعمال دلیل ہے کہ عرفان نعمت انکار سے مانع ہوتا ہے لیکن دوسرے عوامل گمراہی عمل کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ انسان ان سے مغلوب ہوکر انکار کردیتا ہے جس طرح کہ نعمت نبوت وامامت کا انکار کیا گیا ہے کہ اس کا سبب بھی سیاسی اور دنیاوی عوامل واسباب ہیں۔

ف: ''تبیان'' کہا جاتا ہے کہ تبیان اور تلقاء کے علاوہ یہ مصدر ہمیشہ ت کے زبر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔(روح البیان)

36- سلم۔ انقیاد اور اطاعت۔

37- اگرچہ دنیا میں پیغمبرؐ کی بھی ایک امت تھی لیکن قیامت میں انھیں ساری امتوں اور ساری نبوتوں کے گواہ کی حیثیت سے لایا جائے گا اور یہ علامت ہے کہ ان کی رسالت کا تعلق تمام امتوں اور نبوتوں سے ہے۔

38- فحشاء۔ بدکاری مثل زنا۔ لواط، شراب، جوا، جھوٹ، بہتان وغیرہ۔

اردو حاشیہ

(۲۲) قیامت کا منظر واقعاً قیامت کا منظر ہوگا جب مشرکین اپنے خداؤں کی طرف رخ کر کے انہیں ذمہ دار ٹھہرائیں گے اور ان کے خدا انہیں جھوٹا قرار دے کر یہ الزام لگائیں گے کہ انہوں نے ہمیں کیوں شریک بنایا تھا۔ ہم تو شریک بننے کے لائق نہیں تھے۔ یہ ان کی حماقت اور جہالت ہے اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔

(۲۳) ابن مسعود کا بیان ہے کہ قرآن مجید میں تمام ابواب خیر وشر کی جامع اس سے بہتر کوئی آیت نہیں ہے جس میں ہر طرح کے خیر کا حکم موجود ہے اور ہر طرح کی برائی سے روکا گیا ہے۔

عثمان بن مظعون کہتے ہیں کہ میں اسلام تو لے آیا تھا لیکن اطمینان اس آیت کے نزول کے بعد ہی ہوا کہ واقعاً اسلامی تعلیمات جامع ترین اور مفید ترین تعلیمات ہیں۔

يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾ وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ (39) اللّٰهِ اِذَا

وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے شاید تم نصیحت قبول کرو۔(90)اور جب تم عہد کرو تو اللہ سے

عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَ

عہد کو پورا کرو اور قسموں کو پختہ کرنے کے بعد نہ توڑو جب کہ تم

قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا

اللہ کو اپنا ضامن بنا چکے ہو۔ جو کچھ تم کرتے ہو یقیناً اللہ

تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ

اسے جانتا ہے۔(91)اور تم اس عورت (۲۴) کی طرح نہ ہونا جس نے پوری طاقت سے

قُوَّةٍ اَنْكَاثًا (40) ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ اَنْ

سوت کاتنے کے بعد اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ تم اپنی قسموں کو آپس میں

تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ

فساد کا ذریعہ بناتے ہو تا کہ ایک قوم دوسری قوم سے بڑھ جائے۔ اس بات کے ذریعے

وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ

اللہ یقیناً تمہیں آزماتا ہے اور قیامت کے دن تمہیں وہ بات کھول کر ضرور بتا دے گا جس میں تم اختلاف

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً

کرتے رہے۔(92)اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں ایک ہی امت بنا دیتا لیکن وہ جسے چاہتا ہے

وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْـَٔلُنَّ

گمراہ کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اس کے بارے میں

عربی حاشیہ

منکر۔ ہروہ عمل جسے عقل سلیم یا شرع مقدس بُرا قرار دے۔

بغی۔ یعنی قول یا عمل سے کسی شخص پر ظلم وتعدی کرنا۔

39- عہد۔ ہروہ پابندی جو انسان خود اپنے اوپر عائد کرے۔

نقض۔ عہد کو توڑ دینا۔

توکید۔ تاکید کی اصل ہے کہ اس میں واؤ ہے الف نہیں ہے۔

40- انکاث۔ نکث کی جمع ہے یعنی ٹکڑے ٹکڑے۔

دخل۔ ہر غیر صحیح کام جسے درمیان میں لے آیا جائے۔

ف: ''تبیان لکل شئ'' سے مراد ان تمام امور کا بیان ہے جو انسانی تربیت کے اصل اور مصدر کا بیان ہے جس کی تفصیل رسول اور اولی الامر سے معلوم ہوگی یاد رہے کہ قرآن پہلے مرحلہ پر بیان ہے اس کے بعد ہدایت اور پھر عمل کرنے

اردو حاشیہ

(۲۴) مکہ میں ایک احمق عورت تھی جو دن بھر سوت کاتتی تھی اور شام کو توڑ ڈالتی تھی۔ قرآن مجید نے عہد شکنی کرنے والوں کو اسی عورت سے تشبیہ دی ہے کہ یہ لوگ عہد کرتے ہیں اور پھر وفا نہیں کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ باہمی قرارداد میں نام خدا نہ آئے تو وعدہ ہے اور نام خدا آ جائے تو عہد ہے۔ وعدہ کا وفا کرنا ایک اخلاقی امر ہے اور عہد کا پورا کرنا شرعاً واجبات میں ہے کہ اس کی مخالفت کرنے میں کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔

عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا [41]

تم سے ضرور پوچھا جائے گا۔(93) اور تم اپنی قسموں کو اپنے درمیان فساد کا ذریعہ نہ بناؤ کہ

بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَ تَذُوْقُوا السُّوْٓءَ

قدم جم جانے کے بعد اکھڑ جائیں اور راہ خدا سے روکنے کی پاداش میں

بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾

تمہیں عذاب چکھنا پڑے اور (ایسا کیا تو) تمہارے لیے بڑا عذاب ہے۔ (94)

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ

اور اللہ کے عہد کو تم قلیل معاوضے میں نہ بیچو۔ اگر تم جان لو تو تمہارے لیے صرف

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَ

وہی بہتر ہے جو اللہ کے پاس ہے۔(95) جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم (۲۵) ہو جائے گا اور

مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۭ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ

جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے اور جن لوگوں نے صبر کیا ہے ان کے بہترین اعمال کی

بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ

جزا میں ہم انہیں اجر ضرور دیں گے۔(96) جو نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت

ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ [42]

بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے پاکیزہ زندگی ضرور عطا کریں گے اور ان کے

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ [43] مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾

بہترین اعمال کی جزا میں ہم انہیں اجر (بھی) ضرور دیں گے۔ (97)

عربی حاشیہ

والے کے لئے رحمت اور آخر میں تکمیل عمل پر اطاعت گزاروں کے لئے بشارت۔

ف: قرآنی مثال واضح کررہی ہے کہ عہدشکنی ایک زنانہ عمل ہے جس میں کسی طرح کی مردانگی نہیں پائی جاتی ہے اور اسی تناظر میں صلح امام حسنؑ کے بعد حاکم شام کے عمل کو دیکھنا چاہیے۔

41- ان آیات میں عہدشکنی سے بار بار منع کیا گیا ہے اور ہر مرتبہ اس کا ایک نیا نمونہ بیان کیا گیا ہے۔

کبھی یہ کہا گیا ہے کہ عہدشکنی مت کرو کہ تم نے خدا کو کفیل بنایا ہے اور کبھی یہ کہا گیا کہ عہد کے ذریعہ خدا تمھارا امتحان لے رہا ہے۔ مبادا کہ تم ناکامیاب ہوجاؤ اور کبھی دوسرے افراد کی گمراہی کے خطرہ کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ اس طرح راہِ خدا سے روکنے کے مجرم قرار پاسکتے ہو۔

42- اگرچہ حیاتِ طیبہ کا واقعی مصداق جنت کی زندگی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ لیکن خاصان خدا کی ذکر فکر سے معمور زندگی کو بھی

اردو حاشیہ

(۲۵) اسلام نے انسانی فکر کی بلندی کے لئے جو اسباب فراہم کئے ہیں ان میں سے ایک عقیدہ آخرت بھی ہے کہ انسان فطری طور پر مفاد پرست ہے اور وہ فائدے سے ہٹ کر کچھ سوچنے کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے اور اسے جب تک کسی کام میں فائدہ نظر نہیں آتا ہے وہ ہنسی خوشی اس کام کو انجام دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے۔ پروردگارِ عالم نے اس فطرت کا لحاظ رکھتے ہوئے فائدہ کے مفہوم کو وسیع تر بنا دیا اور یہ اعلان کر دیا کہ تم کوئی کام بھی فائدہ کے بغیر نہ کرو لیکن فائدہ کو صرف دنیا کے چند سکوں تک محدود نہ رکھو بلکہ فائدہ کا تصور اس سے کہیں زیادہ طویل وعریض اور وسیع تر قرار دو کہ دنیا کا فائدہ فنا ہو جانے والا ہے اور آخرت کا فائدہ باقی رہ جانے والا ہے اور اسی نکتہ کو جب انسان سمجھ لیتا ہے تو حر بن یزید ریاحی بن جاتا ہے اور جب اس نکتہ سے غافل ہو کر ملک رے کے چکر میں پڑ جاتا ہے تو عمر بن سعد بن جاتا ہے۔ دونوں کا بنیادی فرق فقط عقیدہ آخرت پر اعتماد اور اس کے مقابلہ میں دنیا داری اور مادیت پرستی میں مضمر ہے۔

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ

پس جب آپ قرآن پڑھنے لگیں تو راندہ درگاہ شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ

الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

لیا کریں۔(98)شیطان کو یقیناً ان لوگوں پر کوئی بالادستی حاصل نہ ہو گی جو ایمان لائے ہیں

وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ

اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔(99)اس کی بالادستی تو صرف ان لوگوں پر ہے جو اسے اپنا

يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَاِذَا بَدَّلْنَآ

(ع ۱۳ ۱۱ ۱۹)

سرپرست بناتے ہیں اور جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔(100)اور جب ہم ایک آیت کو

اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ

کسی اور آیت سے بدلتے ہیں تو اللہ بہتر جانتا ہے کہ کیا نازل کرے۔ یہ لوگ کہتے ہیں:

اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ

تم تو بس خود ہی گھڑ لاتے ہو۔ درحقیقت ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔(101) کہہ دیجیے: اسے روح القدس[۲۶] نے

الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

آپ کے رب کی طرف سے برحق نازل کیا ہے تا کہ ایمان لانے والوں کو ثابت (قدم) رکھے اور

هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ

مسلمانوں کے لیے ہدایت اور بشارت ثابت ہو۔(102) اور بتحقیق ہمیں علم ہے کہ یہ لوگ (آپ کے بارے میں)

اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ [44]

کہتے ہیں: اس شخص کو ایک انسان سکھاتا ہے۔ حالانکہ جس شخص کی طرف یہ نسبت دیتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے

عربی حاشیہ

پاکیزہ حیات سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

43- جزا کا معیار احسن اعمال ہے لیکن اس کا تعلق اعمالِ خیر کے درمیان بہترین عمل سے نہیں ہے بلکہ تمام زندگی کے اعمال کے مقابلہ میں بہترین اعمال سے ہے.....اور وہ ہر اطاعت پروردگار پر صادق آتا ہے۔

44- عجمی وہ شخص ہے جو عرب سے باہر کا رہنے والا ہو اور اعجمی وہ شخص ہے جس کی زبان صاف نہ ہو چاہے وہ عربستان ہی کا رہنے والا کیوں نہ ہو۔

کفار نے تعلیم قرآن کی نسبت ایک مرد رومی کی طرف دی تھی جو حضور سے قرآن سیکھنے آیا کرتا تھا۔ ظاہر ہے کہ وہ عجمی بھی تھا اور اعجمی بھی جب کہ قرآن مجید عربی ادب اور فصاحت و بلاغت کا شاہکار اور معجزہ ہے۔

ف: "ماعنداللہ" صرف صدقات و خیرات اور کارخیر کا نام نہیں ہے اور نہ ان کا انحصار خدائی خزانوں میں ہے۔ انسان خود بھی ایمان و کردار سے

اردو حاشیہ

(۲۶) جبریل کو روح القدس اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ وہ ایک مقدس کتاب کے لانے والے اور اس کے پیغام کے پہنچانے والے تھے۔

وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اور یہ (قرآن) تو واضح عربی زبان ہے۔(103) جو لوگ اللہ کی نشانیوں پر ایمان نہیں لاتے

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾

یقیناً اللہ ان کی ہدایت نہیں کرتا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (104)

اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ

جھوٹ تو صرف وہی لوگ افتراء کرتے ہیں جو اللہ کی نشانیوں پر ایمان

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ

نہیں لاتے اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔(105) جو شخص اللہ کا انکار کرے اس پر

اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ

ایمان لانے کے بعد سوائے اس کے جسے مجبور (۲۷) کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو

مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ

(تو کوئی حرج نہیں) لیکن جنہوں نے دل کھول کر کفر اختیار کیا ہو تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

بڑا عذاب ہے۔(106) یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے آخرت کے مقابلے میں

عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

دنیا کی زندگی کو پسند کیا ہے اور اللہ کافروں کی ہدایت نہیں کرتا۔ (107)

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ

یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے

عربی حاشیہ

عنداللہ ہوجائے تو بقائے دوام حاصل کرسکتا ہے ورنہ کائنات کا مزاج فنا پسند ہے اور ہر شے ہمیشہ روبہ زوال ہے سالگرہ سال میں اضافہ نہیں ہے ایک سال کے اپنے پاس سے گرنے کا نام ہے۔

ف: سید قطب کا بیان ہے کہ ۱۹۵۴ء میں روس میں قرآن مجید پر اعتراض کرنے کا سیمنار ہوا تو آخر میں اعلان کیا گیا کہ یہ محمدؐ یا عرب کے بس کا کلام نہیں ہے۔ اس میں باہر والوں کا بھی ہاتھ ہے ورنہ اس قدر جامع کلام ناممکن ہے۔ عدو شود سبب خیر.....

45- کلمہ حصر علامت ہے کہ دنیا میں افترا پردازی کرنے والے مسلمان بھی ہیں تو یہ درحقیقت کافر اور ملعون ہیں۔ اور آخرت میں ان کا حشر کفار ہی جیسا ہوگا۔

اور اسی لئے روایت میں وارد ہوا ہے کہ سرکار دو عالمؐ سے پوچھا گیا کہ کیا مسلمان جھوٹ بول سکتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں اور اس کے بعد اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی جس کا

اردو حاشیہ

(۲۷) علامہ فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں یہ واقعہ درج کیا ہے کہ کفار نے ابتدائی دور کے مسلمان عمار، یاسر، سمیہ، صہیب، بلال، حباب اور مسلم وغیرہ کو اس قدر ستایا کہ یاسر اور سمیہ کو قتل ہی کر ڈالا اور عمار پر اس قدر دباؤ ڈالا کہ انہوں نے عاجز آ کر زبان پر کلمہ کفر جاری کر دیا۔ اصحاب میں شور ہوگیا اور عمار کافر ہوگئے۔ سرکار دو عالمؐ کو اطلاع ملی تو فرمایا عمار سراپا اسلام سے معمور ہیں اور ایمان ان کے رگ و پے میں سرایت کر گیا ہے۔ پھر جب عمار روتے ہوئے حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ دوبارہ جبر کریں تو پھر وہ کلمات ادا کر دینا کہ رب العالمین نے تمہاری شان میں یہ آیت نازل فرمائی ہے۔

آیت کریمہ تقیہ کے جواز اور اس کے ممدوح ہونے کی بہترین دلیل ہے۔ اور اس کے بعد تقیہ کا مذاق اڑانا اور اسے کتمان حق سے تعبیر کرنا قرآن مجید سے صریحی جہالت یا اسلام کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔

وَاَبۡصَارِهِمۡ‌ ۚ وَ اُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡغٰفِلُوۡنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ

مہر لگا دی ہے اور یہی لوگ غافل ہیں۔(108)لازماً آخرت میں

اَنَّهُمۡ فِى الۡاٰخِرَةِ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ

یہی لوگ خسارے میں رہیں گے۔(109) پھر آپ کا پروردگار

لِلَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا فُتِنُوۡا ثُمَّ جٰهَدُوۡا

یقیناً ان لوگوں کے لیے جنہوں نے آزمائش میں مبتلا (۲۸) ہونے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا

وَصَبَرُوۡۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنۡۢ بَعۡدِهَا لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۱۰﴾ ع

اور صبر سے کام لیا ان باتوں کے بعد آپ کا رب یقیناً بڑا بخشنے والا، مہربان ہے۔ (110)

يَوۡمَ تَاۡتِىۡ كُلُّ نَفۡسٍ تُجَادِلُ (46) عَنۡ نَّفۡسِهَا وَ تُوَفّٰى كُلُّ

اس دن ہر شخص اپنی صفائی کی حجتیں قائم کرتے ہوئے پیش ہو گا اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا

نَفۡسٍ مَّا عَمِلَتۡ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ

پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔(111) اور اللہ ایسی بستی کی مثال دیتا ہے

مَثَلًا قَرۡيَةً كَانَتۡ اٰمِنَةً مُّطۡمَئِنَّةً يَّاۡتِيۡهَا رِزۡقُهَا

جو امن سکون سے تھی، ہر طرف سے اس کا وافر رزق اسے پہنچ رہا تھا پھر اس نے

رَغَدًا مِّنۡ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتۡ بِاَنۡعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ

اللہ کی نعمات کی ناشکری شروع کی تو اللہ نے ان حرکتوں کی

لِبَاسَ الۡجُوۡعِ وَالۡخَـوۡفِ بِمَا كَانُوۡا يَصۡنَعُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدۡ

وجہ سے انہیں بھوک اور خوف کا ذائقہ چکھا دیا۔ (112) اور بتحقیق ان کے

عربی حاشیہ

مفہوم یہ ہے کہ اگر جھوٹ بولے گا تو سمجھو کہ مسلمان نہیں ہے۔

لیکن واضح رہے کہ اکراہ اور مجبوری کے مقام کو قرآن مجید ہی نے مستثنیٰ کر دیا ہے جو تقیہ کے جواز کی بہترین دلیل ہے بشرطیکہ اس سے دین خطرہ میں نہ پڑتا ہو ورنہ تقیہ حرام ہو جائے اور حفظِ دین بہرحال واجب ہوگا۔

ف: آیت نمبر ۱۱۲ میں لباس کے ساتھ ذائقہ کا لفظ علامت ہے کہ جس طرح کھانے کپڑے کی طرف سے مطمئن تھی اسی طرح عذاب نے انھیں گھیر لیا اور لباس اور غذا دونوں کی جگہ بھوک اور خوف نے لے لی کہ بھوک غذا بن گئی اور خوف لباس جس سے بچنے کے لئے اب کوئی دوسرا لباس نہیں ہے۔ کاش ضرورت سے زیادہ غذائیں تیار کر کے پھینکنے والے اس صورتِ حال کی طرف متوجہ ہوتے اور اس سے عبرت حاصل کرتے۔

46-جدال عن النفس یعنی دفاع کرنا اور

اردو حاشیہ

(۲۸) یہ آیت کریمہ ان اصحاب کے بارے میں ہے جنہوں نے ہجرت نہیں کی اور بعض کفار کے ہم خیال بھی ہو گئے اور بعد میں ہوش آیا تو توبہ بھی کی اور ہجرت بھی کی۔ اب چونکہ ان کی ہجرت میں جہاد بھی شامل ہو گیا جو دلیل اخلاص تھا تو پروردگار نے انہیں معاف کر دیا۔

جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ
پاس خود انہی میں سے ایک رسول آیا تو انہوں نے اسے جھٹلایا پس انہیں عذاب نے اس حال میں
وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا
آ لیا کہ وہ ظالم تھے۔(113)پس جو حلال اور پاکیزہ رزق اللہ نے تمہیں دیا ہے اسے کھاؤ
وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا
اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسی کی بندگی کرتے ہو۔(114)اس نے تو تم پر
حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ
صرف مردار اورخون اور سور کا گوشت اور اس چیز کو جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو حرام کر دیا ہے۔ پس اگر کوئی
اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ
مجبور ہوتا ہے نہ (قانون کا) باغی ہو کر اور نہ (ضرورت سے) تجاوز کا مرتکب ہو کر تو اللہ یقیناً بڑا
اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ
معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔(115)اور جن چیزوں پر تمہاری زبانیں جھوٹے احکام لگاتی ہیں
الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ
ان کے بارے میں نہ کہو یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ
الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا
تم اللہ پر جھوٹ افتراء کرو۔ جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں وہ یقیناً فلاح
يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۖ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾
نہیں پاتے۔(116)چند روز کیف ہے اور پھر ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (117)

عربی حاشیہ

نجات کے لئے کوشش کرنا۔

47-اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ اس سے مکہ والے ہی مراد ہیں کہ انھیں دعائے خلیل کے طفیل رزق صالح مل رہا تھا لیکن انھوں نے کفر اختیار کیا اور آخرت میں بھوک اور خوف کا شکار ہو گئے۔

48-اس دائرہ میں وہ جانور بھی شامل ہیں جنھیں غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہے اور وہ جانور بھی شامل ہیں جنھیں خدا کے نام پر ذبح نہیں کیا جا سکتا جیسے کتا وغیرہ۔ ورنہ آیت کریمہ میں صرف سور کا ذکر ہے اور دیگر جانوروں کا تذکرہ نہیں ہے۔

مذکورہ اشیاء میں بھی بعض کی حرمت طبی ہے اور بعض کی اخلاقی کہ اسلام دونوں باتوں پر نگاہ رکھتا ہے اور صرف طبی نقصانات کا لحاظ نہیں رکھتا ہے۔

نیز واضح رہے کہ یہودیوں کے لئے مزید اشیاء کی حرمت ان کے اعمال کی سزا ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۹) یہ قدرت کا ایک مسلمہ اصول ہے کہ وہ پہلے انسان کو مختلف نعمتوں سے نوازتا ہے۔ اس کے بعد اس سے شکر کا مطالبہ کرتا ہے۔ اب اگر شکر یہ ادا کر دیتا ہے یعنی نعمتوں کو اس کے بتائے ہوئے راستوں پر صرف کر دیتا ہے تو وہ مزید نعمتیں عطا کر دیتا ہے اور اگر کفرانِ نعمت کرتا ہے اور اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرتا ہے تو وہ اس نعمت کو بھی سلب کر لیتا ہے اور اسے مختلف قسم کے عذاب میں بھی مبتلا کر دیتا ہے اور اس عذاب کی ایک نمایاں مثال بھوک اور خوف ہے کہ قرآن مجید نے ان دونوں چیزوں کا ذکر مختلف مقامات پر کیا گیا ہے۔

کہیں ''انسان کا امتحان بھوک اور خوف سے ہوگا۔''

کہیں ''منکرین نعمت کو بھوک اور خوف کی سزا دی جائے گی۔

کہیں ''رب البیت العتیق کی عبادت کرو کہ یہ عبادت انسان کو بھوک میں کھانا دلاتی ہے اور خوف میں امن کا سامان فراہم کرتی ہے۔''

اور درحقیقت دورِ حاضر کا سب سے بڑا عالمی مسئلہ بھی یہی بھوک اور خوف کا مسئلہ ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ یقیناً انسان نے کفرانِ نعمت کیا ہے تو یہ عذاب نازل ہو گیا ہے اور مالک کی عبادت اور اطاعت شروع کر دے گا تو یقیناً یہ عذاب برطرف ہو جائے گا۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ

اور جنہوں نے یہودیت اختیار کی ہے ان پر وہی چیزیں ہم نے حرام کر دیں جن کا ذکر پہلے ہم

قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

آپ سے کر چکے ہیں اور ہم نے تو ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔(118)

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا

پھر بے شک آپ کا رب ان کے لئے جنہوں نے نادانی میں برا عمل کیا پھر اس کے بعد توبہ کر لی

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ

اور اصلاح کر لی تو یقیناً اس کے بعد آپ کا پروردگار بڑا بخشنے والا،

رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ ع اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً [49] قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۗ وَلَمْ

ع ۱۵ ۹ ۲۱

مہربان ہے۔(119) ابراہیم (اپنی ذات میں) ایک امت [۳۰] تھے اللہ کے فرمانبردار اور (اللہ کی طرف) یکسو

يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ ۙ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۗ اِجْتَبٰىهُ

ہونے والے تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے۔(120) (وہ) اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے۔ اللہ نے انہیں

وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ۗ

برگزیدہ کیا اور صراط مستقیم کی طرف ان کی ہدایت کی۔(121) اور ہم نے دنیا میں انہیں بھلائی دی

وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ۗ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ

اور آخرت میں وہ صالحین میں سے ہیں۔(122) (اے رسول) پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی کہ

اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

یکسوئی کے ساتھ ملت ابراہیمی کی پیروی کریں اور ابراہیم مشرکین میں سے نہ تھے۔ (123)

عربی حاشیہ

اس سے عام قانون کا استفادہ نہیں کیا جاسکتا ہے اور نہ عمومی حرمت پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔

ف: آیت کریمہ میں توبہ کے لئے ثم۔ من بعد ذلک اور ''من بعدہا'' کے الفاظ دلیل ہیں کہ توبہ کی قبولیت انتہائی آسان شئے نہیں ہے اس کے لئے وقفہ درکار ہے اور ندامت کے ساتھ کردار کی اصلاح ضروری ہے ورنہ صرف استغفار کا کوئی اثر نہیں ہے۔

49- مفسرین نے امت کے چار معنی بیان کئے ہیں جن میں سے ایک مستقل قوم کے معنی ہیں اور ایک امام اور پیشوا کے معنی ہیں۔

50- ہفتہ کے بارے میں یہودیوں میں طرح طرح کے اختلافات تھے۔ یہ بھی اختلاف تھا کہ یہ عید کا دن ہے یا نہیں۔ یہ بھی اختلاف تھا کہ اس دن شکار ہوسکتا ہے یا نہیں۔ یہ بھی اختلاف تھا کہ اس دن کوئی کام کیا جائے یا نہیں وغیرہ۔

اردو حاشیہ

(۳۰) کفار و مشرکین کو ان کی جہالت اور حماقت پر تنبیہ کرنے کے بعد جناب ابراہیمؑ کا تذکرہ کیا گیا کہ وہ کفار کے نزدیک بھی محترم تھے تو یہ ایک اشارہ تھا کہ پھر ان کے راستہ کو کیوں اختیار نہیں کرتے ہو۔

وہ مطیع خدا بھی تھے۔ باطل سے کنارہ کش بھی تھے، شکر گزار بندے بھی تھے، منتخب خدا بھی تھے، صراط مستقیم پر بھی تھے، دنیا میں نیکی کے مالک بھی تھے اور وہ آخرت کے صالحین میں سے بھی تھے۔

ان کے اتباع کا حکم پیغمبرؐ اسلام کو بھی دیا گیا ہے کہ دونوں کا راستہ ایک ہی ہے اور اس طرح کفار کو اطمینان ہو جائے گا کہ یہ ابراہیمؑ کے خلاف کوئی مذہب لے کر نہیں آئے ہیں۔

إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ
سبت (کا احترام) ان لوگوں پر لازم کیا گیا تھا جنہوں نے اس بارے میں اختلاف کیا اور آپ کا

لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٢٤﴾
رب قیامت کے دن ان کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں یہ لوگ اختلاف کرتے تھے۔ (124)

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
(اے رسول) حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ اپنے پروردگار کی راہ کی طرف دعوت دیں

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ
اور ان سے بہتر انداز میں بحث کریں۔ یقیناً آپ کا رب بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے

ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١٢٥﴾ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ
بھٹک گیا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔(125)اور اگر تم بدلہ لینا چاہو تو

فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ ۖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ
اسی قدر بدلہ لو جس قدر تمہارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور اگر تم نے صبر کیا تو یہ صبر کرنے والوں کے

خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ﴿١٢٦﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ وَلَا
حق میں بہتر ہے۔(126)اور آپ صبر کریں اور آپ کا صبر صرف اللہ کی مدد سے ہے اور ان (مشرکین)

تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ﴿١٢٧﴾
کے بارے میں حزن نہ کریں اور نہ ہی ان کی مکاریوں سے تنگ ہوں۔ (127)

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ﴿١٢٨﴾
اللہ یقیناً تقویٰ اختیار کرنے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (128)

ع ۱۶ ۹ ۲۲

عربی حاشیہ

51- حکمت یعنی بات کو دلائل و براہین کے ذریعہ محکم بنا کر پیش کیا جائے۔

موعظہ حسنہ یعنی اس طرح بات کہی جائے کہ انسان کو خود اپنی غلطی کا احساس ہو جائے اور تنبیہ نہ کرنا پڑے۔

جدال احسن یعنی مقصد اظہار حق ہو۔ صرف اپنی برتری یا اپنی بات کی برتری مقصود نہ ہو۔

ف: اس مقام پر جناب ابراہیمؑ کی چار صفتیں اور اس کے مقابلہ میں انھیں ملنے والی پانچ نعمتیں بیان کی گئی ہیں اور پورے سورہ نحل میں چالیس عظیم نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے اور اسی لئے اسے سورہ نعم کہا جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۳۱) بعض مفسرین کا بیان ہے کہ جنگِ احد کے مظالم کے بعد مسلمانوں نے طے کر لیا تھا کہ ہمیں موقع ملا تو ہم بھی لاشوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے تو رب العالمین نے ہدایت دی کہ خبردار تعدی سے کام نہ لینا کہ صبر سے کام لینا بہتر ہے۔ اگرچہ امداد الٰہی کے بغیر صبر کرنا بھی آسان کام نہیں ہے لیکن صبر کے نتائج ہمیشہ بہتر ہی ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ آیت مدنی ہے اگرچہ اصل سورہ مکی ہے اس لئے کہ احد کے واقعہ مدینہ میں پیش آیا ہے مکہ میں نہیں۔

اٰیاتها ۱۱۱ ۱۷ سُورۃُ بَنِیٓ اِسرَآءِیلَ مَکِّیَّۃٌ ۵۰ رکوعاتها ۱۲

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِهٖ لَيۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ

پاک ہے وہ جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام سے اس مسجد اقصیٰ تک لے گیا

اِلَى الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَكۡنَا حَوۡلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنۡ

جس کے گرد وپیش میں ہم نے برکتیں رکھیں تا کہ ہم انہیں اپنی نشانیاں دکھائیں،

اٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ ۝۱ وَاٰتَيۡنَا مُوۡسَى

یقیناً وہ خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے۔(1)اور ہم نے موسیٰ کو

الۡكِتٰبَ وَجَعَلۡنٰهُ هُدًى لِّبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اَلَّا تَتَّخِذُوۡا

کتاب دی اور انہیں بنی اسرائیل کے لیے ہدایت قرار دیا کہ میرے علاوہ

مِنۡ دُوۡنِىۡ وَكِيۡلًا ؕ ۝۲ ذُرِّيَّةَ مَنۡ حَمَلۡنَا مَعَ نُوۡحٍ ؕ اِنَّهٗ

کسی کو کارساز نہ بناؤ۔(2) چونکہ تم ان لوگوں کی اولاد ہو جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا۔

كَانَ عَبۡدًا شَكُوۡرًا ۝۳ وَقَضَيۡنَاۤ اِلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ

نوح یقیناً بڑے شکر گزار بندے تھے۔(3)اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں

فِى الۡكِتٰبِ لَـتُفۡسِدُنَّ فِى الۡاَرۡضِ مَرَّتَيۡنِ وَلَتَعۡلُنَّ

آگاہ کر دیا تھا کہ تم زمین میں دو مرتبہ ضرور فساد برپا کرو گے اور ضرور بڑی

عربی حاشیہ

ف: واقعہ معراج نہ کشش زمین سے متصادم ہے اور نہ خلائی زندگی سے۔ اس کی راہ میں نہ گرمی آفتاب رکاوٹ۔ ہے اور نہ خلائی شعاعیں۔ زمانہ بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ یہ سفر مخصوص قدرت پروردگار کا نتیجہ ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

1- سبحان تسبیح اور پاکیزگی کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اس کا محل استعمال تعجب کا موقع ہوتا ہے۔

اسراء کے معنی رات کے سفر کے ہیں۔

لیلاً تھوڑے سے وقت کی طرف اشارہ ہے اور عبد جسم وروح کے مجموعہ کا نام ہے۔

مسجد الحرام خانہ کعبہ کے گرد مسجد کا نام ہے اور بروایتے یہ معراج حضرت ام ہانی دختر حضرت ابوطالب کے گھر سے ہوئی تھی۔

مسجد اقصیٰ ہیکل سلیمانی کا نام ہے جسے بُعد مسافت کی بنا پر اقصیٰ کہا گیا ہے۔ برکت سے مراد دین ودنیا دونوں طرح کے خیرات ہیں

اردو حاشیہ

(۱) ان آیات میں معراج پیغمبرؐ کا تذکرہ کیا گیا ہے جس کے دو سفر تھے۔ ایک سفر مکہ سے مسجد اقصیٰ تک تھا اور دوسرا مسجد اقصیٰ سے آسمانوں کی طرف تھا۔ بعض مفسرین نے پہلے سفر کو اسرا کہا ہے اور دوسرے کو معراج اور بعض نے دونوں کو معراج سے تعبیر کیا ہے۔

یہ معراج درحقیقت جسمانی طور پر واقع ہوئی تھی جس کی بہترین دلیل خود لفظ عبد ہے اور سبحان کے ذریعہ مسئلہ کے قابل تعجب ہونے کا اظہار کیا گیا ہے اور خود سرکار دو عالم کا بھی بیان ہے کہ مجھے براق نامی سواری پر لے جایا گیا اور ظاہر ہے کہ یہ ساری باتیں جسمانی سفر ہی میں ہوسکتی ہیں روحانی سفر میں نہیں۔

اور حضرت عائشہ کی طرف یہ نسبت کہ جسم رسولؐ بستر پر تھا یہ صرف ایک افتراء ہے اس لئے کہ ان کی شادی ہجرت کے بعد ہوئی ہے اور معراج ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے چاہے ۲۷ رجب کو ہو یا بروایتے ۱۷ ربیع الاول کو اور اس وقت ان کے گھر یا بستر میں ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔

واضح رہے کہ مسجد اقصیٰ ایک محترم اور مقدس مقام پر ہے جسے قبیلہ یبوسیین نے آباد کیا تھا اور اس کا مرکز صہیون نامی پہاڑ تھا۔ (۲۵۰۰ ق م) میں سالم یبوسی نے اسے آباد کیا تھا اور اس کے بعد مسلمانوں نے اس علاقہ میں مسجدیں بنائیں۔

ابتدا بعثت میں مکہ کی زندگی میں اور پھر مدینہ میں آکر ۱۳ ماہ تک مسلمانوں نے اسی کی طرف نمازیں پڑھی تھیں۔

عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝۴ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ

طغیانی دکھاؤ گے۔(4) پس جب دونوں میں سے پہلے وعدے کا وقت آیا تو

عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ

ہم نے اپنے زبردست طاقتور جنگجو بندوں کو تم پر مسلط کیا پھر وہ گھر گھر گھس گئے

وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝۵ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ

اور یہ پورا ہونے والا وعدہ تھا۔(5) پھر دوسری بار ہم نے تمھیں ان پر

وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ

غالب کر دیا اور اموال اور اولاد سے تمہاری مدد کی اور تمہاری تعداد

نَفِيْرًا ۝۶ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۣ وَاِنْ

بڑھا دی۔(6) اگر تم نے نیکی کی تو اپنے لئے نیکی کی اور اگر تم نے برائی کی تو بھی اپنے حق میں کی

اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْۗءٗا

پھر جب دوسرے وعدے کا وقت آیا (تو ہم نے ایسے دشمنوں کو مسلط کیا) وہ تمہارے چہرے بدنما کر دیں

وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ

اور مسجد (اقصیٰ) میں اس طرح داخل ہو جائیں جس طرح اس میں پہلی مرتبہ داخل ہوئے تھے

مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝۷ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ

اور جس جس چیز پر ان کا زور چلے اسے تباہ کر دیں۔(7) امید ہے کہ تمہارا پروردگار تم پر

يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ

رحم کرے گا اور اگر تم نے (شرارت) دہرائی تو ہم بھی (اسی روش کو) دہرائیں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لیے

عربی حاشیہ

کہ یہ مرکز انبیاء بھی ہے اور مرکز نعمات دنیا بھی۔

2-قضاء الیٰ کے ساتھ ہوتو اطلاع کے معنی میں ہوتا ہے۔

3-بعثت، علیٰ کے ساتھ ہوتو تسلط اور غلبہ کے معنی میں ہوتی ہے۔

پہلی مرتبہ کی تباہی سے مراد بخت نصر کا حملہ ہے جس نے ۴۰ ہزار یہودیوں کو قتل کر دیا تھا اور اس کا زمانہ ۵۸۶ ق۔م۔ کا ہے۔ اور دوسرا حملہ ملک روم طیوس کا ہے جس نے دس لاکھ یہودیوں کا قتل کیا تھا اور اس کا زمانہ ۷۰ء کا تھا اور دونوں کے درمیان تقریباً ۷۰۰ برس کا فاصلہ ہے۔

اردو حاشیہ

مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی مسلمانوں اور عیسائیوں کا مشترکہ مسئلہ ہے لیکن افسوس کہ ۱۹۶۷ء میں امریکہ اور برطانیہ کی سازش سے اس پر یہودیوں کا قبضہ ہوگیا اور اس میں رقص و رنگ کی محفلیں قائم ہوگئیں اور یہ علاقہ اسرائیلی حکومت میں شامل ہو کر مسلمانوں اور ان کے حکام کی بے غیرتی کا مرثیہ پڑھ رہا ہے۔

حَصِيْرًا [4] ﴿۸﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَ

قید خانہ بنا رکھا ہے۔(8)یہ قرآن یقیناً اس راہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھی (۲) ہے اور

يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ

ان مومنین کو جو نیک اعمال بجا لاتے ہیں یہ بشارت دیتا ہے کہ

اَجْرًا كَبِيْرًا ﴿۹﴾ وَّ اَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

ان کے لیے بڑا اجر ہے۔(9)اور یہ کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے لیے ہم نے

اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۰﴾ ع وَ يَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ [5]

ایک دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔(10)اور انسان کو جس طرح خیر مانگنا چاہیے

دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾ وَ جَعَلْنَا

اسی انداز سے شر مانگتا ہے اور انسان بڑا جلد باز ہے۔(11)اور ہم نے

الَّيْلَ وَ النَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ [6] اٰيَةَ الَّيْلِ وَ جَعَلْنَآ اٰيَةَ

رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا ہے پھر ہم نے رات کی نشانی کو ماند کر دیا

النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا [7] مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ

اور دن کی نشانی کو روشن کر دیا تا کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور سالوں کا شمار

السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾ وَ

اور حساب معلوم کر سکو اور ہم نے ہر چیز کو پوری تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔(12)اور

كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ [8] فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ

ہم نے ہر انسان کا نامہ اعمال اس کے گلے میں لٹکا رکھا ہے اور قیامت کے دن

عربی حاشیہ

ف: انسان احسن تقویم بھی ہے اور عجول بھی اور یہ جلد بازی اس کی تباہی کا بدترین سبب بن سکتی ہے اگر وہ احسن تقویم ہونے کی بنا پر قرآنی ہدایت سے فائدہ حاصل نہ کرے اور اس کے پروگرام پر عمل نہ کرے۔ دعاؤں میں قبولیت کی فوری خواہش اسی جلد بازی کا نتیجہ ہے۔

4- حصیر فرش بھی ہے اور قید خانہ بھی اور جہنم کفار کے لئے دونوں حیثیتیں رکھتا ہے۔

5-انسان کی ایک نادانی یہ بھی ہے کہ کبھی کبھی حالات سے عاجز آ کر موت یا عذاب کی دعا کرنے لگتا ہے اور یہ صرف جلد بازی کا نتیجہ ہوتا ہے ورنہ وعدہ الٰہی برحق ہے کہ "ان مع العسر یسراً" ہر تکلیف کے ساتھ آرام اور آسانی بھی ہے۔

6- محو سے مراد فنا کر دینا نہیں ہے بلکہ اس کے آثار کا نگاہوں سے اوجھل ہو جانا ہے اور اسی لئے رات کے محو کرنے کا ذکر نہیں ہے بلکہ اس کی نشانی کے محو کرنے کا ذکر ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) قرآن مجید ایک سیدھے راستے اور صراطِ مستقیم کی رہنمائی کرتا ہے جس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ اسلام دین فطرت ہے اور اس کے جملہ احکام فطرت انسانی کے مطابق ہیں۔

۲۔ اسلام علم پر ایمان رکھتا ہے اور جہالت اور اندھی تقلید کی شدید مخالفت کرتا ہے۔

۳۔ اسلام عقل کو دعوتِ فکر دیتا ہے اور آنکھ بند کر کے ایمان کی دعوت قبول نہیں کرتا ہے۔

۴۔ اسلام آزادیٔ فکر کا حامل ہے اور ہر شخص کو اپنی بات پیش کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

۵۔ اسلام کسی فرد یا جماعت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ وہ ایک آفاقی اور کائناتی نظام ہے۔

۶۔ اسلام جہاد کی دعوت دیتا ہے اور ذلت کی زندگی سے عزت کی موت کو بہتر قرار دیتا ہے۔

۷۔ اسلام پہلے ساری ملکیت کو خدا کے لئے قرار دیتا ہے اور پھر وہیں سے ملکیتوں کو تقسیم کرتا ہے۔

۸۔ اسلام زندگی کے ساتھ چلتا ہے اور ہر دور کے حالات کے اعتبار سے قوانین میں امکانی لچک پیدا کرتا ہے۔

الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى

ہم اس کے لیے ایک کتاب پیش کریں گے جسے وہ کھلا ہوا پائے گا۔(13) پڑھ اپنا نامہ اعمال!

بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ؕ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا

آج اپنے حساب کے لیے تو خود ہی کافی ہے۔(14) جو ہدایت حاصل کرتا ہے

يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا

وہ اپنے لیے ہدایت حاصل کرتا ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے وہ اپنے ہی خلاف گمراہ ہوتا ہے

تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى

اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا اور جب تک ہم کسی رسول کو مبعوث نہ کریں عذاب

نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا

دینے والے نہیں ہیں۔(15) اور جب ہم کسی بستی کو ہلاکت میں ڈالنا چاہتے ہیں تو اس کے عیش پرستوں (۳) کو حکم دیتے ہیں

مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا

تو وہ اس بستی میں فسق و فجور کا ارتکاب کرتے ہیں۔ تب اس بستی پر فیصلہ عذاب لازم ہو جاتا ہے پھر ہم اسے پوری طرح

تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ

تباہ کر دیتے ہیں۔(16) اور نوحؑ کے بعد کتنی نسلوں کو ہم نے ہلاکت میں ڈال دیا

وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ مَنْ

اور آپ کا رب ہی اپنے بندوں کے گناہوں پر آگاہی رکھنے اور نگاہ رکھنے کے لیے کافی ہے۔(17) جو

كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ

شخص عجلت پسند ہے تو ہم جسے جو چاہیں اس دنیا میں اسے جلد دیتے ہیں

عربی حاشیہ

7-اللہ نے تلاش رزق کیلئے دن کا وقت رکھا ہے تا کہ انسان صاف اور واضح سودا کرے اور خیانت اور ملاوٹ کا کاروبار نہ کر سکے۔

8-عرب نیکی اور برائی کے فال کے لئے طائروں کو استعمال کرتے تھے قرآن مجید نے بھی نامۂ اعمال کو طائر سے تعبیر کیا ہے جس سے اچھے یا برے انجام کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

اسلام نے بدشگونی سے منع کیا ہے لیکن بدعملی کو بدشگونی میں شمار کیا ہے جیسے یہ کہ عورت کے مہر کی زیادتی اس کی نحوست کی علامت ہے....

اردو حاشیہ

(۳) مترفین صرف مالداروں کا نام نہیں ہے۔ بلکہ عیش پرستوں کا نام بھی جیسے کہ دورِ حاضر کے بعض مسلمان بادشاہوں کا حال ہے۔ قرآن مجید میں مترفین کا ذکر آٹھ مقامات پر آیا ہے اور ہر جگہ مذمت کے ساتھ آیا ہے۔ مترفین کی وجہ سے سارے قریہ کی تباہی کا راز شاید یہ ہے کہ اہل قریہ ان کو برداشت کرتے ہیں اور ان کے خلاف آواز نہیں بلند کرتے ہیں، ان کا احترام کرتے ہیں، انہیں ووٹ دیتے ہیں اور اس طرح سب ان کے شریک ظلم اور پھر مستحق عذاب ہو جاتے ہیں۔ روایت میں وارد ہوا ہے کہ ”حق کے بارے میں چپ رہنے والا گونگے شیطان کے مانند ہے۔ اور ظلم پر راضی ہو جانے والا خود بھی ظالم ہے۔

ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ یَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَمَنْ

پھر ہم نے [۴] اس کے لیے جہنم کو مقرر کیا ہے جس میں وہ مذموم اور راندہ درگاہ ہو کر بھسم ہو جائے گا۔(18) اور جو

اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْیَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىِٕكَ

شخص آخرت کا طالب ہے اور اس کیلئے جتنی سعی درکار ہے وہ اتنی سعی کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے

كَانَ سَعْیُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰۤؤُلَآءِ وَهٰۤؤُلَآءِ مِنْ

تو ایسے لوگوں کی سعی مقبول ہو گی۔(19) ہم (دنیا میں) ان کی بھی اور ان کی بھی آپ کے پروردگار کے عطیے سے

عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ

مدد کرتے ہیں اور آپ کے پروردگار کا عطیہ (کسی کے لیے بھی) ممنوع نہیں ہے۔(20) دیکھ لیجئے!

كَیْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ

ہم نے کس طرح ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور آخرت تو درجات کے اعتبار سے زیادہ بڑی

وَّاَكْبَرُ تَفْضِیْلًا ﴿۲۱﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ

اور فضیلت کے اعتبار سے بھی زیادہ بڑی ہے۔(21) اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ بناؤ ورنہ مذموم

مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ ع وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ

اور بے یارومددگار [۵] ہو کر بیٹھ جاؤ گے۔(22) اور آپ کے پروردگار نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی بندگی

اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ

نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیکی کرو۔ [۶] اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے پاس ہوں

اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَ

اور بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا بلکہ ان سے

ع ۲ ۱۲ ۲

عربی حاشیہ

ف: ''سعی مشکور'' جنت سے کہیں زیادہ قیمتی ہے کہ یہ مخلوقات کی کوئی قسم نہیں ہے بلکہ خالق کی قدردانی ہے اور وہ ایک لامحدود شے ہے۔ نیز یہ کہ یہ جزا دنیا کی راحت کے منافی بھی نہیں ہے۔ صرف دنیا کا وسیلۂ آخرت ہونا ضروری ہے کہ آخرت کے مقابلہ میں استقلال نہ پیدا کر سکے۔

9- یہ اشارہ ہے کہ ہر طالبِ دنیا کو بھی جو چاہتا ہے وہ میسر نہیں ہوتا ہے مگر سب کو دنیا ہی میں حسب حیثیت ضرور مل جاتا ہے۔

10- تنہا آخرت کے نام پر سعی کرنا کافی نہیں ہے بلکہ ویسی سعی کا ہونا ضروری ہے جو آخرت کی سعی کہے جانے کے قابل ہو۔

11- دنیا میں تو صرف دولت وفقر، علم وجہل، صحت ومرض اور زندگی کے حالات کا فرق ہے۔ آخرت میں جنت وجہنم کا فرق ہے۔ جو سابقہ تمام درجات سے بالاتر اور سخت تر ہے۔

اردو حاشیہ

(۴) قرآن مجید نے بار بار یہ واضح کیا ہے کہ نہ تنہا ایمان باعثِ نجات ہے اور نہ تنہا عمل۔ آخرت کے طلب گاروں کا فرض ہے کہ صاحبانِ ایمان بھی ہوں اور آخرت کے لئے سعی بھی کرتے رہیں تاکہ ان کی سعی قابلِ قبول قرار پا سکے۔

(۵) یہ بہترین نکتہ ہے کہ متعدد خداؤں کے ماننے والوں کی طرف سے سارے خدا بے پرواہ ہو جاتے ہیں اور وہ لاوارث رہ جاتا ہے۔ ہر خدا اسے دوسرے خدا کے حوالے کر دیتا ہے جو دورِ حاضر میں بہت سے مسلمان حکام کا حشر ہو رہا ہے کہ وہ ہر بڑی طاقت کو خدا بنائے ہوئے ہیں اور سب انہیں ذلت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔

(۶) رسول اکرمؐ کی خدمت میں ایک شخص اذن جہاد کے لئے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں اس نے کہا کہ بے شک۔ فرمایا جاؤ ان کی خدمت کرو کہ یہی جہاد ہے۔

قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿٢٣﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ

عزت وتکریم کے ساتھ بات کرنا۔(23)اور مہرومحبت کے ساتھ ان کے آگے انکساری کا پہلو جھکائے رکھو

الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿٢٤﴾

اور دعا کرو: پروردگار! ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پالا تھا۔ (ے)(24)

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ

تمہارا پروردگار زیادہ باخبر ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ اگر تم صالح ہوئے تو وہ پلٹ کر آنے والوں کے لیے

كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿٢٥﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ

یقیناً بڑا معاف کرنے والا ہے۔(25) قریبی رشتہ داروں کو ان کا حق دیا کرو

الْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿٢٦﴾ اِنَّ

اور مساکین اور مسافروں کو بھی اور فضول خرچی نہ کیا کرو۔(26) فضول خرچی

الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ

کرنے والے یقیناً شیاطین کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا

لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿٢٧﴾ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ رَحْمَةٍ مِّنْ

بڑا ناشکرا ہے۔(27)اور اگر آپ اپنے پروردگار کی رحمت کی تلاش میں جس کی آپ کو امید بھی ہو

رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿٢٨﴾ وَلَا تَجْعَلْ

ان لوگوں کی طرف توجہ نہ کرسکیں تو ان سے نرمی کے ساتھ بات کریں۔(28) اور نہ تو آپ

يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى [14] عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ

اپنا ہاتھ اپنی گردن سے باندھ کر رکھیں اور نہ ہی اسے بالکل کھلا چھوڑ دیں ورنہ آپ ملامت کا نشانہ

عربی حاشیہ

12- یہ اشارہ ہے کہ خبردار والدین کی خدمت سے بددل نہ ہونا کہ خدا دلوں کے حالات سے بھی باخبر ہے۔

13-اسراف ضرورت سے زیادہ صرف کرنے کو کہتے ہیں اور تبذیر بے محل صرف کرنے کا نام ہے۔ چاہے مختصر ہی کیوں نہ ہو۔

14-جس کے ہاتھ گردن سے باندھ دیئے جاتے ہیں وہ مجبور ہوجاتا ہے اور جو بخل کرتا ہے وہ خود اپنے کو مجبور بنالیتا ہے اور آخرت میں نادم بھی ہوتا ہے کہ فقیروں کی طرح جیا ہے اور امیروں کی طرح حساب دے رہا ہے۔

ف: لفظ اُف اور تُف کثافت اور گندگی اور ناخن کے میل کے معنی میں تھا پھر اس کے بعد ہر کثیف بات کے لئے استعمال ہونے لگا۔ آخر میں ناگواری کی آہ کے لئے بھی استعمال ہونے لگا اور اسلام نے اس سے بھی روک دیا۔

ف: تبذیر۔ مال کا بیج کی طرح ادھر اُدھر چھڑک دینا ہے اور قرابتدار سے مراد جناب

اردو حاشیہ

(ے) والدین کے حق کے بارے میں امام سجادؑ کی دعا کے الفاظ یہ ہیں ''پروردگار کہاں میری تربیت میں ان کی مسلسل مشغولیت، کہاں میری حفاظت میں ان کی شدید زحمت، کہاں میرے لئے وسعت فراہم کرنے میں ان کی اپنے نفس پر تنگی؟ اور کہاں میں...... وہ تو مجھ سے اپنا حق بھی نہیں مانگتے ہیں اور میں یہ جانتا بھی نہیں ہوں کہ مجھ پر کس قدر ان کا حق ہے اور میں ان کی خدمت کا حق ادا بھی نہیں کرسکتا ہوں۔''

مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

اور تہی دست ہو جائیں گے۔(29)یقیناً آپ کا رب جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ اور تنگ کر دیتا ہے۔

وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ وَلَا تَقْتُلُوْۤا

وہ اپنے بندوں کے بارے میں یقیناً نہایت باخبر، نگاہ رکھنے والا ہے۔(30)اور تم اپنی اولاد کو

اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ [15] وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ

تنگ دستی کے خوف سے قتل نہ کیا کرو۔ ہم انہیں رزق دیں گے اور تمہیں بھی۔

قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ

ان کا قتل یقیناً بہت بڑا گناہ ہے۔(31)اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ یقیناً یہ

فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ

بڑی بے حیائی ہے اور بہت برا راستہ ہے۔(32)اور جس جان کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے تم اسے قتل نہ کرو

اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ

مگر حق کے ساتھ اور جو شخص مظلوم مارا جائے تو ہم نے اس کے ولی کو (قصاص کا) اختیار دیا ہے۔

سُلْطٰنًا [16] فَلَا يُسْرِفْ فِّى الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَلَا

پس اسے بھی قتل میں حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔ یقیناً نصرت اسی کی ہو گی۔(33)اور تم

تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ

یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اس طریقے سے جس میں بہتری ہو یہاں تک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو

اَشُدَّهٗ ۪ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ﴿۳۴﴾ وَ

پہنچ جائے اور عہد کو پورا کرو۔ یقیناً عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔(34)اور

عربی حاشیہ

فاطمہؑ ہیں جنھیں رسول اکرمؐ نے اس آیت کے بعد فدک ہبہ کر دیا تھا۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۲۹ ایثار کے خلاف نہیں ہے بلکہ یہ فراخدلی اس وقت ممنوع ہے جب انسان کا اپنا مستقبل خطرہ میں پڑ جائے یا آئندہ اولاد کو فاقوں کا شکار ہونا پڑے ورنہ ایثار بہترین صفت ہے جس کی اسلام نے بے پناہ تعریف کی ہے۔

15-چونکہ والدین کو فاقہ کا خوف تھا اس لئے خدا نے پہلے اولاد ہی کے رزق کا ذکر کیا ہے۔

16-مقتول کے وارث کو اختیار ہے چاہے قصاص لے لے یا دیت لے لے اور حاکم شرع کا فرض ہے کہ اس کی مدد کرے بلکہ یہی فرض صاحبانِ ایمان کا بھی ہے۔

اردو حاشیہ

(۸) علامہ طبرسیؒ نے مشہور مفسر سدی سے نقل کیا ہے کہ ذی القربیٰ سے مراد رسول اکرمؐ کے قرابت دار ہیں اور ابو بکر مالکی نے احکام القرآن میں نقل کیا ہے کہ قرابت داروں میں رسولؐ اکرام کے قرابت دار بطریق اولیٰ شامل ہیں۔

اس کے بعد قرآن حکیم نے ایک خاص ہدایت دی ہے کہ انسان قرابت دار، مسکین اور یتیم ومسافر کو کچھ دے یا نہ دے مگر کم سے کم محبت آمیز گفتگو تو کرے کہ انہیں اپنی بیکسی اور لاوارثی کا احساس نہ ہو۔

اور خرچ کرنے کے مواقع پر بھی اس طرح خرچ کرے کہ خالی ہاتھ رہ جائے اور نہ اس طرح بخل کرے کہ دنیا اور آخرت دونوں خراب ہو جائیں یعنی یہاں لوگ مذمت کریں اور وہاں پروردگار سختی سے محاسبہ کرے۔

واضح رہے کہ کارِ خیر میں اسراف کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اس راہ میں انسان بھرا گھر بھی لٹا دے گا تو برمحل ہی رہے گا لیکن اس کا خیال رہے کہ کارِ خیر میں فرائض سے غافل نہ ہو جائے کہ اہل وعیال کا نفقہ یا خمس وزکوٰۃ جیسے فرائض کو ترک کر کے کارِ خیر شروع کر دے کہ ایسے مستحبات کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

وَ اَوۡفُوا الۡكَيۡلَ اِذَا كِلۡتُمۡ وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِيۡمِ ؕ ذٰلِكَ

تم ناپتے وقت پیمانے کو پورا کر کے دو اور جب تول کر دو تو ترازو سیدھی رکھو۔ بھلائی اسی میں ہے اور انجام بھی

خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا[17] ﴿۳۵﴾ وَلَا تَقۡفُ مَا لَـيۡسَ لَـكَ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ

اسی کا زیادہ بہتر ہے۔(35)اور اس کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے

اِنَّ السَّمۡعَ وَالۡبَصَرَ وَالۡفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۤـئِكَ كَانَ عَنۡهُ

علم نہیں ہے کیونکہ کان اور آنکھ اور دل یقیناً ان سب سے باز پرس

مَسۡـئُوۡلًا ﴿۳۶﴾ وَلَا تَمۡشِ فِى الۡاَرۡضِ مَرَحًا[18] ۚ اِنَّكَ لَنۡ تَخۡرِقَ

ہو گی۔(36)اور زمین پر اکڑ کر نہ چلو۔ بلاشبہ نہ تم زمین کو پھاڑ سکتے ہو نہ ہی

الۡاَرۡضَ وَلَنۡ تَبۡلُغَ الۡجِبَالَ طُوۡلًا ﴿۳۷﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ

بلندی کے لحاظ سے پہاڑوں تک پہنچ سکتے ہو۔(37)ان سب کی برائی آپ کے

عِنۡدَ رَبِّكَ مَكۡرُوۡهًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ مِمَّاۤ اَوۡحٰۤى اِلَيۡكَ رَبُّكَ

رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔(38)یہ حکمت کی وہ باتیں ہیں جو آپ کے پروردگار نے

مِنَ الۡحِكۡمَةِ ؕ وَلَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلۡقٰى فِىۡ

آپ کی طرف وحی کی ہیں اور اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ بناؤ ورنہ ملامت کا نشانہ

جَهَنَّمَ مَلُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا[19] ﴿۳۹﴾ اَفَاَصۡفٰٮكُمۡ رَبُّكُمۡ بِالۡبَنِيۡنَ

اور راندہ درگاہ بنا کر جہنم میں ڈال دیے جاؤ گے۔(39) (اے مشرکین!) کیا تمہارے رب نے

وَاتَّخَذَ مِنَ الۡمَلٰۤـئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمۡ لَتَقُوۡلُوۡنَ قَوۡلًا

تمہیں بیٹے دیے اور خود فرشتوں کو بیٹیاں بنا لیا؟ بتحقیق تم لوگ بہت بڑی (گستاخی کی)

عربی حاشیہ

17- تاویل۔ بازگشت یعنی انجام۔

18- مرح۔ غرور یا تکبر ہے اور یہ قرآن کی بہترین تعبیر ہے۔ اکڑنے والا زمین کو ٹھوکر مار کر چلتا ہے تو اسے شگافتہ نہیں کر سکتا اور سر اٹھا کر چلتا ہے تو پہاڑ تک نہیں پہنچ سکتا یعنی جمادات سے مقابلہ کرنے کے قابل بھی نہیں ہے تو دوسری مخلوقات کا کیا ذکر ہے۔

19- مدحور۔ رحمت خدا سے دور۔

ف: زنا کے قریب جانے سے ممانعت درحقیقت بے پردگی، نامحرم کے ساتھ خلوت، گندے لٹریچر سے دلچسپی، شادیوں پر بے جا پابندیاں اور اس طرح کے تمام اسباب پر مشتمل ہے اور اسلام کی نگاہ میں سب غلط ہے۔

ف: تمام احکام اور محرمات کے ذکر کے بعد شرک کی ممانعت کا تذکرہ دلیل ہے کہ تمام برائیاں اسی ایک برائی سے پیدا ہوتی ہیں اور محرمات کا ارتکاب ایک طرح کا انکارِ خدا یا شرک ہے جس کی بنا پر انسان مالک کی مخالفت

اردو حاشیہ

(۹) مولائے کائنات حضرت علیؑ کی ولایت کا انکار کرنے والے اس دن کیا کریں گے جب کانوں سے اعلان غدیر کے سننے، آنکھوں سے دست پیغمبرؐ پر علیؑ کے بلند ہونے اور دل سے مولائیت کے اقرار کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

عَظِيۡمًا ﴿۴۰﴾ وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِىۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لِيَذَّكَّرُوۡا ؕ وَ

بات کرتے ہو۔(40)اور ہم نے اس قرآن میں (دلائل کو) مختلف انداز میں بیان کیا ہے تا کہ یہ لوگ نصیحت

مَا يَزِيۡدُهُمۡ اِلَّا نُفُوۡرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ لَّوۡ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا

حاصل کریں مگر وہ مزید دور جا رہے ہیں۔(41) کہہ دیجئے: اگر اللہ کے ساتھ دوسرے معبود بھی ہوتے

يَقُوۡلُوۡنَ اِذًا لَّابۡتَغَوۡا اِلٰى ذِى الۡعَرۡشِ سَبِيۡلًا ﴿۴۲﴾ سُبۡحٰنَهٗ

جیسا کہ یہ لوگ کہہ رہے ہیں تو وہ مالک عرش تک پہنچنے کے لیے راستہ تلاش کرتے۔(42)پاکیزہ

وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوۡلُوۡنَ عُلُوًّا كَبِيۡرًا ﴿۴۳﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ

اور بالاتر ہے وہ ان باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔(43)ساتوں آسمان اور زمین اور ان میں

السَّبۡعُ وَالۡاَرۡضُ وَمَنۡ فِيۡهِنَّ ؕ وَاِنۡ مِّنۡ شَىۡءٍ اِلَّا

جو موجودات ہیں سب اس کی تسبیح کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی ثناء میں

يُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ وَلٰـكِنۡ لَّا تَفۡقَهُوۡنَ تَسۡبِيۡحَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے (۱۰) نہیں ہو۔ اللہ یقیناً نہایت بردبار،

حَلِيۡمًا غَفُوۡرًا ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ جَعَلۡنَا بَيۡنَكَ وَ

معاف کرنے والا ہے۔(44)اور جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور آخرت پر

بَيۡنَ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسۡتُوۡرًا ﴿۴۵﴾

ایمان نہ لانے والوں کے درمیان ایک نامرئی پردہ حائل کر دیتے ہیں۔ (45)

وَّجَعَلۡنَا عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ اَكِنَّةً اَنۡ يَّفۡقَهُوۡهُ وَفِىۡۤ اٰذَانِهِمۡ

اور ہم ان کے دلوں پر پردے ڈال دیتے ہیں کہ وہ کچھ سمجھ ہی نہ سکیں اور ان کے کانوں میں

عربی حاشیہ

کی ہمت پیدا کر لیتا ہے۔

20- جاہلیت والوں نے اپنے لئے لڑکے پسند کئے تھے اور خدا کے لئے لڑکیاں اور شاید اس کا راز یہ تھا کہ ان کی نگاہ میں خدا کے لئے لڑکیاں پالنا آسان ہے اور اس کے لئے لڑکیاں باعث ذلت بھی نہیں ہیں۔

21-اس کا ایک مفہوم یہ ہوسکتا ہے کہ تم لوگ تو بندے ہو۔ اگر کوئی دوسرا خدا بھی ہوتا تو وہ صاحبِ عرش کی اطاعت وعبادت کرتا تو تم کیوں نہیں کر رہے ہو۔

اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اگر دوسرا خدا ہوتا تو صاحبِ عرش سے مقابلہ کو پہنچتا حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ کوئی دوسرا خدا نہیں ہے۔

22-مستور بمعنی ساتر ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۰) کس قدر حیرت انگیز بات ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہونے کے بعد بھی کائنات کی دیگر مخلوقات کی طرح تسبیح کرنے کے بجائے اس قدر غافل ہوگیا ہے کہ ان کی تسبیح کو سمجھنے سے بھی قاصر ہے جب کہ کائنات کا ہر ذرہ اپنی زبان حال سے محوِ تسبیح ہے اور اس کی عظمت و جلالت اور وحدانیت و کبریائی کا کلمہ پڑھ رہا ہے۔ بقول عرفا (اللہ کی دو کتابیں ہیں ایک قرآنِ حکیم ہے اور ایک کتاب کائنات جس کا لفظ لفظ اور صفحہ صفحہ اس کی عظمت وجلالت کی تسبیح کر رہا ہے اور اس کی خالقیت و مالکیت کا اعلان کر رہا ہے۔'' اور جب عام ذرات کائنات محوِ تسبیح ہیں تو ان افراد کا کیا کہنا جن کا وجود ہی سراپا عظمت پروردگار کی نشانی ہے۔

آیت کریمہ سے ان روایات کی بھی تصدیق ہوتی ہے جن میں خاکِ شفا کی تسبیح کے تسبیح پروردگار کرنے کا ذکر ہے۔ ظاہر ہے کہ جب ہر ذرہ کائنات محوِ تسبیح ہے تو ان ذرات کا کیا کہنا جن مین خون فرزند رسولؐ جذب ہو جائے جس نے وقت آخر بھی ذکر خدا کرتے کرتے جان جان آفرین کے حوالے کر دی ہو۔

مر گئے پیاس میں دم عشق کا بھرتے بھرتے

قاتل آیا بھی پئے قتل تو ڈرتے ڈرتے

وَقْرًا ؕ وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى

سنگینی کر دیتے ہیں اور جب آپ قرآن میں اپنے یکتا رب کا ذکر کرتے ہیں تو وہ نفرت سے

اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ

اپنی پیٹھ پھیر لیتے ہیں۔(46)ہم خوب جانتے ہیں کہ جب یہ لوگ آپ کی طرف کان لگا کر

يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَ اِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ

سنتے ہیں تو کیا سنتے ہیں اور جب یہ لوگ سرگوشیاں کرتے ہیں تو یہ ظالم کہتے ہیں: تم (لوگ) تو

اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ

ایک سحرزدہ آدمی کی پیروی کرتے ہو۔(47)دیکھ لیں! ان لوگوں نے آپ کے بارے میں

الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا

کس طرح کی مثالیں بنائی ہیں پس یہ گمراہ ہو چکے ہیں چنانچہ یہ کوئی راستہ نہیں پا سکتے۔(48)اور وہ کہتے ہیں: کیا جب

كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا[23] ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾

ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہم نئے سرے سے پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے؟(49)

قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ

کہہ دیجئے: تم خواہ پتھر ہو جاؤ یا لوہا۔(50) یا کوئی ایسی مخلوق جو

فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِيْ

تمہارے خیال میں بڑی ہو (پھر بھی تمہیں اٹھایا جائے گا) پس وہ پوچھیں گے: ہمیں دوبارہ کون واپس لائے گا؟

فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ[24] اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَ

کہہ دیجئے: وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا۔ پس وہ آپ کے آگے سر ہلائیں گے اور

عربی حاشیہ

23-رُفات۔ وہ شے جو ریزہ ریزہ ہو کر پراگندہ ہو جائے۔

24-نغض راس۔ استہزاء اور تمسخر میں سر مٹکانے کے معنی میں ہے۔

ف: تسبیح کائنات کے بارے میں امام صادق کا ارشاد ہے کہ دیوار کا گرنا بھی ایک قسم کی تسبیح ہے اور مچھلی کا گرفتار ہو جانا بھی اس کے تسبیح ترک کر دینے کا ایک اثر ہے۔

تسبیح کائنات کے اس قدر واضح ہونے کے بعد بھی نہ سمجھنا یا تو مشرکین کے بارے میں ہے یا تمام افراد کا اُس کی حقیقی حیثیت سے بے خبر ہونا ہے۔

اردو حاشیہ

يَقُولُونَ مَتٰى هُوَ ۗ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿٥١﴾ يَوْمَ

کہیں گے: یہ کب (١١) ہو گا؟ کہہ دیجئے: ہو سکتا ہے وہ وقت قریب ہو۔(51) جس دن

يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ (25) وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ

وہ تمہیں بلائے گا تو تم اس کی ثناء کرتے ہوئے تعمیل کرو گے اور (اس وقت) تمہارا یہ گمان ہو گا کہ تم (دنیا میں)

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٥٢﴾ ع وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۗ

(ع ١٢ / ٥)

تھوڑی دیر رہ چکے ہو۔(52) اور میرے بندوں سے کہہ دیجئے:

اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ (26) بَيْنَهُمْ ۗ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ

وہ بات کرو جو بہترین ہو کیونکہ شیطان ان میں فساد ڈلواتا ہے۔ بتحقیق شیطان

عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿٥٣﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۗ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ

انسان کا کھلا دشمن ہے۔(53) تمہارا رب تمہارے حال سے زیادہ باخبر ہے۔ اگر وہ چاہے تو تم پر رحم کرے

اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ۗ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿٥٤﴾ وَ

اور اگر چاہے تو تمہیں عذاب دے اور (اے رسول!) ہم نے آپ کو ان کا ضامن بنا کر نہیں بھیجا۔(54) اور

رَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا

(اے رسول) آپ کا رب آسمانوں اور زمین کی موجودات کو بہتر جانتا ہے اور تحقیق ہم نے

بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا (27) ﴿٥٥﴾ قُلِ

انبیاء میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور داؤد کو ہم نے زبور عطا کی ہے۔(55) کہہ دیجئے:

ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ

جنہیں تم اللہ کے سوا (اپنا معبود) سمجھتے ہو انہیں پکارو۔ پس وہ نہ تم سے کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں

عربی حاشیہ

25- یوم سے مراد قیامت، دعوت سے مراد نفخ صور اور حمد سے مراد اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ حاضری ہے۔

26- نزغ۔ فساد برپا کرنا ہے۔

27- زبور۔ فعل بمعنی مفعول ہے یعنی کتاب۔ عام طور سے جناب داؤد کی کتاب کو زبور کہا جاتا ہے۔

حضرت داؤد کا ذکر شاید اس لئے کیا گیا ہے کہ وہ بادشاہت میں شہرت رکھتے ہیں تو جس طرح خدا ایک بادشاہ کو نبی بنا سکتا ہے اور کتاب دے سکتا ہے اسی طرح پیغمبرؐ جیسے یتیم کو بھی نبوت ورسالت عطا کر سکتا ہے کہ وہ اپنے مصالح کو بہتر جانتا ہے۔ یا اس کا راز یہ ہو کہ جس طرح داؤد کو موسیٰ کے بعد کتاب عطا ہوئی ہے اسی طرح قرآن بھی نازل ہو سکتا ہے یا اس کا اشارہ اس امر کی طرف ہو کہ زبور قول احسن کا بہترین نمونہ ہے کہ اس میں ادعیہ، اور اوراد اخلاقی مسائل کا تذکرہ پایا جاتا ہے یا اس کے

اردو حاشیہ

(١١) کفار کا پہلا اعتراض یہ تھا کہ مٹی کا ڈھیر کس طرح زندہ کیا جا سکتا ہے۔ قرآن مجید نے اس کا جواب یہ دیا کہ جس طرح پیدا کیا جا سکتا ہے اسی طرح دوبارہ زندہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

پھر دوسرا اعتراض یہ تھا کہ یہ سب کب ہو گا؟ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ یہ عنقریب ہونے والا ہے۔ اس لئے کہ مستقبل کی ہر بات کو قریب ہی کہا جاتا ہے اگر اس کا وقوع یقینی ہو۔

الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ﴿٥٦﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ

اور نہ (ہی اسے) بدل سکتے ہیں۔(56) جن (معبودوں) کو یہ پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب [۱۲] تک

إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ

رسائی کے لیے وسیلہ تلاش کر رہے ہیں کہ ان میں کون زیادہ قریب ہو جائے اور وہ اس کی رحمت کی امید میں رہتے ہیں

وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴿٥٧﴾

اور اس کے عذاب سے خائف بھی، کیونکہ آپ کے رب کا عذاب یقیناً ڈرنے کی چیز ہے۔ (57)

وَإِنْ مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ

اور کوئی بستی [۱۳] ایسی نہیں جسے ہم قیامت کے دن سے پہلے ہلاک نہ کریں یا

مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ﴿٥٨﴾

سخت عذاب میں مبتلا نہ کریں۔ یہ بات کتاب (تقدیر) میں لکھی جا چکی ہے۔ (58)

وَمَا مَنَعَنَا [28] أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا

اور نشانیاں بھیجنے سے ہمارے لیے کوئی مانع نہیں ہے سوائے اس کے کہ ان سے پہلے کے لوگوں نے

الْأَوَّلُونَ ۚ وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا ۚ وَمَا

اسے جھٹلایا ہے اور (مثلاً) ثمود کو ہم نے اونٹنی کی کھلی، نشانی دی تو انہوں نے اس کے ساتھ ظلم کیا

نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ﴿٥٩﴾ وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ

اور ہم ڈرانے کیلئے ہی نشانیاں بھیجتے ہیں۔(59) اور (اے محمدؐ! وہ وقت یاد کریں) جب ہم نے

أَحَاطَ بِالنَّاسِ ۚ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا [29] الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً

آپ سے کہا تھا کہ آپ کے رب نے لوگوں کو گھیر رکھا ہے اور جو خواب ہم نے آپ کو دکھلایا ہے

عربی حاشیہ

اس بیان کی طرف اشارہ ہو کہ اس میں صالحین کی حکومت اور ان کی وراثت زمین کا ذکر کیا گیا ہے، جس کا حوالہ خود قرآن مجید نے بھی دیا ہے۔

ف: آیت نمبر ۵۷ دلیل ہے کہ جنھیں مشرکین نے خدا بنالیا ہے وہ خود بھی وسیلۂ تقرب کے تلاش کرنے والے ہیں اور عذاب الٰہی سے خوفزدہ رہتے ہیں تو انھیں خوف خدا کیوں نہیں ہے۔ قرآن مجید میں لفظ وسیلہ دو مقامات پر آیا ہے اور یہ جواز توسل کا بہترین اشارہ ہے۔

ف: آیت نمبر ۶۴ میں شیطان کے جملہ حربوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ آواز کے ذریعہ پروپیگنڈہ طاقت کے ذریعہ سریع الحرکہ فوج، اموال کے ذریعہ اقتصادی بدنظمی، اولاد کے ذریعہ نسلوں کی تباہی اور وعدوں کے ذریعہ نفسیاتی گمراہی اور یہ تمام باتیں دورِ حاضر کے شیاطین میں بخوبی پائی جاتی ہیں۔

28- اللہ نے قریش کے حسبِ خواہش

اردو حاشیہ

(۱۲) ان معبودوں سے مراد ملائکہ اور حضرت عیسیٰؑ اور عزیرؑ وغیرہ جیسے افراد ہیں کہ وہ خود رب العالمین کی بندگی اور اس سے تقرب کی فکر میں ہیں۔ ان کی خدائی کے دعویٰ کے کیا معنی ہیں ورنہ بے چارے اصنام تو تقرب الٰہی کے تلاش کرنے کے قابل بھی نہیں ہیں۔

(۱۳) بعض مفسرین نے قریہ کو عام قرار دیا ہے کہ سب کو قیامت سے پہلے فنا ہو جانا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ مفسدین کی فنا کا اعلان اور ظہور مہدیؑ کی بشارت ہے جیسا کہ سنن ابوداؤد میں وارد ہوا ہے کہ اگر عمر دنیا میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدا اس دن کو طول دے گا یہاں تک کہ میرے اہل بیتؑ میں سے میرے ہمنام کو لے آئے اور وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل و انصاف سے بھرو ے۔

اور تقریباً یہی مضمون سنن ابن ماجہ ۲ حدیث نمبر ۴۰۸۳ میں بھی وارد ہوا ہے۔

لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا

اور وہ درخت جسے قرآن میں ملعون ٹھہرایا گیا ہے اسے ہم نے صرف لوگوں کی آزمائش قرار دیا اور ہم انہیں ڈراتے ہیں

يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ۝٦٠ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَآئِكَةِ

مگر یہ تو ان کی بڑی سرکشی میں اضافے کا سبب بنتا جاتا ہے۔(60) اور (یاد کریں) جب ہم نے فرشتوں سے کہا:

اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ؕ قَالَ ءَأَسْجُدُ

آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ اس نے کہا: کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے

لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا ۝٦١ قَالَ أَرَأَيْتَكَ هٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ

مٹی (۱۴) سے پیدا کیا ہے؟(61) پھر کہا: دیکھ تو سہی! یہی ہے وہ جسے تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے؟

عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ

اگر تو نے مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے دی تو قلیل تعداد کے سوا میں اس کی

ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ۝٦٢ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ

سب اولاد کی جڑیں ضرور کاٹ (۱۵) دوں گا۔(62) (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: دور ہو جا! ان میں سے جو کوئی تیری

فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَوْفُورًا ۝٦٣ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ

پیروی کرے گا تو تم سب کے لیے جہنم کی سزا ہی یقیناً مکمل سزا ہے۔(63) اور ان میں سے تو

اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ

جس جس کو گمراہ کر سکے اپنی آواز سے گمراہ کر اور اپنے سواروں اور پیادوں کے ساتھ ان پر

وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ

چڑھائی کر دے اور ان کے اموال اور اولاد (۱۶) میں ان کا شریک بن جا اور انہیں (جھوٹے) وعدوں میں لگا رکھ

عربی حاشیہ

معجزات اس لئے نہیں دیے کہ اس کا ایک نظام یہ رہا ہے کہ جس قوم نے بھی اپنے مطلوبہ معجزات کا انکار کردیا اسے بہرحال ہلاک کردیا گیا ہے۔

29- بعض مفسرین کا خیال ہے کہ رسول اکرمؐ نے مکہ میں داخلہ کا خواب دیکھا تھا۔ اور پھر جب حدیبیہ میں صلح کر لی تو اصحاب کو شک ہوگیا اور یہ اس کا جواب دیا گیا ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ آپ نے بنی امیہ کو منبر پر کودتے دیکھا تھا اور اس سے محزون ہوئے تھے۔ اس اعتبار سے شجرہ ملعونہ سے مراد بنی امیہ ہی ہیں۔ اگرچہ فخرالدین رازی نے یہ احتمال بھی دیا ہے کہ شائد اس میں بھی کوئی اشکال نہیں ہے کہ بظاہر دونوں ایک ہی ہیں۔

30- استفزار۔ آہستہ آہستہ دعوت دینا اور جلبہ شور مچانا ہے یعنی شیطان پہلے چکنی چپڑی باتوں سے بہکاتا ہے اور پھر اس کے بعد للکار کے حملہ کرتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۴) شیطان کی سب سے بڑی شیطنت یہ ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک سے بھی بحث کرتا ہے اور اس کے احکام کو بھی چیلنج کرتا ہے اگرچہ اسے یہ احسان ہے کہ اگر آدمؑ افضل ہوتے تو میں سجدہ کر لیتا اور اس طرح وہ ان افراد سے بہرحال بہتر ہے جو افضل ماننے کے بعد بھی مولا ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

(۱۵) شیطان کی دوسری شیطنت یہ ہے کہ وہ اصل کا بدلہ اولاد سے لیتا ہے اور ان کے گلے میں پھندا ڈالنا چاہتا ہے۔ اور یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ شیطان اپنی بات منوانے کے لئے گلے میں رسی ڈالنا چاہتا ہے یہ اور بات ہے کہ مخلص بندے اس کے بعد بھی شیطان کی اطاعت کرنے والے نہیں ہیں۔

(۱۶) اموال میں شرکت آمدنی کے ناجائز ذرائع اور خرچ کے بے جا مصارف کے ذریعہ ہوتی ہے جس طرح کہ اولاد میں شرکت بھی کبھی زنا اور بدکاری کے ذریعہ ہوتی ہے اور کبھی غلط تربیت اور بے جا آزادی کے ذریعہ...... اور شیطان کے پرفریب وعدوں کی بہترین مثال یہ ہے کہ وہ کسی سے کہتا ہے کہ جہنم کا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے اور کسی سے کہتا ہے کہ ابھی عمل کے لئے بہت زندگی پڑی ہے۔ جوانی میں لذت کوشی سے کام لو اس کے بعد دیکھا جائے گا۔

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿٦٤﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ

اور شیطان سوائے دھوکے کے انہیں اور کوئی وعدہ نہیں دیتا۔(64) میرے بندوں پر تیری

لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿٦٥﴾ رَبُّكُمُ الَّذِيْ

کوئی بالادستی نہیں ہے اور آپ کا پروردگار ہی ضمانت کے لیے کافی ہے۔(65) تمہارا پروردگار وہ ہے

يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ

جو سمندر میں تمہارے لیے کشتی چلاتا ہے تا کہ تم اس کا فضل (روزی) تلاش کرو۔ اللہ تم پر

كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿٦٦﴾ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ

یقیناً نہایت مہربان ہے۔(66)اور جب سمندر میں تمہیں کوئی حادثہ پیش آتا ہے تو سوائے اللہ کے

ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ

جن جن کو تم پکارتے تھے وہ سب ناپید ہو جاتے ہیں پھر جب اللہ تمہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے

اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿٦٧﴾ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ

تو تم منہ موڑنے لگتے ہو اور انسان بڑا ہی ناشکرا ثابت ہوا ہے۔(67) تو کیا تم اس بات سے خائف نہیں ہو

يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا

کہ اللہ تمہیں خشکی کی طرف زمین میں دھنسا دے یا تم پر پتھر برسانے والی آندھی چلا دے۔

ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ﴿٦٨﴾ ۙ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ

پھر تم اپنے لیے کوئی ضامن نہیں پاؤ گے۔(68) آیا تمہیں اس بات کا خوف نہیں کہ

فِيْهِ [31] تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ

اللہ تمہیں دوبارہ سمندر کی طرف لے جائے پھر تم پر تیز ہوا چلا دے پھر تمہارے کفر کی

عربی حاشیہ

رب العالمین نے دونوں صورتوں میں اپنے مخلص بندوں کی محافظت کا وعدہ کیا ہے۔

ف: انسان کے بارے میں کرامت کا لفظ داخلی خصوصیات کے اعتبار سے ہے اور فضیلت کا لفظ خارجی اور اکتسابی امتیازات کے اعتبار سے یا کرامت مادی شرافت ہے اور فضیلت معنوی اور روحانی شرف۔

انسان کی افضیلت کا سب سے بڑا راز یہ ہے کہ اس کے وجود میں عقل اور خواہش کا امتزاج پایا جاتا ہے اور وہ اس کے توازن کے ذریعہ جملہ مخلوقات سے افضل ہوسکتا ہے ورنہ بعض جانوروں سے بدتر بھی ہوسکتا ہے کہ جانور عقل سے محروم ہے اور انسان عقل سلیم کی دولت سے بھی بہرہ یاب ہے۔

لفظ بنی آدمؑ بھی اس کی فضیلت کے ایک بنیادی سبب کی طرف اشارہ ہے۔

31-اگر یہ طے بھی ہوجائے کہ تباہی اور بربادی صرف سمندر میں ہے تو خدادوبارہ وہاں

اردو حاشیہ

الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا

پاداش میں تمہیں غرق کر دے؟ پھر تمہیں اپنے لیے اس بات پر ہمارا پیچھا کرنے والا

بِهِ تَبِيعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَ

کوئی نہ ملے گا۔(69)اور بتحقیق ہم نے اولاد آدم کو عزت و تکریم سے نوازا اور ہم نے انہیں خشکی

الْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ

اور سمندر میں سواری دی اور انہیں پاکیزہ چیزوں سے روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر

مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴿٧٠﴾ يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ

انہیں بڑی (۱۷) فضیلت دی۔(70)قیامت کے دن ہم ہر گروہ کو اس کے پیشوا کے ساتھ

بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ

بلائیں گے پھر جن کا نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا پس وہ اپنا نامہ اعمال

كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿٧١﴾ وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ

پڑھیں گے اور ان پر ذرّہ برابر ظلم نہ ہو گا۔(71)اور جو شخص اس دنیا میں اندھا رہا

أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٧٢﴾ وَإِنْ

وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا بلکہ اندھے سے بھی بدتر ہو گا۔(72)اور (اے رسول) یہ لوگ آپ کو

كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ

اس وحی سے منحرف کرنے کی کوشش کر رہے تھے جو ہم نے آپ کی طرف بھیجی ہے تا کہ آپ وحی سے ہٹ کر کوئی

عَلَيْنَا غَيْرَهُ ۖ وَإِذًا لَاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ﴿٧٣﴾ وَلَوْلَا أَنْ

اور بات گھڑ کر ہماری طرف منسوب کریں۔اس صورت میں وہ ضرور آپ کو دوست بنا لیتے۔(73)اور اگر ہم آپ کو

عربی حاشیہ

واپس بھی لے جاسکتا ہے۔ ایسی صورت میں تقاضائے عقل یہی ہے کہ انسان اطاعت خدا کرے اور فرار کی کوشش نہ کرے۔

32- تبیع۔خون کا تقاضا کرنے والے۔

33- کتاب۔ نامۂ اعمال کا نام ہے اور فتیل حقیر شے کو کہا جاتا ہے۔

34-یہ علامت ہے کہ انسان فطری طور پر شر کا بھی امکان رکھتا ہے لیکن جسے عصمت عطا کر دی جائے اس کے یہاں یہ امکان خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۷) بعض مفسرین نے کثیر کو جمیع کے معنی میں قرار دے کر انسان کو تمام کائنات سے افضل قرار دیا ہے جو ظاہر آیت کے مطابق نہیں ہے لیکن اس کے باوجود انسان بہرحال ایک شریف مخلوق ہے اور اس کے بعض افراد یقیناً تمام کائنات سے افضل ہیں لیکن ہر فرد کا تمام مخلوقات سے افضل ہونا ضروری نہیں ہے۔

(۱۸) انسان کی ذاتی شرافت کے حسبِ ذیل اسباب بیان کئے جاسکتے ہیں:

۱۔ اسے اللہ نے بہترین شکل وصورت عطا کی ہے۔ ۲۔ اسے عقل کے جوہر سے نوازا گیا ہے۔

۳۔ اس میں طرح طرح کے متضاد جذبات رکھے گئے ہیں۔ ۴۔ اس میں ترقی کرنے کا جذبہ رکھا گیا ہے۔

۵۔ اس کے لئے مکمل قانون حیات وضع کیا گیا ہے۔

۶۔ اسے ماضی سے سبق لینے، حال سے مقابلہ کرنے اور مستقبل کے لئے تیاری کرنے کی صلاحیت دی گئی ہے۔

۷۔ اسکے لئے جزا و سزا کا ایک مکمل نظام مقرر کیا گیا ہے۔

ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا

ثابت قدم نہ رکھتے تو بلاشبہ آپ کچھ نہ کچھ ان کی طرف مائل ہو جاتے۔(74)اس

لَّاَذَقْنٰكَ[35] ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ

صورت میں ہم آپ کو زندگی میں بھی دوہرا عذاب اور آخرت میں بھی دوہرا عذاب چکھا دیتے پھر آپ ہمارے مقابلے میں

عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ

کوئی مددگار نہ پاتے۔(75)اور یہ لوگ آپ کا قدم اس سرزمین سے اکھاڑنے کی کوشش میں رہے ہیں تا کہ

لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾

آپ کو یہاں سے نکال دیں اور اگر یہ ایسا کریں گے تو آپ کے بعد یہ زیادہ دیر یہاں نہیں ٹھہر سکیں گے۔(76)

سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ

یہ ہمارا دستور ہے جو ان تمام رسولوں کے ساتھ رہا ہے جنہیں ہم نے آپ سے پہلے بھیجا تھا اور آپ ہمارے دستور العمل

لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۷﴾ ع اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ[36] الشَّمْسِ اِلٰى

میں کوئی تبدیل نہیں پائیں گے۔(77)زوال آفتاب (۲۰) سے لے کر رات کے اندھیرے تک

غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ط اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ

(ظہر، عصر، مغرب و عشاء کی) نماز قائم کرو اور فجر کی نماز بھی کیونکہ فجر کی نماز کی گواہی

مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ[37] بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ق عَسٰۤى

دی جاتی ہے۔(78)اور رات کا کچھ حصہ قرآن کے ساتھ بیداری میں گزارو۔ یہ ایک زائد (عمل) صرف

اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ

آپؐ کے لیے ہے۔ امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز کرے گا۔(79) اور یوں کہیے: پروردگار!

عربی حاشیہ

35-یہ اسلام کا امتیاز ہے کہ شخصیت اور حیثیت سزا کو کم نہیں کرتی ہے بلکہ بڑھا دیتی ہے۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۷۴ کے ذیل کی روایتیں اکثر مدینہ کی ہیں اور یہ سورہ مکی ہے اور بعض روایتیں اصلاً شان پیغمبرؐ کے خلاف ہیں لہٰذا ان پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے۔

36-لام سببیت کا ہے یا عند کے معنی میں ہے۔

دلوک۔ زوال آفتاب ہے اور غسق لیل۔ تاریکی شب ہے۔ قرآن فجر صبح کی تلاوت ہے جس سے نماز صبح مراد ہے۔

مشہود۔ جس کی ملائکہ گواہی دیتے ہیں یا جس وقت تمام حواس حاضر رہتے ہیں۔

37- قرآن کے ساتھ بیداری سے مراد نماز شب ہے جو پیغمبرؐ پر ایک اضافہ واجب ہے اور جس کا نتیجہ مقام محمود یعنی منزل شفاعت ہے۔

ف: آیت نمبر ۷۸ تنہا آیت ہے جس میں جملہ نمازوں کے اوقات کی طرف اشارہ کیا گیا

اردو حاشیہ

(۱۹) آیت کا ارتباط دلیل ہے کہ انسان کی کرامت اور شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ روزِ قیامت بہترین امام اور پاکیزہ ترین نامہ اعمال کے ساتھ آئے ورنہ وہاں کسی طرح کی رعایت اور طرف داری کا امکان نہیں ہے۔

(۲۰) واضح رہے کہ قرآن کریم نے نماز کے تین ہی اوقات بیان کئے ہیں۔ دو نمازوں کو زوال سے وابستہ کیا ہے اور دو کو تاریکی شب سے اور ایک کو فجر سے لہٰذا تین اوقات پر اعتراض کرنا قرآن سے ناواقفیت کی واضح دلیل ہے۔

مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ

تو مجھے (ہر مرحلہ میں) سچائی کے ساتھ داخل کر اور سچائی کے ساتھ (اس سے) نکال اور اپنے ہاں سے

مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِيۡرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلۡ جَآءَ الۡحَـقُّ وَزَهَقَ

مجھے ایک قوت عطا فرما جو مددگار ثابت ہو۔(80)اور کہہ دیجئے: حق آ گیا

الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا ﴿۸۱﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ

اور باطل مٹ گیا۔ باطل کو تو یقیناً مٹنا ہی [۲۱] تھا۔(81)اور ہم قرآن میں سے

الۡقُرۡاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحۡمَةٌ لِّـلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۙ وَلَا يَزِيۡدُ

ایسی چیز نازل کرتے ہیں جو مومنین کے لیے تو شفا اور رحمت ہے لیکن ظالموں کے لیے تو صرف

الظّٰلِمِيۡنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَاۤ اَنۡعَمۡنَا عَلَى الۡاِنۡسَانِ اَعۡرَضَ

خسارے میں [۲۲] اضافہ کرتی ہے۔(82)اور جب ہم انسان کو نعمتوں سے نوازتے ہیں تو وہ

وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوۡسًا ﴿۸۳﴾ قُلۡ

روگردانی کرتا ہے اور اپنی کروٹ پھیر لیتا ہے اور جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ مایوس ہو جاتا ہے۔(83) کہہ دیجئے:

كُلٌّ يَّعۡمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمۡ اَعۡلَمُ بِمَنۡ هُوَ اَهۡدٰى

ہر شخص اپنے طریق کے مطابق عمل کرتا ہے۔ پس تمہارا رب بہتر علم رکھتا ہے کہ کون بہترین

سَبِيۡلًا ﴿۸۴﴾ وَيَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الرُّوۡحِ ؕ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ

راہ راست پر ہے۔(84)اور لوگ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔کہہ دیجئے:

رَبِّىۡ وَمَاۤ اُوۡتِيۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِيۡلًا ﴿۸۵﴾ وَلَئِنۡ

روح میرے رب کے امر سے متعلق (ایک راز) ہے اور تمہیں تو بہت کم علم دیا گیا ہے۔(85)اور اگر ہم چاہیں

عربی حاشیہ

ہے اگرچہ تفصیل کے لئے روایات کی بہرحال ضرورت ہے لیکن اصل وقت معین کر دیا گیا ہے۔ نیز یہ کہ لفظ نافلہ اصطلاحی نہیں ہے بلکہ اضافہ کے معنی میں ہے اور اسی لئے پیغمبرؐ پر نماز شب واجب ہے۔

38-صدق کے ساتھ داخلہ اور خارجہ کا مقصد یہ ہے کہ انسان جہاں جائے اور جو کام کرے اس میں اول سے آخر تک صدق نیت اور اخلاص برقرار رہے۔

39-روح حیات عالم خلق اور عالم اسباب کی چیز نہیں ہے اس کا تعلق عالم امر سے ہے اور اس کا علم مکمل طور پر کسی کو نہیں دیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۱) یہ ایک وعدہ الٰہی ہے جس کا وقتی صورتِ حال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وقتی طور پر باطل اپنی جولانیوں کا مظاہرہ کر سکتا ہے لیکن دائمی اقتدار و اختیار صرف حق کے لئے ہے۔ صاحبانِ ایمان کو اس وعدہ الٰہی کی بنا پر مطمئن ہو جانا چاہئے اور سمجھ لینا چاہئے کہ انجام کار انہیں کے ہاتھوں میں ہے۔

(۲۲) قرآن زندگی میں شفا اور مرنے کے بعد رحمت ہے لیکن اس سے استفادہ کے لئے عقیدہ و عمل دونوں میں ظلم سے اجتناب ضروری ہے ورنہ خسارہ میں اضافہ کے علاوہ کچھ نہ ہوگا۔

شِئۡنَا لَنَذۡهَبَنَّ بِالَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ
تو ہم نے جو کچھ آپ کی طرف وحی کی ہے وہ سب سلب کر لیں پھر آپ کو ہمارے مقابلے میں

عَلَیۡنَا وَكِیۡلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضۡلَهٗ
کوئی حمایتی نہیں ملے گا۔(86) سوائے آپ کے رب کی رحمت کے آپ پر

كَانَ عَلَیۡكَ كَبِیۡرًا ﴿۸۷﴾ قُلۡ لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَ
یقیناً اس کا بڑا فضل ہے۔(87) کہہ دیجئے: اگر انسان اور جن سب مل کر

الۡجِنُّ عَلٰۤی اَنۡ یَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا یَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِهٖ (40)
اس قرآن کی مثل لانے کی کوشش کریں تو وہ اس کی مثل لا نہیں سکیں گے

وَلَوۡ كَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِیۡرًا ﴿۸۸﴾ وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا لِلنَّاسِ
اگرچہ وہ ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں۔(88)اور بتحقیق ہم نے اس قرآن میں

فِیۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ ۫ فَاَبٰۤی اَكۡثَرُ النَّاسِ اِلَّا
ہر مضمون کو لوگوں کے لیے مختلف انداز میں بیان کیا ہے لیکن اکثر لوگ کفر پر

كُفُوۡرًا ﴿۸۹﴾ وَ قَالُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَكَ حَتّٰی تَفۡجُرَ لَنَا مِنَ
ڈٹ گئے۔(89)اور کہنے لگے: ہم آپ پر ایمان نہیں لاتے جب تک آپ ہمارے لیے زمین کو شگافتہ کر کے

الۡاَرۡضِ یَنۡۢبُوۡعًا ﴿۹۰﴾ اَوۡ تَكُوۡنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنۡ نَّخِیۡلٍ وَّ
ایک چشمہ جاری نہ کریں۔(90)یا آپ کے لیے کھجوروں اور انگوروں کا

عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الۡاَنۡهٰرَ خِلٰلَهَا تَفۡجِیۡرًا ﴿۹۱﴾ اَوۡ تُسۡقِطَ
ایسا باغ ہو جس کے درمیان آپ نہریں جاری کریں۔(91) یا آپ آسمان کو

عربی حاشیہ

ف: قرآن مجید جملہ اقسام کے امراض سے شفا ہے اور مستقبل کی کردار سازی کے لئے وسیلۂ رحمت ہے۔ ظالمین کا فائدہ نہ اٹھانا ان کی بدسرشتی کا اثر ہے کہ ہر شخص اپنی سیرت اور عادت کے مطابق عمل کرتا ہے اور بعض روایات میں شاکلہ زینت کو کہا گیا ہے کہ عمل کا اصل مصدر ومنشا نیت ہی ہے۔

ف: کفار کے مطلوبہ معجزات اگر چہ مختلف قسم کے تھے لیکن ان کا انکار اصل معجزہ کی نفی نہیں تھا بلکہ اس میں یہ اشارہ موجود تھا کہ معجزہ رسول کا کام نہیں ہے خدا کا کام ہے اور خدا بھی مہمل مطالبات کو منظور نہیں کرسکتا ہے کہ ان میں بعض بالکل لغو ہیں اور بعض کا مطلب انسان کو فنا کر دینا ہے اور بس!

40-یہ قدرت کی طرف سے پہلا چیلنج ہے جس میں پورے قرآن کا جواب مانگا گیا ہے۔ اس کے بعد دس سورے اور پھر ایک سورے کے جواب کا مطالبہ کیا گیا ہے اور دشمن

اردو حاشیہ

(۲۳) یہ ہر دور کے مادی انسان کا خاصہ رہا ہے کہ اس کی نظر میں معنویت اور اخلاقی اقدار کی کوئی قیمت نہیں رہی ہے اور اس نے صرف مادیات اور مالیات کو اہمیت دی ہے۔

کفار نے بھی رسول اکرمؐ سے اسی طرح کے مطالبات کئے تھے جن کا ماحصل یہ تھا کہ منصب رسالت صاحبانِ مال و ثروت کو ملنا چاہئے اور بظاہر غریب اور نادار آدمی کو رسالت کا کوئی حق نہیں ہے۔

سرکار دو عالمؐ نے مختصر سا جواب یہ دے دیا کہ معجزات میرے کام نہیں ہیں۔ یہ پروردگار کے اشارے ہیں، ان کے بارے میں مجھ سے کوئی مطالبہ کرنا سراسر نادانی ہے۔

کفار نے ان باتوں سے عاجز آ کر ایک نیا حربہ ایجاد کیا اور عوام کو یہ سمجھانا شروع کر دیا کہ یہ ان تمام باتوں پر قادر بھی ہو جائیں تو ان پر ایمان نہ لانا کہ خدا کسی بشر کو رسول نہیں بنا سکتا ہے۔ حالانکہ یہ لوگ اس سے پہلے ان تمام انبیاء کی نبوت کے قائل تھے جو یقیناً بشر تھے اور بشر ہی رہے۔

السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَ

ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر گرا دیں جیسا کہ خود آپ کا زعم ہے یا خود اللہ اور

الْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ

فرشتوں کو سامنے لے آئیں۔(92)یا آپ کے لیے سونے کا ایک گھر ہو یا آپ آسمان پر

تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ [41] حَتّٰى تُنَزِّلَ

چڑھ جائیں اور ہم آپ کے چڑھنے کو بھی نہیں مانیں گے جب تک آپ ہمارے لیے ایسی کتاب

عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا

اپنے ساتھ اتار نہ لائیں جسے ہم پڑھیں۔ کہہ دیجئے: پاک ہے میرا رب۔ میں تو صرف پیغام پہنچانے والا

بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ ع وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ

انسان ہوں۔(93)اور جب لوگوں کے پاس ہدایت آ گئی تو اس پر ایمان لانے میں اور کوئی چیز

الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا [42] ﴿۹۴﴾

مانع نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ وہ کہتے تھے: کیا اللہ نے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ (94)

قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا

کہہ دیجئے: اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے بس رہے ہوتے تو بھی ہم آسمان سے

عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا

ایک فرشتے کو رسول بنا کر ان پر نازل کرتے۔(95) کہہ دیجئے: میرے اور تمہارے درمیان

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾ وَمَنْ

گواہی کے لیے اللہ کافی ہے۔ وہی اپنے بندوں کا حال یقیناً خوب جانتا اور دیکھتا ہے۔(96)اور

ع ۹/۱۰/۱۰

عربی حاشیہ

اسے بھی پورا نہیں کر سکے۔ یہ اور بات ہے کہ ایمان بھی نہیں لائے۔

41- بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ مطالبات بھولے پن اور سادگی کا نتیجہ تھے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس کے پیچھے ایک مستقبل فکر کارفرما تھی جس کی بنیاد مادیت اور مالی وجاہت پر تھی ورنہ سادہ لوح انسان بھی اس طرح کی باتیں نہیں کرتا ہے۔

42- یہ حسین ترین تعبیر ہے اس حقیقت کے اظہار کیلئے کہ بشریت اور رسالت میں تضاد نہیں ہے۔ بلکہ رسالت بشریت کی معراج کی علامت ہے۔

ف: آیت نمبر ۹۵ میں ملائکہ کا مطمئن ہونا علامت ہے کہ نبی کی ضرورت اطمینان کے لئے نہیں ہے بلکہ ارتقاء وتکامل کے لئے ہے اور وہ سکون واطمینان کے بعد بھی ضروری ہے۔

اور بعض علماء نے فی الارض سے کشش وثقل ارض پر بھی استدلال کیا ہے کہ اس کے بغیر

اردو حاشیہ

يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ

ہدایت یافتہ وہ ہے جس کی اللہ ہدایت کرے اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو آپ اللہ کے سوا

اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ

ان کا کوئی کارساز نہیں پائیں گے اور قیامت کے دن ہم انہیں اوندھے منہ اندھے اور گونگے

عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ (43)

اور بہرے [۴۴] بنا کر اٹھائیں گے۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہو گا۔ جب آگ فرو ہونے لگے گی تو ہم اسے ان پر

زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا

النصف

اور بھڑکائیں گے۔(97) یہ ان کے لیے اس بات کا بدلہ ہے کہ انہوں نے ہماری نشانیوں کا

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ

انکار کیا اور کہا: کیا جب ہم ہڈیاں اور خاک ہو جائیں گے تو کیا پھر ہم نئے سرے سے خلق کر کے

خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ

اٹھائے جائے گے؟(98) کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ

خلق کیا ہے وہ ان جیسوں کو پیدا کرنے پر قادر ہے؟ اور اس نے ان کے لیے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے

لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ

جس کے آنے میں کوئی شک نہیں لیکن ظالم لوگ انکار پر تلے ہوئے ہیں۔(99) کہہ دیجیے:

لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ

اگر تم میرے رب کی رحمت کے خزانوں پر اختیار رکھتے تو تم خرچ کے خوف سے

عربی حاشیہ

اطمینان سے چلنا ممکن نہیں ہے۔

ف: واضح رہے کہ اہل جہنم بعض مراحل میں اندھے گونگے بہرے ہوں گے اور بعض میں جملہ حواس سے کام لیں گے اور یہ تکمیل عذاب کا نقشہ ہے کہ عذاب کی پوری کیفیت محسوس کر رہے ہیں لیکن کوئی اختیار نہیں ہے یا کوئی منفعت بخش بات نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سن سکتے ہیں اور نہ کہہ سکتے ہیں۔

43- خبو۔ ساکت و جامد ہو جانا۔

اردو حاشیہ

(۴۴) عذابِ الٰہی کی شدت ایک ایسی مصیبت ہے جس کے بعد عذاب برداشت کرنے والے کے ہوش و حواس معطل ہو جاتے ہیں اور اسے کسی طرح کا ادراک نہیں رہ جاتا ہے۔

یہ سزا اس بات کی ہے کہ ان کافروں نے دار دنیا میں کسی طرح کی قوتِ سماعت و بصارت و بیان کو حق کی راہ میں صرف نہیں کیا ہے۔

خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿١٠٠﴾ ع وَلَقَدْ

انہیں روک لیتے اور انسان بہت تنگ دل واقع ہوا ہے۔(100)اور بتحقیق

اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِذْ

ہم نے موسیٰ کو نو (9)واضح (۲۵) نشانیاں دی تھیں یہ بات خود بنی اسرائیل سے پوچھ لیجئے۔ جب

جَاۗءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى

موسیٰ ان کے پاس آئے تو فرعون نے ان (موسیٰ) سے کہا: اے موسیٰ! میرا خیال ہے کہ تم

مَسْحُوْرًا ﴿١٠١﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَاۗءِ اِلَّا رَبُّ

سحر زدہ ہو گئے ہو۔(101) موسیٰ نے کہا: (اے فرعون دل میں) تو یقیناً جانتا ہے کہ ان نشانیوں کو آسمانوں اور زمین

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَاۗىِٕرَ ۚ وَاِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ

کے پروردگار نے ہی بصیرت افروز بنا کر نازل کیا ہے اور اے فرعون! میرا خیال ہے کہ تو ہلاک

مَثْبُوْرًا ﴿١٠٢﴾ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ

ہو جائے گا۔(102) پس فرعون نے ارادہ کر لیا تھا کہ انہیں زمین سے ہٹا دے مگر ہم نے اسے اور اس کے

وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿١٠٣﴾ۙ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ

ساتھیوں کو ایک ہی ساتھ غرق کر دیا۔(103)اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا:

اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ

تم اس سرزمین میں سکونت اختیار کرو (۲۶) پھر جب آخرت کا وعدہ آ جائے گا تو ہم تم سب کو ایک ساتھ لے

لَفِيْفًا ﴿١٠٤﴾ۭ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ

آئیں گے۔(104)اور اس قرآن کو ہم نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور اسی حق کے ساتھ یہ نازل ہوا ہے اور (اے محمدؐ) ہم نے

عربی حاشیہ

44-قتر تنگی سے کام لینا۔ یہ تمام انسانوں کی صفت نہیں ہے بلکہ انسانوں کے سلوک کی ایک تصویر کشی ہے۔

45-مسحور بمعنی ساحر بھی ہوسکتا ہے اور معنی مفعول بھی کہ فرعون کی نگاہ میں موسیٰ جادوگر تھے یا ان کو جادوگر بنا دیا گیا تھا۔

46-بصائر روشن کرنے والی نشانیاں اور مثبور ہلاک ہونے والا۔

ف: جناب موسیٰ کے معجزات عصا۔ ید بیضا، طوفان۔ ٹڈی دل۔ جوں۔ مینڈک۔ خون۔ دریا میں راستہ اور من وسلویٰ وغیرہ ہیں جن کی تعداد نو سے بہرحال زیادہ ہے لیکن اس مقام پر صرف وہ معجزات مراد ہیں جو فرعون کے مقابلہ میں تھے۔ ان کے علاوہ بنی اسرائیل کے لئے من وسلوٰی وغیرہ اس دائرہ سے باہر ہے کہ اس کا تعلق فرعون کے مقابلہ سے نہیں تھا۔

اردو حاشیہ

(۲۵) بعض روایات میں ان آیات کے ذیل میں حسبِ ذیل نشانیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ طوفان ٹڈی، جوئں مینڈک، خون، اموال کی بربادی، عصا، ید بیضا اور کافروں کو غرق کر دینا۔

(۲۶) منشاء الٰہی یہ تھا کہ بنی اسرائیل کو فرعون کے شر سے نجات دلا دی جائے اور انہیں اس احسان کا احساس دلایا جائے تا کہ اس کے بعد عمل خیر کریں اور کفرانِ نعمت نہ کریں لیکن بنی اسرائیل نے یہ کچھ کر کے نہ دیا اور اپنی فطرت پر جمے رہے۔

إِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ﴿١٠٥﴾ وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى

آپ کو صرف بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔(105) اور قرآن کو ہم نے جدا جدا (۲۷) کر کے نازل کیا ہے تا کہ

النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَّنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا ﴿١٠٦﴾ قُلْ آمِنُوا بِهِ أَوْ

آپ اسے ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو پڑھ کر سنائیں اور ہم نے اسے بتدریج نازل کیا ہے۔(106) کہہ دیجئے: تم خواہ ایمان لاؤ

لَا تُؤْمِنُوا ۚ إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَىٰ

یا ایمان نہ لاؤ، اس سے پہلے جنہیں علم (۲۸) دیا گیا ہے جب یہ پڑھ کر انہیں سنایا جاتا ہے تو یقیناً وہ

عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿١٠٧﴾ وَّيَقُولُونَ سُبْحَانَ

ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔(107) اور کہتے ہیں: پاک ہے ہمارا پروردگار

رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ﴿١٠٨﴾ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ

اور ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہوا۔(108) اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں اور روتے جاتے ہیں

يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۩ ﴿١٠٩﴾ قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا

اور ان کا خشوع مزید بڑھ جاتا ہے۔(109) کہہ دیجئے: اللہ کہہ کر پکارو

الرَّحْمَٰنَ ۖ (47) أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَلَا

یا رحمٰن کہہ کر پکارو۔ جس نام سے بھی پکارو اس کے سب نام اچھے ہیں

تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ (48) وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ

اور آپ اپنی نماز نہ بلند آواز سے پڑھیں نہ بہت آہستہ بلکہ درمیانی راستہ

سَبِيلًا ﴿١١٠﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ

اختیار کریں۔(110) اور کہہ دیجئے: ثنائے کامل ہے اس اللہ کے لیے جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا

وقف لازم — السجدة ۴

عربی حاشیہ

47- اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ پانی چشمہ سے صاف وشفاف چلتا ہے لیکن راستہ میں آلودہ ہوجاتا ہے یا بات ابتدا میں بہترین ہوتی ہے اور بعد میں حالات کی تبدیلی یا حافظہ کی خرابی کی نذر ہوجاتی ہے اور اس کی کیفیت بدل جاتی ہے۔ رب العالمین نے واضح کیا کہ قرآن ایسا نہیں ہے۔ اس کی ابتدا وانتہا ایک جیسی ہے اور یہ قرآن خدا کی بارگاہ سے چلا تو حق کے ساتھ چلا اور نبی کے پاس رہا تو حق کے ساتھ رہا اور اس میں کسی طرف سے باطل کی دخالت نہیں ہوسکی ہے۔

48- کفار کے درمیان لفظ رحمان مرسوم نہیں تھا تو انھیں خدا کے اس نام پر اعتراض ہوا۔ قرآن مجید نے واضح کردیا کہ عبادت ذات کی ہوتی ہے نام کی نہیں ہوتی ہے لہٰذا اسے اس کے کسی بھی نام سے پکارا جائے کوئی حرج نہیں ہے۔

49- امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے کہ جہر بلند آواز کا نام ہے اور مخافتہ اتنا آسان پڑھنا

اردو حاشیہ

(۲۷) یہ ایک حقیقت ہے کہ مالکِ کائنات نے کُل قرآن کا علم رسول اکرم کو دے دیا تھا اور شبِ قدر میں اسے لوح محفوظ سے نازل بھی کر دیا تھا لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ امت کے لئے اس کی آیات کا نزول ۲۳ سال تک برابر ہوتا رہا ہے اور ایسا نہیں ہوا کہ بغیر تنزیل الٰہی کے رسول اکرمؐ جب چاہیں اور جس آیت کو چاہیں پڑھ کر سنا دیں یا اس کی تبلیغ شروع کر دیں آپ مکمل طور پر وحی الٰہی کے پابند تھے اور جس طرح آیات کا نزول ہوتا تھا اسی طرح پڑھ کر سنا دیتے تھے تا کہ قوم سمجھتی بھی رہے اور اسی کے مطابق عمل بھی کرتی رہے۔

(۲۸) حجاز میں ایسے افراد بھی موجود تھے جو دین ابراہیمؑ پر قائم تھے اور اپنی پاکیزہ فطرت کی بنا پر بت پرستی اور رسوم جاہلیت کے سخت مخالف تھے۔ ان پر آیاتِ قرآن کا دہرا اثر ہوتا تھا۔ کبھی کلام الٰہی کے تصور سے سجدہ میں گر پڑتے تھے کہ رب العالمین ہم سے خطاب کر رہا ہے اور کبھی مضمون آیات سے بے ہوش ہوجاتے تھے اور مسلسل گریہ کرتے رہتے تھے۔ رب کریم سب کو ایسی ہی توفیق خیر عطا فرمائے۔

يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ

اور نہ اس کی بادشاہی میں کوئی شریک ہے اور نہ وہ ناتواں ہے کہ کوئی اس کی سرپرستی کرے

الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾

اور اس کی بڑائی کما حقہ بیان کرو۔(111)

آیاتها ۱۱۰ — ۱۸ سُورَۃُ الْکَہْفِ مَکِّیَّۃٌ ۶۹ — رکوعاتها ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ

ثنائے کامل اس اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی اور اس میں

يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ﴿۱﴾ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ

کسی قسم کی کجی نہیں رکھی۔(1) نہایت مستحکم ہے تا کہ اس کی طرف سے آنے والے

لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ

شدید عذاب سے خبردار کرے اور ان مومنین کو بشارت دے جو نیک عمل کرتے ہیں کہ

اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ﴿۲﴾ مّٰكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ﴿۳﴾ وَّ

ان کے لیے بہتر اجر ہے۔ (2) جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ (3) اور

يُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ﴿۴﴾ مَا لَهُمْ بِهٖ

انہیں تنبیہ کرے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی کو بیٹا بنا لیا ہے۔(4) اس بات کا علم

عربی حاشیہ

ہے کہ خود بھی نہ سن سکے۔ درمیانی طریقہ یہ ہے کہ نہ شور ہو اور نہ مکمل غفلت۔

1-عوج۔ عین پر زبر کے ساتھ مادیات میں استعمال ہوتا ہے اور عین پر زیر کے ساتھ معنویات میں۔

2-خدا کے لئے اولاد کے قائل تین طرح کے گروہ تھے۔

کفار۔ جو ملائکہ کو بنات اللہ کہتے تھے۔

یہودی۔ جو عزیز کو ابن اللہ کہتے تھے۔

عیسائی۔ جو عیسیٰ کو ابن اللہ کہتے تھے۔

ف: واضح رہے کہ مسئلہ جہر واخفات دو قسم کی نمازوں کی طرف اشارہ نہیں ہے بلکہ اعتدالی روش کی طرف اشارہ ہے کہ ہر عمل میں اعتدال رہے اور کوئی ایسا کام نہ ہو کہ دشمن کو اعتراض کرنے کا موقع مل جائے اور مزید منحرف ہوجائے جیسا کہ بعض تبلیغی پروگراموں میں لاؤڈ اسپیکر وغیرہ کا اثر ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

مِنْ عِلْمٍ وَّ لَا لِاٰبَآىِٕهِمْ ؕ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ

نہ انہیں ہے اور نہ ان کے باپ دادا کو۔ یہ بڑی (جسارت کی) بات ہے جو

مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝٥ فَلَعَلَّكَ

ان کے منہ سے نکلتی ہے۔ یہ تو محض جھوٹ بولتے ہیں۔(5) پس اگر یہ لوگ

بَاخِعٌ [3] نَّفْسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا

اس (قرآنی) مضمون پر ایمان نہ لائے تو ان کی وجہ سے شاید آپ اس رنج میں

الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝٦ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً

اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔(6) روئے زمین پر جو کچھ موجود [۱] ہے اسے ہم نے زمین کے لیے زینت بنایا تاکہ

لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝٧ وَ اِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا

ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں سب سے اچھا عمل کرنے والا کون ہے۔(7) اور اس پر جو کچھ ہے

عَلَيْهَا صَعِيْدًا [4] جُرُزًا ۝٨ؕ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ

اسے ہم (کبھی) بنجر زمین بنا دیں گے۔(8) کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں

الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝٩ اِذْ

کہ غار اور کتبے والے ہماری قابل تعجب [۲] نشانیوں میں سے تھے؟(9) جب

اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنْ

ان جوانوں نے غار میں پناہ لی تو کہنے لگے: اے ہمارے پروردگار!

لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝١٠

ہمیں اپنی بارگاہ سے رحمت عنایت فرما اور ہمیں ہمارے اقدام میں کامیابی عطا فرما۔ (10)

عربی حاشیہ

ف: قرآن مجید کے لئے لفظ حدیث کا استعمال علامت ہے کہ اس کے بیانات تازہ تازہ اور نو بہ نو ہیں لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یہ ظالم اس کی طرف بھی توجہ نہیں کرتے ہیں جب کہ تازہ ترین باتوں کی طرف توجہ انسان کی فطرت میں شامل ہے۔

3- یہ رہنما کی قوم سے بے پناہ محبت کی علامت ہے جس طرح کہ ایک باپ اپنی اولاد کی طرح اصلاح کے لئے جان بھی دے دیتا ہے۔

4- صعید۔ خاک ہے اور جرز چٹیل میدان جس میں کسی چیز کے اُگنے کا امکان نہ ہو۔

اردو حاشیہ

(۱) واضح رہے کہ روئے زمین کی ساری زیب و زینت انسان کے امتحان اور اس کے ابتلاء کے لئے ہے عیش پرستی اور تغافل کے لئے نہیں ہے۔ حیف ہے ان لوگوں پر جو اس کی پیداوار سے ریاست قائم کر لیتے ہیں اور زکوٰۃ کا خیال بھی نہیں کرتے ہیں۔

(۲) اصحابِ کہف کی داستان ہر دور میں مشہور رہی ہے۔ اور سرکار دو عالمؐ کے زمانے میں اس میں عجیب و غریب قسم کی باتوں کا اضافہ ہو گیا تھا اس لئے پروردگار نے حق و صداقت کے ساتھ اس واقعہ کا تذکرہ کر دیا تاکہ غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جائے۔

اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ چند افراد خدا کی مخصوص توفیق اور اپنی فطرت سلیم کی بنا پر توحید پرست ہو گئے تھے۔ دقیانوس بادشاہ نے انہیں اس قدر ستایا کہ حق کا نام لے کر اٹھ کھڑے ہوئے اور آخر میں غار میں جا کر پناہ لے لی۔ رب کریم نے انہیں سلا دیا اور پھر برسوں کے بعد اٹھایا۔ جب وہ بازار میں سکہ لے کر گئے تو معلوم ہوا کہ یہ دورِ قدیم کے لوگ ہیں اور بحث شروع ہو گئی کہ انہوں نے کتنے دنوں آرام کیا ہے۔

آیت کا مقصد یہ ہے کہ خدا اپنے مخلص پرستاروں کو ظالموں کے شر سے بچا بھی سکتا ہے اور انہیں دوبارہ زندہ بھی کر سکتا ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ اس کی راہ میں قیام کریں اور کسی ظالم کے ظلم کی پرواہ نہ کریں۔

فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ[5] سِنِيْنَ عَدَدًا ﴿۱۱﴾

پھر کئی سالوں تک غار میں ہم نے ان کے کانوں پر (نیند کا) پردہ ڈال دیا۔(11)

ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا

پھر ہم نے انہیں اٹھایا تا کہ ہم دیکھ لیں کہ ان دو جماعتوں میں سے کون ان کی مدت قیام کا بہتر

اَمَدًا ﴿۱۲﴾ع نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ

شمار کرتی ہے۔(12)ہم آپ کو ان کا حقیقی واقعہ سناتے ہیں۔وہ کئی جوان تھے جو اپنے رب پر

فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ﴿۱۳﴾ۖ وَّرَبَطْنَا[6] عَلٰى

ایمان لے آئے تھے اور ہم نے انہیں مزید ہدایت دی۔(13)اور جب وہ اٹھ کھڑے ہوئے

قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ

تو ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کیا پس انہوں نے کہا: ہمارا رب تو وہ ہے جو آسمانوں اور

الْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا

زمین کا رب ہے۔ ہم اس کے سوا کسی اور معبود کو ہرگز نہیں پکاریں گے، (اگر ہم ایسا کریں)تو ہماری یہ بالکل

شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا

نامعقول بات ہو گی۔(14)ہماری اس قوم نے تو اللہ کے سوا اوروں کو معبود بنایا ہے۔ یہ ان کے

يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

معبود ہونے پر کوئی واضح دلیل کیوں نہیں لائے؟ پس اللہ پر جھوٹ بہتان باندھنے والوں سے بڑھ کر

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾ؕ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ[7] وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا

ظالم کون ہو سکتا ہے؟(15)جب تم نے مشرکین اور اللہ کے سوا ان کے معبودوں سے کنارہ کشی اختیار کی ہے

عربی حاشیہ

5- کہف۔ بڑے قسم کے غار کو کہتے ہیں۔ اور رقیم اس تختی کا نام ہے جس پر اصحابِ کہف کے نام مرقوم تھے۔

6-ربط قلب۔ سکون واطمینان اور پختہ عزائم کا نام ہے اور شطط حد سے گزر جانے والے کلام کو کہا جاتا ہے۔

7-اعتزال۔ کنارہ کش ہونا۔ مرفق۔ سہولت اور آسائش کا سامان۔

ف: اصحاب کہف سن رسیدہ تھے لیکن انھیں فتیٰ کہا گیا ہے جس کے بارے میں امام صادقؑ کا ارشاد ہے کہ جو ایمان اور تقویٰ اختیار کرے وہی فتیٰ ہے اور اسی کلام سے لافتیٰ الا علیؑ کی عظمت اور معنویت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

ف: اصحابِ کہف کے چھ خصوصیات تھے:۔

۱۔غمار کا دہانہ انتہائی مناسب تھا۔

۲۔غار کے اندر وسیع جگہ موجود تھی۔

۳۔ان کی نیند عام نیند سے مختلف تھی۔

۴۔وہ سونے میں کروٹ بدل رہے تھے۔

اردو حاشیہ

اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ

تو غار میں (۳) چل کر پناہ لو۔ تمہارا رب تمہارے لئے اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے

يُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا

معاملات میں تمہارے لئے آسانی فراہم کرے گا۔(16)اور آپ دیکھتے ہیں کہ جب سورج طلوع ہوتا ہے

طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ اِذَا غَرَبَتْ

تو ان کے غار سے (۴) داہنی طرف سمٹ جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو ان سے

تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ

بائیں طرف کترا جاتا ہے اور وہ غار کی کشادہ جگہ میں ہیں۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔

مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ

جسے اللہ ہدایت کرے وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے اس کے لیے

فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾ وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا

آپ کوئی سرپرست ورہنما نہ پائیں گے۔(17) اور آپ خیال کریں گے کہ یہ بیدار ہیں

وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ

حالانکہ وہ سو رہے ہیں اور ہم انہیں دائیں اور بائیں کروٹ بدلاتے رہتے ہیں

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ

اور ان کا کتا غار کے دھانے پر دونوں ٹانگیں پھیلائے ہوئے ہے۔ اگر آپ انہیں جھانک کر دیکھیں

لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾ وَ

تو ان سے ضرور الٹے پاؤں بھاگ نکلیں اور ان کی دہشت آپ کو گھیر لے۔(18)اسی

عربی حاشیہ

۵۔ان کا کتا بھی ان کے ساتھ شریکِ عمل تھا۔

۶۔ان کا منظر ہیبت ناک تھا اور خدا نے رعب کے ذریعہ ان کی امداد کی تھی۔

8-تزاور۔ انحراف کرنا اور کترا کر نکل جانا۔ گویا آفتاب ان کی امداد پر مامور تھا۔ فجوہ۔وسیع جگہ۔

9-ایقاظ۔ یقظ کی جمع ہے یعنی بیدار۔ رقود۔ راقد کی جمع ہے یعنی خوابیدہ۔ وصید۔ ڈیوڑھی یا آنگن۔

اردو حاشیہ

(۳) اصحاب کہف چھ نفر تھے۔ ان کے قرید کا نام طرسوس تھا اور بادشاہِ وقت کا نام دقیانوس تھا جو بت پرستی کی جبراً دعوت دیتا تھا اور انکار کرنے والوں کو سخت اذیت دیا کرتا تھا۔

(۴) اس واقعہ سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ رب کریم کے پاس امداد بالغیب کے بے شمار راستے ہیں جن کا اہل دنیا احساس بھی نہیں کر سکتے ہیں۔

اور اسی واقعہ سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ جو خدا چند مخلص بندوں کے لئے سیر آفتاب یا شعاعِ آفتاب کا رخ موڑ سکتا ہے وہ کسی خاص مخلص بندے کے لئے مغرب سے آفتاب پلٹا بھی سکتا ہے۔اس کی قدرت سے کوئی شے بعید نہیں ہے صرف عمل میں اخلاص کی ضرورت ہے۔

كَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ

انداز سے ہم نے انہیں بیدار کیا تا کہ یہ آپس میں پوچھ گچھ کر لیں۔چنانچہ ان میں سے

مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ

ایک نے پوچھا: تم لوگ یہاں کتنی دیر رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ایک دن یا [۵] اس سے بھی کم۔

قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ

انہوں نے کہا: تمہارا پروردگار بہتر جانتا ہے کہ تم کتنی مدت رہے ہو پس تم اپنے میں سے

بِوَرِقِكُمْ [10] هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى

ایک کو اپنے اس سکے کے ساتھ شہر بھیجو اور وہ دیکھے کہ کونسا کھانا سب سے ستھرا ہے

طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ

پھر وہاں سے کچھ کھانا لے آئے اور اسے چاہیے کہ وہ ہوشیاری سے جائے اور کسی کو تمہاری خبر

بِكُمْ اَحَدًا ﴿۱۹﴾ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ

نہ ہونے دے۔(19) کیونکہ اگر وہ تم پر غالب آگئے تو وہ تمہیں سنگسار کر دیں گے

اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۲۰﴾

یا اپنے مذہب میں پلٹائیں گے اور اگر ایسا ہوا تو تم ہرگز فلاح نہیں پاؤ گے۔ (20)

وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

اور اس طرح ہم نے (لوگوں کو) ان سے باخبر کر دیا وہ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے

وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ [11] يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ

اور یہ کہ قیامت (کے آنے) میں کوئی شبہ نہیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب لوگ

عربی حاشیہ

10-ورق۔ واو پر زبر اور رے پر زیر یا واو پر زیر ہے اور رے ساکن دونوں کے معنی سکہ دار درہم کے ہیں۔ اور واضح رہے کہ اصحاب کہف کی نیند کی مدت ۳۰۹ سال بیان کی گئی ہے۔

اور ولیتلطف کی تا پر قرآن مجید حروف کے اعتبار سے نصف ہوجاتا جو قرآن مجید میں لطف اور لطافات کی مرکزیت کی طرف بہترین اشارہ ہے۔

واضح رہے کہ اصحاب کہف نے صدیوں کی بھوک کے باوجود ہر غذا کو پسند نہیں کیا بلکہ پاکیزہ غذا کا انتظام کیا تا کہ ایمان اور تقویٰ کا صحیح مفہوم واضح ہو جائے۔ آیت کا آخری ٹکڑا تقیہ کا بہترین اعلان ہے کہ اصحابِ کہف کے خصوصیات میں ایک تقیہ بھی ہے جو ان کے ایمان اور فتوت و جوانمروی کا نتیجہ ہے۔

ف: اصحابِ کہف کے مرکز پر مسجد بنانا بزرگوں کی یادگار قائم کرنے کی بہترین دلیل ہے اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ آخری آرام گاہ

اردو حاشیہ

(۵) یہ جواب بتا رہا ہے کہ تین سو برسوں میں بھی کوئی تغیر نہیں پیدا ہوا تھا ورنہ اس طرح کا جواب نہ ہوتا۔

یہ بھی اس امر کا واضح اشارہ ہے کہ پروردگار اپنے مخلص بندوں کے لئے ہر طرح کا اہتمام کر دیتا ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ اس کی راہ میں مخلص رہیں اور باطل کی اطاعت نہ کریں۔

أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا ۖ رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ

ان کے بارے میں جھگڑ رہے تھے تو کچھ نے کہا: ان (کے غار) پر عمارت بنا دو۔ ان کا رب ہی

بِهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ

ان کا حال بہتر جانتا ہے۔جنہوں نے ان کے بارے میں غلبہ حاصل کیا وہ کہنے لگے: ہم ان کے غار پر

عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ﴿٢١﴾ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ

ضرور ایک مسجد بناتے ہیں۔(21) کچھ لوگ کہیں گے کہ وہ تین (۶) ہیں، چوتھا ان کا کتا ہے

وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۖ

اور کچھ کہیں گے کہ وہ پانچ ہیں، چھٹا ان کا کتا ہے۔ یہ سب دیکھے بغیر اندازے لگا رہے ہیں

وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ

اور کچھ کہیں گے: وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے۔ کہہ دیجئے: میرا رب ان کی تعداد کو

بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ۗ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ

بہتر جانتا ہے ان کے بارے میں کم ہی لوگ جانتے ہیں لہٰذا آپ ان کے بارے میں سطحی گفتگو کے

إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ﴿٢٢﴾

علاوہ کوئی بحث نہ کریں اور نہ ہی ان کے بارے میں ان میں سے کسی سے کچھ دریافت کریں۔ (22)

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ إِلَّا أَن

اور آپ کسی کام کے بارے میں ہرگز یہ نہ کہیں کہ میں اسے کل کروں گا۔(23) مگر یہ کہ

يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ

اللہ چاہے (۷) اور اگر آپ بھول جائیں تو اپنے پروردگار کو یاد کریں اور کہیں:

عربی حاشیہ

کے پاس سجدہ ہوسکتا ہے اور اس میں کسی شرک کا امکان نہیں ہے۔

11- اصحاب کہف کے بارے میں طرح طرح کے اختلافات پائے جاتے ہیں۔ ایک اختلاف یہ ہے کہ یہ غار کہاں ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ فلسطین میں بیت المقدس کے قریب ہے، بعض کہتے ہیں کہ موصل میں ہے اور بعض کا خیال ہے کہ اندلس میں غرناطہ کی طرف ہے۔

دوسرا اختلاف زمانہ کا ہے کہ یہ واقعہ قبل مسیح کا ہے یا بعد مسیح کا۔ تیسرا اختلاف اس کھانے میں ہے جس کو خریدا گیا تھا کہ وہ کھجور تھا یا کشمش یا گوشت۔

چوتھا اختلاف ان کے کتے کے رنگ کے بارے میں ہے کہ وہ گندمی رنگ کا تھا یا اس پر مختلف نقش ونگار تھے۔

اور پانچواں اختلاف ان کی تعداد کے بارے میں ہے جس کا تذکرہ خود آیت میں بھی کیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۶) نصاریٰ نجران پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں آئے تو اصحابِ کہف کا تذکرہ نکل آیا بعض نے کہا کہ تین ہیں اور بعض نے کہا کہ پانچ۔ مسلمانوں نے کہا کہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے اور بظاہر یہی صحیح بھی ہے کہ قرآن مجید میں باقی دونوں اقوال کو اندازے سے تعبیر کیا گیا ہے لیکن اس آخری قول پر کوئی تبصرہ نہیں کیا گیا ہے۔

(۷) ہر کام پر انشاء اللہ کہنا اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ مشیت پروردگار ہر ارادہ اور خواہش سے بالاتر ہے اور اس کے مقابلہ میں کسی کے ارادہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

فقہی اعتبار سے معاملات میں انشاء اللہ صرف تبرک کے طور پر کہا جا سکتا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے ورنہ واقعی مشیت خدا پر معلق کر دیا ہے تو معاملہ ہی باطل ہے کہ معاملات حتمیت چاہتے ہیں ان میں تعلیق کی کوئی گنجائش نہیں ہے چاہے کسی چیز پر معلق رکھا جائے۔

أَنْ يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ﴿٢٤﴾ وَ

امید ہے میرا رب اس سے قریب تر حقیقت کی طرف میری راہنمائی فرمائے گا۔(24)اور

لَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ [12] وَازْدَادُوا

وہ اپنے غار میں تین سو سال تک رہے اور نو کا اضافہ

تِسْعًا ﴿٢٥﴾ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۖ لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ

کیا۔(25) آپ کہہ دیجئے: ان کے قیام کی مدت اللہ بہتر جانتا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی غیبی باتیں

وَالْأَرْضِ ۖ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ ۚ مَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ

صرف وہی جانتا ہے۔ وہ کیا خوب دیکھنے والا اور کیا خوب سننے والا ہے۔ اس کے سوا ان کا کوئی

وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ﴿٢٦﴾ وَاتْلُ مَا أُوحِيَ

سرپرست نہیں اور نہ ہی وہ کسی کو اپنی حکومت میں شریک کرتا ہے۔(26)اور(اے محمدؐ!) آپ کے پروردگار کی کتاب

إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۖ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَلَنْ تَجِدَ

کے ذریعے جو کچھ آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھ کر سنا دیں۔کوئی اس کے کلمات کو بدلنے والا نہیں ہے اور نہ ہی

مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ﴿٢٧﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ [13] يَدْعُونَ

آپ اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ پائیں گے۔(27)اور (اے محمدؐ) اپنے آپ کو ان لوگوں کی معیت میں محدود رکھیں

رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ وَلَا

جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اپنی نگاہیں ان سے نہ پھیریں۔ (٨)

تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَ

کیا آپ دنیاوی زندگی کی آرائش کے خواہشمند ہیں؟ اور آپ اس شخص کی اطاعت نہ کریں

عربی حاشیہ

12- بعض مفسرین نے اس انداز بیان کی توجیہ کی ہے کہ شمسی اعتبار سے ٣٠٠ سال اور قمری اعتبار سے ٣٠٩ سال ہوتے ہیں کہ دونوں میں سو سال کے بعد تین سال کا فرق ہوجاتا ہے۔

13- کہاجاتا ہے کہ عینیہ فرازی جیسے کفار نے سلمان جیسے مسلمانوں کی غربت کو دیکھ کر یہ مطالبہ کیا کہ انھیں بزم سے ہٹا دیا جائے تو ہم اسلام لا سکتے ہیں۔ قدرت نے جواب دے دیا کہ آپ انھیں مخلص غریبوں کے ساتھ صبر کریں اور دولت مندوں کی فکر نہ کریں۔

ف: تعداد کے بارے میں حرف آخر آٹھ ہے کہ اسے اندازہ نہیں کہا گیا ہے اور اس کے واو کو ثمانیہ کہا جاتا ہے جو عام طور سے اس عدد کے ساتھ استعمال ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی استعمال ہوا ہے۔

اردو حاشیہ

(٨) کفار و مشرکین اور دنیا پرستوں کا یہ خاصہ ہے کہ وہ ہر فضیلت کا معیار مال دنیا اور ثروت مادی ہی کو قرار دیتے ہیں اور اسلام حقائق و معارف کے مقابلہ میں کسی چیز کی قدر و قیمت کا قائل نہیں ہے اس لئے رب العالمین نے رسول اکرمؐ کو مخاطب قرار دے کر واضح کر دیا کہ خبردار ایمان کے مقابلہ میں دولت والوں کی طرف نگاہ بھی نہ اٹھنے پائے کہ یہ امت کی تعلیم و تربیت کا بہترین نمونہ ہے۔

لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ

جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور اس کا معاملہ

وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿٢٨﴾ وَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ قف فَمَنْ

حد سے گزرا ہو اہے۔(28) اور کہہ دیجئے: کہ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے

شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ لا اِنَّآ اَعْتَدْنَا

پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔ ہم نے ظالموں کے لیے یقیناً ایسی آگ تیار کر رکھی ہے

لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا لا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ط وَ اِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا

جس کی قناتیں انہیں گھیرے میں لے رہی ہوں گی اور اگر وہ فریاد کریں تو ایسے پانی سے ان کی داد رسی ہو گی

يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ط بِئْسَ الشَّرَابُ ط

جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو گا ان کے چہروں کو بھون ڈالے گا۔ بدترین مشروب

وَ سَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٢٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اور بدترین جائے گاہ ہے۔(29) جو ایمان لاتے ہیں اور نیک اعمال بجا لاتے ہیں

الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿٣٠﴾ ج

تو ہم نیک اعمال بجا لانے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ (30)

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ

ان کے لیے دائمی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں

يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ [14] مِنْ ذَهَبٍ وَّ يَلْبَسُوْنَ

وہ سونے کے کنگنوں سے مزین ہوں گے اور باریک ریشم اور اطلس کے

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۹ نے واضح کردیا ہے کہ ظالمین کا۔ حال جہنم میں بھی دنیا ہی جیسا ہوگا۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہاں شعلوں کے پردے ہوں گے اور پگھلی دھات کا دور شراب چہروں پر بدنمائی کے اثرات ہوں گے اور رفاقت ومصاحبت کے لئے جہنم کا ماحول۔ اللہ ہر صاحب ایمان کو اس صورتِ حال اور تجسیم اعمال سے محفوظ رکھے۔

14-اساور۔ اسوار کی جمع ہے۔

سندس۔ باریک ریشم کو کہا جاتا ہے۔ استبرق دبیز قسم کے ریشم کو۔ ارائک۔ اریکہ کی جمع ہے یعنی تخت۔

اردو حاشیہ

ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا

سبز کپڑوں میں ملبوس مسندوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔

عَلَى الْاَرَآئِكِ ؕ نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ وَاضْرِبْ

بہترین ثواب ہے اور خوبصورت منزل۔ (31) اور (اے محمدؐ)

لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ

ان سے دو آدمیوں کی ایک مثال (۹) بیان کریں جن میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ عطا کیے

اَعْنَابٍ وَّ حَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّ جَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ؕ ﴿۳۲﴾

اور ان کے گرد کھجور کے درختوں کی باڑھ لگا دی اور دونوں کے درمیان کھیتی بنائی تھی۔ (32)

كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا ۙ وَّ

دونوں باغوں نے خوب پھل دیا اور ذرا بھی کمی نہ کی اور ان کے درمیان

فَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾ ۙ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ

ہم نے نہر جاری کی۔(33)اور اسے پھل ملتا رہتا تھا پس باتیں کرتے ہوئے اس نے

وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ [15] اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾

اپنے ساتھی سے کہا: میں تم سے زیادہ مالدار ہوں اور افرادی قوت میں بھی زیادہ معزز ہوں۔ (34)

وَ دَخَلَ جَنَّتَهٗ وَ هُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ

اور وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہوا اپنے باغ میں داخل ہوا۔ کہنے لگا: میں نہیں سمجھتا کہ

اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖۤ اَبَدًا ﴿۳۵﴾ ۙ وَّمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّ

یہ باغ کبھی فنا ہو جائے گا۔(35) اور میں خیال نہیں کرتا کہ قیامت آنے والی ہے

عربی حاشیہ

15- محاورہ۔ آپس میں گفتگو کرنا اور نفر۔ انصار و اعوان کے معنی میں ہے۔

ف: آیت نمبر ۳۱ دلیل ہے کہ اہلِ جنت بھی روحانی راحتوں کی طرح جسمانی لذتوں سے بہرہ یاب ہوں گے اور جن تمام لذتوں کو یہاں ترک کیا ہے سب کا نعم البدل وہاں مل جائے گا۔ بہترین لباس، حسین ترین زیور عمدہ نشست گاہ اور بلند ترین محفل عیش و عشرت۔

اردو حاشیہ

(۹) معنویات کے تذکرہ کے بعد مسئلہ کو مزید واضح کرنے کے لئے مادی اور محسوس مثال کا سہارا لیا گیا ہے کہ ایک انسان کے پاس ایسے عمدہ باغات تھے کہ اس میں غرور پیدا ہو گیا اور اس نے غریب صاحبانِ ایمان کے مقابلہ میں اکڑنا شروع کر دیا اور اس حقیقت کو بھول گیا کہ دینے والا واپس بھی لے سکتا ہے نتیجہ یہ ہوا کہ غرور کام نہ آیا اور سب تباہ و برباد ہو گیا۔

رب العالمین نے اس مقام پر تمام نعمتوں کو اپنی طرف منسوب کیا ہے تا کہ انسان کے ہوش و حواس باقی رہیں اور اس میں کسی طرح کا غرور نہ پیدا ہونے پائے۔

لَئِنۡ رُّدِدۡتُّ اِلٰى رَبِّىۡ لَاَجِدَنَّ خَيۡرًا مِّنۡهَا مُنۡقَلَبًا[16] ﴿۳۶﴾

اور اگر مجھے میرے رب کے حضور پلٹا دیا گیا تو میں ضرور اس سے بھی اچھی جگہ پاؤں گا۔ (36)

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَكَفَرۡتَ بِالَّذِىۡ

اس سے گفتگو کرتے ہوئے اس کے ساتھی نے کہا: کیا تو اس اللہ کا انکار کرتا ہے

خَلَقَكَ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ثُمَّ سَوّٰٮكَ

جس نے تجھے مٹی سے پھر نطفے سے پیدا کیا پھر تجھے ایک معتدل

رَجُلًا ؕ ﴿۳۷﴾ لٰـكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّىۡ وَلَاۤ اُشۡرِكُ بِرَبِّىۡۤ اَحَدًا ﴿۳۸﴾

مرد بنایا؟ (37) لیکن میرا رب تو اللہ ہی ہے اور میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔ (38)

وَلَوۡلَاۤ اِذۡ دَخَلۡتَ جَنَّتَكَ قُلۡتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا

اور جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تو کیوں نہیں کہا: ماشاء اللہ [۱۰] لاقوۃ الا باللہ؟ (ہوتا وہی ہے جو اللہ کو منظور ہے۔

بِاللّٰهِ ۚ اِنۡ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنۡكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۚ ﴿۳۹﴾

طاقت کا سرچشمہ صرف اللہ ہے)؟ اگر تو مجھے مال اور اولاد میں اپنے سے کمتر سمجھتا ہے۔ (39)

فَعَسٰى رَبِّىۡۤ اَنۡ يُّؤۡتِيَنِ خَيۡرًا مِّنۡ جَنَّتِكَ وَيُرۡسِلَ

تو بعید نہیں کہ میرا پروردگار مجھے تیرے باغ سے بہتر عنایت فرمائے اور

عَلَيۡهَا حُسۡبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصۡبِحَ صَعِيۡدًا زَلَقًا ۙ ﴿۴۰﴾

تیرے باغ پر آسمان سے آفت بھیج دے اور وہ صاف میدان بن جائے۔ (40)

اَوۡ يُصۡبِحَ مَآؤُهَا غَوۡرًا فَلَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَ

یا اس کا پانی نیچے اتر جائے پھر تو اسے طلب بھی نہ کر سکے۔ (41) چنانچہ

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ فریق اول نے بظاہر خدا کا انکار نہیں کیا تھا لیکن فریق دوم نے اسے کافر قرار دے دیا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ قدرت خدا کا انکار یا اپنی استقلال مالکیت کا خیال یا عقائد صحیحہ کا استہزاء بھی ایک طرح کا انکار خدا ہے جسے صراحتاً ظاہر نہیں کیا جاتا ہے بلکہ دل میں چھپا کر رکھا جاتا ہے۔

16- یہ اہلِ دنیا کی مخصوص منطق ہے کہ جس طرح ہم دنیا میں عیش کرتے رہے ہیں اگر مر گئے اور کوئی قیامت آ بھی گئی تو جس نے ہمیں یہاں دولتمند بنایا ہے وہ وہاں بھی ہمارے لئے مخصوص انتظام کرے گا۔

اردو حاشیہ

(۱۰) ایمان والوں کی منطق کفر والوں کے اندازِ فکر سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ کفر والے اپنے غرور میں مگن رہتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ دنیا اور آخرت سب ہمارے اختیار میں ہے اور ایمان والوں کو جو کچھ مل جاتا ہے اسے خدا کا عطیہ کہتے ہیں اور جو نہیں ملتا ہے اس کے بارے میں امیدوار رہتے ہیں کہ مالکِ کائنات ہی سب سے بہتر عطا کرنے والا ہے۔

أُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَىٰ مَا أَنْفَقَ

اس کے پھلوں کو (آفت نے) گھیر لیا پس وہ اپنے باغ کو اپنی چھتوں پر گرا پڑا دیکھ کر

فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ[17] عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي

اس سرمائے پر کف افسوس ملتا رہ گیا جو اس نے اس باغ پر لگایا تھا اور کہنے لگا: اے کاش! میں اپنے پروردگار

لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا ﴿٤٢﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ فِئَةٌ

کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا۔(42)اور (ہوا بھی یہی کہ) اللہ کے سوا

يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿٤٣﴾

کوئی جماعت اس کے لیے مددگار ثابت نہ ہوئی اور نہ ہی وہ بدلہ لے سکا۔ (43)

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ ۚ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ

یہاں سے عیاں ہوا کہ اقتدار تو خدائے برحق کے لیے مختص ہے۔ اس کا انعام بہتر ہے اور اسی کا دیا ہوا

عُقْبًا ﴿٤٤﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ

انجام اچھا ہے۔(44)اور ان کے لیے دنیاوی زندگی کی یہ مثال پیش کریں: یہ زندگی

أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ

اس پانی کی طرح ہے جسے ہم نے آسمان سے برسایا جس سے زمین [11] کی روئیدگی گھنی ہو گئی

فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ

پھر وہ ریزہ ریزہ ہو گئی ہوائیں اسے اڑاتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر

شَيْءٍ مُقْتَدِرًا ﴿٤٥﴾ الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ

قدرت رکھتا ہے۔(45) مال اور اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں اور ہمیشہ

عربی حاشیہ

17-خاویہ۔ خالی اور جھک جانے والے کے معنی میں ہے۔

عرش۔ بلندی کو کہتے ہیں لیکن مقصد یہ ہے کہ سارا باغ شاخوں سمیت زمین کے برابر ہوگیا۔

18-ابن العربی نے فتوحات مکیہ میں نقل کیا ہے کہ خدا حکم کے اعتبار سے قادر اور خلق کے اعتبار سے مقتدر ہے یعنی وہ ہر شے کے بارے میں حکم دے سکتا ہے اور پھر اس نے حکم دے کر پیدا بھی کر دیا ہے اور یہ اس کے مقتدر ہونے کی علامت ہے۔

ف: آیات کریمہ نے صاف واضح کردیا کہ:
١۔مادی نعمتیں بھروسہ کے قابل نہیں ہیں۔
٢۔مصیبت میں مصاحب کام نہیں آتے ہیں۔
٣۔نزول بلا کے بعد بیداری بیکار ہے۔ ۴۔فقر ذلت کی دلیل نہیں ہے اور دولت بھی کوئی عزت نہیں ہے۔ ۵۔انسان کو ہمیشہ اپنی خلقت کو یاد رکھنا چاہیے تاکہ گمراہ نہ ہونے پائے۔

اردو حاشیہ

(١١) زندگانی دنیا کی یہ ایک بہترین مثال ہے جس سے انسان عبرت حاصل کرسکتا ہے کہ ایک دن زمین کو بالکل خالی دیکھتا ہے پھر برستا ہوا پانی نظر آتا ہے پھر اس کے زیرِ اثر سبزہ روئیدہ ہوتا ہے اور ساری زمین پر مخمل جیسا فرش بچھ جاتا ہے۔ پھر یہی سبزہ چند دنوں میں بھوسہ ہو جاتا ہے اور ہوائیں اسے اڑا لے جاتی ہیں...... اتنی محسوس حقیقت کے بعد بھی انسان عبرت حاصل نہیں کرتا ہے تو یہ ایک انتہائی افسوس ناک بات ہے۔

الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا

باقی رہنے والی نیکیاں آپ کے پروردگار کے نزدیک ثواب کے لحاظ سے اور امید کے اعتبار سے بھی

وَّخَيْرٌ اَمَلًا [19] ﴿٤٦﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ

بہترین ہیں۔(46)اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور زمین کو آپ صاف میدان دیکھیں گے

بَارِزَةً [20] ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿٤٧﴾ ۚ وَعُرِضُوْا

اور سب کو ہم جمع کریں گے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔(47)اور وہ صف در صف

عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا [21] ۭ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ

تیرے رب کے حضور پیش کیے جائیں گے (تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا:) تم اسی طرح ہمارے پاس آ گئے ہو جیسا کہ ہم نے

مَرَّةٍۢ ۡ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿٤٨﴾ وَ

پہلی بار تمہیں خلق کیا تھا، بلکہ تمہیں تو گمان تھا کہ ہم نے تمہارے لیے وعدے کا کوئی وقت مقرر نہیں کیا ہے۔(48)اور

وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا

نامۂ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا۔ اس وقت آپ دیکھیں گے کہ مجرمین اس کے مندرجات کو

فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا

دیکھ کر لرز رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں: ہائے ندامت! یہ کیسا نامہ اعمال ہے؟ اس نے

يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا

کسی چھوٹی اور بڑی بات کو نہیں چھوڑا (بلکہ) سب کو درج کر لیا ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا

مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿٤٩﴾ ع وَاِذْ

وہ ان سب کو حاضر پائیں گے اور آپ کا رب تو کسی پر ظلم نہیں کرتا۔(49)اور (یہ بات بھی)

عربی حاشیہ

ف: انسانی زندگی کے لئے مالی اور افرادی طاقت بے حد ضروری ہے اور اسی بنا پر لوگوں کی نگاہ میں بیٹوں کی اہمیت تھی لیکن قرآن مجید نے یہ واضح کردیا کہ یہ سب صرف حیات دنیا کی زینت ہیں۔ آخرت میں ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس کے لئے عمل خیر درکار ہے اور اس کی بلند ترین قسم محبت اہلبیتؑ ہے اگرچہ اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔

19- کارِ خیر ہی ایک عمل ہوتا ہے جس سے امیدیں وابستہ کی جاسکتی ہیں۔ باقی جس چیز سے بھی انسان امیدیں وابستہ کرتا ہے سب مایوسی کا شکار ہوجاتی ہیں کہ مال یا اولاد دونوں ہی ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔

20-میدان حشر میں زمین کو بالکل صاف کردیا جائے گا تاکہ اولین وآخرین کو جمع کیا جاسکے۔

21-بعض حضرات کا خیال ہے کہ محشر میں سب قطار اندر قطار حاضر ہوں گے اور بعض

اردو حاشیہ

(۱۲) انسانی زندگی کی زینتیں دو طرح کی ہوتی ہیں بعض زینتیں انفرادی ہوتی ہیں جنہیں انسان اپنی ذات کے لئے فراہم کرتا ہے اور بعض اجتماعی ہوتی ہیں جو اجتماع میں کام آتی ہیں۔ اجتماعی زینتوں کو باقیات صالحات کہا جاتا ہے جس کا ثواب بھی بہت ہے اور جس سے آخرت میں امیدیں بھی وابستہ کی جاسکتی ہیں ورنہ انفرادی زینتوں کا تو حساب ہی دینا پڑے گا، ان سے امیدیں کیا وابستہ کی جاسکتی ہیں۔

قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ ؕ

یاد کریں جب ہم نے فرشتوں سے کہا: آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔

كَانَ مِنَ الۡجِنِّ فَفَسَقَ عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوۡنَهٗ

وہ جنات میں سے تھا پس وہ اپنے رب کی اطاعت سے خارج ہو گیا۔ تو کیا تم لوگ

وَذُرِّيَّتَهٗۤ اَوۡلِيَآءَ مِنۡ دُوۡنِىۡ وَهُمۡ لَـكُمۡ عَدُوٌّ ؕ بِئۡسَ

میرے سوا اسے اور اس کی نسل کو اپنا سرپرست بناؤ گے۔ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں؟

لِلظّٰلِمِيۡنَ بَدَلًا ۝٥٠ مَاۤ اَشۡهَدْتُّهُمۡ خَلۡقَ السَّمٰوٰتِ

یہ ظالموں کے لیے برا بدل ہے۔(50) میں نے انہیں آسمانوں اور زمین کی تخلیق کا

وَالۡاَرۡضِ وَلَا خَلۡقَ اَنۡفُسِهِمۡ ۖ وَمَا كُنۡتُ مُتَّخِذَ

مشاہدہ نہیں کرایا اور نہ خود ان کی اپنی تخلیق کا اور میں کسی گمراہ کرنے والے کو اپنا

الۡمُضِلِّيۡنَ عَضُدًا ۝٥١ وَيَوۡمَ يَقُوۡلُ نَادُوۡا شُرَكَآءِىَ

مددگار بنانے والا نہیں ہوں۔(51)اور جس دن اللہ فرمائے گا: انہیں بلاؤ جنہیں تم نے

الَّذِيۡنَ زَعَمۡتُمۡ فَدَعَوۡهُمۡ فَلَمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَهُمۡ

میرا شریک ٹھہرایا تھا تو وہ انہیں بلائیں گے لیکن وہ انہیں جواب نہیں دیں گے اور ہم ان کے درمیان

وَجَعَلۡنَا بَيۡنَهُمۡ مَّوۡبِقًا ۝٥٢ وَرَاَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ النَّارَ

ہلاکت کی ایک جگہ بنا دیں گے۔(52)اور مجرمین اس دن آتش جہنم کا مشاہدہ کریں گے

فَظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ مُّوَاقِعُوۡهَا وَلَمۡ يَجِدُوۡا عَنۡهَا مَصۡرِفًا ۝٥٣ ع (22) (ع ۷ / ۱۹)

اور سمجھ جائیں گے کہ انہیں اس میں گرنا ہے اور وہ اس سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں پائیں گے۔(53)

عربی حاشیہ

کہتے ہیں درجات الگ الگ کر دیے جائیں گے اور ایک احتمال یہ بھی ہے کہ بالکل مرتب اور منظّم انداز سے پیش کئے جائیں۔

22- مواقع۔ یعنی واقع اور مصرف یعنی گریز کی جگہ اور بچ نکلنے کی منزل۔

ف: آیت نمبر ۵۱ دلیل ہے کہ بندگانِ خدا گمراہوں کی کمک حاصل نہیں کرتے ہیں اور اسی لئے حضرت علیؑ نے ابوسفیان کی مدد کو اور امام حسینؑ نے عبیداللہ بن حر کی مدد کو رد کر دیا تھا اور یہیں سے جناب ابوطالبؑ کے ایمان و کردار پر مکمل روشنی پڑتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۳) بعض مفسرین کے خیال میں یہ ایک اشارہ ہے کہ ملائکہ حکم خدا سے سرتابی نہیں کرتے اور ابلیس کی سرتابی کی وجہ یہ ہے کہ وہ قوم جن سے تعلق رکھتا تھا۔

اور ابلیس کو حکم خدا اس لئے شامل ہو گیا تھا کہ اس نے ملائکہ کی صفوں میں داخلہ لے لیا تھا اور خود اپنے کو حکم خدا کا مصداق بنا لیا تھا اور ایسا نہیں بھی تھا تو اسے متکبرانہ انداز سے گفتگو نہیں کرنی چاہئے تھی کہ خالق سے اس لہجہ میں بات کرنا خود ہی جرم ہے۔ حکمِ خدا شامل ہو یا نہ ہو۔

(۱۴) شیطان کی ذریت سے مراد اس کے چیلے اور پیروکار ہیں جس کی طرف مختلف مقامات پر اشارہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ بعض حضرات نے یہ دلچسپ تحقیق بھی بیان کی ہے کہ شیطان کی ایک ران میں عضو تناسل ہے اور دوسری میں فرج اور وہ انہیں دونوں سے اولاد پیدا کراتا رہتا ہے۔

وَ لَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِیۡ ھٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لِلنَّاسِ مِنۡ کُلِّ مَثَلٍ ؕ وَکَانَ الۡاِنۡسَانُ اَکۡثَرَ شَیۡءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾ وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡۤا اِذۡ جَآءَھُمُ الۡھُدٰی وَ یَسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّھُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ تَاۡتِیَھُمۡ سُنَّۃُ الۡاَوَّلِیۡنَ اَوۡ یَاۡتِیَھُمُ الۡعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَ مَا نُرۡسِلُ الۡمُرۡسَلِیۡنَ اِلَّا مُبَشِّرِیۡنَ وَ مُنۡذِرِیۡنَ ۚ وَ یُجَادِلُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِالۡبَاطِلِ لِیُدۡحِضُوۡا بِہِ الۡحَقَّ وَ اتَّخَذُوۡۤا اٰیٰتِیۡ وَ مَاۤ اُنۡذِرُوۡا ھُزُوًا ﴿۵٦﴾ وَ مَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ ذُکِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّہٖ فَاَعۡرَضَ عَنۡھَا وَ نَسِیَ مَا قَدَّمَتۡ یَدٰہُ ؕ اِنَّا جَعَلۡنَا عَلٰی

اور بتحقیق ہم نے اس قرآن میں انسانوں کے لیے ہر مضمون کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے مگر انسان بڑا ہی جھگڑالو ثابت ہوا ہے۔(54)اور جب ان کے پاس ہدایت آ گئی تھی تو ایمان لانے اور اپنے پروردگار سے معافی طلب کرنے سے لوگوں کو کسی چیز نے نہیں روکا سوائے اس کے کہ ان کے ساتھ بھی وہی کچھ ہو جائے جو ان سے پہلوں کے ساتھ ہوا یا ان کے سامنے عذاب آ جائے۔(55)اور ہم پیغمبروں کو صرف اس لیے بھیجتے ہیں کہ وہ بشارت دیں اور تنبیہ کریں اور کفار باطل باتوں کے ساتھ جھگڑا کرتے ہیں تا کہ وہ اس طرح حق بات کو مسترد کر دیں۔انہوں نے میری آیات کو اور ان باتوں کو جن کے ذریعے انہیں تنبیہ کی گئی تھی مذاق بنا لیا۔(56)اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جسے اس کے رب کی آیات کے ذریعے نصیحت کی گئی تو اس نے ان سے منہ پھیر لیا اور جو ان گناہوں کو بھول گیا جنہیں وہ اپنے ہاتھوں آگے بھیج چکا تھا؟

عربی حاشیہ

ف: کفار واقعاً عذاب کے منتظر نہیں تھے لیکن ان کا کفر اور ان کے کردار کی کمزوری علامت ہے کہ گویا عذاب کا انتظار ہے اور اس کے بغیر سیدھے ہونے والے نہیں ہیں اور شاید اسی لئے رسول کو نذیر وبشیر کہہ کر واضح کر دیا گیا کہ عذاب کا لانا رسول کا کام نہیں ہے۔

23-سنت الاولین وہ خدائی طریقہ کار ہے جو سابق امتوں میں اختیار کیا گیا تھا اور جس کے بعد پوری پوری قوم برباد ہو گئی تھی۔ اب یہ لوگ بھی ایسے ہی برتاؤ کا انتظار کر رہے ہیں اور اس کے بغیر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

24- استہزاء۔فقط زبان ہی سے نہیں ہوتا ہے بلکہ عمل سے بھی ہوتا ہے جیسا کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا ہے کہ ''کوئی بھی قرآن کا پڑھنے والا اس پر عمل نہ کرے اور جہنم میں چلا جائے تو سمجھ لو کہ یہ آیات خدا کا مذاق اڑانے والا تھا''۔

اردو حاشیہ

قُلُوۡبِهِمۡ اَكِنَّةً اَنۡ يَّفۡقَهُوۡهُ وَ فِىۡۤ اٰذَانِهِمۡ وَقۡرًا‌ؕ وَ

ہم نے ان لوگوں کے دلوں پر یقیناً پردے ڈال دیے ہیں تا کہ وہ سمجھ ہی نہ سکیں اور ان کے کانوں کو سنگین کر دیا ہے

اِنۡ تَدۡعُهُمۡ اِلَى الۡهُدٰى فَلَنۡ يَّهۡتَدُوۡۤا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾

(تا کہ وہ سن نہ سکیں) اور اب اگر آپ انہیں ہدایت کی طرف بلائیں بھی تو یہ کبھی راہ راست پر نہیں آئیں گے۔(57)

وَرَبُّكَ الۡغَفُوۡرُ ذُو الرَّحۡمَةِ‌ؕ لَوۡ يُؤَاخِذُهُمۡ بِمَا

اور آپ کا پروردگار بڑا بخشنے والا، رحمت کا مالک ہے۔ اگر وہ ان کی حرکات پر انہیں گرفت میں لینا چاہتا

كَسَبُوۡا لَعَجَّلَ لَهُمُ الۡعَذَابَ‌ؕ بَلْ لَّهُمۡ مَّوۡعِدٌ لَّنۡ

تو انہیں جلد ہی عذاب دے دیتا لیکن ان کے لیے وعدے کا وقت مقرر ہے۔ وہ (اس سے بچنے کیلئے) اس کے سوا

يَّجِدُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖ مَوۡٮِٕلًا ﴿۵۸﴾ وَتِلۡكَ الۡقُرٰٓى اَهۡلَكۡنٰهُمۡ

کوئی پناہ گاہ ہرگز نہیں پائیں گے۔(58) اور ان بستیوں کو ہم نے اس وقت ہلاکت میں ڈال دیا جب انہوں نے

لَمَّا ظَلَمُوۡا وَجَعَلۡنَا لِمَهۡلِكِهِمۡ مَّوۡعِدًا ﴿۵۹﴾ وَاِذۡ قَالَ

ظلم کیا اور ہم نے ان کی ہلاکت کے لیے بھی ایک وقت مقرر کر رکھا تھا۔(59) اور (وہ وقت یاد کرو) جب

مُوۡسٰى لِفَتٰٮهُ لَاۤ اَبۡرَحُ[25] حَتّٰۤى اَبۡلُغَ مَجۡمَعَ الۡبَحۡرَيۡنِ اَوۡ

موسیٰ (۱۵) نے اپنے جوان سے کہا: جب تک میں دونوں سمندروں کے سنگم پر نہ پہنچوں اپنا سفر جاری رکھوں گا

اَمۡضِىَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجۡمَعَ بَيۡنِهِمَا نَسِيَا حُوۡتَهُمَا

خواہ برسوں چلتا رہوں۔(60) جب وہ ان دونوں کے سنگم پر پہنچ گئے تو وہ دونوں اپنی مچھلی بھول گئے

فَاتَّخَذَ سَبِيۡلَهٗ فِى الۡبَحۡرِ سَرَبًا[26] ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ

تو اس مچھلی نے چیر کر سمندر میں اپنا راستہ بنا لیا۔(61) جب وہ دونوں آگے نکل گئے

عربی حاشیہ

25- برح۔ افعال ناقصہ میں ہے یعنی مسلسل یہ عمل کرتا رہوں گا۔

مجمع البحرین۔ وہ جگہ ہے جہاں دو دریا مل جاتے ہیں۔ مفسرین نے اس سلسلہ میں بہت سے دریا ڈھونڈھ نکالے ہیں مگر خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ واقعہ کہاں پیش آیا تھا۔

حقب۔ زمانہ اور وقت کو کہا جاتا ہے بعض نے ۸۰ سال کو حقب کہا ہے۔

26- سرب۔ اندرونی راستہ کو کہا جاتا ہے۔

ف: واضح رہے کہ دلوں پر پردہ اور کانوں کا بہرا پن گذشتہ اعمال کا نتیجہ ہے۔ اس کا عقیدہ جبر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۵) جناب موسیٰ ؑ کے اس واقعہ میں مفسرین کے درمیان بے شمار اختلافات پائے جاتے ہیں۔

ایک اختلاف یہ ہے کہ موسیٰ ؑ سے مراد کون موسیٰ ہیں۔ بعض یہودیوں کا خیال ہے کہ یہ موسیٰ ؑ بن میشا بن یوسف ؑ بن یعقوب ؑ تھے جن کا زمانہ جناب موسیٰ ؑ سے پہلے تھا اور اکثر مسلمانوں کا خیال ہے کہ یہ جناب موسیٰ ؑ بن عمران ہی تھے۔

دوسرا اختلاف اس جوان کے بارے میں ہے جو جناب موسیٰ ؑ کے ساتھ تھا کہ وہ کون تھا۔ اکثر حضرات نے کہا ہے کہ وہ جناب یوشعؑ بن نون تھے جو جناب موسیٰ ؑ کے بھانجے تھے اور بعد میں ان کے وصی بھی قرار پائے تھے۔

تیسرا اختلاف اس بندہ خدا کے بارے میں ہے جس سے ملاقات کے لئے گئے تھے۔

بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام خضرؑ تھا اور بعض کا خیال ہے کہ ان کا نام فلیا بن ملکان تھا اور خضرؑ ان کا لقب تھا اور وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں خدا نے طویل حیات عطا کی ہے۔

بعض مفسرین نے ان کو ملائکہ میں شمار کیا ہے۔

لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدۡ لَقِيۡنَا مِنۡ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا [27] ﴿۶۲﴾

تو موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا: ہمارا کھانا لاؤ ہم اس سفر سے یقیناً تھک گئے۔ (62)

قَالَ اَرَءَيۡتَ اِذۡ اَوَيۡنَاۤ اِلَى الصَّخۡرَةِ فَاِنِّىۡ نَسِيۡتُ

جوان نے کہا: بھلا آپ نے دیکھا کہ جب ہم چٹان کے پاس ٹھہرے تھے

الۡحُوۡتَ وَمَاۤ اَنۡسٰنِيۡهُ اِلَّا الشَّيۡطٰنُ اَنۡ اَذۡكُرَهٗ ۚ

تو میں مچھلی وہیں بھول گیا؟ اور مجھے شیطان کے سوا کوئی نہیں بھلا سکتا کہ میں اسے یاد کروں

وَاتَّخَذَ سَبِيۡلَهٗ فِى الۡبَحۡرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا

اور اس مچھلی نے تو عجیب طریقے سے دریا میں اپنی راہ بنائی۔(63) موسیٰ نے کہا: یہی تو ہے جس کی ہمیں

نَبۡغِ ۖ فَارۡتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا عَبۡدًا مِّنۡ

تلاش تھی۔چنانچہ وہ اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے واپس ہوئے۔(64)وہاں ان دونوں نے

عِبَادِنَاۤ اٰتَيۡنٰهُ رَحۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِنَا وَعَلَّمۡنٰهُ مِنۡ لَّدُنَّا

ہمارے بندوں میں سے ایک بندے (خضر) کو پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت عطا کی تھی اور اپنی طرف سے

عِلۡمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ مُوۡسٰى هَلۡ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنۡ تُعَلِّمَنِ

علم سکھایا تھا۔ (65) موسیٰ نے اس سے کہا: کیا میں آپ کے پیچھے چل سکتا ہوں تا کہ آپ مجھے وہ مفید

مِمَّا عُلِّمۡتَ رُشۡدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ مَعِىَ

علم سکھائیں جو آپ کو سکھایا گیا ہے؟(66)اس نے جواب دیا: آپ میرے ساتھ صبر نہیں

صَبۡرًا ﴿۶۷﴾ وَكَيۡفَ تَصۡبِرُ عَلٰى مَا لَمۡ تُحِطۡ بِهٖ خُبۡرًا [28] ﴿۶۸﴾

کر سکیں گے۔(67)اور اس بات پر بھلا آپ کیسے صبر کر سکتے ہیں جو آپ کے احاطہ علم میں نہیں ہے؟ (68)

عربی حاشیہ

ف: ساتھی نے نسیان کی نسبت شیطان کی طرف دی کہ وہ عالم وقت سے استفادہ کرنے میں رکاوٹ ڈال رہا ہے جب کہ جناب موسیٰ نے اس راہ میں برسوں کا راستہ طے کرنے کا عزم کرلیا تھا اور طلب علم کی واقعی شان یہی ہے کہ اس راہ میں زحمتوں کا خیال نہیں کیا جاتا ہے۔

27- نَصَب۔ تھکن

28- خُبر۔ علم و معرفت۔

ف: ''التغرق'' کا لام لام عاقبت ہے کہ خضر نے جو عمل انجام دیا ہے اس کا نتیجہ اہل کشتی کے غرق ہوجانے کے علاوہ کچھ نہیں ہے ورنہ خضر کا مقصد لوگوں کو غرق کردینا بہر حال نہیں تھا اور نہ جناب موسیٰ کا یہ اعتراض تھا۔

اردو حاشیہ

چوتھا اختلاف اس واقعہ کے سبب کے بارے میں ہے اور مشہور یہ ہے کہ کسی نے جناب موسیٰؑ سے پوچھا تھا کہ اس وقت سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں...... تو حکم خدا ہوا کہ مجمع البحرین پر جا کر میرے ایک بندہ سے ملاقات کرو کہ وہ تم سے بڑا عالم ہے اور خبردار کوئی شخص اپنے بارے میں ایسی بلندی کا تصور نہ کرے۔ واللہ اعلم۔

(۱۶) جناب موسیٰ علیہ السلام اور خضرؑ کے واقعہ میں بے شمار خصوصیات پائی جاتی ہیں جن کا فیصلہ عام قوانین کی بنا پر نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر موسیٰ علیہ السلام اور یوشع کا مچھلی کو بھول جانا، مجمع البحرین سے گذر جانا اور وہاں اس بندہ صالح کو نہ دیکھنا، مچھلی کا سرنگ کے ذریعہ دریا میں چلا جانا اور دونوں انسانوں کا متوجہ نہ ہونا مچھلی کے چلے جانے کے بعد ایک ایسے اہم واقعہ کا بھی ذکر نہ کرنا اور مزید راستہ طے کر لینا جس کے بعد واپسی کی ضرورت پڑے اس لئے کہ جناب خضر سے ملاقات بہر حال مجمع البحرین ہی پر طے ہوئی تھی، پھر جناب خضرؑ کا عہد لینا اور جناب موسیٰ علیہ السلام کا اجمالی اقرار کرنا اور پھر دوبارہ تاکیدی اقرار کرنا اور پھر بار بار ٹوکنا۔ خضرؑ کا متوجہ کرنا اور موسیٰ علیہ السلام کا متوجہ نہ ہونا یا مزید سوالات کرتے رہنا وغیرہ۔

ان حقائق کی تحقیق کے لئے بڑی تفصیلی بحث کی ضرورت ہے۔ اجمالی بات صرف یہ ہے کہ پروردگار عالم نے اس پورے واقعہ سے اپنے بندوں کو یہ سمجھانا

قَالَ سَتَجِدُنِيٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ

موسیٰ نے کہا: انشاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں

اَمْرًا ﴿۶۹﴾ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى

کروں گا۔(69)اس نے کہا: اگر آپ میرے پیچھے چلنا چاہتے ہیں تو آپ اس وقت تک کوئی بات مجھ سے نہیں پوچھیں گے

اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿۷۰﴾ ع [29] فَانْطَلَقَا ۫وقفة حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي

ع ۹ ۱۱/۲۱

جب تک میں خود اس کے بارے میں آپ سے ذکر نہ کروں۔(70) چنانچہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ جب وہ ایک کشتی میں

السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ

سوار ہوئے تو اس نے کشتی میں شگاف ڈال دیا موسیٰ نے کہا: کیا آپ نے اس میں شگاف اس لیے ڈالا ہے کہ سب کشتی والوں کو غرق کر دیں؟

جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا [30] ﴿۷۱﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ

یہ آپ نے بڑا ہی نامناسب اقدام کیا ہے۔(71) اس نے کہا: کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ

مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا

صبر نہیں کرسکیں گے؟(72) موسیٰ نے کہا: مجھ سے جو بھول ہوئی ہے اس پر آپ میرا مواخذہ نہ کریں اور

تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿۷۳﴾ فَانْطَلَقَا ۫وقفة حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا

میرے اس معاملے میں مجھے سختی میں نہ ڈالیں۔(73) پھر روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ دونوں

غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ

ایک لڑکے سے ملے تو اس نے لڑکے کو قتل کر دیا۔ موسیٰ نے کہا: کیا آپ نے ایک بے گناہ کو بغیر قصاص کے

لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

مارڈالا؟ یہ تو آپ نے واقعی برا کام کیا۔(74)

عربی حاشیہ

29- ذکر۔ بیان۔

30- امر۔ عجیب اور ناپسندیدہ قسم کی بات۔

31- ارہاق۔ سختی کا برتاؤ کرنا اور ایسے کام پر آمادہ کرنا جو بظاہر انسان کے بس کا نہ ہو۔

واضح رہے کہ مذکورہ آیات میں جس نسیان کا ذکر کیا گیا ہے وہ حقیقی نسیان نہیں تھا جسے منصب الٰہی کے منافی قرار دیا جائے۔ یہ ایک طرح کی واقعہ کی تصویرکشی ہے ورنہ ایک مرتبہ دونوں کے بھول جانے کا ذکر ہوتا اور پھر دوسری مرتبہ صرف یوشع کے بھولنے کا ذکر ہوتا اور وہ بھی مچھلی کے بھولنے کا نہیں تذکرہ کے بھولنے کا ذکر؟

اس مقام پر کافی تفکر اور تدبر کی ضرورت ہے۔

اردو حاشیہ

چاہا ہے کہ کسی وقت بھی اپنی برتری کا خیال نہ کریں کہ کسی گوشۂ دنیا میں بھی تم سے بالاتر انسان پیدا ہوسکتا ہے اور پھر وہی تمہارا استاد بھی قرار پاسکتا ہے۔

جناب موسیٰ علیہ السلام کا وعدہ کے بعد بھی ٹوکتے رہنا اس بات کی علامت ہے کہ ایفائے وعدہ بہترین کارخیر ہے لیکن اس کے باوجود ظاہری قانون کے خلاف کوئی عمل ہو تو اس پر احتجاج کرنا ضروری ہے اس لئے کہ امر بالمعروف ایک فریضہ ہے اور بات موسیٰ اور خضر کی نہیں ہے۔ امت اسلامیہ کیلئے یہ ایک درس عمل اور تصویر عبرت ہے۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٧٥﴾ قَالَ

اس نے کہا: کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے؟(75) موسیٰ نے کہا:

اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۢ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ

اگر اس کے بعد میں نے آپ سے کسی بات پر سوال کیا تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں میری طرف سے آپ یقیناً

مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿٧٦﴾ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهْلَ قَرْيَةِ ⑶①

عذر کی حد تک پہنچ چکے ہیں۔(76) پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب وہ دونوں ایک بستی والوں کے

اسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا ⑶② فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا

ہاں پہنچ گئے تو ان سے کھانا طلب کیا مگر انہوں نے ان کی پذیرائی سے انکار کر دیا۔ پھر ان دونوں نے

جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ

وہاں ایک دیوار دیکھی جو گرنے والی تھی پس اس نے اسے سیدھا کر دیا۔ موسیٰ نے کہا: اگر آپ چاہتے

لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿٧٧﴾ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَ

تو اس کی اجرت لے سکتے تھے۔(77) انہوں نے کہا: بس یہی میری اور آپ کی جدائی کا لمحہ ہے۔

بَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ ⑶③ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٧٨﴾

اب میں آپ کو ان باتوں کی تاویل (١٩) بتا دیتا ہوں جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔ (78)

اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ

وہ کشتی چند غریب لوگوں کی تھی جو سمندر میں محنت کرتے تھے۔ میں نے چاہا کہ

فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ

اسے عیب دار بنا دوں کیونکہ ان کے پیچھے ایک بادشاہ تھا جو ہر (سالم) کشتی کو

عربی حاشیہ

ف: بعض مفسرین کا اصرار ہے کہ وہ بچہ بالغ تھا کہ نابالغ کو قصاص کی بنا پر قتل نہیں کیا جا سکتا ہے اور موسیٰ کا اعتراض یہی تھا کہ قصاص کے بغیر آپ نے کس طرح قتل کر دیا۔

31- بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس قریہ کا نام انطاکیہ تھا اور امام جعفر صادقؑ کی روایت میں اس کا نام ناصرہ وارد ہوا ہے۔

32- بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ کھانا دینے کے بجائے ضیافت سے انکار کا ذکر کر کے یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ مہمان نوازی سے انکار کر دینا انتہائی ذلیل عمل ہے۔ اور اسی بنیاد پر اہل قریہ نے رسول اکرمؐ سے درخواست کی تھی کہ اس لفظ کو بدل کر اَتَوا کر دیا جائے کہ اہلِ قریہ مہمان نوازی کے لئے آگئے اور آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وحی الٰہی میں ترمیم ممکن نہیں ہے جو قرآن کی حفاظت الٰہی کی بہترین دلیل ہے۔

33- یہ لفظ علامت ہے کہ سفینہ سے مراد

اردو حاشیہ

(١٩) حسن اتفاق یہ ہے کہ اس پورے واقعہ میں جناب موسیٰ علیہ السلام بھی نبی اور صاحب شریعت ہیں اور جناب خضرؑ بھی ایک بندہ صالح نبی خدا اور صاحب علم لدنی ہیں۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کا فرض ہے کہ اپنی شریعت کے قانون پر عمل کریں اور جناب خضرؑ کی ذمہ داری ہے کہ حسب وعدہ اپنے الہامی علم کا مظاہرہ کر کے موسیٰ علیہ السلام کی مخصوص انداز سے رہنمائی کرتے رہیں۔

دونوں میں اختلاف نظر یا اختلاف رائے ذاتی افکار کا اختلاف نہیں ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح تفسیری مفہوم ظاہری معنی سے الگ ہوتا ہے اور دونوں میں تضاد نہیں ہوتا ہے بلکہ دونوں الٰہی مفاہیم ہوتے ہیں۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کی ہر بات ظاہری قانون کے مطابق تھی جس کے لحاظ سے بولنا ان کا فرض شریعت تھا کہ جب کوئی عجیب بات دیکھیں تو اس کی طرف توجہ ضرور لائیں چاہے خضرؑ پر اس کے عمل کی ذمہ داری عائد نہ ہوتی ہو۔ اور جناب خضرؑ کا فرض تھا کہ اپنے علم خاص کی طرف توجہ دلاتے رہیں کہ آپ کو یہی علم دینے کیلئے میں نے ساتھ لیا ہے یا واضح لفظوں میں یوں کہا جائے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کے بیانات کا موضوع احکام شریعت تھے اور جناب خضرؑ کی تاویلات کا محور اسرار الٰہی تھے اور اسرار الٰہی احکام شریعت کی پابندی کے خلاف نہیں ہوا کرتے ہیں بلکہ دونوں کا میدان الگ الگ ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے تاویل کی صحت پر کوئی بحث نہیں کی اور خاموش ہو گئے۔

سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ

جبراً چھین لیتا تھا۔(79)اور لڑکے (کا مسئلہ یہ تھا کہ اس) کے والدین مومن تھے

فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿٨٠﴾ فَاَرَدْنَآ اَنْ

اور ہمیں اندیشہ ہوا کہ لڑکا انہیں سرکشی اور کفر میں مبتلا کر دے گا۔(80)پس ہم نے چاہا کہ ان کا رب

يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَ

انہیں اس کے بدلے ایسا فرزند دے جو پاکیزگی میں اس سے بہتر اور محبت میں اس سے بڑھ کر ہو۔(81)اور

اَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِى الْمَدِيْنَةِ

رہی دیوار تو وہ اسی شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان دونوں کا

وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ

خزانہ موجود تھا اور ان کا باپ نیک شخص تھا لہٰذا آپ کے رب نے چاہا کہ

رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً

یہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور آپ کے رب کی رحمت سے

مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِىْ ؕ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ[34] مَا

اپنا خزانہ نکالیں اور یہ میں نے اپنی جانب سے نہیں کیا۔ یہ ہے ان باتوں کی تاویل

لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ ؕع وَيَسْــَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ؕ قُلْ

جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔(82)اور یہ لوگ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ دیجئے:

سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾ ؕ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ

جلد ہی اس کا کچھ ذکر تمہیں سناؤں گا۔(83) بے شک ہم نے اسے زمین میں اقتدار عطا کیا اور ہم نے اسے زمین میں

ع ١٠ / ١٢ / ١

عربی حاشیہ

بے عیب کشتی ہے ورنہ سوراخ کر دینے کا فائدہ کیا ہوگا۔

34- یہ اشارہ ہے کہ تاویل کسی واقعہ کی حقیقت کا نام ہے کسی اجنبی لفظ کے غیر متعلق معنی کا نام نہیں ہے۔

ف: قصہ موسیٰ وخضر سے معلوم ہوتا ہے کہ تلاش علم میں دور دراز کا سفر سیرت انبیاء میں شامل ہے اور خضر کے علم کا راز ان کی عبدیت میں پوشیدہ ہے اور یہ کہ ہر امر میں عجلت مناسب نہیں ہے اور خدائی امور میں ظاہر کے ساتھ ایک باطن بھی ہوتا ہے جسے ہر شخص نہیں جانتا ہے۔

اردو حاشیہ

وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا[35] ﴿٨٤﴾ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتّٰٓى اِذَا

اقتدار عطا کیا[۲۰] اور ہم نے ہر شے کے (مطلوبہ) وسائل بھی اسے فراہم کیے۔(84) چنانچہ پھر وہ راہ پر ہولیا۔(85) یہاں تک کہ

بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ[36]

جب وہ سورج کے غروب کی جگہ پہنچا تو اس نے سورج کو سیاہ رنگ کے پانی میں

وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ

غروب ہوتے دیکھا اور اس کے پاس اس نے ایک قوم کو پایا۔ ہم نے کہا: اے ذوالقرنین !

تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ اَمَّا

انہیں تکلیف پہنچاؤ یا ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو (تمہیں اختیار ہے)۔(86) ذوالقرنین نے کہا:

مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا

جو ظلم کا ارتکاب کرے گا عنقریب ہم اسے سزا دیں گے پھر جب وہ اپنے پروردگار کی طرف پلٹایا جائے گا تو وہ اسے برا عذاب

نُّكْرًا ﴿٨٧﴾ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى ۚ

دے گا۔(87) لیکن جو ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا تو اسے بہت اچھا اجر ملے گا

وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾ حَتّٰٓى

اور ہم بھی اپنے معاملات میں اس سے نرمی کے ساتھ بات کریں گے۔(88) پھر وہ راہ پر ہولیا۔(89) یہاں تک کہ

اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ

جب وہ طلوع آفتاب کی جگہ پہنچا تو دیکھا کہ سورج ایک ایسی قوم پر طلوع ہو رہا ہے جن کے لیے ہم نے

لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾ كَذٰلِكَ ۭ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ

آفتاب سے بچنے کی کوئی آڑ نہیں رکھی۔(90) اسی طرح (کا حال تھا) اور جو کچھ ان کے پاس تھا

عربی حاشیہ

ف: آیات کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر کام کے لئے ایک سبب ہوتا ہے اور اس کا فراہم ہوجانا رحمت پروردگار ہے اور یہ کہ سورج جیسی عظیم مخلوق کا انجام بھی غروب ہی ہے اور ہر انسان کو اس کے عمل کے اعتبار سے نتائج کا ذمہ دار بننا چاہیے۔

35-سَبَب ہر وہ ذریعہ ہے جس سے انسان اپنے مقصد اور مدعا کو حاصل کر سکے۔ جیسے علم، ہنر، طاقت، ساز و سامان وغیرہ۔

36-حَمِاء۔ کالی مٹی۔

عَین حمئہ۔ وہ چشمہ جہاں کالی کیچڑ پائی جاتی ہو۔

اردو حاشیہ

(۲۰) ذوالقرنین کے بارے میں پہلی بحث یہ ہے کہ یہ کون تھے؟ بعض لوگوں نے انہیں فرشتہ کہا ہے اور بعض نے اسے ارسطو کے شاگرد سکندر مقدونی کا لقب بتایا ہے حالانکہ یہ دونوں باتیں بے ربط ہیں اس لئے کہ واقعہ انسانی دنیا کا ہے اور پھر سکندر بت پرست تھا اور ذوالقرنین ایک مرد مومن تھے ان کا سکندر سے کوئی تعلق نہیں تھا چاہے وہ سکندر بھی ذوالقرنین رہا ہو۔

دوسری بحث خود ذوالقرنین کی وجہ تسمیہ میں ہے بعض حضرات کی نگاہ میں وہ دو سینگ کی وجہ سے ذوالقرنین تھے اور بعض کی نگاہ میں دو صدیوں کی وجہ سے ذوالقرنین کہے جاتے تھے اور بعض لوگ مشرق و مغرب کی حکومت کی بنا پر انہیں ذوالقرنین کہتے ہیں۔

بہر حال انہیں اتنے قدرتی اسباب دوسائل حاصل تھے کہ انہوں نے مشرق و مغرب کے آخری حدود تک سفر کیا تھا اور مغرب میں دشمنانِ خدا کو سزا دی ہے پھر مشرق میں وحشی قوم کا جائزہ لیا ہے اور درمیانی علاقہ میں قوم کے تحفظ کا انتظام کیا ہے۔

خبرا ۝٩١ ثم اتبع سببا ۝٩٢ حتى اذا بلغ بين السدين

ہمیں اس کی مکمل خبر تھی۔(91) پھر وہ راہ پر ہو لیا۔(92) یہاں تک کہ جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا تو

وجد من دونهما قوما لا يكادون يفقهون قولا ۝٩٣ قالوا

اسے ان دونوں پہاڑوں کے اس طرف ایک ایسی قوم ملی جو کوئی بات سمجھنے کے قابل نہ تھی۔(93) لوگوں نے کہا:

يذا القرنين ان ياجوج وماجوج مفسدون في الارض

اے ذوالقرنین! یاجوج (۲۱) اور ماجوج یقیناً اس سرزمین کے فسادی ہیں کیا ہم آپ کے لیے

فهل نجعل لك خرجا (37) على ان تجعل بيننا وبينهم

کچھ سامان کا انتظام کریں تا کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک بند باندھ

سدا ۝٩٤ قال ما مكني فيه ربي خير فاعينوني بقوة

دیں؟(94) ذوالقرنین نے کہا: جو طاقت میرے رب نے مجھے عنایت فرمائی ہے وہ بہتر ہے لہٰذا تم محنت کے ذریعے

اجعل بينكم وبينهم ردما (38) ۝٩٥ اتوني زبر (39) الحديد

میری مدد کرو میں تمہارے اور ان کے درمیان بند باندھ دوں گا۔(95) تم مجھے لوہے کی چادریں لا کر دو یہاں تک کہ جب

حتى اذا ساوى بين الصدفين قال انفخوا حتى اذا

اس نے دونوں پہاڑوں کی درمیانی فضا کو برابر کر دیا تو اس نے لوگوں سے کہا: آگ پھونکو یہاں تک کہ جب اسے بالکل آگ بنا دیا

جعله نارا قال اتوني افرغ عليه قطرا ۝٩٦ فما اسطاعوا

تو اس نے کہا: اب میرے پاس تانبا لے آؤ تا کہ میں اس (دیوار) پر انڈیلوں۔(96) اس کے بعد

ان يظهروه (40) وما استطاعوا له نقبا ۝٩٧ قال هذا

وہ نہ اس پر چڑھ سکیں اور نہ ہی اس میں (۲۲) نقب لگا سکیں۔(97) ذوالقرنین نے کہا:

عربی حاشیہ

37-خرج۔ وہ معاوضہ جو کسی کام کے لئے مقرر کیا جاتا ہے۔

38-ردم۔ روک اور باندھ۔

39-زبر۔ زبرہ کی جمع ہے یعنی ٹکڑے۔

صدف۔ پہاڑ کے کنارے کو کہتے ہیں۔ یعنی کنگرے۔

قطر۔ تانبا، لوہا اور پگھلا ہوا سیسہ سب کو کہا جاتا ہے۔

40-یظہروہ۔ یعنی بلندی تک جانا۔

ذوالقرنین نے اتنی بلند دیوار بنائی کہ یاجوج وماجوج چڑھ نہ سکیں اور اتنی پختہ بنائی کہ اس میں سوراخ بھی نہ بنا سکیں۔ اور یہ دیوار نہ دیوار چین ہے اور نہ سد مآب کہ ان دونوں پر آیات کے خصوصیات منطبق نہیں ہوتے ہیں۔ دراصل یہ دیوار دریائے خزر اور دریائے سیاہ کے درمیان قفقاز کی دیوار ہے جو آج بھی لوہے کی نظر آتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۲۱) شیخ مراغی کا خیال ہے کہ یاجوج وماجوج تاتار اور مغل قومیں ہیں جن کی اصل ترک ہے اور ان کا سلسلہ تبت سے بحر منجمد تک پھیلا ہوا ہے جن میں کا ایک نمونہ چنگیز اور ہلاکو خان تھے اور سد ذوالقرنین بلخ میں جیحون کے پیچھے ہے جسے باب الحدید کہا جاتا ہے واللہ اعلم۔

(۲۲) صاحبانِ ایمان اسی طرح اپنی صلاحیتوں کو قوم کے فائدہ کیلئے صرف کرتے ہیں اور دشمنان انسانیت کا مقابلہ کرتے ہیں۔

رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَ

یہ میرے رب کی طرف سے رحمت ہے لہٰذا جب میرے رب کے وعدے کا وقت آئے گا تو وہ اسے زمین بوس کر دے گا

كَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ﴿٩٨﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ

اور میرے رب کا وعدہ برحق ہے۔(98) اور اس دن ہم انہیں ایسے حال میں چھوڑ دیں گے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ

بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ

گتھم گتھا ہو جائیں گے اور صور پھونکا جائے گا پھر ہم سب کو ایک ساتھ جمع کریں گے۔(99) اور اس دن ہم

يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ﴿١٠٠﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ

جہنم کو کافروں کے (۲۳) سامنے پیش کریں گے۔(100) جن کی نگاہیں ہماری یاد سے

غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿١٠١﴾ اَفَحَسِبَ

پردے میں پڑی ہوئی تھیں اور وہ کچھ سن بھی نہیں سکتے تھے۔(101) کیا کافر

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ

یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو سرپرست بنائیں گے؟

اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ

ہم نے جہنم کو کافروں کے لیے مہمان سرا بنا کر تیار رکھا ہے۔(102) کہہ دیجئے: کیا ہم تمہیں بتا دیں کہ اعمال کے

بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ

اعتبار سے سب (۲۴) سے نامراد کون لوگ ہیں؟(103) جن کی سعی دنیاوی زندگی میں

الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ

لاحاصل رہی جب کہ وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ وہ درست کام کر رہے ہیں۔(104) یہ وہ لوگ ہیں

عربی حاشیہ

ف: اخسرین عملاً کے بجائے اعمالاً کی تعبیر بتاتی ہے کہ انھیں ہر کاروبار حیات میں خسارہ کا سامنا ہے اور ان کے کسی خسارہ کی دوسرے عمل کے فائدہ سے تلافی نہیں ہو سکتی ہے کہ ان کے اعمال کی بنیاد جہالت اور خود رائی و خوش فہمی پر ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

41- بعض مفسرین نے وعدہ رب سے مراد قیامت کو لیا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ وعدہ پورا ہو چکا ہے اور چنگیز و ہلاکو کی شکل میں یاجوج و ماجوج نکل کر دنیا میں فساد برپا کر چکے ہیں اور بعض نے اس واقعہ کو دجال کے قتل کے بعد کا واقعہ قرار دیا ہے جس کا وقت بظاہر بہت جلد آنے والا ہے۔

42- تفسیر طبری میں ہے کہ رسول اکرمؐ سے صور کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ ایک سینگ جیسا آلہ ہے جسے پھونکا جائے گا تو قیامت آجائے گی۔

اردو حاشیہ

(۲۳) انسان غور کرے تو عذاب کی منزل میں اصل عذاب اتنا سخت محسوس نہیں ہوتا ہے جتنا سخت اس عذاب کا سامنے آجانا اور یہ محسوس کرنا ہوتا ہے کہ اس عذاب کا مزہ چکھنا پڑے گا اور مستقل اسی میں رہنا پڑے گا۔ اس میں جسمانی تکلیف سے پہلے ایک روحانی تکلیف کا سامنا ہوتا ہے جو جسمانی تکیف سے زیادہ شدید تر ہوتی ہے۔

(۲۴) آیت نے صاف واضح کر دیا ہے کہ عمل خیر کا معیار نہ اپنی پسند ہے اور نہ اپنے چاہنے والوں کی پسند عمل خیر کا معیار صرف حکم الٰہی ہے عمل اس کے مطابق ہے تو عمل خیر ہے ورنہ وقت کی بربادی اور صلاحیت کی تباہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

كَفَرُوا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ

جنھوں نے اپنے پروردگار کی نشانیوں اور اللہ کے حضور جانے کا انکار کیا جس سے ان کے اعمال برباد ہو گئے لہٰذا ہم قیامت کے دن

لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا

ان کے لیے کوئی وزن قائم نہیں کریں گے۔(105)ان کے کفر کرنے اور ہماری آیات اور رسولوں کا

وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿١٠٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

استہزاء کرنے کی وجہ سے ان کی سزا یہی جہنم ہے۔(106)جو لوگ ایمان لائے ہیں

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ [43]

اور نیک اعمال بجا لائے ہیں ان کی میزبانی کے لیے یقیناً جنت الفردوس ہے۔ (107)

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ

جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہاں سے کہیں اور جانا پسند نہیں کریں گے۔(108) کہہ دیجئے: میرے پروردگار کے

مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ

کلمات (لکھنے) کے لیے (٢٥) اگر سمندر روشنائی بن جائیں تو سمندر ختم ہو جائیں گے لیکن میرے رب کے کلمات

رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿١٠٩﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ [44] مِّثْلُكُمْ

ختم نہ ہوں گے اگرچہ ہم اتنے ہی مزید سے کمک رسانی کریں۔(109) کہہ دیجئے: میں تم ہی جیسا ایک انسان ہوں (٢٦)

يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ

مگر میری طرف وحی آئی ہے کہ تمہارا معبود تو بس ایک ہی ہے لہٰذا جو اللہ کے حضور جانے کا امیدوار ہے

رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿١١٠﴾ ع

اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ ٹھہرائے۔(110)

عربی حاشیہ

43-نُزل۔ وہ جگہ ہے جو نزیل یعنی آنے والے کے لئے مہیا کی جاتی ہے۔

فردوس۔ جنت کی بلند ترین منزل کا نام ہے جس کی جمع فرادیس ہے۔

44-ابن عباس کا بیان ہے کہ اس آیت سے خدا نے اپنے رسول کو تواضع اور انکساری کی تعلیم دی ہے۔

ف: اخسرین کے اعمال کے لئے وزن کا قائم نہ ہونا جب کہ وزن اعمال ایک برحق عقیدہ ہے یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ان کے اعمال کا کوئی وزن ہی نہیں ہے جس کے لئے میزان قائم کی جائے۔

اردو حاشیہ

(٢٥) کلمات الٰہیہ صرف الفاظ وعبارات کا نام نہیں ہے بلکہ ہر ارادہ الٰہی ایک کلمہ ہے اور ہر موجود جو اپنے وجود سے اپنے خالق کی عظمت کی نشاندہی کرے ایک کلمہ ہے اور اس طرح کلمات الٰہیہ کا احصاء ممکن نہیں ہے۔

(٢٦) بشریت کیلئے وحی کی قید اس امر کی علامت ہے کہ رسول کو ہر جہت سے اپنا جیسا سمجھنا ان سے یکسر ناواقفیت کی علامت ہے۔ان کی بشریت میں یقیناً یہ امتیاز ہوتا ہے کہ انہیں منزل وحی بنا دیا جائے اور دوسرے افراد کو بہرحال یہ شرف نہیں دیا جاتا ہے۔

آیاتها ٩٨ ١٩ سُورَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ ٤٤ رکوعاتها ٦

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

كٓهٰيٰعٓصٓ ① ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ② اِذْ

کاف، ہا، یا، عین، صاد۔(1) یہ اس رحمت کا ذکر ہے [1] جو آپ کے رب نے اپنے بندے زکریاؑ پر کی تھی۔(2) جب

نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ③ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ

انہوں نے اپنے رب کو دھیمی آواز میں پکارا۔(3) عرض کی: پروردگارا! میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور بڑھاپے کی وجہ سے

وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ④

سر کے سفید بال چمکنے لگے ہیں اور اے میرے رب! میں تجھ سے مانگ کر کبھی ناکام نہیں رہا۔ (4)

وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ

اور میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے پس تو مجھے

مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ⑤ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ

اپنے فضل سے ایک جانشین عطا فرما۔(5) جو میرا وارث بنے اور آل یعقوب کا وارث بنے

وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ⑥ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ

اور میرے پروردگار! اسے (اپنا) پسندیدہ بنا۔(6) (جواب ملا) اے زکریا! ہم آپ کو ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں

يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ⑦ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ

جس کا نام یحییٰ ہے۔ اس سے پہلے ہم نے کسی کو اس کا ہمنام نہیں بنایا۔(7) عرض کی: پروردگار! میرے ہاں

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ لفظ ندا اور خفی میں تضاد نہیں ہے۔ خفی مخفی کے معنی میں ہے اور مخفی مقام پر بلند آواز سے دعا کی جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ دعائے اولاد میں خفی کی لفظ انتہائی بلاغت کی حامل ہے۔

1- بعض روایات میں یہ حروف اسماء حسنٰی کی طرف اشارہ ہیں۔ ک کافی ہ ہادی ی ولی عین عالم اور ص صادق الوعد کی طرف اور بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ ک سے کربلا، ہ سے ہلاکت، ی سے یزید، ع سے عطش اور ص سے صبر مراد ہے۔ اور اسی لئے امام حسینؑ سفرِ کربلا میں برابر حضرت یحیٰی کا ذکر فرماتے رہتے تھے۔

2- موالی۔ اولاد عم کو کہا جاتا ہے جو نبی اسرائیل کے اشرار تھے اور ان سے میراث کی تباہی کا اندیشہ تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ میراث نبوت نہیں ہے کہ اسے خطرہ لاحق نہیں ہوتا ہے، یہ جناب زکریا کا ترکہ ہے جس کے برباد ہوجانے کا خطرہ تھا اور یہ انبیاء کے یہاں میراث کی

اردو حاشیہ

(۱) اس سورہ مبارکہ میں جناب مریم کے تذکرہ سے پہلے جناب زکریاؑ کے یہاں ولادت کا ذکر کیا گیا ہے تا کہ دنیا کو یہ اندازہ ہوجائے کہ خدا نظام تخلیق میں عام حالات اور اسباب کا پابند نہیں ہے۔ وہ ۹۹ سال کی عمر میں جناب زکریا کے یہاں اولاد پیدا کرسکتا ہے جب کہ ان کی زوجہ بھی بوڑھی اور بانجھ تھیں تو بغیر شوہر کے جناب مریم کے یہاں بھی فرزند پیدا کرسکتا ہے۔

اور اسی لئے جناب زکریا کی زبان سے یہ بھی کہلوا دیا کہ یہ بات بہت مشکل ہے کہ ایک بوڑھے مرد کے یہاں بانجھ عورت سے بچہ پیدا ہوجائے اور اس کا جواب بھی دے دیا کہ خدا کیلئے کوئی مشکل نہیں ہے۔ اس وقت کم ازکم بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت کا ذریعہ تو موجود ہے وہ تو بالکل عدم سے وجود میں لانے والا ہے تو اسکے لئے یہ تخلیق کون سا مشکل کام ہے۔

جناب زکریا کی دعا نے یہ بھی واضح کردیا کہ انبیاء کرام مادی وراثت کیلئے بھی پسندیدہ فرزند چاہتے ہیں تا کہ مال برباد نہ ہونے پائے۔ صاحبانِ ایمان کو بھی یہی دعا کرنی چاہیے اور ایسی ہی تربیت دینی چاہیے کہ وارث مال کو تباہ وبرباد نہ کرنے پائے۔

غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿٨﴾

بیٹا کس طرح ہو گا جب کہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بھی بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ چکا ہوں؟ (8)

قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ

فرمایا: اسی طرح ہوگا۔ آپ کے پروردگار کا ارشاد ہے: یہ تو میرے لیے آسان ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے خود آپ کو بھی

مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ﴿٩﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ

تو میں نے پیدا کیا ہے جب کہ آپ کوئی چیز نہ تھے۔(9) کہا: اے پروردگار! میرے لیے کوئی نشانی مقرر فرما۔

اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿١٠﴾

فرمایا: آپ کی نشانی یہ ہے کہ آپ تندرست ہوتے ہوئے بھی کامل تین راتوں تک لوگوں سے بات نہ کر سکیں گے۔(10)

فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ

پھر وہ محراب سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور ان سے اشارتاً کہا:

سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿١١﴾ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ

صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے رہو۔(11) اے یحییٰ! کتاب (خدا) کو محکم تھام لو۔

وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿١٢﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ

ہم نے انہیں بچپن ہی سے حکمت عطا کی تھی۔(12) اور اپنے ہاں سے مہر و پاکیزگی دی تھی

وَكَانَ تَقِيًّا ﴿١٣﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿١٤﴾

اور وہ پرہیزگار تھے۔(13) اور وہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے والے تھے اور سرکش و نافرمان نہیں تھے۔(14)

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ (4) يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ

اور سلام ہو ان پر جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن انہوں نے وفات پائی اور جس دن انہیں زندہ کر کے اٹھایا

عربی حاشیہ

بہترین دلیل ہے۔

3- یہ جناب زکریا کی طرف سے قدرتِ خدا میں شک وشبہ نہیں ہے بلکہ صورتِ حال کا ذکر کر کے قدرت خدا کا اظہار واعلان کیا گیا ہے۔

اپنے بارے میں اس انداز سے گفتگو کرنا ہر زبان میں رائج ہے اور اس طرح اپنی ہستی سے زیادہ اپنی ربوبیت کا اظہار کرنا مقصود ہوتا ہے۔

ف: حضرت یحییٰ کے ہمنام کا نہ ہونا دراصل ان کے بے مثل ہونے کی علامت ہے اور اسی نے قبل کی قید بھی لگائی گئی ہے۔

4- آیات میں جناب یحییٰ کے حسب ذیل اوصاف کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

بچپنے میں عہدہ ملا۔ خدانے خاص رحمت عنایت کی۔ پاکیزہ نفسی ملی۔ متقی ہوئے۔ والدین نیکوکار رہوئے۔ خلقِ خدا کے لئے جبار نہ بنے۔ معصیت کا ارادہ نہ کیا اور ان تین اوقات میں سلام کے حقدار بنے جن میں انسان کی دنیا

اردو حاشیہ

حَيًّا ﴿۱۵﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا

جائے گا۔(15) اور (اے محمدؐ!) اس کتاب میں مریم کا ذکر کیجیے (۲) جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر مشرق

مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا

کی جانب گئی تھیں۔(16) پھر انہوں نے ان سے پردہ اختیار کیا تھا پس ہم نے

فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا [5] فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾

ان کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا پس وہ ان کے سامنے مکمل انسان کی شکل میں ظاہر ہوا۔ (17)

قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾

مریم نے کہا: اگر تو پرہیز گار ہے تو میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں۔ (18)

قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ ۖ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾

اس نے کہا: میں تو بس آپ کے پروردگار کا پیغام رساں ہوں تا کہ آپ کو پاکیزہ بیٹا دوں۔ (19)

قَالَتْ أَنّٰى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَ

مریم نے کہا: میرے ہاں بیٹا کیسے ہو گا؟ مجھے تو کسی بشر نے چھوا تک نہیں ہے اور میں کوئی بدکردار بھی

لَمْ أَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ

نہیں ہوں۔(20) فرشتے نے کہا: اسی طرح ہو گا۔ آپ کے پروردگار نے فرمایا: یہ تو میرے لیے آسان ہے

وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا ۚ وَكَانَ أَمْرًا

اور یہ اس لیے ہے کہ ہم اس لڑکے کو لوگوں کے لیے نشانی قرار دیں اور ہماری طرف سے رحمت ثابت ہو اور یہ کام

مَقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾

طے شدہ تھا۔(21) اور مریمؑ اس بچے سے حاملہ ہو گئیں اور وہ اسے لے کر دور چلی گئیں۔ (22)

عربی حاشیہ

اور آخرت کا فیصلہ کیا جاتا ہے ان متعدد اوصاف کا تذکرہ اور ان پر مسلسل سلام ان کی خاص عظمت کی علامت ہے جیسا کہ قصص الانبیاء میں وارد ہوا ہے کہ فلسطین کا حاکم ہیرودوس اپنی بھتیجی پر عاشق ہو گیا اور اس سے عقد کرنا چاہا تو جناب یحییٰ نے کہہ دیا کہ یہ عقد حرام ہے۔ اس نے ایک دن اس سے عقد کا فیصلہ کر ہی لیا تو اس لڑکی نے کہا کہ میرا مہر یحییٰ کا سر ہے اور بادشاہ نے انھیں قتل کرا دیا جس کی طرف امام حسینؑ نے سفر کربلا میں آخری اشارہ کیا تھا کہ دنیا کی ذلت کی حد یہ ہے کہ یحییٰ بن زکریا کا سر بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت کو بطور تحفہ پیش کیا جائے۔

5-اس روح سے مراد جبریل امین ہیں۔

اردو حاشیہ

(۲) جناب یحییٰ علیہ السلام اور جناب زکریاؑ کے تمہیدی تذکرہ کے بعد اب اصل تزکرہ شروع ہوتا ہے اور آغاز بیان جناب عیسیٰ علیہ السلام کی کیفیت ولادت سے ہوتا ہے جس طرح جناب یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کا تزکرہ کیا گیا تھا۔

جناب مریم ایک گوشہ میں تھیں اور گھر والوں سے پردہ کئے ہوئے تھیں اور بعض مفسرین کے مطابق غسل کر رہی تھیں۔ جس کا ذکر آیت میں نہیں ہے کہ ایک فرشتہ بشر کی شکل میں سامنے آیا اور ان کی وہی حالت ہوئی جو ایک شریف النفس عورت کی ہونی چاہیے۔ انہوں نے اپنی مجبوری کو دیکھ کر تقویٰ اور خوف خدا کا حوالہ دیا اور اس نے حکم خدا ہی کے حوالے سے اپنی آمد کا تذکرہ کیا اور اولاد دینے کی بات کہی۔ جناب مریم نے بغیر شوہر کے اولاد ہونے پر تعجب کا اظہار کیا تو فرشتے نے جواب دیا کہ خدا اسباب کا پیدا کرنے والا ہے وہ اسباب کا پابند نہیں ہے اور پھر فرزند دیدیا۔ اس طرح کہ گریبان میں ایک پھونک مار کر انہیں حاملہ بنا دیا اور پھر جب ولادت کا وقت قریب آیا تو ایک نئی پریشانی ہو گئی اور پھر وہی سب کچھ کہا جو ایک غیرت دار عورت کو کہنا چاہیے لیکن عزت و شرف دینے والا لوگوں کے طعن وطنز کی پرواہ نہیں کرتا اور وہ ہر طرح کا اہتمام وانتظام کر دیا کرتا ہے چنانچہ اس نے انتظام کر دیا اور جناب مریم کو صاحب اولاد بنا دیا۔

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ

پھر زچگی کا درد انہیں کھجور کے تنے کی طرف لے آیا۔ کہنے لگیں: اے کاش!

مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿٢٣﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ

میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور صفحہ فراموشی میں کھو چکی ہوتی۔(23)فرشتے نے مریم کے پائین پا سے

تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾

آواز دی: غم نہ کیجئے! آپ کے پروردگار نے آپ کے قدموں میں ایک چشمہ جاری کیا ہے۔ (24)

وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا

اور کھجور کے تنے کو ہلائیں کہ آپ پر تازہ کھجوریں گریں

جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ وَقَرِّىْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ

گے۔(25) پس آپ کھائیں اور پئیں اور آنکھیں ٹھنڈی کریں اور اگر کوئی آدمی نظر آئے

مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِىْٓ اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا

تو کہہ دیں: (٣) میں نے رحمٰن کے لیے روزے کی نذر مانی ہے اس لیے آج میں

فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿٢٦﴾ ۚ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ

کسی آدمی سے بات نہیں کروں گی۔(26)پھر وہ اس بچے کو اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لے آئیں۔

قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا

لوگوں نے کہا: اے مریم! تو نے بہت غضب کی حرکت کی۔(27)اے ہارون کی بہن!

كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾ ښ فَاَشَارَتْ

نہ تیراباپ برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکردار تھی۔(28)پس مریم نے بچے کی طرف

عربی حاشیہ

6-اجاء۔ جاء کا متعدی ہے جس کے معنی اضطرار کے ہیں۔

7-بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ نے ہی ولادت کے بعد آواز دی تھی۔ اگر چہ بعض مفسرین نے جبریل کی آواز کا ذکر کیا ہے۔

8-پروردگار نے مریم کے لئے ازغیب بلافصل کے میوے پیدا کردیئے لیکن یہ حکم دیا کہ درخت کو ہلاؤ تو پھل گریں گے تاکہ اولاد آدم کے لئے یہ نصیحت رہے کہ رزق دینا خدا کا کام ہے لیکن محنت کرنا بہرحال ایک ضروری امر ہے۔

9-بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہارون اس دور کے ایک بدکار آدمی کا نام تھا اور بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اس سے مراد حضرت ہارون ہیں جن کی نسل میں جناب مریم تھیں۔

اردو حاشیہ

(٣) پروردگار نے جناب مریم کو ازغیب اولاد دی تو انہیں حالات کا مقابلہ کرنے کی توفیق بھی دی اور نذر کو اس کا ذریعہ بنا دیا۔

جناب مریم نے بھی خدائی ذریعہ کو استعمال کیا اور قوم کو اشارہ کر دیا کہ اس بچہ سے گفتگو کرو۔ قوم نے جواب دیا کہ ہم اس بچہ سے کیسے بات کریں جو ابھی گہوارہ میں بچہ ہے حالانکہ زحمت قوم کو بات کرنے کی نہیں تھی زحمت بچہ کو بات کرنے میں تھی لیکن یہ قدرت کا انتظام تھا کہ اس نے قوم کو عاجزی کے اقرار پر مجبور کر دیا اور اپنے نمائندہ کو عاجز اور مجبور نہیں ثابت ہونے دیا۔

اِلَيْهِ ؕ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝٢٩

اشارہ کیا لوگ کہنے لگے: ہم اس سے کیسے بات کریں جو بچہ ابھی گھوارے میں ہے۔ (29)

قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۛ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۝٣٠ۙ وَّ

بچے نے کہا: میں اللہ کا بندہ (۴) ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔(30)اور

جَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ

میں جہاں بھی رہوں مجھے بابرکت بنایا ہے اور زندگی بھر نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا

مَا دُمْتُ حَيًّا ۝٣١ۖ وَّبَرًّاۢ بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا

حکم دیا ہے۔(31)اور اپنی والدہ کے ساتھ بہتر سلوک کرنے والا قرار دیا ہے اور اس نے مجھے سرکش اور شقی

شَقِيًّا ۝٣٢ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَ

نہیں بنایا۔(32)اور سلام ہو مجھ پر جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز میں وفات پاؤں گا اور جس روز

يَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ۝٣٣ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ

زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔(33)یہ ہیں عیسیٰ بن مریم ۚ (اور یہ ہے) وہ حق بات

الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝٣٤ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ

جس میں لوگ شبہ کر رہے ہیں۔(34)اللہ کے شایان شان نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔

مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ

وہ (ایسی باتوں سے) پاک ہے۔ جب وہ کسی امر کا ارادہ کر لیتا ہے تو بس اس سے فرماتا ہے ہے: ہو جا سو وہ

فَيَكُوْنُ ۝٣٥ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا

ہو جاتا ہے۔(35)اور یقیناً اللہ ہی میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے پس اسی کی بندگی کرو۔

عربی حاشیہ

ف: کھجور کا انتظام دلیل ہے کہ ولادت کے بعد یہ سب سے بہترین غذا ہے کہ اس میں تیرہ (۱۳) حیاتین اور پانچ ویٹامن پائے جاتے ہیں اور کیلشیم بھی بکثرت ہے۔

ف: آیات کریمہ میں جناب عیسیٰ کے ساتھ صفات، دو اعمال اور ایک دعا کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ صفات میں بندہ خدا ہونا۔ صاحب کتاب ہونا نبی خدا ہونا۔ بابرکت ہونا۔ ماں کے لئے نیکوکار ہونا۔ جبار نہ ہونا۔ شقی نہ ہونا۔ اعمال میں نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا اور دعا میں تین اہم اوقات میں سلامتی کا طلب گار ہونا۔

اردو حاشیہ

(۴) یہ ایک عجیب وغریب بات ہے کہ نبی خدا اپنے کو بندۂ خدا کہہ رہا ہے اور اس کے ماننے والے اسے فرزند خدا کہہ رہے ہیں اور یہ ایک اشارہ ہے کہ یہ رسم دورِ قدیم سے چلی آ رہی ہے کہ کسی شخصیت کو ماننے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کی بات کو بھی مان لیا جائے بلکہ اکثر ماننے والے شخصیت پرست ہوتے ہیں اور بات کا اتباع نہیں کرتے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ پہلے یہ کام عیسائی کیا کرتے تھے اور اب یہی کام مسلمان اور مؤمنین کر رہے ہیں کہ ایمان اور عقیدت کے باوجود احکام پر عمل نہیں کرتے اور اپنے کو سب سے بڑا ماننے والا تصور کرتے ہیں اور جو جس قدر ماننے والا کہا جاتا ہے وہ اسی قدر بدعمل اور بےعمل بھی ہو جاتا ہے۔

صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٣٦﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ[10] مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ

یہی راہِ راست ہے۔(36) مگر (مختلف) فرقوں نے باہم اختلاف کیا پس تباہی

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿٣٧﴾ اَسْمِعْ

ان کافروں کے لیے ہو گی جب وہ بڑے دن کا مشاہدہ کریں گے۔(37) جس دن وہ

بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ

ہمارے سامنے ہوں گے تو اس وقت کیا خوب سننے والے اور کیا خوب دیکھنے والے ہوں گے لیکن آج یہ ظالم لوگ

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٨﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ

صریح گمراہی میں ہیں۔(38) اور (اے رسول!) انہیں حسرت کے دن سے ڈرائیے جب قطعی فیصلہ

الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّا نَحْنُ

کر دیا جائے گا اور یہ لوگ غفلت میں پڑے ہیں اور یہ ایمان نہیں لاتے۔(39) اور ہم ہی

نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٤٠﴾ وَ

زمین کے اور جو کچھ اس پر ہے سب کے وارث ہوں گے پھر وہ ہماری طرف لوٹائے جائیں گے۔(40) اور

اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا[11] نَّبِيًّا ﴿٤١﴾

اس کتاب میں ابراہیم کا ذکر کیجیے۔ یقیناً وہ بڑے سچے نبی[(۵)] تھے۔ (41)

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ[12] يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَ

جب انہوں نے اپنے باپ (چچا) سے کہا: اے ابا! آپ اسے کیوں پوجتے ہیں جو نہ سننے کی اہلیت رکھتا ہے اور نہ دیکھنے کی اور

لَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْــًٔا ﴿٤٢﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ

نہ ہی آپ کو کسی چیز سے بے نیاز کرتا ہے۔(42) اے ابا! بتحقیق میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس

وقف لازم

ع ٢ ٢٥ ٥

عربی حاشیہ

10- جناب عیسیٰ کے بارے میں طرح طرح کے اختلافات پیدا ہوئے ہیں۔ بعض نے انھیں جبار شقی سے تعبیر کیا ہے اور بعض نے انھیں ابن اللہ کہہ دیا ہے اور بعض اہلِ انصاف بندۂ خدا کہتے رہے ہیں جو آج بھی کہہ رہے ہیں۔ اس کے بعد کفار کا انجام قیامت میں بہت بدتر ہونے والا ہے۔

11- صدق۔ صداقت واخلاص میں ایک بلندترین مقام کا نام ہے۔

12- واضح رہے کہ آذر کے بارے میں یہ طے شدہ ہے کہ وہ بت پرست تھا اور جناب ابراہیمؑ کے والد کے بارے میں واضح روایت ہے کہ ان کا نام تارخ تھا اور وہ موحد تھے لیکن جناب ابراہیمؑ نے آذر کو چار مرتبہ بابا کہہ کر خطاب کیا کہ شاید اس طرح وہ راہ راست پر آجائے لیکن اس کے جواب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جس کو توفیق خیر حاصل نہ ہو وہ کبھی راہِ راست پر نہیں آسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) جناب ابراہیمؑ صدیق تھے تو انہوں نے سچی سچی بات کہہ دی اور بتوں کی حقیقت کو واضح کر کے آذر کو دین خدا کی دعوت دیدی تا کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ صدیق بت پرستی کے خلاف آواز بلند کرتا ہے خود بت پرستی نہیں کرتا ہے۔

مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِيٓ أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾ يٰٓأَبَتِ

نہیں آیا پس آپ میری بات مانیں۔ میں آپ کو سیدھی راہ دکھاؤں گا۔(43)اے ابا!

لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۖ إِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿۴۴﴾

شیطان کی پوجا نہ کریں کیونکہ شیطان تو خدائے رحمٰن کا نافرمان ہے۔ (44)

يٰٓأَبَتِ إِنِّيٓ أَخَافُ أَنْ يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُونَ

اے ابا! مجھے خوف ہے کہ خدائے رحمٰن (۶) کا عذاب آپ کو گرفت میں لے لے۔ ایسا ہوا تو آپ شیطان کے دوست

لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾ قَالَ أَرَاغِبٌ أَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِي يٰٓإِبْرٰهِيمُ ۚ

بن جائیں گے۔(45)اس نے کہا: اے ابراہیم! کیا تو میرے معبودوں سے برگشتہ ہو گیا ہے؟

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلٰمٌ [13]

اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے ضرور سنگسار کروں گا اور تو ایک مدت کے لیے مجھ سے دور ہو جا۔(46)ابراہیم نے کہا:

عَلَيْكَ ۚ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيٓ ۖ إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا ﴿۴۷﴾ وَ

آپ پر سلام ہو! میں آپ کے لیے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا۔ یقیناً وہ مجھ پر نہایت مہربان ہے۔(47)اور

أَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَأَدْعُوا رَبِّي ۖ عَسٰىٓ

میں تم لوگوں سے نیز اللہ کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو ان سے علیحدہ ہو جاتا ہوں اور میں اپنے پروردگار ہی کو پکاروں گا۔

أَلَّآ أَكُونَ بِدُعَآءِ رَبِّي شَقِيًّا ﴿۴۸﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا

مجھے امید ہے کہ میں اپنے رب سے مانگ کر کبھی ناکام نہیں رہوں گا۔(48) پھر جب ابراہیمؑ ان لوگوں سے

يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهُٓ إِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ ۖ

اور اللہ کے سوا جنہیں یہ لوگ پوجتے تھے ان سے کنارہ کش ہوئے تو ہم نے انہیں اسحاقؑ اور یعقوبؑ (۷) عطا کیے

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ سائنسی اعتبار سے بچہ کی ولادت میں اوول کا وجود بہرحال ضروری ہے اور سپرماٹوزا کا دوسرا بدل بھی ہوسکتا ہے لہٰذا حضرت عیسیٰؑ کی ولادت سائنٹیفک اصولوں کے خلاف بھی نہیں ہے۔ قدرت خدا تو ہر شے سے بالاتر ہے۔

ف: آیت نمبر ۴۰ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ قیامت کا ذکر ہے تو ''الینا یرجعون'' بے معنی ہے اور فنائے دنیا کا ذکر ہے تو ''من علیہا'' بے معنی ہے اور اسی لئے بعض حضرات نے دونوں لفظوں کو ایک کر دیا ہے حالانکہ درمیان میں واو بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم زمین کے بھی وارث ہیں اور اہلِ زمین کے بھی اور بظاہر اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

13-یہ اخلاق ابراہیمی کی بلند ترین منزل ہے کہ وہ سنگسار کی بات کر رہا ہے اور یہ سلامتی کا پیغام دے رہے ہیں تاکہ اس کا دل نرم ہو جائے اور اگلی نسلوں کے لئے یہ سبق رہے

اردو حاشیہ

(۶) یہ بت پرستی کی مذمت میں بہترین لہجہ ہے کہ عذاب کو رحمان کا عذاب قرار دیا جائے اور یہ واضح کیا جائے کہ یہ عمل اتنا بدترین عمل ہے کہ اس پر رحمان بھی عذاب نازل کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے جبار وقہار کا کیا ذکر ہے۔

(۷) یہ ایک حقیقت ہے کہ راہِ خدا میں کوئی قربانی ضائع نہیں ہوتی ہے۔ جب جناب ابراہیمؑ نے بت پرستی سے انکار کر کے بت پرستوں سے کنارہ کشی کر لی تو خدا نے انہیں اکیلا نہیں چھوڑا بلکہ ان کی نسل میں اسحاقؑ اور یعقوبؑ جیسے پیغمبر قرار دیئے اور ایک پاکیزہ ذریت کا سلسلہ قائم کر دیا۔

وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿٤٩﴾ وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا

اور سب کو ہم نے نبی بنایا۔(49)اور ہم نے انہیں اپنی رحمت سے بھی نوازا اور انہیں

لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿٥٠﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ

اعلیٰ درجے کا ذکر جمیل بھی عطا کیا۔(50) اور اس کتاب میں موسیٰ کا ذکر کیجئے۔

إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ﴿٥١﴾ وَنَادَيْنَاهُ مِن

وہ یقیناً برگزیدہ (۸) نبی مرسل تھے۔(51)اور ہم نے انہیں طور کی

جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا ﴿٥٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ

داہنی جانب سے پکارا اور رازدار بنانے کیلئے انہیں قربت عطا کی۔(52)اور ان کے بھائی

مِن رَّحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا ﴿٥٣﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ

ہارون کو ہم نے اپنی رحمت سے نبی بنا کر (بطور معاون) انہیں عطا کیا۔(53)اور اس کتاب میں

إِسْمَاعِيلَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا

اسماعیل ؑ کا ذکر کیجئے۔ وہ یقیناً وعدے کے سچے (۹) اور نبی مرسل

نَّبِيًّا ﴿٥٤﴾ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ

تھے۔(54)وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے اور وہ اپنے رب کے

عِندَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ﴿٥٥﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ ۚ إِنَّهُ

نزدیک پسندیدہ تھے۔(55)اور اس کتاب میں ادریس ؑ کا ذکر کیجئے وہ یقیناً

كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ﴿٥٦﴾ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿٥٧﴾ أُولَٰئِكَ

راست گو نبی تھے۔(56)اور ہم نے انہیں اعلیٰ مقام پر اٹھایا۔(57)اولاد آدم میں سے

عربی حاشیہ

کہ راہِ خدا میں لہجہ کو ہمیشہ نرم رکھنا پڑتا ہے۔ یہاں ''فظاغلیظا'' کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

ف: آیات کریمہ میں اہلِ باطل سے گفتگو کرنے کے طریقہ، اہل علم کے اتباع کی دعوت اور خاصانِ خدا کے تذکرہ کی وضاحت کی گئی ہے جوانسان کی کردارسازی کے بہترین عناصر ہیں۔

ف: رسالت کا مرتبہ نبوت سے بالاتر ہے۔ رسول پیغامبر ہوتا ہے اور نبی صرف حامل وحی ہوتا ہے لیکن ان آیات میں نبوت کا ذکر رسالت کے بعد کیا گیا ہے لہٰذا اس سے مراد یا تو لغوی اعتبار سے صرف بلندی ہے یا اس اشتباہ کا ازالہ ہے کہ یہ پیغمبری اپنی طرف سے نہیں ہے بلکہ خدائی اخبار اور وحی الٰہی کا نتیجہ ہے۔

14- طور۔ مصر اور مدین کے درمیان ایک پہاڑ کا نام ہے۔(بروایتے)

نجی۔ یعنی راز کی بات کرنے والا۔

قرب۔ سے قرب معنوی مراد ہے۔ خدا کے یہاں قرب مکانی کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اور

اردو حاشیہ

(۸) کسی بندہ کا خلوص درجہ کمال کو پہنچتا ہے تو خدا اس مخلص کو مخلص بنا لیتا ہے اور اس کے اخلاص کو مستند قرار دیدیتا ہے۔

(۹) وعدہ کا پورا کرنا شرعی اعتبار سے واجب ہو یا نہ ہو اخلاقی اعتبار سے انسانی زندگی کی بہترین صفت ہے۔ یہاں تک کہ جناب اسماعیلؑ کے بارے میں نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص سے انتظار کرنے کا وعدہ کرلیا تھا تو کئی دن تک انتظار کرتے رہے اور اپنی جگہ سے نہیں ہٹے۔ وعدہ کی بے وفائی میں مصروفیت کا بہانہ کر دینا انسان کے نفس کی کمزوری کی بہترین علامت ہے۔

الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ

یہ وہ انبیاء ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا اور (١٠) ان میں سے جنہیں ہم نے

اٰدَمَ ق وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ز وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَ

نوح کے ساتھ کشتی میں اٹھایا اور ابراہیم و اسرائیل کی اولاد میں سے اور ان لوگوں میں سے

اِسْرَآءِيْلَ ز وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ط اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

جنہیں ہم نے ہدایت دی اور برگزیدہ کیا۔ جب ان پر رحمٰن کی آیات کی تلاوت کی جاتی

اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۩ ﴿٥٨﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ

(السجدة ٥)

تو وہ روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے۔(58) پھر ان کے بعد ایسے ناخلف ان کے جانشین ہوئے

خَلْفٌ (16) اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ

جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات کے پیچھے چل پڑے پس وہ عنقریب ہلاکت سے

يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ لا اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

دو چار ہوں گے۔(59) مگر جو توبہ کریں، ایمان لائیں اور نیک اعمال

فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ﴿٦٠﴾ لا

بجا لائیں تو وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر کچھ بھی ظلم نہ ہو گا۔(60)

جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ط اِنَّهٗ

ایسی جاودانی بہشت (میں) جس کا اللہ نے اپنے بندوں سے غیبی وعدہ فرمایا ہے۔ یقیناً اس کا

كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿٦١﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ط

وعدہ آنے والا ہے۔(61) وہاں وہ بیہودہ باتیں نہیں سنیں گے (١١) سوائے سلام کے

عربی حاشیہ

داہنی جانب سے مراد بھی موسیٰ کے داہنی جانب ہے ورنہ پہاڑ میں داہنا بایاں نہیں ہوتا ہے۔

15- یہ جناب ادریس کی معنوی بلندی کی طرف بھی اشارہ ہے اگرچہ بعض مفسرین نے اس سے آسمان پر بلندی کو مراد لیا ہے۔ واضح رہے کہ جناب ادریس جناب نوح کے پر دادا تھے اور یہ جناب آدم سے زیادہ قریب تر ہیں۔

16- عام طور سے خَلَف نیک اولاد کے لئے استعمال ہوتا ہے اور خَلْف شریر اولاد کے لئے اور کبھی کبھی دونوں لفظیں ایک ہی معنی میں استعمال ہوتی ہیں۔

واضح رہے کہ اس بدترین نسل کا کل عیب دو لفظوں میں بیان کیا گیا ہے کہ اس نے نماز کو برباد کیا ہے اور خواہشات کا اتباع کیا ہے لہٰذا ہر شخص اپنے خلف یا ناخلف ہونے کا صحیح فیصلہ کرسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(١٠) ذریت آدمؑ میں جناب ادریسؑ وغیرہ ہیں اور اولادِ نوحؑ میں جناب ابراہیمؑ وغیرہ ہیں اور ان کی ذریت میں جناب موسیٰ علیہ السلام ہیں اور سب کی مشترکہ صفت خوفِ خدا میں گریہ وسجدہ کرنا ہے۔

(١١) آیت کا صاف اعلان ہے کہ جنت میں لغو آوازوں کا گذر بسر نہیں ہے۔ اب گانے بجانے کے شوقین افراد کو سوچنا چاہیے کہ وہ اپنے شوق کی تسکین کیلئے اپنا ٹھکانا کہاں بنائیں گے۔

وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿٦٢﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ

اور وہاں انہیں صبح وشام رزق ملا کرے گا۔(62) یہ وہ جنت ہے جس کا وارث (١٢)

الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿٦٣﴾ وَمَا

ہم اپنے بندوں میں سے متقین کو بنائیں گے۔(63) اور ہم (فرشتے) (١٣)

نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۖ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا

آپ کے پروردگار کے حکم کے بغیر نہیں اُتر سکتے جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے اور جو

خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾

کچھ اس کے درمیان ہے سب اسی کا ہے اورآپ کا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے۔(64)

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَ

وہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو اور

اصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ ۗ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا [17] ﴿٦٥﴾ وَيَقُولُ

اسی کی بندگی پر ثابت قدم رہو۔ کیا اس کا کوئی ہمنام تمہارے علم میں ہے؟(65) اور انسان کہتا ہے:

الْإِنْسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ أَوَلَا يَذْكُرُ [18]

جب میں مر جاؤں گا تو کیا میں زندہ کر کے نکالا جاؤں گا؟(66) کیا اس انسان کو

الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾

یاد نہیں کہ ہم نے اسے پہلے اس وقت پیدا کیا جب وہ کچھ بھی نہ تھا؟ (67)

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ

آپ کے رب کی قسم! پھر ہم ان سب کو اور شیاطین کو (١٤) ضرور جمع کریں گے پھر جہنم کے گرد گھٹنوں کے بل

ع ١٥ / ۴ / ٧

عربی حاشیہ

ف: کہاجاتا ہے کہ جناب ادریس جناب نوح کے پردادا تھے اور انھوں نے ہی کتابت اورخیاطت کا کام ایجاد کیا تھا۔

ف: بعض افراد نے آیت نمبر ٦٧ پر یہ شبہ وارد کیا ہے کہ ایک مرتبہ کسی کام کے کرلینے کا لازمہ یہ نہیں ہے کہ انسان دوبارہ بھی کرسکے لیکن اس کا واضح سا جواب یہ ہے کہ انسان کے اعمال میں بہت سے غیر اختیاری امور بھی دخیل ہوتے ہیں اس لئے اس کے لئے تکرار عمل مشکل ہوجاتی ہیں لیکن رب العالمین کا ہر عمل مکمل طور پر اختیاری ہوتا ہے لہٰذا اس کے یہاں کوئی مشکل نہیں ہے۔

17- سمی۔ ہمنام یعنی مثل ونظیر۔

18- ذکر۔ تذکر کے معنی میں ہے یعنی یاد کرنا۔

اردو حاشیہ

(١٢) لفظ وراثت اشارہ ہے کہ پروردگار عالم نے جنت کو صاحبانِ تقویٰ کی ملکیت بنا دیا ہے تو جو شخص امام المتقین ہوگا اسکے اختیارات کا عالم کیا ہوگا۔

(١٣) روایت میں ہے کہ نزول وحی میں کچھ عرصہ توقف ہوگیا تو پیغمبرؐ اسلام نے جبریل امین سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ سب خدا کے اختیار میں ہے۔ ماضی، مستقبل اور حال سب اس کے اختیار میں ہے اور میرے بس میں کچھ نہیں ہے۔

(١٤) انسان جب شیطان کے گمراہ کرنے میں آجاتا ہے تو سب سے پہلے روز قیامت سے غافل ہوجاتا ہے اور معاد کا انکار کرنے لگتا ہے۔

قرآن مجید نے بھی باربار اسی نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ قیامت کا انکار عقل ومنطق کے خلاف ہے اور وسوسہ شیطانی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ قیامت کے دن ایسے افراد کو ان کے شیاطین کے ساتھ اکٹھا کیا جائے گا اور جو جتنا بڑا مجرم ہوگا اسے اسی ترتیب کے ساتھ سب سے پہلے جہنم میں داخل کیا جائے گا اور سب سے بدتر جگہ رکھا جائے گا اور اسکے بعد سب ایک کے بعد ایک جہنم میں ڈھکیل دیئے جائیں گے۔

جَهَنَّمَ جِثِيًّا[19] ۚ (٦٨) ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ[20] اَيُّهُمْ

ضرور حاضر کریں گے۔(68) پھر ہم ہر فرقے میں سے ہر اس شخص کو جدا کر دیں گے

اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ۚ (٦٩) ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ

جو رحمٰن کے مقابلے میں زیادہ سرکش تھا۔(69) پھر یہ بات ہم بہتر جانتے ہیں کہ جہنم میں جھلسنے کا زیادہ

اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا (٧٠) وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا[21] ۚ كَانَ عَلٰى

سزاوار ان میں سے کون ہے۔(70) اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہو گا جو جہنم پر وارد نہ ہو۔

رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۚ (٧١) ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ

یہ حتمی فیصلہ آپ کے رب کے ذمے ہے۔(71) پھر ہم اہل تقویٰ کو نجات دیں گے اور ظالموں کو

الظّٰلِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا (٧٢) وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ

اس میں گھٹنوں کے بل پڑا چھوڑ دیں گے۔(72) اور جب انہیں ہماری صریح آیات سنائی جاتی ہیں

قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ اٰمَنُوا ۙ اَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ

تو کفار اہل ایمان سے کہتے ہیں: دونوں فریقوں میں سے کون بہتر مقام پر (فائز) ہے (١٥)

مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا[22] (٧٣) وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ

اور کس کی محفلیں زیادہ بارونق ہیں؟(73) اور ہم ان سے پہلے کتنی ایسی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں

هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا (٧٤) قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ

جو سامان زندگی اور نمود میں ان سے کہیں بہتر تھے۔(74) کہہ دیجئے: جو شخص گمراہی میں ہے

فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰى اِذَا رَاَوْا مَا يُوعَدُونَ

اسے خدائے رحمٰن لمبی مہلت دیتا ہے لیکن جب وہ اس کا مشاہدہ کریں گے

عربی حاشیہ

19-جثی۔جاث کی جمع ہے یعنی گھٹنوں کے بل بیٹھنے والا۔

20-شیعہ۔کسی ایک بات پر اتفاق کرنے والی جماعت۔

عتی اور عتو۔دونوں تکبر اور سرکشی کے معنی میں ہیں۔

21-یہ ورود حضور اور مشاہدہ کے معنی میں ہے کہ ہر شخص کو صراط سے گزرنا ہوگا تو جہنم کو بہر حال دیکھے گا اور اس کا سامنا کرے گا۔

22-ندی۔محفل، قرن۔ایک دور کے لوگ، اثاث۔گھر کا ساز وسامان، رئی۔منظر وہیئت، مد۔مہلت، جند۔مددگار، مرد۔عاقبت، انجام اور بازگشت

ف: بعض روایات میں آیت نمبر ۷۱ کے ورود کو دخول کے معنی میں بیان کیا گیا ہے۔فرق صرف یہ ہے کہ مومن کے لئے آگ سرد ہوجائے گی اور کافر کے لئے مزید بھڑک جائے گی اور اس کا فلسفہ یہ بیان کیا گیا ہے جہنم سے

اردو حاشیہ

(١٥) یہ منطق ہر دور کے گمراہوں میں رائج رہی ہے کہ انہوں نے حقائق کا فیصلہ مال ودولت اور دنیاوی وجاہت کی بنا پر کیا ہے اور اسی بات نے فرعون وشداد ونمرود کو خدا بنا دیا تھا اور اسی بات نے مشرکین مکہ کو مرسلؐ اعظم کا مذاق اڑانے پر آمادہ کیا تھا اور یہی بات آج کے مسلمانوں سے سپر پاورز کی چوکھٹ پر سجدے گزاری ہے ورنہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے اس منطق کی کوئی قیمت نہیں ہے اور یہ مادیت پرستی کے علاوہ کچھ نہیں ہے جسے خدا پرستی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اِمَّا الۡعَذَابَ وَ اِمَّا السَّاعَةَ ؕ فَسَيَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ هُوَ شَرٌّ

جس کا وعدہ ہوا تھا خواہ وہ عذاب ہو یا قیامت تو اس وقت انہیں معلوم ہو گا کہ کس کا مقام زیادہ برا ہے

مَّكَانًا وَّ اَضۡعَفُ جُنۡدًا ۞٧٥ وَ يَزِيۡدُ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ

اور کس کا لاؤ لشکر زیادہ کمزور ہے۔(75) اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں اللہ ان کی

اهۡتَدَوۡا هُدًى ؕ وَ الۡبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيۡرٌ عِنۡدَ

ہدایت میں اضافہ فرماتا ہے اور آپ کے پروردگار کے نزدیک باقی رہنے والی نیکیاں ثواب کے

رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيۡرٌ مَّرَدًّا ۞٧٦ اَفَرَءَيۡتَ الَّذِىۡ كَفَرَ

لحاظ سے بہتر ہیں اور انجام کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں۔(76) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو ہماری آیات کا انکار کرتا ہے

بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوۡتَيَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا ؕ ۞٧٧ اَطَّلَعَ[23] الۡغَيۡبَ اَمِ

اور کہتا ہے: مجھے مال اور اولاد کی عطا ضرور [١٦] بالضرور جاری رہے گی؟(77) کیا اس نے غیب کی اطلاع

اتَّخَذَ عِنۡدَ الرَّحۡمٰنِ عَهۡدًا ۙ ۞٧٨ كَلَّا ؕ سَنَكۡتُبُ[24] مَا يَقُوۡلُ

حاصل کی ہے یا خدائے رحمٰن سے کوئی عہد لے رکھا ہے؟(78) ہرگز نہیں، جو کچھ یہ کہتا ہے ہم اسے لکھ لیں گے

وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الۡعَذَابِ مَدًّا ۙ ۞٧٩ وَّ نَرِثُهٗ[25] مَا يَقُوۡلُ وَ

اور ہم اس کے عذاب میں مزید اضافہ کر دیں گے۔(79) اور جو کچھ وہ کہتا ہے ہم اس کے وارث ہو جائیں گے اور

يَاۡتِيۡنَا فَرۡدًا ۞٨٠ وَاتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوۡنُوۡا

وہ ہمارے سامنے اکیلا حاضر ہو گا۔(80) اور انہوں نے اللہ کے سوا دوسرے معبود بنا لیے ہیں تا کہ ان کے لیے

لَهُمۡ عِزًّا ۙ ۞٨١ كَلَّا ؕ سَيَكۡفُرُوۡنَ بِعِبَادَتِهِمۡ وَيَكُوۡنُوۡنَ

باعث تقویت بنیں۔(81) ہرگز نہیں، (کل) یہ سب ان کی عبادت ہی سے انکار کر دیں گے اور ان کے

عربی حاشیہ

گزرنے کے بعد جنت کی لذت میں اضافہ ہوجائے گا۔

ف: آیت نمبر ٨٢ میں دونوں احتمال پائے جاتے ہیں کہ عبادت گزار معبودوں کے منکر ہوجائیں یا معبود اپنے بندوں کی عبادت سے انکار کردیں اور ان کے مخالف ہوجائیں۔ روایات میں ہے کہ یہ عبادت رکوع وسجود نہیں ہے بلکہ معصیت خالق میں اطاعت مخلوق خود بھی ایک عبادت ہے۔

23- اس میں ایک ہمزہ استفہام بھی ہے جو انکار کے معنی دے رہا ہے یعنی ان لوگوں کوغیب پر کوئی اطلاع نہیں ہے۔

24- یہ سین تحقیق کے معنی میں ہے یعنی سب کچھ ہمارے پاس لکھا ہوا اور محفوظ ہے۔

25-یہ وراثت سلب کر لینے کے معنی میں ہے کہ جس مال واولاد کے بارے میں بک رہا ہے سب لے لیں گے اور یہ اکیلا قیامت کے دن محشور ہوگا۔

اردو حاشیہ

(١٦) تفاسیر میں وارد ہوا ہے کہ اس سے مراد عمرو بن عاص کا باپ عاص بن وائل ہے جس نے اس طرح کی مہمل بات کہی تھی۔ اور قدرت نے اسے سخت قسم کی تہدید کی ہے۔

عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾ ع اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

سخت مخالف ہوں گے۔(82) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیاطین کو کفار پر مسلط کر رکھا ہے جو انہیں

تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿٨٣﴾ لا فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ط اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٤﴾ ج

اکساتے رہتے ہیں؟(83) پس آپ ان پر (عذاب کے لیے) عجلت نہ کریں۔ ہم ان کی گنتی یقیناً پوری کریں گے۔(84)

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ لا وَّنَسُوْقُ

اس روز ہم متقین کو خدائے رحمٰن کے پاس مہمانوں کی طرح جمع کریں گے۔(85) اور مجرموں کو

الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾ م لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ

جہنم کی طرف پیاسے جانوروں کی طرح ہانک کر لے جائیں گے۔(86) کسی کو شفاعت کا

اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾ م وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ

اختیار نہ ہوگا سوائے اس کے جس نے رحمٰن سے عہد لیا ہو۔(87) اور وہ کہتے ہیں: رحمٰن نے کسی کو فرزند بنا (١٧)

وَلَدًا ﴿٨٨﴾ ط لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ﴿٨٩﴾ لا تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ

لیا ہے۔(88) بتحقیق تم بہت سخت بیہودہ بات (زبان پر) لائے ہو۔(89) قریب ہے کہ

مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾ لا اَنْ دَعَوْا

اس سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکر گر جائیں۔(90) اس بات پر کہ انہوں نے

لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ ج وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾ ط

رحمٰن کے لیے فرزند (کی موجودگی) کا الزام لگایا ہے۔(91) اور رحمٰن کے شایان شان نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔(92)

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ

جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اس رحمٰن کے حضور صرف بندے کی حیثیت سے

عربی حاشیہ

26-اس کا حقیقی مفہوم پریشان کرتے رہنا ہے جو کافرین کا مقدر ہے۔

27-وفد۔ وافد کی جمع ہے یعنی وارد ہونے والا مہمان اور وِرد پیاسے جانور کو کہا جاتا ہے۔

28-فرزند بنانا احتیاج کی دلیل ہے اور خدا محتاج نہیں ہے۔ پھر فرزند باپ کا جزء ہوتا ہے اور خدا بالکل واحد واحد ہے اور کوئی اس کا جزء نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(١٧) کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ سب نے کسی نہ کسی کو خدا کا فرزند بنانے کی جسارت کی ہے اور رب العالمین نے بار بار مختلف لہجوں میں اس کا جواب دیا ہے لیکن اس مقام پر ذرا زیادہ سخت لہجہ اختیار کیا گیا ہے کہ اس عقیدہ پر تو زمین و آسمان کو تباہ و برباد ہو جانا چاہیے تھا کہ یہ عقیدہ توحید کی تباہی ہے اور عقیدہ توحید کے بعد کائنات میں باقی ہی کیا رہ جاتا ہے۔
انسان کو اتنا شعور ہونا چاہیے کہ بندگی اور فرزندی میں شدید قسم کا تضاد ہے اور جب کل کائنات اس کی بارگاہِ عظمت و جلالت میں مصروف بندگی ہے تو پھر فرزندی کا سوال ہی کیا پیدا ہوتا ہے۔

عَبۡدًا ؕ﴿۹۳﴾ لَقَدۡ اَحۡصٰىهُمۡ وَعَدَّهُمۡ عَدًّا ؕ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمۡ اٰتِيۡهِ يَوۡمَ

پیش ہوگا۔(93) بتحقیق اس نے ان سب کا احاطہ کر رکھا ہے اور انہیں گن گن کر شمار کر رکھا ہے۔(94) اور قیامت کے دن ہر ایک کو اس کے

الۡقِيٰمَةِ فَرۡدًا ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

سامنے تنہا حاضر ہونا ہے۔(95) جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال بجا لائے ہیں ان کے لیے

سَيَجۡعَلُ لَهُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرۡنٰهُ بِلِسَانِكَ

رحمٰن عنقریب دلوں میں محبت پیدا کرے گا۔(96) (اے محمد!) پس ہم نے یہ قرآن آپ کی زبان میں

لِتُبَشِّرَ بِهِ الۡمُتَّقِيۡنَ وَتُنۡذِرَ بِهٖ قَوۡمًا لُّدًّا [29] ﴿۹۷﴾ وَكَمۡ

یقیناً آسان کیا ہے تا کہ آپ اس سے صاحبان تقویٰ کو بشارت دیں اور جھگڑالو قوم کی تنبیہ کریں۔(97) اور ہم نے

اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ ؕ هَلۡ تُحِسُّ مِنۡهُمۡ مِّنۡ

ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کیا ہے۔ کیا آج آپ کہیں بھی ان میں سے

اَحَدٍ اَوۡ تَسۡمَعُ لَهُمۡ رِكۡزًا ﴿۹۸﴾ ع

کسی ایک کا نشان پاتے ہیں یا ان کی کوئی آہٹ سنتے ہیں؟(98)

ایاتها ۱۳۵ | ۲۰ سُوۡرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ ۴۵ | رکوعاتها ۸

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم۔

طٰهٰ [1] ﴿۱﴾ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى ﴿۲﴾ اِلَّا تَذۡكِرَةً

طا، ہا۔(1) ہم نے یہ قرآن آپ پر اس لیے نازل نہیں کیا ہے کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔(2) خوف رکھنے والوں کے لیے

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ آیات کریمہ میں متقین کے لئے حشر اور وفد کی لفظ ہے اور مجرمین کے لئے سوق اور ورد کی لفظ ہے۔ پھر مجرمین کو جہنم کی طرف ہنکایا جائے گا اور متقین کو جنت کی بجائے رحمان کی بارگاہ میں حاضر کیا جائے گا جو جنت سے بالاتر مقام ہے اور اس کے لئے لفظ رحمان بھی بے پناہ بلاغت کا حامل ہے۔

ف: بخاری اور مسلم وغیرہ میں ہے کہ خدا جب کسی بندہ سے محبت یا نفرت کرتا ہے تو جبریل کو محبت اور نفرت کا حکم دیتا ہے اور پھر اس کے بعد تمام آسمانوں میں اعلان کرا دیتا ہے جس کے بعد محبوب خدا سب کا محبوب اور مبغوض خدا سب کا مبغوض۔

29-لد۔ الد کی جمع ہے یعنی بہت جھگڑا کرنے والا۔

رکز۔ یعنی مخفی آواز۔

اردو حاشیہ

(۱) محمد بن احمد کلبی نے تسہیل میں اور شیخ ازہر علامہ مراغی نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝٣ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ

یہ صرف ایک یاد دہانی ہے۔(3) یہ اس کی طرف سے نازل ہوا ہے جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو

الْعُلٰى ۝٤ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝٥ لَهٗ مَا فِي

بنایا ہے۔(4) وہ رحمٰن جس نے عرش پر اقتدار قائم کیا۔(5) جو کچھ آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ

اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان کے درمیان اور جو کچھ زمین کی تہہ میں ہے سب کا وہی

الثَّرٰى ۝٦ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝٧

مالک ہے۔(6) اور اگر آپ پکار کر بات کریں تو وہ رازوں کو بلکہ اس سے زیادہ مخفی باتوں کو بھی یقیناً جانتا ہے۔(7)

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۝٨ وَهَلْ اَتٰىكَ

اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ بہترین نام اسی کے ہیں۔(8) اور کیا آپ تک

حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝٩ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا

موسیٰ کا واقعہ پہنچا (۲) ہے؟(9) جب انہوں نے ایک آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں سے کہا:

اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ

ٹھہر جاؤ! میں نے کوئی آگ دیکھی ہے۔ شاید میں اس میں سے تمہارے لیے کوئی انگارہ لے آؤں یا آگ پر

عَلَى النَّارِ هُدًى ۝١٠ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۝١١ اِنِّىْٓ

پہنچ کر راستے کا پتہ کر لوں۔(10) پھر جب وہ آگ کے پاس پہنچے تو آواز آئی: اے موسیٰ!(11) میں ہی

اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ

آپ کا رب ہوں۔ پس اپنی جوتیاں اتار دیں۔ بتحقیق آپ طویٰ کی مقدس وادی میں

عربی حاشیہ

2- لفظ طٰہٰ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض کی نگاہ میں یہ خدا کا نام ہے، بعض کی نظر میں رسول اکرمؐ کا نام ہے۔ بعض نے اسے مقطعات میں شمار کیا ہے اور فخر الدین رازی نے امام صادقؑ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ طہارت اہلبیتؑ ہے اور ہ ہدایت اہلبیتؑ اور شاید انھیں دونوں کے مرکز ہونے کے اعتبار سے سرکار دو عالمؐ کو طہٰ کہا جاتا ہے۔

3- استواء۔ استیلاء غلبہ اور اقتدار کے معنی میں ہے۔

4- قرآن مجید نے بار بار جناب موسیٰ کا ذکر کیا ہے اور یہاں سے پھر یہ تذکرہ شروع ہو رہا ہے کہ اس تذکرہ میں عبرت کا بے حساب سامان موجود ہے۔ خصوصاً قوم موسیٰ کی شرارت وشیطنت اور جناب موسیٰ کا صبر وتحمل۔

اردو حاشیہ

(۲) جناب موسیٰ کی پوری زندگی عبرتوں کا مرقع ہے۔ فرعون کے شدید مظالم کے ماحول میں پیدا ہوئے۔ پیدا ہوتے ہی نیل کی موجوں کے حوالے کر دیئے گئے۔ پھر فرعون کے قصر میں رہے۔ پھر بکریاں چراتے رہے پھر غریب الوطنی کے مصائب کا سامنا کیا اور آخرکار بدترین قوم کے مصائب کا مقابلہ کیا۔ فرعون کے آدمی سے اپنے دوست کو بچانے کیلئے اس کا خاتمہ کر دیا تو آبادی چھوڑ کر باہر نکل گئے۔ مدین میں جناب شعیبؑ کی لڑکی سے عقد ہو گیا۔ زوجہ کو لے کر چلے تو ایک رات میں انتہائی تاریکی اور سردی کے عالم میں راستہ تلاش کر رہے تھے اور ادھر زوجہ درد زہ میں مبتلا تھی کہ اچانک ایسے عالم میں آگ کو دیکھا اور ادھر بڑھے کہ سردی کا علاج کر سکیں یا کوئی دوسرا راستہ معلوم ہو سکے تو اچانک ندائے قدرت آنے لگی اور کلیمیت کا شرف حاصل ہو گیا۔

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

طُوًى ﴿١٢﴾ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿١٣﴾ اِنَّنِيْٓ اَنَا

ہیں۔(12) اور میں نے آپ کو منتخب کر لیا ہے لہٰذا جو وحی کی جا رہی ہے اسے سنیں۔(13) میں ہی اللہ ہوں۔

اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿١٤﴾

میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس صرف میری بندگی کرو اور میری یاد (۳) کے لیے نماز قائم کریں۔ (14)

اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ

قیامت یقیناً آنے والی ہے۔ میں اسے پوشیدہ رکھوں گا تا کہ ہر فرد کو اس کی سعی کے مطابق

بِمَا تَسْعٰى ﴿١٥﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَ

جزا ملے۔(15) پس جو شخص قیامت پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے کہیں وہ آپ کو اس راہ سے

اتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿١٦﴾ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿١٧﴾

نہ روک دے۔ ایسا ہوا تو آپ ہلاک ہو جائیں گے۔(16) اور اے موسیٰ یہ آپ (۴) کے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟(17)

قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ

موسیٰ نے کہا: یہ میرا عصا ہے۔ اس پر میں ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں

وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿١٨﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿١٩﴾

اور میرے لیے اس میں کئی اور مفادات بھی ہیں۔(18) فرمایا: اے موسیٰ! اسے پھینکیں۔ (19)

فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿٢٠﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۫ وقفة

پس موسیٰ نے اسے پھینکا تو وہ یکایک سانپ بن کر دوڑنے لگا۔(20) اللہ نے فرمایا: اسے پکڑ لیں اور ڈریں نہیں۔

سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿٢١﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى

ہم اسے اس کی پہلی حالت پر پلٹا دیں گے۔(21) اور اپنا ہاتھ اپنی بغل میں رکھیے

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ نعلین کے اتارنے کا حکم مراد چپڑے کی وجہ سے نہیں ہے کہ یہ بات ابتداہی سے موسیٰ کی شان کے خلاف ہے یہ دراصل احترامِ مقام کی طرف اشارہ ہے اور باطنی اعتبار سے خوف بربادی اہل وعیال اور خوف فرعون کے دل سے نکال دینے کی طرف اشارہ ہے۔

ف: جناب موسیٰ کا خوف ایک فطری صورت حال کی ترجمانی ہے ورنہ فرعون جیسے جابر سے مقابلہ کرنے والا سانپ سے کیا ڈر سکتا ہے۔ قدرت نے یہ بھی واضح کردیا کہ فرعون کی جبروتیت کو فنا کردینے کے لئے ایک عصا بھی کافی ہے زیادہ اسلحوں کی ضرورت نہیں ہے۔

5- پروردگار کو اپنے ہر بندے کو ہدایت دینے اور متنبہ کرنے کا حق ہے اس سے کسی بندہ معصوم کی عصمت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔

6- توَکا۔ تکیہ کرنا، سہارا لینا۔ ہش۔ درختوں کے پتے جھاڑنا۔ مآرب۔ ضرورتیں اور

اردو حاشیہ

(۳) وحی الٰہی اور پیغام نبوت کے تین اہم ارکان ہیں:

۱۔ توحید الٰہی پر ایمان رکھنا۔
۲۔ یادِ خدا کیلئے نماز قائم کرنا۔
۳۔ قیامت پر یقین رکھنا۔

اس عقیدہ وعمل کے بغیر کوئی انسان کسی نبی کا ماننے والا نہیں کہا جا سکتا ہے۔

(۴) اس مقام پر یہ قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص نے خواب میں جناب موسیٰ علیہ السلام اور مرسل اعظمؐ کو دیکھا کہ جناب موسیٰؑ نے کہا کہ آپ نے اپنی امت کے علماء کو ہم انبیاء کے برابر بنا دیا ہے ایسا کیوں ہے؟ تو مرسل اعظمؐ نے فرمایا کہ میں اپنی امت کے ایک عالم کو طلب کرتا ہوں آپ امتحان لے لیجئے۔ اور یہ کہہ کر مقدس اردبیلی کو طلب کیا مقدس اردبیلی آ گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرا نام احمد ہے باپ کا نام محمد وطن اردبیل، تعلیم نجف اشرف میں اور استاد شہید ثانی ہیں۔ جناب موسیٰؑ نے فرمایا کہ ایک سوال پر اس قدر طویل جواب کی کیا ضرورت تھی؟ عرض کی حضور خدا نے بھی اتنا ہی پوچھا تھا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ اور آپ نے اس قدر مفصل جواب دیا تھا کہ یہ میرا عصا ہے اس پر تکیہ کرتا ہوں اس سے درختوں کے پتے توڑتا ہوں اور اس کے دوسرے بہت سے مقاصد بھی ہیں۔

یہ سن کر جناب موسیٰ علیہ السلام خاموش ہو گئے اور فرمایا کہ بیشک اس امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء جیسے ہیں۔

جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿۲۲﴾

تو وہ بغیر کسی عیب کے چمکتا ہوا نکلے گا۔ یہ دوسری نشانی ہے۔(22)

لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿۲۳﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ

(یہ اس لیے) کہ ہم تمہیں اپنی بڑی نشانیاں دکھا دیں۔(23)اب آپ فرعون کی طرف جائیں کہ وہ سرکش

طَغٰى ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ

ہوگیا ہے۔(24) موسیٰ نے کہا: میرے پروردگار! میرا سینہ[۵] کشادہ فرما۔(25)اور میرے کام کو میرے لیے آسان

اَمْرِيْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾

کر دے۔(26)اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔(27) تا کہ وہ میری بات سمجھ جائیں۔(28)

وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِي[8] ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ

اور میرے کنبے میں سے میرا ایک وزیر بنا دے۔(29) میرے بھائی ہارون کو۔(30)اسے میرا پشت پناہ

اَزْرِيْ ﴿۳۱﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۳۲﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۳﴾

بنا دے۔(31)اور اسے میرے امر (رسالت) میں شریک بنا دے۔(32) تا کہ ہم تیری خوب تسبیح کریں۔(33)

وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿۳۵﴾ قَالَ

اور تجھے کثرت سے یاد کریں۔(34)یقیناً تو ہی ہمارے حال پر خوب نظر رکھتا ہے۔(35)فرمایا:

قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ

اے موسیٰ! یقیناً آپ کو آپ کی مراد دے دی گئی۔(36)اور بتحقیق ہم نے ایک مرتبہ پھر

مَرَّةً اُخْرٰٓى ﴿۳۷﴾ اِذْ اَوْحَيْنَآ[9] اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ﴿۳۸﴾

آپ پر احسان کیا۔(37) جب ہم نے آپ کی والدہ کی طرف اس بات کا الہام کیا جو بات الہام کی جاتی ہے۔(38)

عربی حاشیہ

مقاصد۔

7-سیرت کا لفظ دلیل ہے کہ معجزہ اور جادو کا ایک بنیادی فرق یہ بھی ہے کہ جادو کا اثر ظاہر اور صورت پر ہوتا ہے اور معجزہ میں حقیقت اور واقعیت تبدیل ہوجاتی ہے اور اسی لئے فرعونیوں کے جادو کے بارے میں کہا گیا ہے کہ سحروا اعین الناس' انھوں نے آنکھوں پر جادو کردیا۔

8- واضح رہے کہ جناب موسیٰ نے وزیر بنایا نہیں بلکہ خدا سے مطالبہ کیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کا وزیر بھی خدا ہی بناتا ہے نبی یا عام بندے نہیں بنا سکتے ہیں۔

یہ بھی واضح رہے کہ کام جس قدر اہم ہوتا ہے ویسے ہی شرائط اور اوصاف درکار ہوتے ہیں اور اسی لئے حضرت موسیٰ نے پہلے اپنے بارے میں شرح صدر، سہولت امر، فصاحت وبلاغتِ بیان کی دعا کی اور اس کے بعد ہارون جیسے وزیر کا مطالبہ کیا کہ ان کمالات کے بعد بھی

اردو حاشیہ

(۵) موسیٰ علیہ السلام جیسے غریب الوطن اور بے سہارا انسان کو اتنی بڑی ذمہ داری سپرد کر دی جائے تو مددگار کے بغیر کیسے کام کریں گے لیکن سیوطی نے درمنثور میں نقل کیا ہے کہ بعینہٖ یہی دعا پیغمبر اسلامؐ نے بھی کی تھی اور حضرت علیؑ کو مثل ہارون قرار دیا تھا بلکہ مسند احمد بن حنبل کی روایت ہے کہ حضرت علیؑ کے فرزندوں کے نام بھی پیغمبر اسلامؐ نے حسنؑ وحسینؑ حضرت ہارونؑ کے فرزندوں کے نام کے مطابق ہی رکھے تھے۔

اَنِ اقۡذِفِيۡهِ فِى التَّابُوۡتِ فَاقۡذِفِيۡهِ فِى الۡيَمِّ

(وہ یہ) (٦) کہ اس (بچے) کو صندوق میں رکھ دیں پھر اس (صندوق) کو دریا میں ڈال دیں

فَلۡيُلۡقِهِ الۡيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاۡخُذۡهُ عَدُوٌّ لِّىۡ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ؕ وَ

تو دریا اسے ساحل پر ڈال دے گا۔ میرا اور اس کا دشمن اسے اٹھا لے گا اور

اَلۡقَيۡتُ عَلَيۡكَ مَحَبَّةً مِّنِّىۡ ۚ وَلِتُصۡنَعَ عَلٰى عَيۡنِىۡ ۘ‏ ﴿۳۹﴾

میں نے آپ پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی تا کہ آپ میرے سامنے پرورش پائیں۔ (39)

اِذۡ تَمۡشِىۡۤ اُخۡتُكَ فَتَقُوۡلُ هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰى مَنۡ يَّكۡفُلُهٗ ؕ

(وہ وقت یاد کرو) جب آپ کی بہن (فرعون کے پاس) گئیں اور کہنے لگیں: کیا میں تمہیں ایسا شخص بتا دوں

فَرَجَعۡنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَىۡ تَقَرَّ عَيۡنُهَا وَلَا تَحۡزَنَ ؕ وَ

جو اس بچے کی پرورش کرے؟ اس طرح ہم نے آپ کو آپ کی ماں کے پاس پہنچا دیا تا کہ ان کی آنکھ ٹھنڈی ہو جائے اور

قَتَلۡتَ نَفۡسًا فَنَجَّيۡنٰكَ مِنَ الۡغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوۡنًا ۚ

وہ رنجیدہ نہ ہوں اور آپ نے ایک شخص کو قتل کیا پس ہم نے آپ کو غم سے نجات دی اور ہم نے آپ کی

فَلَبِثۡتَ سِنِيۡنَ فِىۡۤ اَهۡلِ مَدۡيَنَ ۙ (10) ثُمَّ جِئۡتَ عَلٰى قَدَرٍ

خوب آزمائش کی، پھر سالوں تک آپ مدین والوں کے ہاں مقیم رہے پھر اے موسیٰ! اب عین مقرر وقت پر

يّٰمُوۡسٰى‏ ﴿۴۰﴾ وَاصۡطَنَعۡتُكَ لِنَفۡسِىۡ ۚ‏ ﴿۴۱﴾ اِذۡهَبۡ اَنۡتَ وَاَخُوۡكَ

آ گئے ہیں۔ (40) اور میں نے آپ کو اپنے لیے اختیار کیا ہے۔ (41) لہٰذا آپ اور آپ کا بھائی میری آیات

بِاٰيٰتِىۡ وَلَا تَنِيَا فِىۡ ذِكۡرِىۡ ۚ‏ ﴿۴۲﴾ اِذۡهَبَاۤ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ

لے کر جائیں اور دونوں میری یاد میں سستی نہ کرنا۔ (42) دونوں فرعون کے پاس جائیں کہ وہ سرکش

عربی حاشیہ

مددگار بہرحال ضروری ہے۔ جس طرح کہ رسول اکرمؐ نے حضرت علیؑ کے بارے میں دعا کی تھی۔

9- یہ وحی الہام کے معنی میں ہے۔ مایوحیٰ۔ میں ما مصدریہ ہے۔ یم۔ کے معنی سمندر کے ہیں۔ اور تصنع کے معنی تربیت کے ہیں۔

10- مدین۔ شام کے جنوب میں ایک شہر تھا۔ جناب شعیب اسی شہر کے رہنے والے تھے اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ جبل عامل کے ایک قریہ کا نام ہے جسے قدس کہا جاتا ہے لیکن اس خیال کی کوئی معقول دلیل نہیں ہے۔

ف: موسیٰؑ کے ابتدائی دور کے واقعات رسالت کے بعد بیان ہوئے ہیں کہ اصل رسالت ہے۔ یہ واقعات بطور یاددہانی بیان ہوئے ہیں اور ان میں سب سے بڑا درس یہ ہے کہ قدرت نے دایہ۔ صندوق بنانے والے بڑھئی۔ دریا سے نکالنے والے ملازم اور خود

اردو حاشیہ

(٦) فرعون کا طریقہ یہ تھا کہ بنی اسرائیل میں لڑکا پیدا ہوتا تو اسے ذبح کرا دیتا اور لڑکی پیدا ہوتی تو اپنی خدمت کیلئے رکھ لیتا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو ان کی والدہ گرامی سخت پریشان تھیں۔ قدرت نے اشارہ کر دیا کہ تم انہیں صندوق میں رکھ کر دریا کے حوالے کر دو۔ انہوں نے حکم خدا پر عمل کیا۔ ادھر فرعون کی کنیزیں نہانے کیلئے دریا پر آئی ہوئی تھیں انہوں نے صندوق کو دیکھ کر اٹھا لیا اور فرعون کی زوجہ نے صندوق میں چاند سے بچہ کو دیکھا تو لاولد ہونے کی بنا پر اسے لے لیا اور اس کی پرورش شروع کر دی۔ ادھر جناب موسیٰ علیہ السلام نے تمام عورتوں کا دودھ پینے سے انکار کر دیا تو قدرت نے ان کی بہن کو قصر فرعون تک پہنچا دیا اور انہوں نے ایک خاتون کا مشورہ دیا۔ ان لوگوں نے ان خاتون کو طلب کیا اور جناب موسیٰ علیہ السلام ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور اس طرح وعدہ الٰہی پورا ہو گیا کہ ہم تمہارے فرزند کو تم سے ملا دیں گے اور موسیٰ علیہ السلام کو ان کی ماں کی طرف پلٹا دیں گے۔ اُدھر دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ جناب موسیٰؑ علیہ السلام نے اپنے ایک دوست کی فریاد پر ایک فرعونی کو قتل کر دیا اور انتقام کے خوف سے باہر نکل گئے اور کئی برس تک مدین میں مقیم رہے جہاں عقد کیا اور بطور مہر دس سال تک جناب شعیبؑ کی بکریاں چرائیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مہر کا ادا کرنا ایک انتہائی اہم کام ہے چاہے اس راہ میں بکریاں چرانے ہی کا کام انجام دینا پڑے ہمارے سماج کو اس تذکرہ قرآنی سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

طَغٰى ﴿٤٣﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا [11] لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿٤٤﴾

ہو گیا ہے۔(43) پس دونوں اس سے نرم لہجے میں بات کرنا شاید وہ نصیحت مان لے یا ڈر جائے۔ (44)

قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿٤٥﴾

دونوں نے کہا: ہمارے پروردگار! ہمیں خوف ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے گا یا مزید سرکش ہو جائے گا۔ (45)

قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿٤٦﴾ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ

فرمایا: آپ دونوں خوف نہ کریں میں آپ دونوں کے ساتھ ہوں اور (دونوں کی بات) سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔(46) دونوں اس کے

اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ وَ

پاس جائیں اور کہیں: ہم دونوں تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں پس بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے اور

لَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰى

ان پر سختیاں نہ کر۔ بلاشبہ ہم تیرے رب کی طرف سے نشانی لے کر تیرے پاس آئے ہیں اور سلام ہو اس پر

مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿٤٧﴾ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ

جو ہدایت کی پیروی کرے۔(47) ہماری طرف یقیناً وحی کی گئی ہے کہ عذاب اس شخص کے لیے معین ہے

عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٤٨﴾ قَالَ فَمَنْ [12] رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿٤٩﴾

جو تکذیب کرے اور منہ موڑے۔(48) فرعون نے کہا: اے موسیٰ! تم دونوں کا رب کون ہے؟ (49)

قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿٥٠﴾

موسیٰ نے جواب دیا: ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی خلقت بخشی پھر ہدایت دی۔(50)

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿٥١﴾ قَالَ عِلْمُهَا [13] عِنْدَ رَبِّيْ

فرعون بولا: پھر گزشتہ نسلوں کا کیا بنا؟(51) موسیٰ نے کہا: ان کا علم میرے رب کے پاس

عربی حاشیہ

فرعون، سب کے مخالف ہونے کے باوجود موسیٰ کو محفوظ کر لیا۔

11- اگرچہ فرعون کی نصیحت قبول کرنے اور اس کے دل میں خوفِ خدا پیدا ہونے کا کوئی امکان نہیں تھا لیکن مبلغ کا فرض ہے کہ مقامِ تبلیغ میں نرم لہجہ سے کام لے اور منکر کو انکار کے لئے کوئی بہانہ فراہم نہ ہونے دے کہ وہ سخت لہجہ ہی کو بہانہ بنا کر انکار کردے گا۔ اور اپنے سر انکار کا الزام نہ لے گا۔

12- یعنی فرعون! رب تو پیدا کرنے والے کو کہا جاتا ہے۔ تو کس طرح رب ہو سکتا ہے جس نے خود اپنے کو بھی نہیں پیدا کیا ہے۔

13- جناب موسیٰ نے فرعونی عقل کے مطابق دلیل لانے سے بچنے کے لئے اور قوم کو اپنے پروردگار کی طرف متوجہ کرنے کے لئے یہ جواب دیا ہے، ورنہ بت پرستوں کا انجام سب کو معلوم ہے۔

اردو حاشیہ

فِیۡ کِتٰبٍ ۚ لَا یَضِلُّ رَبِّیۡ وَ لَا یَنۡسَی ﴿۵۲﴾ الَّذِیۡ جَعَلَ

ایک کتاب میں ہے۔ میرا رب نہ چوکتا ہے نہ بھولتا ہے۔(52) جس نے تمہارے لیے

لَکُمُ الۡاَرۡضَ مَہۡدًا وَّ سَلَکَ لَکُمۡ فِیۡہَا سُبُلًا وَّ

زمین کو گہوارہ بنایا اور اس میں تمہارے لیے راستے بنائے اور

اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخۡرَجۡنَا بِہٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡ نَّبَاتٍ

آسمانوں سے پانی برسایا پھر اس سے ہم نے مختلف نباتات کے جوڑے

شَتّٰی ﴿۵۳﴾ کُلُوۡا وَ ارۡعَوۡا اَنۡعَامَکُمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی

اگائے۔(53) تم بھی کھاؤ اور اپنے جانوروں کو بھی چراؤ۔ صاحبان علم (۷) کے لیے اس میں یقیناً بہت سی

النُّہٰی ﴿۵۴﴾ؑ مِنۡہَا خَلَقۡنٰکُمۡ [14] وَ فِیۡہَا نُعِیۡدُکُمۡ وَ مِنۡہَا نُخۡرِجُکُمۡ

نشانیاں ہیں۔(54) اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اسی میں ہم تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے تمہیں

تَارَۃً اُخۡرٰی ﴿۵۵﴾ وَ لَقَدۡ اَرَیۡنٰہُ اٰیٰتِنَا کُلَّہَا فَکَذَّبَ

دوبارہ نکالیں گے۔(55) اور بتحقیق ہم نے فرعون کو ساری نشانیاں دکھا دیں سو اس نے پھر بھی تکذیب کی

وَ اَبٰی ﴿۵۶﴾ قَالَ اَجِئۡتَنَا لِتُخۡرِجَنَا مِنۡ اَرۡضِنَا بِسِحۡرِکَ

اور انکار کیا۔(56) فرعون نے کہا: اے موسیٰ! کیا تم اپنے جادو کے زور سے (۸) ہمیں ہماری سرزمین سے نکالنے

یٰمُوۡسٰی ﴿۵۷﴾ فَلَنَاۡتِیَنَّکَ بِسِحۡرٍ مِّثۡلِہٖ فَاجۡعَلۡ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَکَ

ہمارے پاس آئے ہو؟(57) پس ہم بھی تمہارے مقابلے میں ایسا ہی جادو پیش کریں گے لہٰذا ہمارے اور اپنے درمیان

مَوۡعِدًا [15] لَّا نُخۡلِفُہٗ نَحۡنُ وَ لَاۤ اَنۡتَ مَکَانًا سُوًی ﴿۵۸﴾ قَالَ

ایک وقت جس کی نہ ہم خلاف ورزی کریں اور نہ تم اور صاف میدان مقرر کر لو۔(58) موسیٰ نے کہا:

عربی حاشیہ

ف: جناب موسیٰؑ نے اپنا پیغام پانچ نکاتی منشور کی شکل میں پیش کیا اور نہایت ادب کے ساتھ پیش کیا لیکن بدسرشت انسان پر کسی معقول بات کا اثر نہیں ہوتا ہے۔

ف: آیت کریمہ میں ان چار بنیادی ضرورتوں کا ذکر کیا گیا ہے:

- ○ زمین کا ہموار ہونا سکون و آرام کے لئے۔
- ○ زمین میں راستوں کا ہونا سفر و سیاحت کے لئے۔
- ○ پانی کا برسنا زندہ رہنے کے لئے۔
- ○ نباتات غذا اور سامان زندگی تیار کرنے کیلئے۔

14- سرکار دو عالمؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ زمین تمھاری ماں ہے اور تمھارے حال پر مہربان ہے۔

بیشک اس نے ہمارے وجود کا مواد فراہم کیا ہے اور ہمیں غذائیں دے کر ماں کی طرح

اردو حاشیہ

(۷) سرکار دو عالمؐ سے سوال کیا گیا کہ یہ صاحبانِ عقل کون لوگ ہیں تو آپ نے فرمایا کہ جن کے اخلاق بہتر اور عقل پختہ ہو، فقراء، ایتام اور ہمسایہ کا خیال رکھتے ہوں، لوگوں کو کھانا کھلاتے ہوں اور عالمی سطح پر سلامتی کا پیغام دیتے ہوں۔

(۸) فرعون کو خوب معلوم تھا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام جادوگر نہیں ہیں اور جادوگر میں اتنا دم نہیں ہوتا ہے کہ وہ قوموں کو علاقوں سے باہر نکال دے لیکن قوم کو دھوکہ میں رکھنے کیلئے اس نے جادو کا سہارا لیا اور پھر جادوگر اکٹھا کر لئے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے بھی چھٹی کا دن مقرر کیا اور دوپہر کے نزدیک کا وقت رکھا تا کہ ساری قوم اکٹھا ہو جائے اور سب یہ منظر دیکھ لیں۔

جناب موسیٰ علیہ السلام کے اندازِ گفتگو سے قوم میں اختلاف پیدا ہو گیا کہ یہ کسی جادوگر کا اندازِ بیان نہیں معلوم ہوتا ہے اور بعض تو مقابلہ سے الگ ہونے لگے لیکن جاہلوں کی رائے غالب آ گئی اور مقابلہ طے ہو گیا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے پھر افتراء اور بہتان سے ڈرایا کہ اس کے بعد عذاب بھی نازل ہو سکتا ہے اور تباہ و برباد بھی ہو سکتے ہو۔ لیکن فرعونیوں کو ہوش نہیں آیا اور مقابلہ پر آ گئے اور انجام وہی ہوا جو ہونا چاہیے تھا۔

مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ وَأَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٥٩﴾

تمہارے ساتھ جشن کے دن کا وعدہ ہے اور یہ کہ دن چڑھے لوگ جمع کیے جائیں۔ (59)

فَتَوَلَّىٰ فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَىٰ ﴿٦٠﴾ قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ

پس فرعون نے پلٹ کر اپنی ساری مکاریوں کو یکجا کیا پھر (مقابلے میں) آ گیا۔(60) موسیٰ نے ان سے کہا:

وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۖ وَ

تم پر تباہی ہو! تم اللہ پر جھوٹ بہتان نہ باندھو ورنہ اللہ تمہیں ایک عذاب سے نابود کرے گا اور

قَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ ﴿٦١﴾ فَتَنَازَعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَ

جس نے بھی بہتان باندھا وہ نامراد رہا۔(61) پھر انہوں نے اپنے معاملے میں آپس میں اختلاف کیا اور

أَسَرُّوا النَّجْوَىٰ ﴿٦٢﴾ قَالُوا إِنْ هَٰذَانِ لَسَاحِرَانِ يُرِيدَانِ أَنْ

باہم مشورے کرتے رہے۔(62) وہ کہنے لگے یہ دونوں تو بس جادوگر ہیں۔ دونوں چاہتے ہیں کہ

يُخْرِجَاكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ

اپنے جادو کے زور سے تمہیں تمہاری اس سرزمین سے نکال باہر کریں اور دونوں تمہارے اس مثالی مذہب کا

الْمُثْلَىٰ [16] ﴿٦٣﴾ فَأَجْمِعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا ۚ وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ

خاتمہ کر دیں۔(63) لہٰذا اپنی ساری تدبیریں یکجا کرو پھر قطار باندھ کر میدان میں آؤ اور آج جو جیت جائے گا

مَنِ اسْتَعْلَىٰ ﴿٦٤﴾ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ

وہی فلاح پائے گا۔(64) (جادو گروں نے) کہا: اے موسیٰ! تم پھینکو گے

نَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ﴿٦٥﴾ قَالَ بَلْ أَلْقُوا ۖ فَإِذَا حِبَالُهُمْ

یا پہلے ہم پھینکیں؟(65) موسیٰ نے کہا: نہیں تم پھینکو۔ اتنے میں ان کی رسیاں

عربی حاشیہ

پالا ہے اور جھولا جھلا کر آرام دیا ہے۔

15- موعد۔ اسم زمان ہے یعنی وقتِ مقرر۔

سوًی۔ برابر زمین اور کھلا میدان۔ یوم الزینۃ۔عید کا دن۔

16- طریقۃ مثلیٰ۔یعنی دین و مذہب۔ مثلیٰ۔امثل کی تانیث ہے اور امثل کے معنی افضل اور بہتر کے ہیں۔

استعلاء۔ مقابلہ میں غالب آ جانے کے معنی میں ہے۔

ف: آیت نمبر ۵۵ کی مناسبت سے امیرالمومنینؑ کا بہترین ارشاد گرامی ہے کہ نماز کا پہلا سجدہ زمین سے رابطہ کی طرف اشارہ ہے۔ سجدہ سے سر اٹھانا زمین سے خلقت ہے دوسرا سجدہ زمین میں واپسی ہے اور دوسرے سجدہ سے سر اٹھانا حشر ونشر کی طرف اشارہ ہے۔

اردو حاشیہ

وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿٦٦﴾ فَاَوْجَسَ [17]

اور لاٹھیاں ان کے جادو کی وجہ سے موسیٰ کو دوڑتی محسوس ہوئیں۔ (66) پس

فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿٦٧﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ

موسیٰ نے (۹) اپنے اندر خوف محسوس کیا۔(67) ہم نے کہا: خوف نہ کریں یقیناً آپ ہی غالب آنے والے

الْاَعْلٰى ﴿٦٨﴾ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا [18]

ہیں۔(68) اور جو کچھ آپ کے دائیں ہاتھ میں ہے اسے پھینک دیں کہ جو کچھ انہوں نے بنایا ہے یہ ان سب کو نگل جائے گا۔

صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿٦٩﴾ فَاُلْقِيَ

یہ لوگ جو کچھ بنا لائے ہیں وہ فقط جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر جہاں بھی ہو کامیاب نہیں ہوسکتا۔(69) پھر جادوگر

السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿٧٠﴾

سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے: ہم ہارون اور موسیٰ کے پروردگار پر ایمان لے آئے۔ (70)

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۭ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ [19]

فرعون بولا: تم اس پر ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں۔ یہ یقیناً تمہارا بڑا ہے

عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ

جس نے تمہیں جادو سکھایا۔ اب میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت سے کٹوا دوں گا

خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۡ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ

اور کھجور کے تنوں پر تمہیں یقیناً سولی چڑھوا دوں گا پھر تمہیں ضرور معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے سخت

اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿٧١﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا

اور دیرپا عذاب دینے والا کون ہے۔(71) جادوگروں نے کہا: جو دلائل ہمارے پاس پہنچ چکے ہیں

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ جناب موسیٰؑ کا دعوت سحر دینا واقعی نہیں بلکہ بطور تحدی ہے اور ان کا خوف بھی سانپ سے نہیں بلکہ لوگوں کی گمراہی سے متعلق ہے جس طرح کہ اصل جادو ایک کیمیاوی عمل تھا اور اس کی کوئی دوسری حقیقت نہ تھی۔

17- اوجس۔ احساس اور خیال کے معنی میں ہے۔

تلقف۔ ہڑپ کر لینے کے معنی میں ہے۔

18- یہ اِنَّما ان اور ما کا مجموعہ ہے جس میں ما موصولہ ہے اور الذی کے معنی میں ہے۔

19- کبیر۔ یعنی استاد۔ من خلاف۔ یعنی ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پیر۔

اردو حاشیہ

(۹) بہت سے مفسرین کا خیال ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام جادوگروں کے جادو کو دیکھ کر ڈر گئے حالانکہ یہ بات یکسر غلط ہے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کو جادوگروں کے جادو کی حقیقت معلوم تھی اور ان کے ڈرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔ وہ اس بات سے یقیناً خوفزدہ تھے کہ کہیں قوم گمراہ نہ ہو جائے اور فرعون کا جادو واقعاً نہ چل جائے اور اسی لئے پروردگار نے انہیں ان کی بلندی اور برتری کا یقین دلایا ہے اور جادو کے جادو ہونے کا حوالہ نہیں دیا ہے۔

واضح رہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے پہل کرنے کا مطالبہ کر کے دو باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔

پہلی بات یہ کہ اللہ والے آخری امکان تک پہل نہیں کرتے ہیں اور حملہ آور کے حملہ کا جواب دیتے ہیں۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ جادو دکھلانے کی دعوت نہیں تھا کہ اسے خلافِ شان نبوت قرار دے دیا جائے۔ یہ صرف ایک طرح کی بے نیازی اور برتری کا اعلان تھا کہ تم جو کچھ چاہو جادو کر دو۔ میری صحت پر کوئی اثر ہونے والا نہیں ہے اور میں ذرہ برابر بھی متاثر ہوسکتا تو اس بے نیازی کے لہجہ میں چیلنج نہ کرتا۔

مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِیْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ

ان پر اور جس نے ہمیں خلق کیا ہے اس پر ہم تجھے مقدم نہیں رکھیں گے لہٰذا اب تو نے

اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا [20] ؕ ﴿۷۲﴾ اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا

جو فیصلہ کرنا ہے کر ڈال۔ تو بس اس دنیا کی زندگی کا خاتمہ کرسکتا ہے۔(72) ہم اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہیں تا کہ

لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا وَمَاۤ اَكْرَهْتَنَا عَلَیْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ

وہ ہمارے گناہوں کو معاف کردے اور جس جادوگری پر تو نے ہمیں مجبور کیا تھا اسے بھی معاف کردے اور اللہ سب سے بہتر

وَاللّٰهُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی ﴿۷۳﴾ اِنَّهٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا [21] فَاِنَّ لَهٗ

اور سب سے زیادہ باقی رہنے والا ہے۔(73) بے شک جو مجرم بن کر اپنے رب کے پاس آئے گا اس کے لیے

جَهَنَّمَ ؕ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی ﴿۷۴﴾ وَمَنْ یَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا

یقیناً جہنم ہے جس میں وہ نہ مرے گا اور نہ جئے گا۔(74) اور جو مومن بن کر اس کے پاس

قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰی ﴿۷۵﴾ ۙ

حاضر ہو گا جبکہ وہ نیک اعمال بھی بجا لا چکا ہو تو ایسے لوگوں کے لیے بلند درجات ہیں۔(75)

جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ

دائمی باغات جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے

وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰی ﴿۷۶﴾ ع وَلَقَدْ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰی

ع ۳ ۲۲ ۱۲

اور یہی پاکیزہ رہنے والے کی جزا ہے۔(76) اور بتحقیق ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ

مُوْسٰۤی ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ [22] فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِیْقًا

میرے بندوں کو لے کر رات کے وقت چل پڑیں اور ان کے لیے دریا میں خشک راستہ بنا دیں۔ پھر آپ کو

عربی حاشیہ

20- یہ کمال ایمان کی دلیل ہے کہ اتنے بڑے ظالم وجابر بادشاہ کی پرواہ کئے بغیر انسان حقائق کا اعلان کردے اور اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ سلطان جابر کے سامنے کلمۂ حق کا اعلان کیا جائے۔

21- مجرم کوئی بھی ہو اس کا انجام جہنم ہے اور جنت صرف اس مومن کا حصہ ہے جو اپنے عقیدہ کے مطابق عمل صالح انجام دیتا ہے۔

22- اسراء۔ رات کا سفر ہے۔

ف: بعض مفسرین نے آیت نمبر ۷۲ میں ''والذی فطرنا'' کو جملہ قسمیہ قرار دیا ہے اور اسے عطف نہیں مانا ہے۔

بہرحال جادوگروں کے انقلاب کا سرچشمہ علم تھا جو ایمان کی طرف لے آیا کہ انھیں جادو کی حقیقت کا علم تھا اور اب جادو اور معجزہ کا فرق بھی معلوم ہو گیا جسے انھوں نے بینات سے تعبیر کیا ہے۔

اردو حاشیہ

فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿٧٧﴾ فَاَتْبَعَهُمْ

(فرعون کی طرف سے) نہ پکڑے جانے کا خطرہ ہو گا اور نہ ہی (غرق کا) خوف۔(77) پھر فرعون نے

فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿٧٨﴾ ط وَ

اپنے لشکر کے ساتھ ان کا تعاقب کیا اور پھر سمندر ان پر ایسا چھایا کہ جس طرح چھا جانا چاہیے تھا۔(78) اور

اَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿٧٩﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کر دیا اور ہدایت کے لیے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔(79) اے بنی اسرائیل!

قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ

تمہارے دشمن سے یقیناً ہم نے تمہیں نجات دی اور تمہیں طور کی دائیں جانب

الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿٨٠﴾ كُلُوْا مِنْ

وعدہ دیا اور ہم نے تم پر (۱۰) من وسلویٰ نازل کیا۔(80) جو پاکیزہ رزق

طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ

ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور اس میں سرکشی نہ کرو ورنہ تم پر

غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿٨١﴾ وَاِنِّيْ

میرا غضب نازل ہو گا اور جس پر میرا غضب نازل ہوا، بتحقیق وہ ہلاک ہو گیا۔(81) البتہ جو

لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى [23] ﴿٨٢﴾

توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل انجام دے پھر راہِ راست پر چلے تو میں اسے خوب بخشنے والا ہوں۔ (82)

وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٨٣﴾ قَالَ هُمْ

اور (فرمایا:) اے موسیٰ! آپ نے اپنی قوم سے پہلے (آنے میں) جلدی کیوں کی؟(83) موسیٰ نے عرض کیا:

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۷۷ میں خوف وخشیت کی تکرار اس لئے ہے تا کہ فرعون کا خوف بھی ختم ہوجائے اور دریا میں غرق ہونے کا بھی۔ اگرچہ فرعونیوں کو دیکھ کر اصحاب موسیٰ خوفزدہ ہوگئے اور ''انالمدرکون'' کا نعرہ بلند کردیا جوتاریخ صحابیت کا پہلا بدنما داغ ہے کہ نبی کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی دشمن کا خوف پریشان کئے ہوئے ہے اور خدا کی معیت کا اعتبار نہیں ہے۔

23- اہتداء کے ظاہری معنی اس مقام پر یہ ہیں کہ راہِ ہدایت پرثابت قدم رہے اور صواعق محرقہ کی روایت ہے کہ اس سے حضرت علی بن ابی طالبؑ کی ولایت کے راستہ پر گامزن ہوجانا مراد ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۰) حیرت کی بات ہے کہ جس قوم پر پروردگار نے اس قدر احسانات کئے ہوں کہ فرعون جیسے ظالم کے شر سے نجات دلائی ہو۔ دریا میں راستہ بنا دیا ہو۔ من وسلویٰ جیسا رزق فراہم کر دیا ہو توریت جیسی کتاب عطا کر دی ہو وہ اتنی جلدی اور اس طرح گمراہ ہو جائے کہ اعمال کے بجائے بنیادی عقیدہ توحید ہی گمراہی کا ہدف بن جائے اور معرفت خدا تک سلامت نہ رہ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک یہودی نے حضرت علیؑ سے کہا کہ آپ مسلمانوں میں پیغمبرؐ کے دفن ہوتے ہی اختلاف شروع ہوگیا۔ یہ انتہائی حیرت کی بات ہے......!

تو آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں اختلاف پیغمبرؐ کے بعد ہوا ہے ان کے بارے میں نہیں ہوا ہے۔ اور تم یہودیوں کا یہ حال ہے کہ ابھی دریا کے پانی سے پاؤں خشک نہیں ہونے پائے تھے کہ تم نے اپنے پیغمبر ہی سے یہ کہنا شروع کر دیا کہ لوگوں کی طرح آپ بھی ہمارے لئے کوئی خدا بنا دیں تا کہ ہم اس کی پرستش کریں یہ صورت حال امت اسلامیہ سے زیادہ حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے۔

أُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ [24] وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿٨٤﴾

وہ میرے پیچھے آ رہے ہیں اور میرے رب! میں نے تیری طرف (آنے میں) جلدی اس لیے کی کہ تو خوش ہو جائے۔(84)

قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ

فرمایا: پس آپ کے بعد آپ کی قوم کو ہم نے آزمائش میں ڈالا ہے اور سامری نے انہیں

السَّامِرِيُّ ﴿٨٥﴾ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ

گمراہ کر دیا ہے۔(85) چنانچہ موسیٰ غصے اور حزن کی حالت میں اپنی قوم کی طرف پلٹے۔

اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ۚ

بولے: اے میری قوم! کیا تمہارے رب نے تم سے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا؟

اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ

کیا مدت تمہارے لیے لمبی ہو گئی تھی؟ یا تم نے یہ چاہا کہ تمہارے رب کا غضب

غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿٨٦﴾ قَالُوْا مَآ

تم پر آ کر رہے؟ اسی لیے تم نے میرے ساتھ وعدہ خلافی کی؟(86) انہوں نے کہا:

اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ [25]

ہم نے آپ سے وعدہ خلافی اپنے اختیار سے نہیں کی بلکہ ہوا یہ کہ ہم پر قوم کے زیورات کا بوجھ لادا گیا تھا

الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿٨٧﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ

تو ہم نے اسے پھینک دیا اور سامری نے بھی اس طرح ڈال دیا۔(87) اور ان کے لیے ایک بچھڑے کا

عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۥ

قالب بنا کر نکالا جس میں گائے کی سی آواز تھی پھر وہ بولا: یہ ہے تمہارا معبود اور موسیٰ کا [11] معبود پھر وہ اسے

عربی حاشیہ

24- ''فی الاثر'' میں گنجائش ہوتی ہے کہ تاخیر سے آئے لیکن ''علی الاثر'' کے معنی یہ ہیں کہ بس پیچھے پیچھے آ رہے ہیں۔

25- بنی اسرائیل کو نجات کا یقین ہو گیا تو چلتے وقت فرعونیات کے زیورات لے لئے کہ اس طرح ہمارے ذریعہ محفوظ رہیں گے اور بعد میں حسبِ عادت اسی سونے کا خدا بنالیا۔

کہا جاتا ہے کہ ایک سامری کی شاطرانہ حرکت سے جناب موسیٰؑ کے تمام توحیدی تعلیمات بے اثر ہو گئے اور چھ لاکھ افراد سامری کے چکر میں آ گئے۔ صرف بارہ ہزار افراد توحید پر باقی رہ گئے اور تاریخ نے اس نکتہ کو محفوظ کر لیا کہ نہ نبی کا ساتھ گمراہی سے بچانے کی ضمانت ہے اور نہ اکثریت حقانیت کی علامت ہے۔ تاریخ میں ایک سامری بھی پیدا ہو جائے تو قوم کی اکثریت کو تباہ و برباد کر سکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۱) ہر امت اپنے نبی کے بعد اسی طرح گمراہ ہوتی ہے کہ اپنے ہارون کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کے پیچھے لگ جاتی ہے جن سے نہ کسی فائدہ کی توقع ہوتی ہے اور نہ نقصان کی اور صرف اس لئے کہ انہیں سونے سے سجا کر رکھا جاتا ہے۔

فَنَسِيَ ﴿٨٨﴾ أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ

بھول گیا۔(88) کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ یہ (بچھڑا) ان کی کسی بات کا جواب تک نہیں دے سکتا اور وہ نہ ان کے کسی نفع اور نہ کسی

ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ﴿٨٩﴾ [26] وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِنْ قَبْلُ يَا قَوْمِ

نقصان کا اختیار رکھتا ہے۔(89)اور ہارون نے ان سے پہلے کہہ دیا تھا: اے میری قوم! بے شک تم

إِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهِ ۖ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَٰنُ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا

اس کی وجہ سے آزمائش میں پڑ گئے ہو جب کہ تمہارا پروردگار تو رحمٰن ہے لہٰذا تم میری پیروی کرو اور میرے حکم کی

أَمْرِي ﴿٩٠﴾ قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَيْنَا

اطاعت کرو۔(90)وہ کہنے لگے: ہم موسیٰ کے ہمارے پاس واپس آنے تک برابر اسی کی پرستش میں منہمک

مُوسَىٰ ﴿٩١﴾ قَالَ يَا هَارُونُ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوا ﴿٩٢﴾

رہیں گے۔(91) موسیٰ نے کہا: اے ہارون! جب آپ دیکھ رہے تھے کہ یہ لوگ گمراہ ہو رہے ہیں۔ (92)

أَلَّا تَتَّبِعَنِ ۖ أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي ﴿٩٣﴾ قَالَ يَا ابْنَ أُمَّ لَا تَأْخُذْ

تو میری پیروی کرنے سے (۱۲) آپ کو کس چیز نے روکا؟ کیا آپ نے میرے حکم کی نافرمانی کی؟(93) ہارون نے

بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي ۖ [27] إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ

جواب دیا: اے ماں جائے! میری داڑھی اور سر کے بال نہ پکڑیں۔ مجھے تو اس بات کا خوف تھا کہ کہیں آپ یہ نہ کہیں کہ

بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي ﴿٩٤﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ

تو نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کا انتظار نہ کیا۔(94) کہا: اے سامری! تیرا مدعا (۱۳)

يَا سَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ

کیا ہے؟(95)اس نے کہا: میں نے ایسی چیز کا مشاہدہ کیا جس کا دوسروں نے مشاہدہ نہیں کیا پس میں نے

عربی حاشیہ

ف: جناب ہارون نے گوسالہ کے فتنہ، خدا کے رحمان۔ اپنے نبی اور واجب الطاعہ ہونے کا اعلان کرنے کے بعد قوم میں افتراق کے خوف سے سکوت اختیار کرلیا اور یہی طریقہ مثیل ہارون حضرت علیؑ نے اختیار کیا تھا لہٰذا دونوں کا کردار متحد ہے۔

26- نقصان کے لفظ کو مقدم کرکے بتایا گیا ہے کہ جو نقصان نہ پہنچا سکتا ہو وہ فائدہ کیا پہنچائے گا۔ (یہ بیچارہ تو اس قدر بے بس ہے کہ اس سے کوبرکی بھی توقع نہیں کی جاسکتی ہے اور یہ احمق اس سے خدائی کی امید لگائے بیٹھے ہیں)

27- جناب موسیٰ نے دیکھا کہ قوم پر غصہ کا اظہار نہیں ہوسکتا تو جناب ہارون کو ذریعہ بنالیا اور یہ واضح کردیا کہ جب حق کی راہ میں بھائی سے مواخذہ ہوسکتا ہے تو دوسرے افراد کیا ذکر ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۲) جناب موسیٰ علیہ السلام کا سوال اپنے مقام پر برحق ہے کہ قوم گمراہ ہو رہی تھی تو تمہیں میرے پاس چلا آنا چاہیے تھا اور صورتِ حال سے آگاہ کرنا چاہیے تھا اور جناب ہارونؑ کا جواب بھی اپنے مقام پر بالکل صحیح تھا کہ اس طرح قوم میں قتل وغارت شروع ہو جاتا اور مومن وکافر جنگ چھڑ جاتی۔ میں نے کم سے کم اس جنگ کو تو روک رکھا تھا اور اس طرح اپنے فرض ہدایت کو انجام دے رہا تھا۔ اور ہر شخص کو بہرحال اپنے فرض پر عمل کرنا چاہیے۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام اپنے فرض کو انجام دے رہے تھے اور جناب ہارونؑ اپنی ذمہ داری کی راہ پر گامزن تھے جو خاصانِ خدا کا خاص طریقہ کار ہوتا ہے۔

(۱۳) سامری کی ساری زندگی صحراؤں میں درندوں کے ساتھ گزر گئی اور انسانوں کے درمیان رہنا نصیب نہیں ہوا۔

یہ بھی ایک انتہائی حیرت انگیز بات ہے کہ جادوگر صرف ایک معجزہ دیکھ کر مومن ہو گئے اور بنی اسرائیل نے بے شمار معجزات دیکھے مگر کافر کے کافر رہ گئے۔
اب خدا ہی اس قوم یہود کو توفیق عطا فرمائے۔

قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ

فرستادہ خدا کے نقش قدم سے ایک مٹھی (بھر خاک) اٹھالی پھر میں نے اسے (بچھڑے کے قالب میں) ڈال دیا اور میرے نفس کو یہ

نَفْسِيْ ﴿٩٦﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ

عمل پسند آیا۔(96) موسیٰ نے کہا: دور ہو جا (تیری سزا یہ ہے کہ) تجھے زندگی بھر یہ کہتے رہنا ہو گا: مجھے ہاتھ

لَا مِسَاسَ وَ اِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ

نہ لگانا اور تیرے لیے ایک وقت مقرر ہے جو تجھ سے ٹلنے والا نہیں ہے اور تو اپنے اس معبود کو دیکھ

الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ

جس (کی پوجا) میں تو منہمک تھا۔ ہم اسے ضرور جلا ڈالیں گے پھر اس (کی راکھ) کو اڑا کر دریا میں ضرور بکھیر

نَسْفًا ﴿٩٧﴾ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ

دیں گے۔(97) بتحقیق تمہارا معبود تو وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کا علم ہر چیز پر

شَيْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ

محیط ہے۔(98) (اے محمد!) اسی طرح ہم آپ سے گزشتگان کی خبریں بیان کرتے ہیں اور ہم نے آپ کو

وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا[29] ﴿٩٩﴾ مَنْ اَعْرَضَ[30] عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ

اپنے ہاں سے ایک نصیحت عطا کی ہے۔(99) جو اس سے منہ موڑے گا پس بروز قیامت وہ یقیناً ایک

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

بوجھ اٹھائے گا۔(100) جس میں یہ لوگ ہمیشہ مبتلا رہیں گے اور قیامت کے دن یہ ان کے لیے بدترین

حِمْلًا ﴿١٠١﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ

بوجھ ہوگا۔(101) اس دن صور پھونکا جائے گا اور ہم مجرموں کو جمع کریں گے (خوف کے مارے) جن کی آنکھوں کا رنگ

عربی حاشیہ

28- بعض مفسرین کا خیال ہے کہ رسول سے مراد جبریل ہیں جن کے گھوڑوں کے قدموں کی خاک سامری نے اٹھالی تھی اور اس کی برکت سے گوسالہ میں آواز پیدا ہوگئی تھی اور بعض کا کہنا ہے کہ یہ بھی سامری کا ایک جھوٹ تھا کہ اپنی گمراہی میں جبریل کو بھی شریک کرلے اور اس کے لئے جھوٹ بولنا کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے۔ اصل قصہ یہ ہے کہ رسول سے مراد خود موسیٰؑ ہیں اور اثر سے مراد ان کے تعلیمات ہیں جن کا ایک حصہ سامری نے لے لیا تھا اور پھر اسے پھینک دیا اور گمراہی کی طرف مائل ہوگیا جیسا کہ جنگ جمل کے موقع پر امیر المومنینؑ نے حسن بصری کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ سامری کی طرح میرے بیانات نوٹ کررہا ہے اور پھر لوگوں کو جنگ کے خلاف ورغلا رہا ہے۔ (احتجاج طبرسی) سامری شمرون کی طرف نسبت رکھتا تھا نہ کہ سامرہ کی طرف۔

29- ذکر سے مراد قرآن مجید ہے اور

اردو حاشیہ

زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ

بدلا ہوا ہوگا۔(102) (اس وقت) وہ آپس میں دھیمے دھیمے کہیں گے: (دنیا میں) تم صرف دس دن (۱۴) رہے ہو گے۔(103) ہم

اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ

خوب جانتے ہیں جو باتیں یہ کرتے ہیں جب ان میں سے زیادہ صائب الرائے کا یہ کہنا ہوگا کہ تم تو صرف ایک

اِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ

دن رہے ہو۔(104) اور لوگ آپ سے ان پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ پس آپ کہہ دیجئے: میرا رب انہیں

نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّ

اڑا کر بکھیر دے گا۔(105) پھر اسے ہموار میدان بنا کر چھوڑے گا۔(106) نہ آپ اس میں کوئی ناہمواری دیکھیں گے

لَاۤ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ وَخَشَعَتِ

نہ بلندی۔(107) اس دن وہ لوگ منادی کے پیچھے دوڑیں گے جس میں کوئی انحراف نہ ہوگا اور رحمٰن کے سامنے

الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَئِذٍ

آوازیں دب جائیں گی۔ پس آپ آہٹ کے سوا کچھ نہ سنیں گے۔(108) اس روز کسی کی

لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ

شفاعت فائدہ نہ دے گی سوائے اس کے جسے رحمٰن اجازت دے (۱۵) اور اس کی بات کو پسند

قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ

کرے۔(109) وہ لوگوں کے سامنے اور پیچھے کی سب باتیں جانتا ہے اور وہ کسی کے احاطہ علم میں

بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ وَقَدْ خَابَ

نہیں آ سکتا۔(110) سب کے سر اس حی و قیوم کے سامنے جھکے ہوئے ہوں گے اور جو کوئی ظلم کا بوجھ

عربی حاشیہ

اس میں جملہ مذہبی حقائق کا تذکرہ موجود ہے۔ اور وہ یادِ خدا کا بہترین ذریعہ ہے۔

30- قرآن سے اعراض عقیدہ میں بھی ہوسکتا ہے اور عمل میں بھی اور دونوں کا انجام بہت برا ہے جیسا کہ سرکاردوعالمؐ نے فرمایا ہے کہ جو قرآن کے حرام کو حلال بنائے گا اس کا ایمان قرآن پر نہیں ہے اور اس کا شمار بھی اعراض کرنے والوں ہی میں ہوگا۔

ف: عشرہ دہائی کا پہلا عدد ہے اور یوم اکائی کا پہلا عدد ہے اس لئے یوم کہنے والے کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے کہ برزخ کی مقدار قیامت کے مقابلہ میں بہت مختصر اور قلیل ہے۔

31- بعض لوگوں نے اس لفظ سے نیلگوں چشم مراد لیا ہے کہ آنکھوں کا یہ رنگ بہت خراب ہوتا ہے اور روم والوں کی آنکھیں ایسی ہی ہوتی ہیں اور وہ عیسائی ہیں ..... حالانکہ یہاں روم والوں کا ذکر نہیں ہے اور زرق درحقیقت بدرنگ کو کہا جاتا ہے چاہے وہ

اردو حاشیہ

(۱۴) خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اس گفتگو کا ماحصل کیا ہے اور یہ اندازے کیوں بیان کئے جا رہے ہیں۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے عیش و آرام میں زندگی گزارنے والوں کو یہ احساس پیدا ہوگیا ہے کہ قیامت بہت جلد آ گئی ہے اور دنیا میں صرف دس دن رہنا نصیب ہوا ہے اور اسی لئے زیادہ ہوش مند انسان نے یہ کہا ہے کہ دس دن تو بہت ہوتے ہیں۔ تم نے صرف ایک ہی دن گزارا ہے اور کل زندگانی دنیا کی اہمیت ایک دن سے زیادہ نہیں ہے اصل تو قیامت ہے جو قیامت ہے اور اسے آخر تک برداشت کرنا پڑے گا۔

(۱۵) اس جملہ سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ قیامت میں شفاعت کے امکانات ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ہر کس و ناکس سے یہ امید وابستہ کر لینا صرف جہالت اور نادانی ہے۔ شفاعت کیلئے خدائی اجازت ضروری ہے اور اجازت کیلئے باتوں کا پسندیدہ ہونا ضروری ہے یعنی یہ شفاعت وہی افراد کر سکتے ہیں جو مرضی خدا کے طلبگار اور خریدار رہے ہوں اور اس کے علاوہ کسی پر نگاہ نہ رکھتے ہوں۔ بندوں کی مرضی پر چلنے والے محشر میں کسی کے کام نہیں آ سکتے ہیں۔

مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

اٹھائے گا وہ نامراد ہو گا۔(111)اور جو نیک اعمال بجا لائے اور وہ مومن بھی ہو تو

فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿١١٢﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا

اسے نہ ظلم کا خوف ہو گا نہ حق تلفی کا۔(112)اور اسی طرح ہم نے یہ قرآن عربی میں نازل کیا اور [١٦] اس میں

وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ

مختلف انداز میں تنبیہیں بیان کی ہیں کہ شاید وہ پرہیزگار بن جائیں یا قرآن ان کے لیے کوئی نصیحت وجود

ذِكْرًا ﴿١١٣﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ

میں لائے۔(113) پس وہ بادشاہ حقیقی اللہ برتر ہے اور آپ پر ہونے والی اس کی وحی کی تکمیل سے پہلے

مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿١١٤﴾

قرآن پڑھنے میں عجلت نہ کریں اور کہہ دیا کریں: پروردگار! میرے علم میں اضافہ فرما۔ (114)

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ

اور بتحقیق ہم نے اس سے پہلے آدم سے عہد لیا تھا لیکن وہ بھول گئے اور ہم نے ان میں کوئی عزم

عَزْمًا ﴿١١٥﴾ ع وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ

نہیں پایا۔(115)اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا: آدم کے لیے سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔

اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿١١٦﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ

اس نے انکار کیا۔(116) پھر ہم نے کہا اے آدم! یہ آپ اور آپ کی زوجہ کا دشمن ہے۔ [١٧] کہیں یہ آپ دونوں کو

فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿١١٧﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا

جنت سے نکال نہ دے پھر آپ مشقت میں پڑ جائیں گے۔(117) یقیناً اس جنت میں آپ نہ تو بھوکے رہیں گے

ع ٦ ١١ ١٥

عربی حاشیہ

نیلا رنگ ہو یا کوئی اور۔ قیامت میں کفار کا رنگ بہرحال خراب ہوگا۔

ف: واضح رہے کہ شفاعت اسلام کا ایک برحق مسئلہ ہے جس سے انکار ممکن نہیں ہے۔ صرف شفاعت کرنے والے کا ماذون اور پسندیدہ گفتار ہونا ضرور ہے ورنہ کوئی شفاعت کارگر نہ ہوگی۔ شفاعت بدکرداری کی دعوت نہیں ہے۔ صاحبانِ کردار کو بعض گناہوں پر مایوسی سے بچانے کی ضمانت ہے جیسا کہ امیرالمومنینؑ نے حاجب تہرانی کو خواب میں تعلیم دی ”حاجب اگر معاملۂ حشر با علیؑ است شرم از رخ علیؑ کن و کمتر گناہ کن“۔

ف: بعض اوقات کمال اشتیاق میں ادب امور کا ظہور ہوتا ہے جس کی حقیقت کا اندازہ عام انسانوں کو نہیں ہوتا ہے اور وہ اس کی نقل کرنے لگتے ہیں۔ اس لئے پروردگار نے رسول کو مخاطب کرکے عجلت سے روک دیا تاکہ قوم کے لئے ایک نمونہ عمل بن جائے اور یہ واضح

اردو حاشیہ

(١٦) کہا جاتا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ جبریل امین کے ساتھ آیات قرآن کو دہراتے جاتے تھے کہ کہیں بھول نہ جائیں تو خدا نے منع کر دیا اور وعدہ کر لیا کہ ہم آپ کو سہو و نسیان سے بچائے رکھیں گے آپ عجلت سے کام نہ لیں۔ حالانکہ یہ بات بالکل حقیقت کے برعکس ہے جس کا حافظہ کمزور ہوتا ہے وہ پہلے پوری بات سن لیتا ہے تا کہ اسے یاد رکھ سکے۔ وہ ساتھ ساتھ دہراتا رہے گا تو کبھی یاد نہ رکھ سکے۔

درحقیقت یہ آیت کریمہ مقام تبلیغ کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ پہلے وحی الٰہی مکمل ہو جائے اس کے بعد آپ پڑھ کر سنائیں اور تبلیغ کا کام شروع کریں تا کہ لوگوں کو سمجھنے میں آسانی ہو اور اس کا تعلم اور تلاوت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ واللہ العالم۔

(١٧) جناب آدمؑ روئے زمین کیلئے خلیفہ بنائے گئے تھے اور ان کے سامنے دو راستے تھے۔

١۔ جنت میں آرام کریں اور اپنے فرض خلافت کو نظر انداز کر دیں۔

٢۔ دنیا میں آ کر فرض خلافت انجام دیں اور یہاں کی زحمتیں برداشت کریں۔

جناب آدمؑ نے دوسرا راستہ ضروری سمجھا اور شیطان کے وسوسہ کو بہترین ذریعہ قرار دیا جس کی بنا پر شیطان کا خیال یہ تھا کہ وہ اپنے وسوسہ میں کامیاب ہو گیا

وَلَا تَعْرٰى ﴿١١٨﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿١١٩﴾ فَوَسْوَسَ

اور نہ ننگے۔(118)اور یقیناً اس میں آپ نہ تو پیاسے رہیں گے اور نہ دھوپ کھائیں گے۔(119) پھر شیطان نے

اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ [32]

ان کے دل میں وسوسہ ڈالا اور کہا: اے آدم! کیا میں تمہیں ہمیشگی کے درخت اور لازوال سلطنت کے بارے

وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿١٢٠﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ

میں بتاؤں؟(120)چنانچہ دونوں نے اس میں سے کھایا تو دونوں کیلئے ان کے ستر کھل گئے اور

طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ

دونوں نے اپنے اوپر جنت کے پتے گانٹھنے شروع کر دیے اور آدم نے اپنے رب کے حکم میں کوتاہی کی تو غلطی میں

فَغَوٰى ﴿١٢١﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿١٢٢﴾ قَالَ

رہ گئے۔(121) پھر ان کے پروردگار نے انہیں برگزیدہ کیا اور ان کی توبہ قبول کی اور ہدایت دی۔(122) فرمایا:

اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ

یہاں سے دونوں اکٹھے اتر جائیں۔ آپ ایک دوسرے کے دشمن رہیں گے پھر اگر میری طرف سے آپ کے پاس

هُدًى [33] فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ

کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کا اتباع کرے گا وہ نہ گمراہ ہو گا اور نہ شقی۔(123)اور جو

اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ [34] فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ

میرے ذکر سے منہ موڑے گا اسے یقیناً ایک تنگ زندگی نصیب ہو گی اور بروز قیامت ہم اسے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ

اندھا محشور کریں گے۔(124)وہ کہے گا: پروردگار! تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا؟

عربی حاشیہ

رہے کہ عجلت سرعت کے علاوہ ایک کیفیت ہے۔ سرعت مطلوب ہے اور عجلت غیر مطلوب۔

32- اس حقیقت کا اندازہ حضرت علیؑ کی مناجات کے ان فقرات سے ہوتا ہے کہ ''پروردگار یہ تیری مخلوقات کس قدر عظیم ہے اور تیری قدرت کے مقابلہ میں کس قدر حقیر ہے۔ یہ تیرا ملک کس قدر ہیبت ناک ہے جب کہ جو ہم نے نہیں دیکھا ہے وہ اس سے بھی کہیں زیادہ عظیم ہے اور دنیا میں تیری نعمتیں کس قدر کامل ہیں جب کہ آخرت کے مقابلہ میں یہ بہت چھوٹی ہیں۔

33- اسلام میں علم وہی ہے جو دین اور دنیا دونوں میں کام آئے ورنہ دنیا کی تباہی کے علم کو جہالت کہا جاتا ہے۔ علم نہیں کہا جاتا ہے۔

34- تنگی معیشت سے مراد قلتِ مال و دولت ہی نہیں ہے بلکہ وہ قلق نفس بھی ہے جس سے ہر وہ انسان دوچار رہتا ہے جس کے دل میں یادخدا نہیں ہوتی ہے چاہے بظاہر کافر ہو یا

اردو حاشیہ

ہے اور آدمؑ اس بات پر مطمئن تھے کہ وہ اپنے فرض کی منزل تک پہنچ گئے ہیں اور خلافت فی الارض کا کام انجام دے سکتے ہیں۔

كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ

حالانکہ میں تو بینا تھا۔(125) جواب ملے گا: ایسا ہی ہے! ہماری نشانیاں تیرے پاس آئی تھیں تو نے انہیں بھلا دیا تھا

وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى [35] ﴿١٢٦﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ

اور آج تو بھی اسی طرح بھلایا جا رہا ہے۔(126) اور ہم حد سے تجاوز کرنے والوں اور اپنے رب کی نشانیوں پر

يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿١٢٧﴾

ایمان نہ لانے والوں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں اور آخرت کا عذاب تو زیادہ شدید اور تادیر باقی رہنے والا ہے۔(127)

اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا [36] قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ

کیا انہوں نے اس بات سے کوئی ہدایت حاصل نہیں کی کہ ان سے پہلے بہت سی نسلوں کو ہم نے ہلاک کر دیا جن کی بستیوں میں آج

مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ۧ ﴿١٢٨﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ

(ع ٧ ١٣/١٦)

یہ لوگ چل پھر رہے ہیں؟ اس بات میں یقیناً ہوش مندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔(128) اور اگر آپ کے رب کی طرف

سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿١٢٩﴾ؕ فَاصْبِرْ

سے ایک بات طے نہ ہو چکی ہوتی اور ایک مدت کا تعین نہ ہو چکا ہوتا تو (عذاب کا نزول) لازمی تھا۔(129) لہٰذا جو کچھ

عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

یہ لوگ کہتے ہیں اس پر صبر کریں اور طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب [١٨] آفتاب سے پہلے اپنے پروردگار کی

وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ [37] الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ

ثناء کی تسبیح کریں اور کچھ اوقات شب میں اور دن کے اطراف میں بھی اس کی تسبیح کیا کریں

النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿١٣٠﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا

تا کہ آپ خوش رہیں۔(130) اور (اے رسول) دنیاوی زندگی کی [١٩] اس رونق کی طرف

عربی حاشیہ

مسلمان۔ یادِ خدا سکون نفس کا بہترین نسخہ ہے جس کے بعد مصائب میں بھی نفس مطمئن رہتا ہے اور قتل ہو جانے میں بھی شہادت کا لطف آتا ہے۔

ف: آدمؑ کا عہد درخت کے قریب نہ جانے کا حکم ہے اور نسیان اس کا ترک کر دینا ہے اور عزم کا نہ ہونا ارادہ مستحکم کا نہ ہونا ہے جس کی رہنما اور رہبر کو سخت ضرورت ہے لیکن یہ سب ایک ترک اولیٰ سے زیادہ نہیں ہے۔

ف: اجل مسمیٰ ہر شخص اور قوم کی زندگی کے خاتمہ کی آخری اور حتمی مدت ہے جس کے بغیر عذاب نازل نہیں ہوتا اور عذاب کا نازل نہ ہونا پروردگار کا کفار کے عمل سے غافل ہونے کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ ایک نظام جزا و سزا کا تقاضا ہے ورنہ وہ ہر شخص سے باخبر اور ہر بات پر قادر ہے۔

35- یہ علامت ہے کہ نسیان صرف بھول جانا ہی نہیں ہے بلکہ بھلا دینا اور عملاً نظر انداز کر دینا بھی نسیان ہے جس میں ہر دور کی اکثریت مبتلا رہتی ہے اور عمل کے بغیر جنت

اردو حاشیہ

(١٨) آیت کریمہ کو اوقات نماز پر منطبق کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ایک عام قانون ہے کہ انسان کو ہمہ وقت تسبیح خدا کرنا چاہیے اور صرف الفاظ سے نہیں بلکہ عملی اعتبار سے بھی اس کی پاکیزگی اور بے نیازی کا اقرار واعلان کرنا چاہیے۔

(١٩) کہا جاتا ہے کہ رسول اکرمؐ نے ایک یہودی سے قرض مانگا اس نے رہن کا مطالبہ کیا تو آپ رنجیدہ ہو گئے اور یہ آیت نازل ہوئی۔
لیکن بظاہر دونوں باتوں میں کوئی خاص ارتباط نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ انسان کو دوسرے کے مال کی طرف نگاہ نہیں کرنی چاہیے کہ خدا نے جس کو جس قدر زیادہ دیا ہے اس کا امتحان بھی اتنا ہی سخت ہے اور حساب بھی اسی اعتبار سے سخت ترین ہوگا۔

مَتَّعۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡهُمۡ زَهۡرَةَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۙ۬ لِنَفۡتِنَهُمۡ

اپنی نگاہیں اٹھا کر بھی نہ دیکھیں جو ہم نے آزمانے کے لیے ان میں سے مختلف لوگوں کو دے رکھی ہے

فِيۡهِ ؕ وَرِزۡقُ رَبِّكَ خَيۡرٌ وَّاَبۡقٰى ﴿۱۳۱﴾ وَاۡمُرۡ اَهۡلَكَ بِالصَّلٰوةِ

اور آپ کے رب کا دیا ہوا رزق بہتر اور زیادہ دیرپا ہے۔(131) اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں اور خود بھی اس پر

وَاصۡطَبِرۡ عَلَيۡهَا ؕ لَا نَسۡـَٔلُكَ رِزۡقًا ؕ نَحۡنُ نَرۡزُقُكَ ؕ وَالۡعَاقِبَةُ

ثابت قدم رہیں۔ ہم آپ سے کوئی رزق نہیں مانگتے بلکہ آپ کو رزق ہم دیتے ہیں اور انجام اہل تقویٰ ہی

لِلتَّقۡوٰى ﴿۱۳۲﴾ وَقَالُوۡا لَوۡلَا يَاۡتِيۡنَا بِاٰيَةٍ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمۡ تَاۡتِهِمۡ

کے لیے ہے۔(132) اور لوگ کہتے ہیں: یہ اپنے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے؟

بَيِّنَةُ مَا فِى الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوۡ اَنَّاۤ اَهۡلَكۡنٰهُمۡ

کیا ان کے پاس اگلی کتابوں میں سے واضح ثبوت نہیں آیا؟(133) اور اگر ہم (نزول قرآن سے)

بِعَذَابٍ مِّنۡ قَبۡلِهٖ لَقَالُوۡا رَبَّنَا لَوۡلَاۤ اَرۡسَلۡتَ اِلَيۡنَا

پہلے ہی انہیں عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یہ ضرور کہتے: ہمارے پروردگار! تو نے ہماری طرف

رَسُوۡلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّذِلَّ وَنَخۡزٰى ﴿۱۳۴﴾

کسی رسول کو کیوں نہیں بھیجا کہ ذلت و رسوائی سے پہلے ہی ہم تیری آیات کا اتباع کر لیتے؟ (134)

قُلۡ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوۡا ۚ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ اَصۡحٰبُ

کہہ دیجئے: سب انتظار میں ہیں لہٰذا تم بھی انتظار کرو پھر عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ راہ راست پر

الصِّرَاطِ السَّوِىِّ وَمَنِ اهۡتَدٰى ﴿۱۳۵﴾ ع

چلنے والے کون ہیں اور ہدایت پانے والے کون ہیں۔(135)

عربی حاشیہ

کی سند لینا چاہتی ہے۔

36- واضح رہے کہ دنیا کا عیش وعشرت آخرت کے عذاب سے بچانے کا ذریعہ نہیں ہے جیسا کہ گذشتہ اقوام کے انجام سے ظاہر ہو چکا ہے۔

37- آناء اللیل۔ رات کی ساعتیں اور اطراف نہار صبح وشام کے اوقات ہیں۔ اگرچہ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ قبل طلوع فجر نماز صبح اور قبل غروب نماز عصر اور رات کے وقت مغرب وعشا اور اطراف نہار سے مراد نماز ظہر ہے جو آدھے دن کا آخری طرف ہے اور دوسرے آدھے کا پہلا طرف۔

38-اقسام کفار ومشرکین، یہود ونصاریٰ وغیرہ۔

اردو حاشیہ

(۲۰) نماز کی تعلیم دینا ایک فریضہ اسلام ہے اور اس کی راہ میں صبر کرنا ایک اخلاقی جرأت ہے اور یہ بہرحال یاد رکھنا چاہیے کہ نماز روزی کمانے میں حائل نہیں ہوتی کہ اولاً تو اس کا وقت مختصر ہوتا ہے اور پھر کاروبار ہاتھ سے نکل بھی جائے تو رازق انسان کا کاروبار نہیں ہے اس کا پروردگار ہے اور انجام صاحبانِ تقویٰ کے ہاتھ میں ہے اہل دنیا کے ہاتھ میں نہیں ہے۔

اٰیاتھا ۱۱۲ ۲۱ سُوْرَةُ الْاَنْۢبِيَآءِ مَكِّيَّةٌ ۷۳ رکوعاتھا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ

لوگوں کے لیے ان کے حساب کا وقت قریب آ گیا ہے جب کہ وہ غفلت میں منہ

مُّعْرِضُوْنَ ۚ﴿۱﴾ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ

پھیرے ہوئے ہیں۔(1)ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے جو بھی تازہ نصیحت آتی ہے

اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۙ﴿۲﴾ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاَسَرُّوا

یہ لوگ اسے کھیلتے ہوئے سنتے ہیں۔ (2) ان کے دل لغویات میں

النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ

مصروف ہوتے ہیں اور ظالم آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں : یہ شخص بھی تم جیسا بشر ہے۔

اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۳﴾ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ

تو کیا تم لوگ دانستہ طور پر جادو کے چکر میں آتے ہو؟(3)رسول نے کہا: میرا پروردگار

الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۡ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۴﴾

ہر وہ بات جانتا ہے جو آسمان و زمین میں کہی جاتی ہے اور وہ خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔ (4)

بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚۖ

بلکہ وہ کہتے ہیں: یہ (قرآن) تو پریشان خوابوں کا ایک مجموعہ ہے (۱) بلکہ یہ اس کا خود ساختہ ہے بلکہ یہ تو شاعر ہے

عربی حاشیہ

ف: روایات میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص اخلاص قلب سے سورۂ انبیاء کی تلاوت کرتا ہے اس سے وہ تمام انبیاء مصافحہ کرتے ہیں جن کا ذکر اس سورہ مبارکہ میں ہے اور اسے سلام بھی کرتے ہیں۔

1- حساب سے مراد قیامت ہے اور قرب کا مقصد یہ ہے کہ قیامت یقینی ہے اور جو بھی یقینی آنے والا ہے اس کو قریب ہی سمجھنا چاہیے۔

2- ذکر قرآن ہے اور محدث کا مطلب یہ ہے کہ برابر تازہ بہ تازہ آیات اور سورے نازل ہورہے ہیں۔ یہ قرآن کے قدیم ہونے کے نظریہ کی بہترین تردید ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) اندازِ تبلیغ پیغمبرؐ عظمت کردار پیغمبرؐ بلاغت تعلیمات پیغمبرؐ نے عربوں کو اس قدر بوکھلا دیا تھا کہ ان کی سمجھ میں یہ نہیں آ رہا تھا کہ قوم کو کیا کہہ کر منحرف کریں اور کس طرح انہیں پیغمبرؐ کے خلاف ورغلائیں۔

اس لئے پہلے قرآن کو جادو کہا اور جب اس کا اثر نہ ہو سکا تو خواب پریشاں کے مجموعہ سے تعبیر کیا اور جب یہ حربہ بھی کامیاب نہ ہوا تو من گھڑت سے تعبیر کیا اور جب یہ بکواس بھی کارگر نہ ہوئی تو شاعری قرار دیدیا اور اسی طرح باتیں بناتے رہے اور در پردہ اقرار کرتے رہے کہ ان کے کلام اور پیغام کا جواب ممکن نہیں ہے ورنہ جس چیز کا جواب ممکن ہوتا ہے اس کے بارے میں اس طرح کے مہمل الزامات نہیں تراشے جاتے۔

فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ ﴿٥﴾ مَا آمَنَتْ [3] قَبْلَهُم

ورنہ یہ کوئی معجزہ پیش کرے جیسے پہلے انبیاء (معجزوں کے ساتھ) بھیجے گئے تھے۔ (5)ان سے پہلے جس بستی کو بھی

مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا ۖ أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا

ہم نے ہلاک کیا وہ ایمان نہیں لائی۔ تو کیا یہ لوگ ایمان لائیں گے؟(6)اور ہم نے آپ سے پہلے

قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ ۖ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن

بھی مردان حق ہی کی طرف وحی بھیجی ہے۔ اگر تم لوگ نہیں جانتے ہو تو

كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٧﴾ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ

اہل ذکر سے پوچھ لو۔(7)اور ہم نے انہیں ایسا جسم نہیں بنایا جو کھانا نہ کھاتے ہوں

الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ ﴿٨﴾ ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ

اور نہ ہی وہ ہمیشہ (زندہ) رہنے والے تھے۔(8)پھر ہم نے ان کے ساتھ وعدہ پورا کیا

فَأَنجَيْنَاهُمْ وَمَن نَّشَاءُ وَأَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ ﴿٩﴾ لَقَدْ

پس ہم نے انہیں اور جنہیں ہم نے چاہا بچا لیا اور تجاوز کرنے والوں کو ہلاک کر دیا۔(9)تحقیق ہم نے

أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ [4] ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٠﴾ وَكَمْ

تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا ذکر ہے۔ (۲)تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟(10)اور ہم

قَصَمْنَا [5] مِن قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنشَأْنَا بَعْدَهَا

نے کتنی ظالم بستیوں کو درہم برہم کر کے رکھ دیا اور ان کے بعد

قَوْمًا آخَرِينَ ﴿١١﴾ فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا هُم مِّنْهَا

دوسری قوم کو پیدا کیا۔(11) پس جب انہوں نے ہمارے عذاب کو محسوس کیا تب وہ

عربی حاشیہ

3- یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ قدرت کا ایک نظام یہ بھی ہے کہ وہ اپنی نشانی کے انکار کو برداشت کرلیتا ہے لیکن منھ مانگی نشانی بھیج دی جائے اور پھر قوم ایمان نہ لائے تو اس قوم کو تباہ و برباد ہی کر دیا جاتا ہے۔

4- یہ پیغمبرؐ کا سب سے بڑا احسان ہے کہ اس نے بدو عربوں کو اس قابل بنا دیا کہ ان کا تذکرہ قرآن مجید میں کیا جائے۔ کاش ان کے پاس اتنی بھی عقل ہوتی اور اس احسان کا ادراک کر سکتے۔

5- قصم۔ کمر توڑ دینا اور تباہ و برباد کر دینا۔
اس مقام پر ذکر یاد دہانی اور نصیحت کے معنی میں بھی ہوسکتا ہے کہ اس میں تمھارے لئے سامان عبرت و نصیحت موجود ہے اور تمھیں یاددہانی بھی کرائی گئی ہے تو آخر تم عقل استعمال کیوں نہیں کرتے ہو۔

ف: جملہ نعمتوں کے مقابلہ میں مساکن کا ذکر علامت ہے کہ انسانی زندگی میں مسکن اور مکان

اردو حاشیہ

(۲) بعض مورخین نے لکھا ہے کہ جتنا بڑا کارنامہ پیغمبر اسلامؐ نے انجام دیا ہے اس کی مثال کسی قوم کی تاریخ میں ممکن نہیں ہے کہ ایک انسان ۲۳ سال کے اندر ایک قوم، ایک تاریخ، ایک حکومت، ایک دور مرتب کر کے چلا جائے، یہ صرف تائید الٰہی اور معجزہ ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

يَرْكُضُوْنَ ﴿١٢﴾ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ

وہاں سے بھاگنے لگے۔(12) بھاگو نہیں، اپنی عیش پرستی میں اور اپنے گھروں کی

فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿١٣﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا

طرف لوٹ جاؤ۔ شاید تم سے پوچھا جائے۔(13) کہنے لگے: ہائے ہماری تباہی!

كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿١٤﴾ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ

بے شک ہم لوگ ظالم تھے۔(14) اور وہ فریاد کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے انہیں (جڑوں سے)

حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿١٥﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا

کاٹ کر خاموش کر دیا۔(15) اور ہم نے اس آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے کو

بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿١٦﴾ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ

بیہودہ خلق نہیں [٣] کیا۔(16) اگر ہم کھیل کا ارادہ کرتے تو ہم اپنے پاس سے بنا لیتے اگر ہم کرنے والے ہوتے

مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿١٧﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى

(تمہیں خلق کرنے کی کیا ضرورت تھی)۔(17) بلکہ ہم باطل پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں

الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ

جو اس کا سر کچل دیتا ہے اور باطل مٹ جاتا ہے اور تم پر تباہی ہو ان باتوں کی وجہ سے

مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿١٨﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ

جو تم بناتے ہو۔(18) اور آسمانوں اور زمین میں موجود مخلوقات اسی کی ہیں اور جو

عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿١٩﴾ ج

اس کے پاس ہیں وہ اللہ کی عبادت [٤] سے نہ تو تکبر کرتے ہیں اور نہ ہی اکتاتے ہیں۔ (19)

عربی حاشیہ

کی بے پناہ اہمیت ہے اور زندگی اس وقت تک پرسکون نہیں ہوسکتی ہے جب تک انسان ایک مسکن کا مالک نہ ہو۔ یہی حال دنیا کا بھی ہے اور یہی حال آخرت کا بھی ہے۔

6-رکض۔ تیز رفتاری سے دوڑنے کو کہا جاتا ہے۔ ان بیچارے کفار کو خیال تھا کہ اس طرح بھاگ کر عذاب سے بچ جائیں گے۔ قدرت نے متنبہ کر دیا کہ جن چیزوں نے خدا سے غافل بنا دیا تھا اور جن چیزوں کے بل بوتے پر حق کا انکار کیا تھا ان کا سہارا کیوں نہیں لیتے ہو۔ بھاگنے کی کیا ضرورت ہے۔

7- یعنی لہو ولعب ہماری شان کے خلاف ہے ورنہ ہم ایسا کرنا چاہتے تو اس کا انداز بھی جانتے تھے۔ تمھارے مشورہ کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اور نہ تمھاری طرح مال واولاد اور عورتوں کو ذریعہ بناتے۔

اردو حاشیہ

(٣) قرآن مجید میں ایسی بے شمار آیتیں ہیں جو اس حقیقت کا اظہار کرتی ہیں کہ خدائی اعمال وافعال بے مقصد اور مہمل نہیں ہوتے اور اس کے ہر عمل کی کوئی نہ کوئی غرض اور غایت ہوتی ہے یہ اور بات ہے کہ اس غرض کا تعلق نظام کائنات یا فائدہ عباد سے ہوتا ہے۔ اس سے خدا کا اپنا کوئی ذاتی فائدہ نہں ہوتا ہے اور نہ کوئی ہستی اپنی مخلوقات سے فائدہ حاصل کرسکتی ہے۔ سب کے پاس اسی کا دیا ہوا ہے اسے کوئی کیا دے سکتا ہے۔

(٤) مفسرین نے ان افراد سے ملائکہ کو مراد لیا ہے حالانکہ یہ ہر اس بندہ خدا کی شان ہے جو بارگاہ الٰہی میں حاضر وموجود کہے جانے کے قابل ہو چکا ہے ملک مقرب ہو یا نبی مرسل یا مومن مخلص۔

يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ﴿٢٠﴾ أَمِ اتَّخَذُوا

وہ شب و روز تسبیح کرتے ہیں، تساہل نہیں برتتے۔(20) کیا انہوں نے

آلِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنشِرُونَ ﴿٢١﴾ لَوْ كَانَ فِيهِمَا

زمین سے ایسے خدا بنا رکھے ہیں جوانہیں (دوبارہ زندہ کر کے) اٹھائیں گے؟ (21)اگر اس آسمان وزمین میں

آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ

اللہ کے سوا خدا ہوتاتو دونوں کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ پس پاک ہے، اللہ پروردگار عرش ان باتوں سے

عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٢٢﴾ لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ ﴿٢٣﴾

جو یہ بناتے ہیں۔(22)اپنے افعال کا وہ جوابدہ نہیں (۵) جب کہ اوروں سے باز پرس ہو گی۔ (23)

أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً ۖ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ

کیا انہوں نے اللہ کے سوا معبود بنا لیے ہیں؟ کہہ دیجئے: تم اپنی دلیل پیش کرو۔ یہ میرے ساتھ

هَٰذَا ذِكْرُ مَن مَّعِيَ (8) وَذِكْرُ مَن قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ

والوں کی کتاب اور مجھ سے پہلے والوں کی کتاب ہے۔ (ان میں کسی غیر اللہ کا ذکر نہیں)

لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ ۖ فَهُم مُّعْرِضُونَ ﴿٢٤﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا

بلکہ اکثر لوگ حق کو جانتے نہیں اس لیے (اس سے) منہ موڑ لیتے ہیں۔(24) ہم نے آپ سے پہلے

مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ

جو بھی رسول بھیجا ہے اس کی طرف یہی وحی کی ہے۔ بتحقیق میرے سوا کوئی معبود نہیں

إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴿٢٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا

پس تم صرف میری عبادت کرو۔(25)اور وہ کہتے ہیں: اللہ نے بیٹا بنایا ہے۔ وہ پاک ہے

عربی حاشیہ

8۔ساتھ والوں کے ذکر سے مراد قرآن ہے اور پہلے والوں کے تذکرہ سے مراد دوسرے صحیفے ہیں، جو سب کے سب توحید کے داعی اور شرک کے مخالف تھے۔

ف: آیت نمبر ١٨ علامت ہے کہ حق بے پناہ طاقت کا مالک ہے کہ اسے باطل کی طرف پھینک بھی دیا جائے تو باطل کا دماغ پارہ پارہ ہوجائے گا۔ باطل ایک کمزور توہم کا نام ہے اور حق ایک توانا اور طاقت ور عقیدہ کا۔

ف: واضح رہے کہ ملائکہ میں چھ اہم صفتیں پائی جاتی ہیں:۔ ١۔یہ بندگان خدا ہیں۔ ٢۔محترم ہیں۔ ٣۔امرالٰہی پر سبقت نہیں کرتے ہیں۔ ٤۔حکم الٰہی پر عمل کرتے ہیں۔ ٥۔ ناپسندیدہ شخص کی شفاعت نہیں کرتے ہیں۔ ٦۔خوف خدا سے لرزتے رہتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۵) بعض لوگوں نے اس آیت کے ذریعہ عدل خدا کا انکار کیا ہے کہ خدا بالکل آزاد ہے۔ عدل یا ظلم جو کچھ چاہے کر سکتا ہے اس سے کوئی باز پرس کرنے والا نہیں ہے حالانکہ یہ انداز فکر خود ایک ظلم ہے۔ ایسے بیانات سے اپنی پاکیزگی کا اظہار مقصود ہوتا ہے نہ کہ ظلم وستم کا ورنہ فرعون ونمرود وشداد اور رب العالمین کے بیانات میں کیا فرق رہ جائے گا۔

آیت کریمہ کا مقصد یہ ہے کہ اس کی عظمت باز پرس سے بالاتر ہے نہ یہ کہ اس کے اعمال ظالمانہ اور بے رحمانہ ہوتے ہیں۔

سُبۡحٰنَهٗ ؕ بَلۡ عِبَادٌ مُّكۡرَمُوۡنَ ﴿۲۶﴾ لَا يَسۡبِقُوۡنَهٗ بِالۡقَوۡلِ

(ایسی باتوں سے)، بلکہ یہ تو اللہ کے محترم بندے ہیں۔(26)وہ تو اللہ (کے حکم) سے پہلے بات (بھی)

وَهُمۡ بِاَمۡرِهٖ يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۷﴾ يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ

نہیں کرتے اور اسی کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔(27)اللہ ان باتوں کو جانتا ہے جو ان کے روبرو اور جو ان کے

وَمَا خَلۡفَهُمۡ وَلَا يَشۡفَعُوۡنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارۡتَضٰى وَهُمۡ مِّنۡ

پس پردہ ہیں اور وہ فقط ان لوگوں کی شفاعت کر سکتے ہیں جن سے اللہ راضی ہے اور وہ اللہ کی ہیبت سے

خَشۡيَتِهٖ مُشۡفِقُوۡنَ ﴿۲۸﴾ وَمَنۡ يَّقُلۡ مِنۡهُمۡ اِنِّىۡۤ اِلٰهٌ مِّنۡ دُوۡنِهٖ

ہراساں رہتے ہیں۔(28)اور ان میں سے جو کوئی یہ کہہ دے کہ اللہ کے علاوہ میں بھی

فَذٰلِكَ نَجۡزِيۡهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجۡزِى الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۲۹﴾ ع

معبود ہوں تو ہم اسے جہنم کی سزا دیتے ہیں، چنانچہ ظالموں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔(29)

اَوَلَمۡ يَرَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ

کیا کفار اس بات پر توجہ نہیں دیتے کہ یہ آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے (۶) پھر ہم نے

كَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰهُمَا ؕ وَجَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ كُلَّ شَىۡءٍ

انہیں جدا کر دیا ہے اور تمام جاندار چیزوں کو ہم نے پانی (۷) سے بنایا ہے؟ تو کیا (پھر بھی)

حَىٍّ ؕ اَفَلَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۰﴾ وَجَعَلۡنَا فِى الۡاَرۡضِ رَوَاسِىَ اَنۡ

وہ ایمان نہیں لائیں گے؟(30)اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنا دیے تا کہ وہ لوگوں سمیت

تَمِيۡدَ بِهِمۡ ۖ وَجَعَلۡنَا فِيۡهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمۡ

متزلزل نہ ہو اور ہم نے اس میں کشادہ راستے بنائے تا کہ

عربی حاشیہ

9- یہودیوں نے عزیر کو، عیسائیوں نے مسیح کو اور مشرکین نے ملائکہ کو خدا کی اولاد میں شامل کر دیا اور اس پر یہ اضافہ کر دیا کہ خدا نے جنات سے عقد کیا ہے تو ملائکہ جیسی بیٹیاں پیدا ہوئی ہیں۔ نعوذ باللہ۔

10- مشرکین کا خیال تھا کہ ملائکہ اللہ کی اولاد میں ہیں اور ہم ان کے ذریعہ سے کام نکال سکتے ہیں۔ خدا نے واضح کر دیا کہ ملائکہ ہمارے پسندیدہ بندوں کے علاوہ کسی کی سفارش بھی نہیں کر سکتے لہٰذا ان سے توقع وابستہ کرنا ایک خیالِ خام کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

11- بعض حضرات نے اسے ''حَیًّا'' پڑھا ہے یعنی ہم نے پانی کے ذریعہ صرف جاندار کو نہیں پیدا کیا ہے بلکہ بے جان کو بھی اس کے ذریعہ جاندار بنا دیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۶) دور حاضر کی تازہ ترین دریافت یہ ہے کہ یہ پورا نظام شمسی باہم متصل تھا اور اس کے بعد تمام کواکب کو الگ کیا گیا ہے تو زمین بھی اس سے جدا کر کے فضائے بسیط میں ڈال دی گئی اور وہ مسلسل گردش کر رہی ہے جس کی طرف وحوالارض اور مہد وغیرہ کے الفاظ سے اشارہ کیا گیا ہے۔

(۷) روایات اہلبیتؑ میں اس امر کی طرف واضح اشارہ موجود ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے پانی کو پیدا کیا ہے اس کے بعد آسمان و زمین کی تخلیق کی ہے اور یہی بات اس آیت کریمہ سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔

يَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَّهُمْ

لوگ راہ پائیں۔(31)اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنا دیا اور

عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَ

اسکے باوجود وہ اس کی نشانیوں سے منہ موڑتے ہیں۔(32)اور اسی نے

النَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ [12] ﴿۳۳﴾

شب و روز اور آفتاب و ماہتاب پیدا کیے۔ یہ سب کسی نہ کسی فلک میں تیر رہے ہیں (33)

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ اَفَا۟ئِنْ مِّتَّ

ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی انسان کو حیات جاودانی نہیں دی۔ تو کیا اگر آپ انتقال کر جائیں

فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَنَبْلُوْكُمْ

تو یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے؟(34)ہر نفس کو موت (کا ذائقہ) چکھنا ہے اور ہم برائی

بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۭ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِذَا رَاٰكَ

اور بھلائی [۸] کے ذریعے تمہاری آزمائش کرتے ہیں اور تم پلٹ کر ہماری طرف آؤ گے۔(35) اور کافر جب بھی

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَھٰذَا الَّذِيْ

آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا بس استہزاء کرتے ہیں [۹] (اور کہتے ہیں:) کیا یہ وہی شخص ہے جو تمہارے معبودوں کا

يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾

(برے الفاظ میں) ذکر کرتا ہے؟ حالانکہ وہ خود رحمٰن کے ذکر کے منکر ہیں۔ (36)

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ [13] ۭ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾

انسان عجلت پسند خلق ہوا ہے۔ عنقریب میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا پس تم جلد بازی نہ کرو۔ (37)

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ ذی حیات کی پانی سے خلقت باعتبار آب بھی ہوسکتی ہے اور باعتبار نطفہ بھی گیلی مٹی میں بھی مٹی کے ساتھ پانی کی آمیزش ضروری ہے۔

ف: قیامت ہے کہ کفار خود رحمان کا انکار کیئے بیٹھے ہوئے ہیں اور جب پیغمبر بتوں کا انکار کرتا ہے یا ان کی حقیقت کا اعلان کرتا ہے تو اس پر اظہار تعجب کرتے ہیں۔ اور اس کا استہزاء کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ محبت انسان کو اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے۔

12-''کل فی فلک'' کا الٹا بھی ''کل فی فلک'' بنتا ہے جو ایک طرح کی دائری حرکت کی طرف اشارہ ہے اور یسبحون کا صیغہ اس حرکت کے مختلف منازل کے اعتبار سے استعمال ہوا ہے۔

13- عجلت۔ کام کا قبل از وقت ہوجانا اور سرعت کام کا اول وقت میں ہوجانا ہے اور یہی وجہ ہے کہ کار خیر میں سرعت مطلوب ہے۔

اردو حاشیہ

(۸) ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ حضرت علیؑ کی بیماری میں ایک شخص نے مزاج پوچھا کہ آپ کیسے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ برے حال میں اس نے عرض کی کہ یہ جواب آپ کو زیب نہیں دیتا ہے۔ فرمایا کہ قرآن کہتا ہے کہ خدا اچھے برے ہر حال سے آزماتا ہے تو اچھا حال صحت اور مالداری ہے اور برا حال غربت اور بیماری ہے۔

(۹) اہل باطل کے پاس اس سے بڑا کوئی حربہ نہیں ہے کہ دلائل و براہین کا جواب دینے کے بجائے استہزا اور تمسخر سے کام لیں اور اس طرح حقائق کو ہوا میں اڑا دیں حالانکہ یہ لوگ اس بات سے بالکل غافل ہو جاتے ہیں کہ استہزا اور تمسخر کی عادت خود انسان کی شخصیت کو مسخرہ بنا دیتی ہے۔ آپ نے یقیناً دیکھا ہو گا کہ جو لوگ مذاق اڑانے کے ماہر ہوتے ہیں عام طور سے لوگ ان کی شخصیت کو بھی ایک مسخرہ ہی سمجھتے ہیں اور اس سے تمسخر ہی کا کام لیا کرتے ہیں۔ انہیں سنجیدگی سے کسی طرح کی حیثیت نہیں دی جاتی ہے۔

قدرت نے بھی یہ نظام بنا لیا ہے کہ جس قوم نے رہنما کا مذاق اڑایا اسے ایک نہ ایک دن اس صورت حال کا سامنا ضرور کرنا پڑا جس کا مذاق اڑا رہی تھی اور اس کے بعد وہ خود ایک مذاق بن کر رہ گئی۔

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣٨﴾

اور وہ کہتے ہیں: اگر آپ سچے ہیں تو بتائیں یہ (عذاب کا) وعدہ کب پورا ہو گا؟(38)

لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَن وُجُوهِهِمُ

کاش! کفار کو اس وقت کا علم ہو جاتا جب وہ آتش جہنم کو نہ اپنے چہروں سے اور نہ ہی

النَّارَ وَلَا عَن ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٣٩﴾ بَلْ

اپنی پشتوں سے ہٹا سکیں گے اور نہ ہی ان کی کوئی مدد کی جائے گی۔(39) بلکہ یہ

تَأْتِيهِم بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا

(قیامت کا ہولناک عذاب) ان پر اچانک آئے گا تو انہیں بدحواس کر دے گا پھر انہیں نہ اسے ہٹانے کی استطاعت ہوگی اور نہ ہی

هُمْ يُنظَرُونَ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ

انہیں مہلت دی جائے گی۔(40) اور بتحقیق آپ سے پہلے بھی رسولوں کا استہزاء ہوتا رہا ہے

فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ

مگر ان استہزاء کرنے والوں کو اسی عذاب نے آ گھیرا جس کا وہ

يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٤١﴾ قُلْ مَن يَكْلَؤُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

استہزاء کیا کرتے تھے۔(41) کہہ دیجئے: رات اور دن میں رحمٰن سے تمہیں کون بچائے گا؟

مِنَ الرَّحْمَٰنِ ۗ بَلْ هُمْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِم مُّعْرِضُونَ ﴿٤٢﴾

بلکہ یہ لوگ تو اپنے رب کے ذکر سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔(42)

أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُم مِّن دُونِنَا ۚ لَا يَسْتَطِيعُونَ

کیا ہمارے علاوہ بھی ان کے معبود ہیں جو انہیں بچا لیں؟ وہ تو خود اپنی

عربی حاشیہ

عجلت مطلوب نہیں ہے اور اسے کار شیطان سے تعبیر کیا گیا ہے۔

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ انسان فطرتاً جلد باز واقع ہوا ہے حالانکہ ایسا قاعدہ کلیہ نہیں ہے اور ہشیار افراد ایسے ہیں جو فکر و نظر کے بغیر کام انجام نہیں دیتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ان ظالموں کی یہ فطرت ضرور ہے اور ان کے جیسے بے شمار افراد ہیں جو قوت صبر کی کمی اور کمزوری کی بنا پر ہر کام کو قبل از وقت انجام دینا چاہتے ہیں۔ انسان کو اس ظالمانہ خصلت سے بہر حال پرہیز کرنا چاہیے۔

اردو حاشیہ

نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا

مدد کی بھی استطاعت نہیں رکھتے اور نہ ہی ہماری طرف سے انہیں بچایا جائے گا۔(43) بلکہ ہم تو انہیں

هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا

اور ان کے آباء کو سامان زیست دیتے رہے یہاں تک کہ ان پر عرصہ دراز گزر گیا۔

يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ

تو کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم عرصہ زمین (۱۰) ہر طرف سے تنگ کر رہے ہیں؟ تو کیا (پھر بھی) یہ لوگ

الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ

غالب آئیں گے؟(44) کہہ دیجئے: میں وحی کی بناء پر تمہیں تنبیہ کر رہا ہوں

الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ

مگر جب بہروں کو تنبیہ کی جائے تو وہ کسی پکار کو نہیں سنتے۔(45) اور اگر انہیں آپ کے

نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا

پروردگار کا تھوڑا سا بھی عذاب چھو جائے تو وہ ضرور کہنے لگ جائیں گے: ہائے ہماری تباہی!

كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ

ہم یقیناً ظالم تھے۔(46)اور ہم قیامت کے دن عدل کا ترازو قائم کریں گے

الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ

پھر کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہ ہو گا اور اگر رائی کے دانے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوا

حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾

تو ہم اسے اس کے لیے حاضر کریں گے اور حساب کرنے کیلئے ہم کافی ہیں۔ (47)

عربی حاشیہ

14- مفسرین نے اس لفظ کے متعدد معنی نقل کئے ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ یہاں صحبت سے اس کے لازمی معنی مراد ہیں یعنی پناہ دینا کہ جو کسی کو اپنے ساتھ لے لیتا ہے گویا اسے اپنی پناہ میں لے لیتا ہے اور یہی عرب کا محاورہ بھی ہے۔

15- جو لوگ حق کی آواز نہیں سنتے ہیں انھیں قرآن کی اصطلاح میں بہرا کہا جاتا ہے چاہے کیسے ہی سننے والے کان کیوں نہ رکھتے ہوں۔

ف: زمین کا نقص فرش خاکی کے نقص اور اہل علم وعقل کے نقص دونوں کی بنا پر ہوسکتا ہے کہ اہلِ زمین کی کمی زمین ہی کے نقائص میں شمار ہوتی ہے۔

ف: قیامت کا دقیق ترین حساب یوں واضح کیا گیا ہے کہ وہاں میزان ہے۔ وہ بھی عادلانہ ہے۔ اس میں ظلم کا امکان نہیں ہے۔ ظلم کسی شے پر نہیں وہ رائی کے دانہ کے برابر بھی نہیں ہوگا۔ خدا حساب کرنے کے لئے کافی ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۰) کفار کی بے عقلی کی انتہا یہ ہے کہ روز بروز حق کے غلبہ کو دیکھتے جا رہے ہیں اور اس کے بعد بھی اپنی اوقات کا احساس نہیں ہوتا ہے۔

انصاف کی وہ ترازو جس پر سارے اعمال تو لے جائیں گے اور اسی کے مطابق ہر ایک کی جزا اور سزا کا فیصلہ کیا جائے گا۔

مختلف مفسرین کی نگاہ میں مختلف چیزوں کا نام ہے۔ اس پر بہر حال سب کا اتفاق ہے کہ وہاں کوئی ترازو نہیں ہوگی پھر اسکے بعد بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس سے مراد احکام شریعت ہیں کہ انہیں کی میزان پر ہر ایک کے عمل کے صحیح وغلط یا نیک وبد ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا۔

اور بعض حضرات کے نزدیک اس سے مراد خود قرآن کریم ہے کہ اسی کے تعلیمات سے عقائد اور اعمال دونوں کا فیصلہ کیا جائے گا کہ کونسا عقیدہ مطابق قرآن ہے اور کونسا عقیدہ خلاف قرآن یا کونسا عمل مطابق قرآن ہے اور کون سا عمل خلاف قرآن۔

اور ان تفاسیر کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ جس بندہ کے عقیدہ وعمل کی صحت کی پروردگار نے ضمانت لے لی ہو وہ خود بھی میزان الاعمال ہے کہ اس کے عقائد واعمال کے میزان پر سب کے عقائد واعمال کو تولا جا سکتا ہے جیسا کہ جناب امیرؑ کی زیارت میں وارد ہوا ہے کہ السلام علیک یا میزان الاعمال! سلام اللہ علیک یا ابالحسن۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّ

اور بتحقیق ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرقان اور ایک روشنی اور

ذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ

ان متقین کے لیے نصیحت عطا کی۔(48) جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں

وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَهٰذَا ذِكْرٌ

اور قیامت سے بھی خوف کھاتے ہیں۔(49) اور یہ قرآن بھی ایک مبارک ذکر ہے

مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ۭ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ

جسے ہم نے نازل کیا ہے۔ کیا تم اس کے بھی منکر ہو؟(50) اور بتحقیق ہم نے

اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ[16] مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾

ابراہیم کو پہلے ہی سے عقل کامل عطا کی تھی اور ہم اس کے حال سے باخبر تھے۔ (51)

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ[17] الَّتِيْٓ اَنْتُمْ

جب انہوں نے اپنے باپ (چچا) اور اپنی قوم سے کہا: یہ مورتیاں کیا ہیں جن کے گرد

لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾

تم جمے رہتے ہو؟(52) کہنے لگے: ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پوجا کرتے پایا ہے۔ (53)

قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾

ابراہیم نے کہا: یقیناً تم خود اور تمہارے باپ دادا بھی واضح گمراہی میں مبتلا ہیں۔ (54)

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾

وہ کہنے لگے: کیا آپ ہمارے پاس حق لے کر آئے ہیں یا بیہودہ گوئی کر رہے ہیں؟ (55)

عربی حاشیہ

16- بعض مفسرین نے رشد کو عام عقل سلیم اور فہم صحیح کے معنی میں قرار دیا ہے اور بعض نے اس سے نبوت کو مراد لیا ہے جو ہر رشد سے بالاتر ایک رشد ہے اور جو جناب ابراہیمؑ کو بہت پہلے ہو چکی تھی اور جس کے بارے میں خدا سے بہتر جاننے والا کوئی نہیں تھا۔

17- تمثال۔ عام طور سے مجسمہ کو کہا جاتا ہے لیکن بعض اوقات مجازاً تصویر کو بھی تمثال کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ

ابراہیم نے کہا: بلکہ تمہارا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے جس نے ان سب کو

فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَتَاللّٰهِ

پیدا کیا اور میں تم سب پر اس بات کا گواہ ہوں۔(56)اور اللہ کی قسم!

لَاَكِيْدَنَّ [18] اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾

جب تم یہاں سے پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے تو میں تمہارے ان بتوں کی خبر لینے کی تدبیر ضرور سوچوں گا۔(57)

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾

چنانچہ ابراہیم نے ان بتوں کو ریزہ ریزہ کر دیا سوائے ان کے بڑے (بت) کے تا کہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔(58)

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ [19] هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾

وہ کہنے لگے: جس نے ہمارے معبودوں کا یہ حال کیا ہے یقیناً وہ ظالموں میں سے ہے۔ (59)

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۰﴾

کچھ نے کہا: ہم نے ایک جوان کو ان بتوں کا (برے الفاظ میں) ذکر کرتے ہوئے سنا ہے جسے ابراہیم کہتے ہیں۔(60)

قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾

کہنے لگے: اسے سب کے سامنے پیش کرو تا کہ لوگ اسے دیکھ لیں۔(61)

قَالُوْۤا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۲﴾

کہا: اے ابراہیم! کیا ہمارے معبودوں کا یہ حال تم نے کیا ہے؟(62)

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْــَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا

ابراہیم نے کہا: بلکہ ان کے اس بڑے [۱۱] (بت) نے ایسا کیا ہے سو ان سے پوچھ لو

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۴۸ اشارہ ہے کہ ہدایت کے لئے تین باتوں کا ہونا ضروری ہے ایک نظام ہو جو حق و باطل میں تمیز پیدا کر سکے۔ ایک روشنی ہو جس کے ذریعہ فرقان کو دیکھا جا سکے۔ اور ایک یاددہانی کا ذریعہ ہو تا کہ درمیان راہ انسان گمراہ نہ ہو سکے۔

ف: قیامت ہے کہ بے جان پتھروں کی پرستش ظلم نہیں ہے اور ان کا توڑ کر انسانیت کو ان سے نجات دلا دینا ظلم ہے بریں عقل و دانش بباید گریست۔

18-افسوس کہ خدا ایسے مجبور کہ اپنے کو بھی نہ بچا سکیں اور بندے ایسے غافل کہ انھیں خدا کی بھی تباہی کی خبر نہ ہو۔ فانا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

19- حیرت کی بات ہے کہ بت پرست اس بات کی تحقیق کر رہے ہیں کہ ان کے خداؤں کو کس نے مارا ہے جب کہ انھیں یہ دیکھنا چاہیے تھا کہ ان کے خداؤں نے اس مارنے

اردو حاشیہ

(۱۱) بعض نافہم افراد نے طرز استدلال سے ناواقفیت کی بنا پر جناب ابراہیمؑ پر یہ الزام لگایا ہے کہ انہوں نے غلط بیانی سے کام لیا ہے حالانکہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ جناب ابراہیمؑ کا پورا جواب مشروط ہے کہ اگر یہ بولنے کے لائق ہیں تو یہ کام ان کے بڑے نے کیا ہے اور اگر نہیں ہیں تو بات ہی ختم ہو گئی پھر ان کے بڑے سے مراد کیا ہے اس کی وضاحت بھی نہیں کی گئی ہے اور ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اپنی ہی ذات کو مراد لیا ہو یا واقعی خدائے اکبر کو مراد لیا ہو اور اس طرح غلط بیانی کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔

يَنْطِقُوْنَ ﴿٦٣﴾ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ

اگر یہ بولتے ہوں۔(63)(یہ سن کر) وہ اپنے ضمیر کی طرف پلٹے اور کہنے لگے:

اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٦٤﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ

حقیقتاً تم خود ہی ظالم ہو۔(64) پھر انہوں نے اپنے سروں کو نیچا کر لیا (اور ابراہیم سے کہا:)

عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ

تم جانتے ہو کہ یہ نہیں بولتے۔ (65) ابراہیم نے کہا: تو پھر تم اللہ کو

دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ اُفٍّ

چھوڑ کر انہیں کیوں پوجتے ہو جو تمہیں نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان؟(66) تف ہو

لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾

تم پر اور ان معبودوں پر جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے؟ (67)

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾

وہ کہنے لگے: اگر تمہیں کچھ کرنا ہے تو اسے جلا دو اور اپنے خداؤں کی نصرت کرو۔ (68)

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾

ہم نے کہا: اے آگ! ٹھنڈی [۱۲] ہو جا اور ابراہیم کے لیے سلامتی بن جا۔ (69)

وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنٰهُ

اور انہوں نے ابراہیم کے ساتھ اپنا حربہ استعمال کیا لیکن ہم نے خود انہیں ناکام بنادیا۔(70)اور ہم

وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾

ابراہیم اور لوط کو بچا کر اس سرزمین کی طرف لے گئے جسے ہم نے عالمین کے لیے بابرکت بنایا ہے۔ (71)

عربی حاشیہ

والے کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے۔

20- یہ قدرت کا ایک انتقام تھا کہ کفار کی عقلوں پر ایسے پردے پڑ گئے کہ گھبرا کر جناب ابراہیم سے کہنے لگے کہ تمھیں تو معلوم ہے کہ یہ بولنے کے لائق نہیں ہیں اور اس طرح اپنا اسلحہ حزب مخالف کے حوالے کر دیا اور جناب ابراہیم کے لئے تبلیغ کا بہترین راستہ نکل آیا کہ جو اپنے وجود کا دفاع نہیں کر سکتے ہیں اور اپنے ظالم کا پتہ نہیں بتا سکتے ہیں اور کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتے ہیں۔ وہ خدا کس طرح ہو سکتے ہیں اور انھیں خدا کس عقل کی بنا پر تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

21- وانصروا۔ خدا بندوں کی مدد کے محتاج ہیں اور بندے پھر انھیں خدا مانے ہوئے ہیں جس طرح کہ بعض مسلمان طالبانِ ہدایت کو اپنا ہادی اور راہنما تسلیم کئے ہوئے تھے اور وہ انھیں سے سیدھا کر دینے کی درخواست کر رہے تھے۔

اردو حاشیہ

(۱۲) اس واقعہ سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ باطل کسی قدر تدبیریں کرنا چاہیے خدائے برحق بچانا چاہتا ہے تو اس کے بندہ کو کوئی مٹا نہیں سکتا اور یہی وہ ایمان ہے جس سے دور حاضر کی اکثریت محروم ہو گئی ہے اور اس طرح باطل کے حوصلے بلند ہوتے جا رہے ہیں ورنہ کسی بھی نمرود میں اہل حق کو جلانے کی ہمت نہیں ہو سکتی تھی۔ بہر حال اہل ایمان کو ہمیشہ اس نکتہ کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ دشمن اگر قوی است نگہباں قوی تر است!''

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا

اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب بطور عطیہ دیے اور ہم نے ہر ایک کو

صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ (22) بِاَمْرِنَا

صالح بنایا۔(72) اور ہم نے انہیں پیشوا بنایا جو ہمارے حکم کے مطابق رہنمائی کرتے تھے

وَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ

اور ہم نے نیک عمل کی انجام دہی اور قیام نماز اور ادائیگی زکوۃ کے لیے ان کی

الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ ۙۚ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا

طرف وحی کی اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے۔(73)اور لو ط کو ہم نے حکمت اور علم عطا کیا

وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ

اور ہم نے انہیں بستی کے شر سے نجات دی جہاں کے لوگ بے حیائی کا ارتکاب

الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾ ۙ وَاَدْخَلْنٰهُ

کرتے تھے یقیناً وہ بری اور بدکردار قوم تھی۔(74)اور ہم نے انہیں (لوط کو)

فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ ع وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى

اپنی رحمت میں داخل کیا وہ یقیناً صالحین میں سے تھے۔(75)اور نوح کو بھی (ہم نے نوازا) جب انہوں نے

مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ

ابراہیم سے پہلے (ہمیں) پکارا تو ہم نے ان کی دعا قبول کی۔ پس انہیں اور ان کے گھر والوں کو ہم نے بڑی پریشانی سے

الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ ۚ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

نجات دی۔(76)اور اس قوم کے مقابلے میں ہم نے ان کی مدد کی جو ہماری نشانیوں کی

ع ۵ ۲۵ ۵

عربی حاشیہ

ف: حضرت ابراہیمؑ کے نہ جلنے سے یہ بات واضح ہوگئی کہ عالم اسباب رب العالمین کے ہاتھوں میں ہے۔ وہ چاہے تو سب بنا سکتا ہے اور چاہے تو اسی کو جلا بھی سکتا ہے۔

ف: امامت میں یہدون بامرنا کی قید اسی لئے ہے کہ اس کا سلسلہ باطل کی قیادت سے الگ ہوجائے جہاں ہدایت کے بجائے دعوت ہے اور امر الٰہی کے بجائے جہنم کی طرف دعوت ہے۔

22- امامت وقیادتِ امت کے لئے پانچ باتوں کا ہونا ضروری ہے:۔

۱۔حکم خدا سے ہدایت کرے۔

۲۔نیکیاں انجام دے۔

۳۔نماز قائم کرے۔

۴۔زکوٰۃ ادا کرے۔

۵۔ہرحال میں عبادت الٰہی انجام دیتا رہے اور کوئی کام اس کی مرضی کے خلاف نہ کرے۔

اردو حاشیہ

بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾

تکذیب کرتی تھی۔ یقیناً وہ برے لوگ تھے چنانچہ ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔ (77)

وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِى الْحَرْثِ [23] اِذْ نَفَشَتْ

اور داؤد اور سلیمان کو بھی (نوازا) جب وہ دونوں ایک کھیت کے بارے (۱۳) میں فیصلہ کر رہے تھے جس میں

فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾

رات کے وقت لوگوں کی بکریاں بکھر گئی تھیں اور ہم ان کے فیصلے کا مشاہدہ کر رہے تھے۔ (78)

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۫ وَّسَخَّرْنَا

تو ہم نے سلیمان کو اس کا فیصلہ سمجھا دیا اور ہم نے دونوں کو حکمت اور علم عطا کیا اور ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو (۱۴)

مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾

داؤد کے لیے مسخر کیا جو ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور ایسا کرنے والے ہم ہی تھے۔ (79)

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ [24] لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ

اور ہم نے تمہارے لیے انہیں زرہ سازی کی صنعت سکھائی تا کہ تمہاری لڑائیوں میں وہ تمہارا بچاؤ کرے

فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً

تو کیا تم شکر گزار ہو؟(80)اور سلیمان کے لیے تیز ہوا (کو مسخر کیا)

تَجْرِىْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَ

جو ان کے حکم سے اس سرزمین تک چلتی تھی جسے ہم نے بابرکت بنایا تھا اور

كُنَّا بِكُلِّ شَىْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ [25] مَنْ

ہم ہر چیز کا علم رکھنے والے ہیں۔(81) اور شیاطین میں سے کچھ

عربی حاشیہ

23- حرث۔ کھیت یا باغ۔ نفش۔ جانور کا رات کے وقت نگہبان کے بغیر چرنا۔

24- لبوس۔ زرہ

مشہور ہے کہ جناب داؤد ایک راستہ سے جا رہے تھے اور ایک اجنبی شخص سے پوچھا کہ تمھارا داؤد کے بارے میں کیا خیال ہے تو اس نے کہا کہ بہترین آدمی ہیں اگر بیت المال سے گزارے کا مال نہ لیں۔ یہ سُن کر جناب داؤد نے عہد کرلیا کہ آئندہ صرف محنت کی کمائی کھائیں گے اور بیت المال سے ایک پیسہ بھی نہ لیں گے اور خدا کو یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ اس نے ان کے ہاتھ میں لوہے کو موم بنا دینے کی صلاحیت دے دی اور وہ زرہ بنا کر بیچنے لگے۔

25- شیاطین سے مراد جنات ہیں جو دریاؤں سے موتی نکالا کرتے تھے اور تعمیرات وغیرہ کا کام انجام دیا کرتے تھے۔

جناب سلیمان کے بارے میں امیرالمومنینؑ کا ارشادگرامی ہے کہ اگر کسی شخص کے

اردو حاشیہ

(۱۳) قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص کی بکریاں رات کے وقت دوسرے شخص کے کھیت میں گھس گئیں اور کافی نقصان کیا صبح کے وقت مقدمہ جناب داؤدؑ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے نقصان کا اندازہ کر کے فیصلہ کر دیا کہ بکریاں کھیت کے مالک کو دیدی جائیں۔

جناب سلیمانؑ نے عرض کی کہ بابا! زیادہ مناسب یہ ہے کہ کھیت کا مالک بکریوں سے نقصان کے برابر استفادہ کرے اور بکریوں کا مالک کھیت کو درست کر دے اور پھر ہر مال اسکے مالک کے حوالے کر دیا جائے۔ جناب داؤد نے اس فیصلہ کو پسند فرمایا اور پھر اہل علم میں یہ بحث چھڑ گئی کہ انبیاء کے درمیان اختلاف کس طرح پیدا ہو گیا اور خدا نے دونوں کے بارے میں قوت فیصلہ عطا کرنے کا اعلان کر دیا جس کا آخری حل یہ نکلا کہ بنیادی قانون وہی تھا جو جناب داؤدؑ نے بیان کیا تھا۔ اس کے بعد پروردگار نے جناب سلیمانؑ کی علمی حیثیت کے اظہار کیلئے اس حکم کو منسوخ کر دیا اور سلیمانؑ کی علمی جلالت کا اعلان کر دیا تا کہ انہیں داؤد کا نائب اور خلیفہ نامزد کیا جا سکے اور قوم میں کوئی ہنگامہ نہ ہو۔ اور ایسی مثالیں ایک ہی نبی کے احکام میں موجود ہیں تو دو انبیاء کے احکام میں یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے۔

(۱۴) پرندے جناب داؤدؑ کی آواز سننے کیلئے جمع ہو جاتے تھے اور ان پر اثر ہو جاتا تھا لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ انسانوں پر کلام خدا کا اثر نہیں ہو رہا ہے اور وہ روز بروز گمراہ سے گمراہ تر ہوتے جا رہے ہیں۔

يَغُوصُونَ لَهٗ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا

(کو ان کا مسخر بنایا) جو ان کے لیے غوطے لگاتے تھے اور اس کے علاوہ دیگر کام بھی کرتے تھے اور ہم ان سب کی

لَهُمْ حٰفِظِينَ ﴿٨٢﴾ وَاَيُّوبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ

نگہبانی کرتے تھے۔(82)اور ایوب کو بھی [١٥] (اپنی رحمت سے نوازا) جب انہوں نے اپنے رب کو

مَسَّنِيَ الضُّرُّ [26] وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِينَ ﴿٨٣﴾ ۚ فَاسْتَجَبْنَا

پکارا: مجھے (بیماری سے) تکلیف ہو رہی ہے اور تم ارحم الراحمین ہے۔(83)تو ہم نے ان کی

لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ

دعا قبول کی اور ان کی تکلیف ان سے دور کر دی اور انہیں ان کے اہل وعیال عطا کیے

مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِينَ ﴿٨٤﴾ وَ

اور اپنی رحمت سے ان کے ساتھ اتنے مزید بھی جو عبادت گزاروں کے لیے ایک نصیحت ہے۔(84)اور

اِسْمٰعِيلَ وَاِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِينَ ﴿٨٥﴾ ۚ

اسماعیلؑ و ادریسؑ اور ذوالکفل کو بھی (اپنی رحمت سے نوازا) یہ سب صبر کرنے والے تھے۔ (85)

وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ [27] مِّنَ الصّٰلِحِينَ ﴿٨٦﴾

اور ہم نے انہیں اپنی رحمت میں داخل کیا۔ یقیناً یہ صالحین میں سے تھے۔ (86)

وَذَا النُّونِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ

اور ذوالنون کو بھی [١٦] (اپنی رحمت سے نوازا) جب وہ غصے میں چل دیئے اور خیال کرنے لگے کہ

عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

ہم ان پر سختی نہیں کریں گے۔ چنانچہ وہ اندھیروں میں پکارنے لگے: تیرے سوا

عربی حاشیہ

لئے بقائے دوام کا راستہ ہوتا اور وہ موت پر قابو پاسکتا تو وہ سلیمان بن داؤد ہوتے جن کے لئے انسان اور جنات سب مسخر کردیئے گئے تھے اور پھر انھیں نبوت اور تقرب الٰہی کا درجہ بھی عطا ہوا تھا۔

ف: واضح رہے کہ حضرت داؤد اور سلیمان کے فیصلہ کا اختلاف نقصان کی تلافی کا اختلاف ہے کہ بقول داؤد یکمشت کیا جائے۔ یا بقول سلیمان تدریجاً۔

ف: لن نقدر علیہ قدرت سے نہیں بلکہ رزق کی تنگی سے ماخوذ ہے اور ظن بھی علم کے معنی میں ہے لہٰذا اس کا مقامِ نبوت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

26-انتہائی مصائب کے باوجود جناب ایوب نے لفظ مس استعمال کیا ہے جو ادب نبوت اور کمال صبر کی بہترین مثال ہے اور اللہ نے انھیں عبادت گزار بندوں کے لئے ایک یادگار بنادیا ہے کہ اپنی عبادت کے بدلے میں دنیا میں راحت وآرام تلاش نہ کریں جو عام طور سے انسانوں کا مزاج ہوا کرتا ہے۔

اردو حاشیہ

(١٥) جناب ایوبؑ کے بارے میں طرح طرح کی روایتیں مشہور ہیں۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ ان کے جسم میں ایک ایسا مرض پیدا ہو گیا تھا جس سے لوگ نفرت کرتے تھے حالانکہ اللہ اپنے پیغمبروں کو ایسی تمام بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔اتنا بہرحال مسلم ہے کہ ان کا امتحان ہر طرح سے لیا گیا تھا اور انہوں نے ہر طرح صبر کیا تھا صرف آخری مرحلہ میں عرض حال کر کے دعا کی تھی اور خدا نے صبر کے صلہ میں پہلی جیسی تمام نعمتیں دیدی تھیں بلکہ ان میں اضافہ بھی کر دیا تھا جو ہر صبر کرنے والے کے ساتھ اسکی مہربانی کا تقاضا ہے اور یہی معنی ان اللہ مع الصابرین کے ہیں۔

(١٦) نون کے معنی مچھلی کے ہیں اور جناب یونسؑ کو ذوالنون کہا جاتا ہے کہ وہ قوم کی بے ایمانی سے عاجز آ کر ناراض ہو کر آبادی سے باہر نکل گئے تھے اور قوم کو عذاب کے حوالے کر دیا تھا تو خدا نے انہیں کشتی کے ذریعہ مچھلی کے شکم تک پہنچا دیا اور انہوں نے اس ترک اولیٰ کا اعتراف کر کے توبہ کی کہ مجھے قوم کو لاوارث نہیں چھوڑنا چاہیے تھا ورنہ خدا مجھے بھی مچھلی کے حوالے نہ کرتا۔ یہ ایک بہترین درس عبرت ہے کہ مصلح اور لیڈر کو ہمیشہ قوم کے دکھ درد میں شریک رہنا چاہیے اور ناراض ہو کر مصلح اور لیڈر کو ہمیشہ قوم کے دکھ درد میں شریک رہنا چاہیے اور ناراض ہو کر قوم کو لاوارث نہیں چھوڑ دینا چاہیے ورنہ کسی دوسری مصیبت میں مبتلا ہوسکتا ہے۔

سُبۡحٰنَكَ ۖ اِنِّيۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ۚ‌ۖ ﴿٨٧﴾ فَاسۡتَجَبۡنَا

کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے۔ یقیناً زیادتی میری طرف سے ہوئی ہے۔(87) پھر ہم نے ان کی

لَهٗ ۙ وَنَجَّيۡنٰهُ مِنَ الۡغَمِّ‌ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿٨٨﴾

دعا قبول کی اور ہم نے انہیں غم سے نجات دی اور ایمان والوں کو ہم اسی طرح نجات دیتے ہیں۔ (88)

وَزَكَرِيَّاۤ اِذۡ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرۡنِىۡ فَرۡدًا وَّاَنۡتَ

اور زکریا کو بھی (رحمتوں سے نوازا) جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا: میرے پروردگار! مجھے تنہا نہ چھوڑ

خَيۡرُ الۡوٰرِثِيۡنَ ۚ‌ۖ ﴿٨٩﴾ فَاسۡتَجَبۡنَا لَهٗ وَوَهَبۡنَا لَهٗ يَحۡيٰى

اور تو بہترین وارث ہے۔(89) پس ہم نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں یحییٰ عطا کیے

وَاَصۡلَحۡنَا لَهٗ زَوۡجَهٗ ‌ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا يُسٰرِعُوۡنَ فِى

اور ان کی بیوی کو ان کے لیے نیک بنا دیا۔ یہ لوگ کارہائے خیر میں سبقت لے جانے والے تھے

الۡخَيۡرٰتِ وَيَدۡعُوۡنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ‌ؕ وَكَانُوۡا لَنَا

اور امید و خوف (دونوں حالتوں) میں ہمیں پکارتے تھے اور ہمارے لیے خشوع

خٰشِعِيۡنَ ﴿٩٠﴾ وَالَّتِىۡۤ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا فَنَفَخۡنَا فِيۡهَا

کرنے والے تھے۔(90) اور اس خاتون کو بھی (نوازا) جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی اس لیے ہم نے ان میں

مِنۡ رُّوۡحِنَا وَجَعَلۡنٰهَا وَابۡنَهَاۤ اٰيَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿٩١﴾ اِنَّ

اپنی روح پھونک دی اور انہیں اور ان کے بیٹے (عیسیٰ) کو تمام اہل عالم کے لیے ایک نشانی بنا دیا۔(91) یہ

هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمۡ [28] اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُوۡنِ ﴿٩٢﴾

تمہاری امت یقیناً امت واحدہ ہے اور میں تمہارا رب ہوں لہٰذا تم صرف میری عبادت کرو۔ (92)

عربی حاشیہ

27- جناب ذوالکفل کے بارے میں یہ اختلاف ہے کہ یہ نبی تھے یا نہیں۔ قرآن مجید نے صرف ان کے صالح اور صابر ہونے کا تذکرہ کیا ہے اور ان کی عظمت کے لئے یہی کافی ہے، مزید تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔ اگرچہ انبیاء کے ذیل میں ان کا تذکرہ نبوت کی دلیل بھی ہوسکتا ہے۔ وہ ذوالکفل رحمت کے وافر حصہ کی بنا پر بھی ہوسکتے ہیں اور عبادت کے عہد کی کفالت کی بنا پر بھی۔

ف: جناب مریم کے بارے میں جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان سے کنایہ مراد ہے لغوی معنی مراد نہیں ہیں کہ اس سے تہذیب و اخلاق پر کوئی اثر پڑے اور واضح رہے کہ عربی زبان میں جنس کے جملہ مسائل کنایہ ہی سے بیان کئے جاتے ہیں اس کے لئے صریح لفظ وضع نہیں ہوا ہے۔

28- امت اگرچہ قوم کو کہا جاتا ہے جو کسی ایک زبان یا نظریہ پر متحد ہوتی ہے لیکن یہاں امت سے مراد خود نظریہ اور دین ہی ہے۔

اردو حاشیہ

وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾

لیکن انہوں نے اپنے (دینی) معاملات میں تفرقہ ڈال دیا۔ آخرکار سب نے ہماری طرف رجوع کرنا ہے۔ (93)

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ (29) فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾

پس جو نیک اعمال بجا لائے اور وہ مومن بھی ہو تو اس کی کوششوں کی ناقدری نہ ہو گی اور ہم (اس کے اعمال) اس کے لیے لکھ رہے ہیں۔ (94)

وَحَرٰمٌ عَلٰي قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾

اور جس بستی کو ہم نے ہلاک کیا ہے (١٧) اس کے (مکینوں کے) لیے ممکن نہیں کہ وہ (دوبارہ) لوٹ کر آئیں۔ (95)

حَتّٰٓي اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾

یہاں تک کہ جب یا جوج وماجوج (١٨) (کا راستہ) کھول دیا جائے گا تو وہ ہر بلندی سے نکل پڑیں گے۔ (96)

وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِىَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾

اور برحق وعدہ قریب آنے لگے گا تو کفار کی آنکھیں یکایک کھلی رہ جائیں گی۔ (وہ کہیں گے:) ہائے ہماری تباہی! ہم واقعی اس سے غافل تھے بلکہ ہم تو ظالم تھے۔ (97)

اِنَّكُمْ وَمَا (30) تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾

بتحقیق تم اور تمہارے وہ معبود جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے تھے جہنم کا ایندھن ہیں جہاں تمہیں داخل ہونا ہے۔ (98)

لَوْ كَانَ

اگر یہ معبود

عربی حاشیہ

29- یہ اشارہ ہے کہ تنہا عمل بلا ایمان بھی فائدہ بخشنے والا نہیں ہے جس طرح کہ ایمان بلا عمل ایک شجر بلا ثمر کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

30- واضح رہے کہ ما غیر ذوی العقل کے لئے استعمال ہوتا ہے اور ان معبودوں سے مراد اصنام ہیں نہ کہ وہ افراد جن کی یہود ونصاریٰ عبادت کیا کرتے تھے اور جنھیں خدا بنائے ہوئے تھے جیسا کہ ابن زبعریٰ نے پیغمبرؐ اسلام پر طنز کیا تھا کہ آپ نے تو عیسیٰؑ اور عزیر کو بھی جہنمی بنا دیا ہے تو آپ نے فرمایا تھا کہ تو تو اپنی زبان سے بھی واقف نہیں ہے۔ عربی زبان میں ما صاحبانِ عقل کے لئے استعمال نہیں ہوتا ہے اور عیسیٰ اور عزیر صاحبانِ عقل میں سے تھے۔ اس سے مراد بے جان اور بے عقل معبود ہیں نہ کہ عیسیٰ اور عزیر وغیرہ۔

اردو حاشیہ

(١٧) یہاں پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب دنیا میں عذاب نازل ہو چکا تو اب آخرت میں ان کی حاضری کا مصرف کیا ہوگا۔ کیا ایک ہی جرم پر دو مرتبہ عذاب کیا جا سکتا ہے؟

لیکن اس کا واضح سا جواب یہ ہے کہ دنیا میں حسب مطالبہ معجزات کے آنے کے بعد بھی انبیاء کی تکذیب کرنے کی سزا دی گئی ہے اور آخرت میں ان کے اصل کفر کی سزا دی جائے گی جس طرح کہ صاحبانِ ایمان کو ایمان کی جزا بھی دی جاتی ہے اور عمل صالح کی بھی۔

(١٨) یا جوج وماجوج کا مسئلہ کافی تحقیق طلب ہے بس اتنا ضرور ثابت ہے کہ قیامت سے پہلے ان سب کا ظہور ہوگا اور یہ ساری دنیا پر چھا جائیں گے چاہے ان سے مراد دورِ حاضر کے چھوٹے بڑے شیاطین ہوں یا مغل اور تاتاری قومیں یا کوئی اور جیسا کہ مفسرین نے مختلف احتمالات دیئے ہیں۔

هٰۤؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾

ہوتے تو جہنم میں داخل نہ ہوتے [۱۹] اور اب سب کو اسی میں ہمیشہ رہنا ہے۔ (99)

لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ اِنَّ

جہنم میں ان کا شور ہو گا اور وہ اس میں کچھ سن نہ سکیں گے۔(100) جن کے

الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا

حق میں ہماری طرف سے پہلے ہی (جنت کی) خوشخبری مل چکی ہے وہ اس آتش سے

مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ ۙ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا

دور ہوں گے۔(101) جہاں وہ اس کی آہٹ تک نہیں سنیں گے اور وہ ہمیشہ ان چیزوں میں

اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ ۚ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ

رہیں گے جو ان کی خواہشات کے مطابق ہوں گی۔(102) انہیں قیامت کے بڑے خوفناک حالات بھی خوفزدہ

الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ

نہیں کریں گے اور فرشتے انہیں لینے آئیں گے (اور کہیں گے:) یہ تمہارا وہی دن ہے جس کا تم سے

تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ [31] لِلْكُتُبِ ؕ

وعدہ کیا گیا تھا۔(103) اس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ لیں گے جس طرح طومار میں اوراق لپیٹتے ہیں۔

كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا

جس طرح ہم نے خلقت کی ابتداء کی تھی اسے ہم پھر دہرائیں گے۔ یہ وعدہ ہمارے ذمے ہے۔ اسے ہم ہی پورا

فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ

کرنے والے ہیں۔(104) اور ہم نے زبور میں ذکر [۲۰] کے بعد لکھ دیا ہے

عربی حاشیہ

ف: حدب پستیوں کے درمیان بلندی کا نام ہے اور نسول تیز رفتاری سے نکلنے کے معنی میں ہے اور مجموعی تعبیر یا جوج ماجوج کے تفوذ کے اظہار کے لئے ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۰۵ میں ذکر سے مراد توریت ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات دونوں کتابوں میں موجود ہے اور دونوں کا ذکر داؤد کی حکومت اور بنی اسرائیل کے مستضعف ہونے کی بنا پر کیا گیا ہے اور اگر ذکر سے مراد قرآن ہے تو من بعد کے معنی علاوہ بریں کے ہوں گے۔

31- سجل۔صحیفہ کو کہا جاتا ہے اور کتب سے مراد وہ تحریر ہے جو صحیفہ میں لکھی جاتی ہے۔ گویا آسمان ایک صحیفہ ہے جس میں نجوم و کواکب ، عبارات و خطوطونقوش وکلمات کی حیثیت رکھتے ہیں جنھیں ایک ساتھ سمیٹ دیا جائے گا۔

اردو حاشیہ

(۱۹) یہیں سے ان مہمل روایات کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے جن میں پروردگار کے جہنم میں پاؤں ڈالنے کا تذکرہ کیا گیا ہے اور اس طرح توحید پروردگار کی کھلی ہوئی توہین کی گئی ہے۔

(۲۰) نیک کردار بندوں کی وراثت اور سلطنت کا ذکر زبور میں بھی ہے اور اس سے پہلے توریت وغیرہ میں بھی تھا جس سے صاحبان کردار کی تسکین قلب کا سامان مہیا کیا گیا ہے کہ ان کی ریاضتیں دارِ دنیا میں بھی برباد ہونے والی نہیں ہیں اور بالآخر دنیا کا آخری قبضہ انہیں کے ہاتھوں میں ہوگا جس کے ذریعہ وہ نظام الٰہی کو رائج کریں گے اور ملک خدا میں قانونِ خدا کا نفاذ ہوگا اور اس طرح انکی دیرینہ حسرت پوری ہوگی اور انہیں ان کی محنتوں کا ثمر حاصل ہوگا اس کے بغیر غرض تخلیق مکمل نہیں ہوسکتی اور کائنات ناتمام کی ناتمام ہی رہ جائے گی۔ دنیا اہل شر وفساد کیلئے نہیں بنائی گئی ہے۔ اس کی تخلیق قانون الٰہی کے نفاذ کیلئے ہوئی ہے۔ اس اقتدار وسلطنت میں تردد وتامل اور تشکیک کی کوئی گنجائش نہیں ہے اگر اہل باطل اور بے ایمان وبدکردار افراد اپنی عیاریوں سے دنیا کے حاکم ہو سکتے ہیں اور نظام عالم کو چلا سکتے ہیں تو رب العالمین کے نیک بندے کیوں وارث نہیں ہو سکتے اور وہ نظام دنیا کو کیوں نہیں چلا سکتے۔ اہل باطل کو ہمیشہ یہی کوش فہمی رہی ہے کہ دنیا میں ہمارے علاوہ کوئی حکومت کرنے کے قابل نہں ہے۔ یکن خدا کا شکر ہے کہ اب دھیرے دھیرے یہ حقیقت واضح ہوتی جارہی ہے کہ باطل کا یہ خیال ایک جنون دوہم کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور نظام عالم کا چلانا صرف اہل حق وحقیقت

اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿١٠٥﴾ اِنَّ فِیْ هٰذَا

کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔(105)اس بات میں بندگی کرنے

لَبَلٰغًا[32] لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ ﴿١٠٦﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً

والوں کے لیے یقیناً ایک آگاہی ہے۔(106)اور (اے محمدؐ!) ہم نے آپ کو بس عالمین کے لیے رحمت بنا کر

لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ

بھیجا ہے۔(107) کہہ دیجیے: میرے پاس وحی آئی ہے کہ تمہارا معبود

وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٠٨﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ

بس ایک ہی معبود ہے، تو کیا تم تسلیم کرتے ہو؟(108) پھر اگر انہوں نے منہ موڑ لیا تو کہہ دیجیے:

اٰذَنْتُكُمْ عَلٰی سَوَآءٍ ۭ وَاِنْ اَدْرِیْٓ[33] اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا

میں نے تمہیں یکساں طور پر آگاہ کر دیا ہے اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا دور،

تُوْعَدُوْنَ ﴿١٠٩﴾ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَیَعْلَمُ

یہ میں نہیں جانتا۔(109)اور وہ بلند آواز سے کہی جانے والی باتوں کو بھی یقیناً جانتا ہے اور انہیں بھی جانتا ہے جنہیں تم

مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿١١٠﴾ وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ

پوشیدہ رکھتے ہو۔(110)اور میں نہیں جانتا شاید (عذاب کی تاخیر میں) تمہاری آزمائش ہے اور ایک مدت تک

اِلٰی حِیْنٍ ﴿١١١﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ وَرَبُّنَا

(عیش ونوش کی) مہلت ہے۔(111)رسول نے کہا: میرے پروردگار! تو ہی حق کا فیصلہ فرما اور لوگو! تم جو باتیں بناتے ہو

الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ﴿١١٢﴾ ع

اس کے مقابلے میں ہمارے مہربان رب سے ہی مدد مانگی جاتی ہے۔(112)

ع ١٩ النصف ٧

عربی حاشیہ

32- بلاغ۔ منزل تک پہنچا دینے کا نام ہے۔ یہ لفظ پیغام کی تبلیغ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور منزل مقصود تک پہنچ جانے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ گویا عبادت گزاروں تک زمین کی وراثت جلد ہی پہنچے یا دیر میں پہنچے۔ بہرحال پہنچے گی۔

33-اس ابہام کی بلاغت اور اس کی تاثیر کو صاحبانِ عقل سلیم ہی محسوس کر سکتے ہیں۔

ف: آیت نمبر ١٠٧ میں رحمت کا تعلق ارسال سے ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ پیغمبرؐ اسلام کے وجود ہی کی طرح ان کی رسالت بھی ایک رحمت اور عالمی رحمت ہے اور اس کے بعد توحید کا اعلان علامت ہے کہ رحمت کا سب سے اہم اور عظیم مظہر عقیدہ توحید ہے ورنہ شرک علم و عقل کی تباہی کے ساتھ انسانی اقدار کی بربادی کے بھی مترادف ہے۔

اردو حاشیہ

ہی کا کام ہے۔ اہل باطل نظم دنیا کو درہم و برہم کر سکتے ہیں، نظام دنیا کو کامیابی کے ساتھ چلا نہیں سکتے ہیں۔

ایاتها ۷۸ | ۲۲ سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۳ | رکوعاتها ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، کیونکہ قیامت [1] کا زلزلہ بڑی (خوفناک)

عَظِيْمٌ ① يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ

چیز ہے۔(1)جس دن تم اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی (ماں) اپنے شیرخوار کو

اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى

بھول جائے گی اور تمام حاملہ عورتیں اپنا حمل گرا بیٹھیں گی اور تم لوگوں کو

النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ

نشے کی حالت میں دیکھو گے حالانکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب بڑا

شَدِيْدٌ ② وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ

شدید ہو گا۔(2)اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو لاعلمی کے باوجود اللہ کے بارے میں

عِلْمٍ وَّ يَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ [1] ③ ۙ كُتِبَ عَلَيْهِ

کج بحثیاں کرتے ہیں اور ہر سرکش شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔(3)جب کہ اس شیطان کے بارے میں

اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَ يَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ

یہ لکھا گیا ہے کہ جو اسے دوست بنائے گا اسے وہ گمراہ کرے گا اور جہنم کے عذاب کی طرف اس کی

عربی حاشیہ

ف: عربی زبان کے اعتبار سے جو افعال کسی ایک خاص صنف سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں تذکیر وتانیث کا لحاظ نہیں ہوتا ہے اور اسی بنا پر عورت کو حائض، حامل اور مرضع کہا جاتا ہے۔ لیکن مرضعہ اس موقع پر استعمال ہوتا ہے جب عورت دودھ پلا رہی ہو۔ گویا ہول قیامت کا یہ عالم ہوگا کہ ایسے وقت میں بھی عورت اپنے بچہ کو اپنے سے الگ کردے گی اور کسی کو کسی کا ہوش نہ ہوگا۔

1-مرید۔ جس سے کسی طرح کے خیر کی توقع نہ ہو تقریباً اس کے برعکس مُرید ہوتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱) ملاصدر الدین شیرازی کے بیان کے مطابق قیامت کو ساعت اس لئے کہا جاتا ہے کہ ساری دنیا اس کی طرف دوڑی چلی جا رہی ہے اور یہ ایک عجیب وغریب بات ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارا ہر قدم قیامت کی طرف ہے تو شاید ایک قدم بھی آگے نہ بڑھیں لیکن نادانستہ طور پر سب تیزی کے ساتھ اسی کی طرف بھاگے چلے جا رہے ہیں اور یہ ایک انسانی زندگی کا عجیب وغریب فلسفہ ہے کہ ہر پیدا ہونے والا موت کی طرف بھاگ رہا ہے اور ہر زندہ رہنے والا قیامت کا رخ کئے ہوئے ہے۔ جملہ تعمیرات فنا اور خرابی کی طرف جا رہی ہیں اور اس کے بعد بھی انسان موت کیلئے تیار نہیں ہوتا ہے اور قیامت کے عذاب کی طرف سے بالکل غافل اور بےفکر ہو جاتا ہے۔

السَّعِيْرِ ۝۴ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ

رہنمائی کرے گا۔(4)اے لوگو! اگر تمہیں موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں

الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ [2] ثُمَّ

شبہ ہے تو (سوچو) ہم نے تمہیں مٹی (۲) سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے

مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّ غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ

پھر گوشت کی تخلیق شدہ اور غیر تخلیق شدہ بوٹی سے تا کہ ہم (اس حقیقت کو) تم پر

لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ

واضح کریں اور ہم جس کو چاہتے ہیں ایک مقررہ وقت تک رحموں میں ٹھہرائے رکھتے ہیں

مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ

پھر تمہیں ایک طفل کی شکل میں نکال لاتے ہیں تا کہ پھر تم جوانی کو پہنچ جاؤ

وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ

اور تم میں سے کوئی فوت ہو جاتا ہے اور کوئی تم میں سے نکمی عمر کو پہنچا دیا جاتا ہے

الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْــًٔا ۭ وَ تَرَى

تا کہ وہ جاننے کے بعد بھی کچھ نہ جانے اور تم دیکھتے ہو کہ زمین خشک ہوتی ہے

الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ

لیکن جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو یہ جنبش میں آ جاتی ہے

وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝۵ ذٰلِكَ بِاَنَّ

اور ابھرنے لگتی ہے اور مختلف اقسام کی پر رونق چیزیں اگاتی ہے۔(5) یہ سب

ایسی مردہ زمین کو زندگی دے سکتا ہے وہ مردہ انسانوں کو قبر سے کیوں نہیں نکال سکتا ہے۔

عربی حاشیہ

2- نطفہ۔ صاف پانی کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں انسان کے مادہ منویہ کا نام ہے۔

علقہ۔ جما ہوا خون اور مضغہ چبایا ہوا جیسا گوشت۔

مخلقہ۔ جس کی خلقت تمام ہو جائے۔

دنیا میں مدت بقا کے پورے ہو جانے کو توفی کہا جاتا ہے اور چونکہ یہ کام خدا انجام دیتا ہے لہٰذا اس توفی کو اس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور مرنے والے کو متوفی کہا جاتا ہے۔ متوفی کہنا غلط ہے۔ یہ خدا کا کام ہے بندہ کا کام نہیں ہے۔ ہامدہ۔ مردہ

ف: مجادلہ حق اور باطل دونوں طرح کی بحث کا نام ہے لیکن اہلِ باطل ہمیشہ حرف باطل کے ساتھ مجادلہ کرتے ہیں اور اس طرح فطری طور پر ایک شیطان نہیں بلکہ ہر شیطان کی پیروی پر آمادہ ہو جاتے ہیں یا دوسرے الفاظ میں حق کے مقابلہ میں مجادلہ کرتے ہیں اور شیطان کے مقابلہ میں سراپا تسلیم ہو جاتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۲) قیامت کے اثبات کیلئے پہلے خود انسانی خلقت کو دلیل بنایا گیا ہے کہ اللہ نے ایک بے جان مٹی سے ایک جاندار انسان بنا دیا ہے اور پھر بات کو مزید محسوس بنانے کیلئے سبزہ کی پیداوار کی مثال دی گئی ہے کہ زمین بالکل مردہ تھی لیکن پیدا کرنے والے نے اسے زندہ بنا دیا اور اس میں سیکڑوں چیزیں پیدا کر دیں تو جو

اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

اس لیے ہے کہ اللہ ہی برحق ہے اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ﴿۶﴾ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَ اَنَّ

قادر ہے۔(6)اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں اور یہ کہ

اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۷﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ

اللہ ان سب کو اٹھائے گا جو قبروں میں ہیں۔(7)اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے

فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ (3) وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۸﴾

بارے میں بغیر کسی علم اور (۳) ہدایت اور روشن کتاب کے کج بحثیاں کرتے ہیں۔ (8)

ثَانِيَ عِطْفِهٖ (4) لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِي الدُّنْيَا

تا کہ متکبرانہ انداز میں لوگوں کو راہ خدا سے گمراہ کریں۔ اس کیلئے دنیا میں

خِزْيٌ وَّ نُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۹﴾

خواری ہے اور قیامت کے روز ہم اسے آگ کا عذاب چکھائیں گے۔(9)

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ

یہ سب تیرے اپنے دونوں ہاتھوں سے آگے بھیجے ہوئے کی وجہ سے ہے ورنہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا

لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۰﴾ ع وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ (5) ج

نہیں ہے۔(10)اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ کی یکطرفہ (۴) بندگی کرتا ہے۔

فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَ اِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨانْقَلَبَ

اگر اسے کوئی فائدہ پہنچے تو مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر اسے کوئی مصیبت پہنچے

ع ۱۰/۸

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۸ میں علم عقلی دلیل کی طرف اور ہدایت خاصان خدا کی رہنمائی کی طرف اشارہ ہے۔ کتاب منیر آسمانی کتاب ہے اور اس طرح شریعت کے جملہ مدارک جن کا خلاصہ کتاب وسنت وعقل ہے سب کی طرف اشارہ کردیا گیا ہے۔ اجماع بھی انھیں دلائل کی ایک قسم ہے جس کی حجت سنت کے ذیل میں آجاتی ہے۔

3- علم تجربہ ومشاہدہ ہے اور ہدایت عقل ومنطق اور کتاب منیر وحی ربانی ہے جس کے بغیر کسی شخص کو بولنے کا حق نہیں ہے۔

4- ثانی عطف۔ رخ موڑنے والے اور مغرور ومتکبر شخص کو کہا جاتا ہے۔

5- حرف کے معنی طرف اور کنارہ کے ہیں لیکن یہاں شرط مراد ہے کہ انسان غیر جانبدار بن کر ایک کنارہ ہو کر حالات کا جائزہ لے رہا ہے اور اسی کی روشنی میں ایمان یا کفر کا فیصلہ کرے گا۔

اردو حاشیہ

(۳) دنیا میں معرفت کے تین اہم ذرائع ہیں۔ محسوسات کے بارے میں مشاہدہ اور تجربہ معقولات کے بارے میں فکر اور نظر یعنی عقل اور باقی جملہ امور دنیا و آخرت اور بالخصوص غیبیات کے بارے میں وحی الٰہی ہے۔

قرآن مجید نے اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جس کے پاس مشاہدہ اور عقل نہیں ہے اور اس پر وحی یا کتاب بھی نازل نہیں ہوئی ہے اسے خدا کے بارے میں بحث کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

(۴) آج بھی ایسے لوگ یقیناً پائے جاتے ہیں جن کے ایمان کا ضعف واستحکام حالات اور منافع سے وابستہ ہوتا ہے کہ خدا، رسول اور مولا مراد پوری کر دیں تو بہترین خدا، بہترین رسول اور بہترین مولا ہیں اور ان پر سو جان سے قربان ہو جانے کی ضرورت ہے لیکن اگر مراد پوری نہ ہو یا خدا اور رسولؐ خمس وزکوٰۃ کا مطالبہ کر لیں تو پھر یہ عجیب وغریب خدا ورسول اور مولا ہیں کہ غریبوں کے کام آنے کے بجائے غریبوں ہی سے خمس وزکوٰۃ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ اندازِ فکر درحقیقت ایک کفر مخفی کی نشاندہی کرتا ہے جس پر اسلام کا غلاف چڑھا دیا گیا ہے۔

عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ

تو منہ کے بل الٹ جائے۔ اس نے دنیا میں بھی خسارہ اٹھایا اور آخرت میں بھی۔ یہی کھلا

الْمُبِيْنُ ﴿١١﴾ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا

نقصان ہے۔(11) یہ اللہ کے سوا ایسی چیز کو پکارتا ہے جو اسے نہ ضرر دے سکتی ہے اور نہ

لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿١٢﴾ ۚ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ

اسے فائدہ دے سکتی ہے۔ یہی تو بڑی گہری گمراہی ہے۔(12) وہ ایسی چیز کو پکارتا ہے جس کا ضرر

اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى (6) وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿١٣﴾

اس کے فائدے سے زیادہ قریب ہے۔ کتنا برا ہے اس کا سرپرست اور اس کا رفیق بھی کتنا برا ہے۔ (13)

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اللہ ایمان لانے والوں اور نیک اعمال بجا لانے والوں کو یقیناً ایسے باغات میں

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا

داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔اللہ جس چیز کا ارادہ کر لیتا ہے اسے یقیناً

يُرِيْدُ ﴿١٤﴾ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا

کر گزرتا ہے۔(14) جو یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ دنیا و آخرت میں رسول کی مدد نہیں کرے گا

وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَاۗءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ

(اب رسول کی کامیابیوں سے تنگ ہے) تو اسے چاہیے کہ ایک رسی اوپر کی طرف باندھے پھر اپنا گلا

فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿١٥﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ

گھونٹ لے پھر دیکھے کیا اس کا یہ حربہ اس کے غصے کو دور کر دیتا ہے؟(15) اور اسی طرح ہم نے قرآن کو

عربی حاشیہ

مولا۔سرپرست ہے اور عشیر رفیق اور ساتھی۔

6-یہ اشارہ ہے کہ جسے خدائی امداد پر بھروسہ نہیں ہے اس چاہئے کہ گلے میں پھندا ڈال کر خودکشی کرلے مگر یہ یادرکھے کہ اس کے بعد بھی اس کا غصہ ختم ہونے والانہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ١٢میں معبودوں کے بالکل بے اثر ہونے کا ذکر کیا گیا ہے اور آیت نمبر ١٣ میں ان کے نقصان کو فائدہ سے زیادہ قریب تر کہا گیا ہے۔بعض علماء نے ان دونوں باتوں کو محاورہ پر محمول کیا ہے اور بعض کا بیان یہ ہے کہ پہلے بیان سے مراد بے جان معبود ہیں اور دوسرے بیان سے مراد جاندار معبود ہیں جو نقصان پہنچا سکتے ہیں لیکن فائدہ نہیں۔

اردو حاشیہ

اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یُّرِیْدُ ﴿۱۶﴾ اِنَّ
واضح آیات کی صورت میں نازل کیا اور اللہ جس کے لیے ارادہ کرتا ہے اسے ہدایت دیتا ہے۔(16)یقیناً

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِـِٕیْنَ وَ النَّصٰرٰی
ایمان لانے (۵) والوں، یہودیوں، صابیوں، نصرانیوں، مجوسیوں

وَ الْمَجُوْسَ وَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا ۖۗ اِنَّ اللّٰهَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ
اور مشرکوں کے درمیان اللہ قیامت کے دن فیصلہ کرے گا۔

الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۱۷﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ
یقیناً اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔(17) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ

یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ وَ الشَّمْسُ
جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے نیز سورج، چاند،

وَ الْقَمَرُ وَ النُّجُوْمُ وَ الْجِبَالُ وَ الشَّجَرُ وَ الدَّوَآبُّ وَ كَثِیْرٌ
ستارے، پہاڑ، درخت، جانور اور بہت سے انسان اللہ کے لیے سجدہ کرتے ہیں

مِّنَ النَّاسِ ؕ وَ كَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُ ؕ وَ مَنْ یُّهِنِ
اور بہت سے عذاب کے مستحق ہیں اور جسے اللہ خوار کرے اسے

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ؕ۩ ﴿۱۸﴾
عزت دینے والا کوئی نہیں۔ یقیناً اللہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔ (18)

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ ٘ فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا
ان دونوں فریقوں نے (۶) اپنے رب کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

عربی حاشیہ

ف: مجوس کا ذکر قرآن مجید میں صرف اس مقام پر کیا گیا ہے۔ وہ زرتشت کے علاوہ دوسری قوم ہے جس کا نبی بھی تھا اور کتاب بھی۔ نبی کو قتل کر دیا اور کتاب کو جلا دیا۔ صابئین بھی بعض مفسرین کے نزدیک کسی نبی کی امت تھے اور ان کا تذکرہ بھی مشرکین کے مقابلہ میں کیا گیا ہے۔

7- ستارہ پرست بالکل خدا کے منکر اور لامذہب نہیں ہوتے ہیں بلکہ خدا کے اقرار کے ساتھ کائنات میں ستاروں کی مخصوص تاثیر کے بھی قائل ہوتے ہیں اور انھیں بھی ایک طرح کے خدائی کا حصہ دار قرار دیتے ہیں۔

8- بیجان مخلوقات کے سجدہ کے بارے میں مفسرین کا خیال ہے کہ یہ فطری اور طبیعی اطاعت کے معنی میں ہے کہ جس راستہ پر انھیں چلایا جارہا ہے بے چون وچرا اسی پر چلے جارہے ہیں جس طرح کہ ایک شریف انسان سر تسلیم خم کر دیتا ہے لیکن بعض فلاسفر کا خیال ہے کہ کائنات کا کوئی ذرہ بھی شعور سے خالی نہیں

اردو حاشیہ

(۵) دنیا میں مختلف عقائد کے لوگ کسی قدر شیر وشکر کیوں نہ ہو جائیں قیامت کے دن سب الگ کر دیئے جائیں گے اور سب کا فیصلہ ان کے عقائد کے مطابق ہوگا۔

افسوس کی بات تو یہ ہے کہ کائنات کے سارے بے جان ذرات پروردگار کی تسبیح بھی کر رہے ہیں اور اس کے حکم کے آگے سر تسلیم بھی خم کئے ہوئے ہیں اور انسان اس قدر مغرور اور متکبر ہو گیا ہے کہ اپنے مالک کی بارگاہ میں بھی سجدہ نہیں کرتا۔ ایسے صاحب عقل انسان سے تو بے عقل اور بے شعور جانور اور بے جان مخلوقات ہی بہتر ہیں۔

(۶) مومن وکافر سے مراد عام مومن وکافر بھی ہو سکتے ہیں جن کا تذکرہ مذکورہ بالا آیت میں کیا گیا ہے اور مخصوص افراد بھی ہو سکتے ہیں جیسا کہ تفسیر طبری میں وارد ہوا ہے کہ اس سے مراد جنگ بدر کے فریقین ہیں جن میں ایک طرف عتبہ، شیبہ اور ولید تھے اور دوسری طرف عبیدہ بن الحرث، حمزہ بن عبدالمطلب اور علی بن ابی طالبؑ تھے اور اللہ نے مومنین کو مشرکین پر غلبہ عطا فرمایا تھا اور ایک بے ساز وسامان لشکر کو مسلح افراد پر غالب بنا دیا تھا اور اس طرح ایمان وعقیدہ کے مقابلہ میں اسلحہ وطاقت کو شکست فاش حاصل ہوئی تھی۔

قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ

پس جنھوں نے کفر کیا ان کے لیے آتشیں لباس آمادہ ہے۔ ان کے سروں کے اوپر کھولتا ہوا

رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۝١٩ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَ الْجُلُوْدُ ۝٢٠

پانی ڈالا جائے گا۔(19)جس سے ان کے پیٹ میں جو کچھ ہے اور کھالیں گل جائیں گی۔ (20)

وَ لَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ۝٢١ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ

اور ان (کو مارنے) کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے۔(21)جب وہ رنج کی وجہ سے

يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَ ذُوْقُوْا

جہنم سے نکلنے کی کوشش کریں گے تو پھر اسی میں پلٹا دیے جائیں گے اور (کہا جائے گا)

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝٢٢ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

جلنے کا عذاب چکھو۔(22)جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ہیں

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اللہ یقیناً انہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔

يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ؕ وَ

سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے ان کی آرائش کی جائے گی اور ان جنتوں میں

لِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝٢٣ وَ هُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ

ان کے لباس ریشم کے ہوں گے۔(23) اور انہیں پاکیزہ گفتار کی طرف ہدایت دی گئی

الْقَوْلِ ۚۖ وَ هُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ۝٢٤ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور انہیں لائق ستائش (خدا) کی راہ دکھائی گئی۔(24)جو لوگ کافر ہوئے

عربی حاشیہ

ہے اور ہر مخلوق اپنے اپنے شعور کے مطابق تسبیح پروردگار میں مصروف اور اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہے۔ اس میں کسی مجازی اطاعت کے مراد لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

آیت کریمہ میں ''الم تر'' علم کے معنی میں ہے کہ سجدہ تکوینی قابل رویت نہیں ہے۔ من فی السماوات ملائکہ ہیں اور ان کا سجدہ دراصل تشریعی ہے جیسا کہ دیگر آیات سے ظاہر ہوتا ہے۔ ''من فی الارض'' زمین کے ملائکہ ہیں یا خود انسان ہیں جس کی وضاحت ''کثیر من الناس'' سے کی گئی ہے۔ آسمان کے سجدہ کا ذکر نجوم کے ذیل میں ہے اور زمین کی اطاعت کا ذکر خیال کے ذیل میں۔ غرض کل کائنات سجدہ تکوینی یا تشریعی میں مصروف ہے۔

ف: ایمان وکفر دونوں گروہوں کے تذکرہ کے بعد دونوں کے اختلاف اور انجام کا ذکر کیا گیا ہے۔ کفار کے لئے چار قسم کی سزائیں ہیں۔ لباس جہنم۔ مار حمیم۔ آتشیں گرز۔ عدم

اردو حاشیہ

كَفَرُوْا وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
اور اہ خدا میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں اور اس مسجد الحرام کی راہ میں بھی جسے ہم نے

الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨ الْعَاكِفُ (9) فِيْهِ وَ الْبَادِ ؕ
سب لوگوں کے لیے بنایا ہے اور جس میں مقامی لوگ اور باہر سے آنے والے سب برابر ہیں

وَ مَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ
اور جو اس میں زیادتی کے ساتھ کجروی کا ارادہ کرے اسے ہم ایک دردناک عذاب

اَلِيْمٍ ﴿۲۵﴾ وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ
چکھائیں گے۔(25)اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے ابراہیم (۷) کے لیے خانہ کعبہ کو جائے گاہ بنایا (اور آگاہ کیا)

لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّ طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ
کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور

الْقَآئِمِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ
رکوع اور سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔(26)اور لوگوں میں حج کے لیے اعلان (۸) کرو کہ

يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ (10) يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ
لوگ آپ کے پاس دور راستوں سے پیدل چل کر اور کمزور اونٹوں پر سوار

عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ (11) لَهُمْ وَ يَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ
ہو کر آئیں۔(27)تا کہ وہ ان فوائد کا مشاہدہ کریں جو انہیں حاصل ہیں اور

فِيْۤ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ
خاص دنوں میں اللہ کا نام لو ان جانوروں پر جو اللہ نے انہیں عنایت کیے ہیں۔

عربی حاشیہ

خروج۔ اور صاحبانِ ایمان کے لئے پانچ قسم کی نعمتیں ہیں۔ باغات۔ زیورات۔ لباس حریر۔ قول طیب۔ صراط حمید۔

9- عاکف۔ یعنی مقیم اور بادی یعنی باہر سے وارد ہونے والا۔

ایجاد یعنی انحراف اور سیدے راستہ سے الگ ہوجانا۔

واضح رہے کہ خانۂ خدا میں تمام مقامی اور غیر مقامی افراد کا برابر سے حق ہے اور کسی مقامی آدمی کو اس پر اجارہ داری قائم کرنے کا حق نہیں ہے۔ ایسے افراد کا شمار ان ظالموں میں ہوتا ہے جو راہ خدا اور مسجد الحرام سے روکنے والے ہیں اور ان کا انجام بہت برا ہونے والا ہے۔

10- ضامر۔ لاغر

فج۔ راستہ، عمیق۔ دوردراز ، بہیمۃ الانعام۔ اونٹ، گائے اور بکری وغیرہ۔

بائس۔ پریشاں حال

اردو حاشیہ

(۷) کفار مکہ کی یہ دہری پالیسی تھی کہ جناب ابراہیمؑ کا احترام بھی کرتے تھے اور بت پرستی بھی کرتے تھے۔ قدرت نے متوجہ کر دیا کہ ہم نے ابراہیمؑ کو اس گھر کو بتوں سے پاک رکھنے کا حکم دیا ہے تو ان کو ماننے والے کسی قیمت پر بت پرست نہیں ہو سکتے ہیں۔

قدرت کی طرف سے یہ بہترین سامان سکون ہے کہ آواز خلیل صدا بصحرا نہ ہوگی اور ابراہیمؑ آواز دیں گے تو خدا اس آواز کے پہنچانے کا انتظام بھی کرے گا اور لبیک کہنے والے بھی فراہم کرے گا جس کا منظر ہمیشہ ایام حج میں دیکھنے میں آیا ہے۔

(۸) یہاں سے احکام حج کا سلسلہ شروع ہوتا ہے کہ ذبیحہ پر نام خدا کا لینا ضروری ہے اور ذبیحہ مخصوص جانوروں کا ہونا چاہیے مرغی اور کبوتر کا ذبیحہ نہیں ہو سکتا۔ پھر ذبیحہ مخصوص دنوں کے اندر ہونا چاہیے اور اس میں سے خود بھی کھانا چاہیے اور غریب اور محتاج کو بھی کھلانا چاہیے اور پھر قربانی کے بعد ہی جسم کی کثافتوں کو دور کیا جا سکتا یعنی بال اور ناخن وغیرہ کاٹے جا سکتے ہیں۔

اس کے بعد کوئی نذر کی ہے تو اسے پورا کرنا چاہیے کہ اب کام مکمل ہو چکا ہے۔ اس مقام پر شکار کے حرام ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ذبیحہ کا گوشت بھی حرام ہے۔ گوشت بہرحال حلال ہے اور اس کا استعمال مباح ہے۔

الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿٢٨﴾

پس ان سے تم لوگ خود بھی کھاؤ اور مفلوک الحال ضرورتمندوں کو بھی کھلاؤ۔ (28)

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا

پھر وہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اللہ کے

بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿٢٩﴾ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ

قدیم گھر کا طواف کریں۔(29)بات یہ ہے کہ جو کوئی اللہ کی قائم کردہ حرمتوں کی عظمت کا

اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ

پاس کرے تو اس کے رب کے نزدیک اس میں اسی کی بہتری ہے۔اور تم لوگوں کے لئے مویشی حلال

اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ

کر دیے گئے ہیں سوائے ان کے جن کے بارے میں تمہیں بتایا جائے گا۔ پس تم لوگ بتوں کی پلیدی سے

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿٣٠﴾ حُنَفَآءَ (12) لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ

اجتناب کرو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔(30) صرف ایک اللہ کی طرف یکسو ہو کر، کسی کو اس کا

بِهٖ ۗ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ

شریک بنائے بغیر اور جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے تو وہ ایسا ہے گویا آسمان سے گر گیا پھر

الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿٣١﴾ ذٰلِكَ ۗ

یا تو اسے پرندے اچک لیں یا اسے ہوا اڑا کر کسی دور جگہ پھینک دے۔(31)بات یہ ہے

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿٣٢﴾

کہ جو شعائر اللہ کا احترام کرتا ہے تو یہ دلوں کا تقویٰ ہے۔ (32)

عربی حاشیہ

تفث ۔ میل

11- خانۂ کعبہ کی عظمت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس میں دین دار دنیا کے تمام فوائد دیکھنے میں آتے ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ امت اسلامیہ کو حج کے سماجی، اقتصادی اور سیاسی فوائد سے محروم کردینا خانہ کعبہ کی تعظیم نہیں ہے بلکہ توہین ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۹ میں میل دور کرنے کی تفسیر ملاقات امامؑ سے بھی کی گئی ہے۔ ”تمام الحج بقاء الامام“ اور شاید اس کا راز یہ ہو کہ تقصیر ظاہری کثافت دور کرنے کا ذریعہ ہے اور ملاقات امامؑ باطنی کثافت کے ازالہ کا ذریعہ ہے۔

ف: مشرک درحقیقت وہ پتہ ہے جو درخت سے ٹوٹ جائے یا وہ انسان ہے جو آسمان توحید سے رشتہ توڑ کر فضا میں بکھر جائے کہ اسے ہر طائر اچک سکتا ہے اور ہر ہوا کسی بھی گڑھے میں گرا سکتی ہے۔

12- حنفاء۔ حنیف کی جمع ہے یعنی وہ

اردو حاشیہ

لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ [13] إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ إِلَى

اس (قربانی کے جانور) سے ایک معین مدت تک فائدہ اٹھانا تمہارے لیے (جائز) ہے۔ پھر اس کا (ذبح ہونے کا)

الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿٣٣﴾ ع وَ لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا

ع ۴/۸ ۱۱

مقام قدیم خانہ کعبہ کے پاس ہے۔(33)اور ہر امت کے لئے ہم نے

لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ

قربانی کا ایک دستور مقرر کیا ہے تا کہ وہ ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے انہیں عطا کیے ہیں۔

الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُۥٓ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ

پس تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پس اسی کے آگے سرِتسلیم خم کرو اور (اے رسول) عاجزی کرنے والوں کو

الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ

خوشخبری سنا دیجئے۔(34) جن کا حال یہ ہے کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپنے لگتے ہیں

وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَآ أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَوٰةِ وَ

اور وہ مصیبت پر صبر کرنے والے ہوتے ہیں اور نماز قائم کرنے والے ہوتے ہیں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے

مِمَّا رَزَقْنَٰهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَالْبُدْنَ [14] جَعَلْنَٰهَا لَكُم

اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔(35)اور قربانی کے اونٹ میں جسے ہم نے تم لوگوں کے لیے

مِّن شَعَٰٓئِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ

شعائر اللہ میں سے قرار دیا ہے اس میں تمہارے لیے بھلائی ہے۔ پس اسے کھڑا کر کے

عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا

اس پر اللہ کا نام لو پھر جب یہ پہلو پر گر پڑے تو اس میں سے خود بھی کھاؤ

عربی حاشیہ

شخص جو دین حق پر ثابت قدم رہے اور باطل سے کنارہ کش رہے۔

سحیق۔ دور دراز

شعائر۔ شعیرہ کی جمع ہے یعنی علامت یہ اشعار بمعنی اعلام سے ماخوذ ہے۔

منسک۔ محل عبادت

نسک۔ عبادت۔

قربانی کے جانور کو شعائر اللہ میں قرار دینے کے بعد اس کی تعظیم کا حکم دینا اس بات کی علامت ہے کہ انسان کو بہترین جانور ذبح کرنا چاہئے اور عیب والا یا سستا جانور ذبح کر دینا شعائر اللہ کی توہین کے برابر ہے تعظیم نہیں ہے۔

13- یہ دلیل ہے کہ قربانی کے جانور سے ذبح کے پہلے تک استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد اسے مکہ میں یعنی حدود حرم میں ذبح کرنا ہے جس میں منیٰ بھی شامل ہے۔

14- بُدن۔ بدنہ کی جمع ہے یعنی تندرست اونٹ۔

اردو حاشیہ

وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ

اور سوال کرنے والے اور سوال نہ کرنے والے فقیر کو کھلاؤ۔ یوں ہم نے انہیں تمہارے لیے

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٣٦﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ

مسخر کیا ہے تا کہ تم شکر کرو۔(36) نہ اس کا گوشت (٩) اللہ کو پہنچتا ہے اور نہ اس کا خون

لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ

بلکہ اس تک تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ اسی طرح اللہ نے انہیں تمہارے لیے مسخر کیا ہے

سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَ بَشِّرِ

تا کہ اللہ کی عطا کردہ ہدایت پر تم اس کی بڑائی کا اظہار کرو اور (اے رسول) آپ نیکی کرنے والوں کو

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣٧﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ

بشارت دیں۔(37) اللہ ایمان والوں کا یقیناً (١٠) دفاع کرتا ہے اور اللہ کسی قسم کے

اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿٣٨﴾ ع اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ

خیانت کار کو یقیناً پسند نہیں کرتا۔(38) جن لوگوں پر جنگ مسلط کی جائے انہیں (جنگ کی) اجازت دی گئی ہے (١١)

بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۨ ﴿٣٩﴾ الَّذِيْنَ

کیونکہ وہ مظلوم واقع ہوئے ہیں اور اللہ ان کی مدد کرنے پر یقیناً قدرت رکھتا ہے۔(39) یہ وہ لوگ ہیں جو

اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا

اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے ہیں۔ (ان کا قصور صرف یہ تھا کہ) وہ یہ کہتے تھے:

اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ

ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے روکے نہ رکھتا تو

عربی حاشیہ

صواف۔ یعنی قیام کی حالت میں۔

ف: آیت نمبر ۳۷ اشارہ ہے کہ قربانی کا خون بھی خدا کے یہاں نہیں جاتا ہے اور خون کا دیواروں پر لگانا ایک احمقانہ عمل ہے حیرت کی بات یہ ہے کہ بعض مسلمان علاقوں میں تعمیرات وغیرہ کے موقع پر قربانی کا خون بنیادوں کا ترکہ ہے جو بعض مسلمانوں کے حصہ میں آ گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۹) دور جاہلیت میں یہ رسم تھی کہ کفار عرب قربانی کے جانور کا گوشت مقدس مقامات پر آویزاں کر دیا کرتے تھے اور اس کے خون سے خانۂ خدا کی دیواروں کو آلودہ کر دیا کرتے تھے۔ گویا یہ گوشت اور خون خدا کی بارگاہ میں جا رہا ہے جس طرح آج کے بعض نادان افراد مسجدوں میں طرح طرح کے چھاپے لگاتے ہیں۔ اور اس طرح ان دھبوں کو اللہ کی بارگاہ تک پہنچانے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

قرآن مجید نے اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ خدا کو راضی کرنے کا راستہ یہ داغ اور دھبے نہیں ہیں۔ اس کی رضا کا ذریعہ تقویٰ، پرہیزگاری اور دامنِ کردار کا ہر دھبہ سے پاک ہونا ہے۔

(۱۰) درحقیقت یہ مصائب ایمان کی زندگی کیلئے ضروری ہیں ورنہ ایمان اخلاص کے بجائے تجارت کا ذریعہ بن جائے گا لیکن اس کے باوجود پروردگار اپنے بندوں کی مدد کرتا رہتا ہے اور ان سے دفاع کرتا رہتا ہے ورنہ آج صفحۂ ارض سے ان کا وجود بھی مٹ گیا ہوتا۔

(۱۱) کفار نے مکہ میں مسلمانوں کو بیحد ستایا اور آئے دن ان سے جھگڑا کرنے پر تلے رہے لیکن سرکار دو عالمؐ اپنے اصحاب کو جوابی کاروائی سے روکتے رہے اور برابر صبر کی تلقین کرتے رہے یہاں تک کہ تقریباً ستر آیتوں میں ایسی جوابی کارروائی سے منع کیا گیا ہے۔ اس کے بعد جب آپ ہجرت کر کے مدینہ آئے اور

صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ

راہبوں کی کوٹھیوں اور گرجوں اور عبادت گاہوں اور مساجد کو جن میں کثرت سے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے

اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ

منہدم کر دیا جاتا اور اللہ اس کی ضرور مدد فرمائے گا جو اس کی مدد کرے گا۔ اللہ یقیناً بڑا طاقتور اور بڑا غالب آنے

عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ

والا ہے۔(40)یہ وہ لوگ ہیں۔ (۱۲) اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دیں تو وہ نماز قائم کریں گے

وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ

اور زکوۃ ادا کریں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے اور تمام امور کا انجام

وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ وَ اِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ

اللہ کے ہاتھ میں ہے۔(41)اگر لوگ آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو ان سے پہلے بھی تکذیب کی

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ عَادٌ وَّثَمُوْدُ ﴿۴۲﴾ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ

قوم نوح ؑ نے اور عاد اور ثمود نے۔(42)اور قوم ابراہیم اور قوم

لُوْطٍ ﴿۴۳﴾ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ

لوط نے۔(43)اور مدین والوں نے بھی اور موسیٰ کی بھی تکذیب کی گئی ہے پس میں نے کفار کو پہلے مہلت دی

لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۴﴾ فَكَاَيِّنْ مِّنْ

پھر میں نے انہیں گرفت میں لے لیا پھر (دیکھ لو) میرا عذاب کیسا سخت ہے؟(44)پھر (قابل فکر ہے)

قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا

کتنی ہی بستیاں ان کے ظلم کی وجہ سے ہم نے تباہ کیں اور وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور

عربی حاشیہ

15- صومعہ۔ عیسائیوں کا عبادت خانہ ہے اور بیعہ یہودیوں کا۔

اقرب الموارد کا بیان ہے کہ بیعہ عیسائیوں کے عبادت خانہ کا نام ہے اور منجد میں درج کیا گیا ہے کہ بیعہ یہود ونصاریٰ دونوں کے عبادت خانہ کا نام ہے۔

صلوات سے مراد مکان صلوات ہے یعنی دیگر مذاہب کے عبادت خانے۔

16- نکیر۔ یعنی انکار، عذاب، ہلاکت اور بربادی۔

خاویہ۔ خالی یا ساقط۔ بڑ معطلہ جس کنویں سے پانی نہ مل سکے۔

قصر مشید۔ جس پر پلاسٹر وغیرہ کر دیا جائے۔ اس مقام پر عظیم اور بلند برتر قلعے مراد ہیں۔

اردو حاشیہ

حالات قدرے سازگار ہوئے تو خدا نے بھی جہاد کی اجازت دیدی اور یہ پہلا اذنِ جہاد تھا جو سورۂ حج میں وارد ہوا ہے اور یہ ایک اشارہ ہے کہ حج اور جہاد میں کوئی منافات نہیں ہے اور حج کے اجتماع میں جہاد کا نعرہ لگایا جا سکتا ہے بلکہ یہ مسلمانوں میں ذوق جہاد اور شعور دفاع بیدار کرنے کا بہترین موقع ہے جس طرح کہ خود خدا نے سورۂ حج ہی میں جہاد کا حکم نازل کیا ہے۔

(۱۲) مالک کائنات نے اپنے نیک بندوں سے مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے لیکن نیک بندوں سے مراد بھی وہی افراد ہیں جو اقتدار پانے کے بعد خدا کو بھول نہ جائیں اور انفرادی زندگی میں نماز اور زکوۃ کا خیال رکھیں اور اجتماعی زندگی میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام کریں۔ ان فرائض سے غافل ہو جانے والے نہ دین خدا کے مددگار ہو سکتے ہیں اور نہ خدا نے ان سے کسی طرح کی مدد کا وعدہ کیا ہے جس کا منظر دور حاضر کے مسلمانوں کی زندگی اور ان کی نکبت وذلت میں بخوبی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

کتنے کنویں اور قصر بیکار پڑے ہیں۔(45) کیا یہ لوگ زمین پر چلتے پھرتے

فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ [17]

نہیں ہیں کہ ان کے دل سمجھنے والے یا ان کے کان سننے والے ہو جاتے؟

بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ

حقیقتاً آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں

الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ [18] بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ

جو سینوں میں ہوتے ہیں۔(46) اور یہ لوگ آپ سے عذاب جلدی طلب کر رہے ہیں اور اللہ اپنے وعدے کے

اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۭ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا

خلاف ہرگز نہیں کرتا اور آپ کے پروردگار کے ہاں کا ایک دن تمہارے شمار کے مطابق یقیناً ہزار برس کی

تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ

طرح ہے۔(47)اور بہت سی بستیاں ایسی ہیں جنہیں میں مہلت دیتا رہا ہوں جب کہ وہ ظلم کرنے والی تھیں۔

ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ ع قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ

پھر میں نے انہیں گرفت میں لیا اور میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔(48) کہہ دیجئے: اے لوگو! میں تو

اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ ۚ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

تمہارے لیے صرف صریح تنبیہ کرنے والا ہوں۔(49) پس جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور نیک اعمال

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا

انجام دیتے ہیں ان کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔(50)اور جو لوگ ہماری

عربی حاشیہ

17- آنکھ اور کان تو فقط ادراک کے وسائل اور ذرائع ہیں اب اصل قلب ہی کام نہ کرے تو وسائل کب کام کر سکتے ہیں۔

18- یہ عجلت کا تقاضا درحقیقت ایک طرح کا مذاق ہے کہ اگر عذاب کی کوئی حقیقت ہے تو وہ نازل کیوں نہیں ہو جاتا۔ قدرت نے واضح جواب دے دیا کہ ہمارا وعدہ برحق ہے اور اس پر عجلت یا تاخیر کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔

ف: جملہ مذاہب کی عبادت گاہوں کے درمیان مساجد کے ذیل میں ذکر خدا کا حوالہ دلیل ہے کہ جس قدر ذکر خدا مساجد میں ہوتا ہے کسی مذہب کی عبادت گاہ میں نہیں ہوتا ہے۔ اور یہ اسلام کا ایک عظیم امتیاز ہے کہ اس نے عمارت سے زیادہ اصل عمل پر زور دیا ہے اور اس کی اہمیت کا اعلان کیا ہے۔

ف: ایک دن کے ہزار سال کے برابر ہونے کا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نگاہ خدا میں دن اور سال سب برابر ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ

اردو حاشیہ

فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿٥١﴾ وَمَآ

آیات میں ہمیں عاجز بنانے کی کوشش کرتے ہیں وہ اہل جہنم ہیں۔(51)اور (اے محمد)

اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا

آپ سے پہلے ہم نے نہ کوئی بھیجا اور نہ نبی مگر جب اس نے (کامیابی کی)

تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي

تمنا کی تو شیطان نے اس کی اس آرزو [۱۳] میں خلل اندازی کی لیکن اللہ شیطان کے خلل کو

الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٥٢﴾ۙ

نابود کرتا ہے۔ پھر اللہ اپنی آیات کو محکم کرتا ہے اور اللہ بڑا دانا، حکمت والا ہے۔ (52)

لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

تا کہ شیطان کی خلل اندازی کو ان لوگوں کے لیے آزمائش قرار دے جن کے

مَّرَضٌ وَّ الْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ

دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل جامد ہیں۔ اور ظالم لوگ یقیناً بہت گہرے

شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿٥٣﴾ۙ وَّ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ

عناد میں مبتلا ہیں۔(53)اور اس لیے بھی ہے کہ جنہیں علم دیا گیا ہے وہ جان لیں کہ

الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ

یہ آپ کے پروردگار کی طرف سے حق ہے، پس وہ اس پر ایمان لے آئیں اور اللہ کے سامنے

وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٥٤﴾ وَ

ان کے دل نرم ہو جائیں اور اللہ ایمان والوں کو یقیناً راہِ راست کی ہدایت کرتا ہے۔(54)اور

عربی حاشیہ

تمھیں کام میں ہزار سال لگ سکتے ہیں خدا ایک دن میں کرسکتا ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ قیامت کا دن واقعی طویل ہو۔

19- رسول اور نبی دونوں خدا کے نمائندے ہوتے ہیں۔فرق صرف یہ ہے کہ جن حضرات کو آسمانی خبریں دی جاتی ہیں انھیں نبی کہاجاتا ہے چاہے ان پر پیغام رسانی کی کوئی ذمہ داری ہو یا نہ ہو لیکن جنھیں پیغام رسانی کا بھی ذمہ دار بنا دیاجاتا ہے انھیں رسول بھی کہاجاتا ہے کہ رسول رسالت سے نکلا ہے اور رسالت کے معنی پیغام کے ہیں۔

20- شیطانی الہامات کا اثر یا اُن پڑھے لکھے افراد پر ہوتا ہے جن کے دلوں میں کھوٹ اور دماغ میں کجی ہوتی ہے یا اُن جاہلوں پر ہوتا ہے جن کے دلوں کو جہالت اور عصبیت نے پتھر بنادیا ہے۔

انبیاء کرام پر شیطانی وسوسوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے اگر چہ شیطان کا کام ہی یہ ہے کہ

اردو حاشیہ

(۱۳) بعض محدثین اور مفسرین نے اس مقام پر کمال گمراہی کا ثبوت دیتے ہوئے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسولؐ اکرم سورہ النجم کی تلاوت کررہے تھے اور جب بتوں کے ذکر تک پہنچے تو شیطان نے آپ پر ایک نیا القاء کردیا اور آپ نے دو جملے ان کی مدح میں بھی کہہ دیئے تو خدا نے فوراً متوجہ کیا اور کہا کہ گھبرایئے گا نہیں یہ ہر نبی کا حشر ہوا ہے اور ہم شیطان کے القاء کو باطل بنا کر اپنی آیتوں کو مستحکم بنا دیتے ہیں۔

بیچارے ان افراد نے یہ سوچنے کی بھی زحمت نہیں کی کہ اس طرح نبی کے قول وفعل کا کیا اعتبار رہ جائے گا اور وہ کون سا خدا ہے جو نبی کے غلطی کرنے سے پہلے شیطان کی راہ میں رکاوٹ نہیں پیدا کرتا ہے بلکہ جب شیطان غالب آجاتا ہے اور نبی غلطی کرلیتا ہے تو مقابلہ پر آکر شیطان کے حربہ کو ناکام بنا دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کی تائید جو شیطان کے غلبہ کا سبب بن جائے اور نبی کو بے اعتبار بنادے کس کے کام آنے والی ہے۔

حق یہ ہے کہ نبی کی آرزو صرف یہ ہے کہ ساری دنیا صاحب ایمان ہو جائے اور شیطان اس راہ میں ہمیشہ رکاوٹ ڈالتا رہتا ہے اور خدا اپنے نبی کی تائید کرتا رہتا ہے اور شیطان کے علی الرغم اسکی تبلیغ موثر ہوتی رہتی ہے اور اس بات کا اس جعلی افسانہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

لَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ

کافر لوگ تو اس کی طرف سے ہمیشہ اسی شک میں مبتلا رہیں گے یہاں تک کہ

السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ۝٥٥

ان پر یکایک قیامت آ جائے گی یا نامراد دن کا عذاب ان پر آ جائے گا۔(55)

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۭ فَالَّذِيْنَ

اس روز بادشاہی صرف اللہ ہی کی ہو گی۔ وہی ان کے درمیان فیصلہ کرے گا، لہٰذا جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝٥٦ وَالَّذِيْنَ

ایمان لے آئے اور نیک اعمال بجا لائے وہ نعمتوں والی جنتوں میں ہوں گے۔(56)اور جو کافر ہوئے

كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝٥٧ ع

ع ۹ ۱۴

اور ہماری آیات کی تکذیب کرتے رہے پس ان کے لیے ذلت آمیز عذاب ہو گا۔(57)

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا

اور جنہوں نے راہ خدا میں ہجرت اختیار کی پھر وہ مارے گئے یا مر گئے انہیں اللہ

لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ

یقیناً اچھی روزی سے ضرور نوازے گا اور رزق دینے والوں میں یقیناً اللہ ہی

الرّٰزِقِيْنَ ۝٥٨ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا [21] يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ

بہترین ہے۔(58)وہ ایسی جگہ میں انہیں ضرور داخل فرمائے گا جسے وہ پسند کریں گے اور اللہ

اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝٥٩ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ

یقیناً بڑا دانا، بڑا بردبار ہے۔(59)یہ بات اپنی جگہ درست ہے لیکن اگر کوئی شخص اتنا ہی بدلہ لے

عربی حاشیہ

ان کے ہر منصوبہ کی تکمیل کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرے اور اسے کسی طرح مکمل نہ ہونے دے اور رب العالمین کی نصرت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ شیطانی حرکات ناکام بنا دے اور اپنی آیات کو مستحکم قرار دے دے۔

ف: آیت نمبر ۶۰ کا کھلا ہوا اعلان ہے کہ نصرت الٰہی ان افراد کے لئے ہے جو پہلے اپنے امکان بھر ظلم وتعدی کا مقابلہ کریں اس کے بعد عاجز ہوجائیں اور ان پر ظلم کیا جائے ورنہ کاہل اور بے غیرت انسان سے خدانے کوئی وعدۂ نصرت نہیں کیا ہے۔

21- مدخل ۔ ادخل سے نکلا ہے اور اسم مکان ہے یعنی داخلہ کی جگہ (جنت)

اردو حاشیہ

مَا عُوقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ

جتنا سخت برتاؤ اس کے ساتھ کیا گیا تھا پھر اس پر زیادتی بھی کی گئی ہو تو اللہ اس کی ضرور مدد فرمائے گا۔ بتحقیق اللہ بڑا

اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۶۰﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي

درگزر کرنے والا، معاف کرنے والا ہے۔(60)ایسا اس لیے ہے کہ اللہ رات کو دن میں

النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ

داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور یہ کہ اللہ بڑا سننے والا،

بَصِيْرٌ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ

دیکھنے والا ہے۔(61)یہ اس لیے ہے کہ اللہ ہی برحق ہے اور اس کے سوا

مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۶۲﴾

جنہیں یہ پکارتے ہیں وہ سب باطل ہیں اور یہ کہ اللہ بڑا برتر ہے۔(62)

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۡ فَتُصْبِحُ

کیا تو نے نہیں دیکھا (۱۴) کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا تو (اس سے)

الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۶۳﴾ۚ لَهٗ مَا

زمین سرسبز ہو جاتی ہے؟ اللہ یقیناً بڑا مہربان، بڑا باخبر ہے۔(63)جو کچھ

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ

آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور اللہ ہی بے نیاز اور لائق

الْحَمِيْدُ ﴿۶۴﴾ ع اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ

ستائش ہے۔(64) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لیے زمین کی ہر چیز مسخر

عربی حاشیہ

22- مظلوم کے لئے اس سے بڑا سہارا کیا ہوسکتا ہے کہ خدا نے اس کی مدد کے لئے قطعی اور یقینی وعدہ کیا ہے، بشرطیکہ انسان خود ظلم نہ کرے اور جہاد بھی کرے تو اپنے نفس اور دین سے دفاع کے طور پر کرے جارحیت کے انداز پر نہیں۔

23- مفسرین نے اس آیت کو ماقبل کی آیت سے مربوط بنانے کے لئے بہت سی تاویلیں کی ہیں لیکن بظاہر اس مقام پر اپنی قدرت اور نصرت کی طاقت کا مظاہرہ مقصود ہے اور اس کے علاوہ کوئی قابلِ اطمینان بات مفسرین کے بیانات میں نہیں پائی جاتی ہے اور نہ ہر آیت کا سابق کی آیت سے متعلق ہونا ہی ضروری ہے۔ ہوسکتا ہے کہ دونوں کا محل نزول الگ الگ ہو اور بعد میں بحکمِ خدا یکجا کر دیا گیا ہو۔

اردو حاشیہ

(۱۴) مالک کائنات نے پہلے صاحبانِ ایمان کو اطمینان دلایا کہ وہ حالات پر صبر کریں اور دشمن پر بھی زیادتی سے کام نہ لیں۔ پھر اس کے بعد بھی دشمن ظلم کرتا ہے تو ہم مدد کرنے کیلئے تیار ہیں اور تمہیں اس بات سے دل تنگ نہیں ہونا چاہیے کہ جب خدا مددگار ہے تو ظلم ہوتا ہی کیوں ہے اس لئے کہ ہم آفتاب نکالنے اور دن کو لے آنے پر قادر ہیں لیکن یہ کام بھی پوری رات گذر جانے کے بعد کرتے ہیں کہ اس کے بغیر دن کی قدر کرنے والا ہی کوئی نہ ہوگا اور نہ کوئی اس احسان کا اندازہ کر سکے گا۔ یہی حال زمین کا ہے کہ ہم ایک پانی برسا کر اسے سرسبز وشاداب بنا دیتے ہیں۔ لیکن یہ کام بھی اس وقت ہوتا ہے جب ایک مدت تک زمین اپنی خشکی اور بے آبی کو برداشت کر لیتی ہے اور خدا تو خود بھی ظلم والوں اور کفر والوں کو برداشت کرتا ہے تو تم برداشت کیوں نہیں کرتے ہو۔ تمہارا بھی فرض ہے کہ برداشت کرنے کی ہمت پیدا کرو۔ اس کے بعد ہم مدد کرنے والے ہیں اور نتیجہ تمہارے ہی ہاتھ میں رہے گا۔

وَالْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَیُمْسِكُ السَّمَآءَ

کر دی ہے اور وہ کشتی بھی جو سمندر میں بحکم خدا چلتی ہے اور اسی نے آسمان کو

اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ

تھام رکھا ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر وہ زمین پر گرنے نہ پائے یقیناً اللہ لوگوں پر بڑا مہربان،

لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۶۵﴾ وَهُوَ الَّذِیْٓ اَحْیَاكُمْ ؗ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ

رحم کرنے والا ہے۔(65)اور اسی نے تمہیں حیات عطا کی پھر وہی تمہیں موت دیتا ہے

ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ [24] ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا

پھر وہی تمہیں زندہ کرے گا۔ انسان تو یقیناً بڑا ہی ناشکرا ہے۔(66)ہر امت کے لیے ہم نے

مَنْسَكًا [25] هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا یُنَازِعُنَّكَ فِی الْاَمْرِ وَادْعُ

ایک دستور مقرر کیا ہے جس پر وہ چلتی ہے لہٰذا وہ اس معاملہ میں آپ سے جھگڑا نہ کریں

اِلٰی رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰی هُدًی مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۶۷﴾ وَاِنْ

اور آپ اپنے پروردگار کی طرف دعوت دیں۔ آپ یقیناً راہِ راست پر ہیں۔(67)اور اگر

جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَللّٰهُ یَحْكُمُ

یہ لوگ آپ سے جھگڑا کریں تو کہہ دیجئے: جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے۔(68)اللہ بروز قیامت

بَیْنَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾

تمہارے درمیان ان چیزوں کا فیصلہ کرے گا جن میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔(69)

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ

کیا آپ کو علم نہیں کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اللہ ان سب کو جانتا ہے؟ یہ سب

عربی حاشیہ

ف: رب العالمین لطیف ہے کہ پانی برسا کر بے جان کو جاندار بنا دیتا ہے اور خبیر ہے کو دانہ کو درخت بنا کر لاکھوں من مٹی کے اندر سے باہر لانے کا طریقہ جانتا ہے۔

غنی ہے کہ اس کے خزانۂ قدرت میں کوئی کمی نہیں ہے اور حمید ہے کہ کوئی شے بچا کر نہیں رکھتا ہے اور نہ بخل سے کام لیتا ہے بلکہ ہر مخلوق کو اس کے ظرف کے مطابق عطا کرتا رہتا ہے۔

ف: آیت نمبر ٦٧ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ جملہ شریعتیں رب العالمین کی مقرر کردہ ہیں اور وہ مصالح کے اعتبار سے ترمیم و تنسیخ کرتا رہتا ہے لہٰذا اس مسئلہ میں بحث کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

24- کفور۔ انکار کرنے والا اور قدر نعمت نہ جاننے والا.... یہ انسان کی لازمی فطرت نہیں ہے بلکہ اس کا طرزِ عمل ہے جس کی طرف بار بار اشارہ کیا گیا ہے۔

25- منسک ۔ محل عبادت کا نام ہے۔اور

اردو حاشیہ

ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۷۰﴾

یقیناً ایک کتاب میں درج ہیں۔ یہ اللہ کے لیے یقیناً نہایت آسان ہے۔ (70)

وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾

اور یہ لوگ اللہ کے علاوہ ایسی چیزوں کی بندگی کرتے ہیں جن کی نہ اس نے کوئی دلیل نازل کی ہے نہ اس کے بارے میں یہ کوئی علم رکھتے ہیں اور ظالموں کا تو کوئی مددگار نہیں ہے۔(71)

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ

اور جب انہیں ہماری صریح آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو آپ کافروں کے چہروں (۱۵) پر انکار کے آثار دیکھتے ہیں اور جو لوگ ہماری آیات پڑھ کر انہیں سناتے ہیں یہ ان پر حملہ کرنے کو لپکتے ہیں۔

قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۲﴾ ع

کہہ دیجئے: کیا میں تمہیں اس سے بھی بری چیز کی خبر دوں؟ وہ آگ ہے جس کا اللہ نے کفار سے وعدہ کر رکھا ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔(72)

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ

اے لوگو! ایک مثال دی جاتی ہے۔ اسے سنو: اللہ کے سوا جن معبودوں (۱۶) کو تم پکارتے ہو

عربی حاشیہ

یہاں قانون اور شریعت مراد ہے۔ اور ناسک قانون پر عمل کرنے والے عبادت گزار کو کہا جاتا ہے۔

26-سلطان۔ دلیل اور برہان۔ منکر۔ ناگواری جو انکار سے پیدا ہوتی ہے۔

خدا کی طرف سے برہان کے نازل نہ ہونے اور ان کے ذاتی طور پر بھی باخبر نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ غیر خدا کی خدائی نہ فطری ہے کہ انھیں فطرت کی طرف سے علم ہو جائے اور نہ استدلالی ہے کہ اس کے بارے میں خدا کی طرف سے کوئی دلیل نازل ہو جائے اور جب ایسا کچھ نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ کچھ نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۷۲ دلیل ہے کہ جن افراد کے پاس دلائل کا جواب نہیں ہوتا ہے وہ ہمیشہ مار پیٹ کے لئے تیار رہتے ہیں اور اسی کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں حالانکہ رب العالمین نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ اس ہنگامہ آرائی کا انجام بھی جہنم

اردو حاشیہ

(۱۵) واضح رہے کہ انسان مکاری اور ریاکاری میں اپنے جسم کے بعض حصوں پر قابو پا سکتا ہے لیکن بعض اس کے اختیار سے بہر حال باہر ہیں۔ وہ زبان کو ہر غلط راستہ پر چلا سکتا ہے۔ ہاتھ پاؤں سے ہر مکارانہ خدمت لے سکتا ہے لیکن آنکھوں کی حرکت اور چہرہ کی رنگت وغیرہ اس کے قابو میں نہیں ہے اور جب بھی کوئی اچھا یا برا واقعہ پیش آئے گا اس کے چہرہ پر اس کے آثار ظاہر ہو جائیں گے اور آنکھیں دل کے حالات کی غمازی کرنے لگیں گی۔

کفار کو آیات الٰہی سے کس قدر تکلیف ہوتی ہے اور وہ انہیں کس قدر ناگوار گزرتی ہیں۔ اس کا اندازہ ان کی زبان سے نہیں ہوتا ہے۔ اس میں تو منافقت کے خاصے امکانات پائے جاتے ہیں۔ یہ ان کا چہرہ ہے جو اس حقیقت کو بے نقاب کر دیتا ہے اور جس پر پردہ ڈالنا ممکن نہیں ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ سیاسی دنیا میں طرح طرح کے میک اپ اور گہرے رنگ کے چشمے اسی لئے ایجاد ہوئے ہیں کہ طرف مقابل قلبی کیفیات کا اندازہ نہ کرنے پائے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو براہ راست قلبی کیفیات کا جاننے والا ہے اس سے کس طرح پردہ کیا جا سکے گا اور اس کی بارگاہ میں منافقت اور عیاری کس طرح کارگر ہو سکے گی۔

(۱۶) اس سے زیادہ واضح طور پر توحید کی حقانیت اور شرک کی جہالت کا اعلان نہیں کیا جا سکتا ہے کہ انسان اپنی آنکھوں سے بتوں کی بے بسی کو دیکھ رہا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا

وہ ایک مکھی بنانے پر بھی ہر گز قادر نہیں ہیں خواہ اس کام کیلئے وہ سب

ذُبَابًا وَّ لَوِاجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ

جمع ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو یہ اس سے

شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ

اسے چھڑا بھی نہیں سکتے ۔ طالب اور مطلوب دونوں

وَ الْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ

ناتواں ہیں۔ (73) لوگوں نے اللہ کی ویسی قدر نہیں کی جیسی قدر کرنی چاہئے تھی۔

اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ

اللہ یقیناً بڑا طاقت رکھنے والا، غالب آنے والا ہے۔(74)اللہ فرشتوں اور انسانوں میں سے

مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

پیغام پہنچانے والے منتخب کرتا ہے۔ اللہ یقیناً خوب سننے والا، خوب

سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۷۵﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

دیکھنے والا ہے۔(75)جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے

وَ مَا خَلْفَهُمْ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾

اسے سب کا علم ہے اور معاملات کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے۔ (76)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا

اے ایمان والو! (۱۷) رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے پروردگار کی

عربی حاشیہ

ہے جو کسی طرح قابل برداشت نہیں ہے صاحبان ایمان انسانوں کی مار کھا سکتے ہیں لیکن کفار جہنم کو کس طرح برداشت کریں گے۔

ف: طالب ومطلوب بظاہر بت پرست اور بت ہیں کہ بت پرست بتوں کا تحفظ نہیں کر سکتے ہیں اور بتوں کا یہ عالم ہے کہ ان پر مکھیاں بھنک رہی ہیں اور وہ انھیں اڑا بھی نہیں سکتے ہیں۔

27- اس رسالت سے مراد عام لغوی معنی ہیں یعنی پیغام رسانی۔ اب یہی پیغام رسانی کبھی منصب کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور اس پر ایمان لانا اور اس کی اطاعت کرنا ضروری ہو جاتا ہے اور کبھی صرف لغوی حد تک محدود رہ جاتی ہے اور اس کا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہوتا ہے اور بس۔ پھر دوسرے کا کام اس کے بیان پر اعتبار کر لینا ہوتا ہے کہ خدا کسی غیر معتبر فرد کو اپنے پیغام کو ذمہ دار نہیں بناتا ہے چاہے وہ انسان ہو یا فرشتہ۔

28- جہاد راہِ خدا میں طاقت اور توانائی

اردو حاشیہ

کہ ان کے پاس ایک مکھی کے برابر بھی طاقت نہیں ہے اور پھر بھی انہیں کائنات کا خدا سمجھ رہا ہے۔ اسے جنون نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔ سچ ہے کہ عقل وہی ہے جس سے رحمان کی عبادت کی جائے اور جنت حاصل کر لی جائے اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ شیطنت ہے عقل نہیں ہے۔

(۱۷) انسانی زندگی کے یہی بنیادی عناصر ہیں کہ رب کی بارگاہ میں رکوع اور سجدہ انجام دے، زندگی کے جملہ معاملات میں اس کی عبادت کرے اور اس کی مرضی کے مطابق عمل کرتا رہے۔ سماج میں نیک کام انجام دے اور پھر مذہب کے تحفظ کیلئے جان اور مال قربان کرنے کیلئے تیار ہو جائے۔

وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ

عبادت کرو نیز نیک عمل انجام دو کہ امید ہے اس طرح

تُفْلِحُوْنَ ۝٧٧ وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ

تم فلاح پاؤ گے۔(77)اور راہِ خدا میں ایسے جہاد کرو جیسے

هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ

جہاد کرنے کا حق ہے۔ اس نے تمہیں منتخب کیا ہے اور دین کے

مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰىكُمُ

معاملے میں تمہیں کسی مشکل (۱۸) سے دوچار نہیں کیا۔ یہ تمہارے باپ

الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

ابراہیم کا دین ہے۔ اسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا اس (قرآن) سے پہلے

شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ

اور اس (قرآن) میں بھی تا کہ یہ رسول تم پر گواہ رہے اور تم لوگوں پر گواہ رہو،

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ

لہٰذا نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ کے ساتھ متمسک رہو۔

هُوَ مَوْلٰىكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ

وہی تمہارا مولا ہے سو وہ بہترین مولا اور بہترین

النَّصِيْرُ ۝٧٨

مددگار ہے۔(78)

عربی حاشیہ

کا خرچ کرنا ہے اور حق جہاد تمام طاقتوں کا صرف کر دینا ہے۔

29- بعض لوگوں کے خیال میں اس کا مرجع ابراہیم ہیں اور "فی ہذا" الگ ایک جملہ ہے کہ "فی ہذا" شرف اور بعض کے خیال میں اس کا مرجع بھی خدا ہے اور ہذا کا اشارہ قرآن مجید کی طرف ہے۔

ف: آیت نمبر ۷۷۔۷۸ میں پانچ امور کا بالترتیب ذکر کیا گیا ہے جو ایک کے بعد ایک تدریجی طور پر مشقت آمیز حیثیت رکھتی ہیں۔ رکوع، سجدہ، مجموعی عبادات۔ اعمال خیر۔ حق جہاد۔ اور ان سب کی بنیاد یہ ہے کہ تم خدا کے بندے، امتوں کے گواہ اور زبان خدا میں مسلم اور اطاعت گزار ہو اور اطاعت گزار کو بہرحال ان فرائض پر عامل ہونا چاہیے۔

اردو حاشیہ

(۱۸) اس مقام پر جہاد کی ترغیب کیلئے حسب ذیل نکات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

۱۔ خدا نے تمہیں اس جہاد کیلئے منتخب کیا ہے اور یہ کام صرف تمہارے انجام دینے کا ہے۔

۲۔ جہاد میں کوئی مشقت نہیں ہے اس لئے کہ دین خدا میں مشقت کا گزر نہیں ہے۔ وہاں مشقت سے احکام ساقط ہو جاتے ہیں۔

۳۔ یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ کا طریقہ کار ہے کہ انہوں نے بت خانہ میں جا کر بتوں کو توڑا ہے اور راہِ خدا میں جہاد کیا ہے۔

۴۔ خدا نے تمہیں مسلمان کہا ہے اور مسلمان اطاعت گزار کا نام ہوتا ہے۔ باغی اور سرکش مسلمان نہیں ہوتا ہے۔

۵۔ تمہیں لوگوں کے اعمال کا گواہ بنایا گیا ہے اور گواہ کردار کے اعتبار سے کمزور نہیں ہونا چاہیے۔

ایاتھا ۱۱۸ ۲۳ سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ ۷۴ رکوعاتھا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ

وہ ایمان والے یقیناً فلاح (۱) پا گئے۔(1) جو اپنی نماز میں خشوع

خٰشِعُوْنَ ۝۲ وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۳

کرتے ہیں۔(2) اور جو لغویات سے منہ موڑتے ہیں۔ (3)

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝۴ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ

اور جو زکوٰۃ کا عمل انجام دیتے ہیں۔(4) اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت

حٰفِظُوْنَ ۝۵ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ

کرتے ہیں۔(5) سوائے اپنی بیویوں اور ان کنیزوں کے جو ان کی ملکیت ہوتی ہیں کیونکہ ان پر

غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۶ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ

کوئی ملامت نہیں ہے۔(6) لہٰذا جو ان کے علاوہ اوروں کے طالب ہو جائیں تو وہ زیادتی

هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۷ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ

کرنے والے ہوں گے۔(7) اور وہ جو اپنی امانتوں اور معاہدوں کا پاس

رٰعُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۹ اُولٰٓئِكَ

کرتے ہیں۔(8) اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔(9) یہی لوگ

عربی حاشیہ

ف: یہ سورہ مکی ہے اور حکم زکوٰۃ مدینہ میں نازل ہوا ہے لہٰذا اس سورہ میں زکوٰۃ سے مراد زکوٰۃ واجب نہیں ہے بلکہ مالی کارِخیر ہے جسے زکوٰۃ مستحب سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

اس سورہ کا ہر جمعہ کے دن تلاوت کرنے والا فردوس اعلیٰ کا استحقاق پیدا کرلیتا ہے۔

1- لغو۔ ہروہ مہمل بات جس کا کوئی عقلائی فائدہ نہ ہو۔

ملک یمین۔ یعنی کنیز۔

عادون۔ حد سے تجاوز کرجانے والے۔

وارثون۔ جنھیں ان کے ایمان وعمل کے بناپر جنت اسی طرح مل جائے گی جس طرح وارث کو میراث بغیر کسی زحمت کے حاصل ہوجاتی ہے۔

یہ اخلاص عمل کی بہترین تعلیم ہے کہ وراثت محنت سے نہیں ملتی ہے بلکہ ازخود مل جاتی ہے۔ صاحبانِ ایمان کو بھی جنت کے لئے کام نہیں کرنا چاہیے بلکہ خدا کے لئے کام کرنا

اردو حاشیہ

(۱) ان آیات مبارکہ نے یہ صاف واضح کر دیا ہے کہ مسلمان اور مومن ہونے کیلئے عقیدہ کافی ہے لیکن کامیابی اور نجات حاصل کرنے کیلئے مختلف قسم کی ذمہ داریوں کا ادا کرنا بھی ضروری ہے اور وہ ذمہ داریاں یہ ہیں کہ خدا کی بارگاہ میں خضوع وخشوع ہو، بندوں کیلئے مال زکوٰۃ ادا کیا جائے۔ اخلاقی اعتبار سے لغویات سے پرہیز کیا جائے۔

عفت کے اعتبار سے ناجائز ذرائع سے شہوت کی تسکین کا سامان نہ کیا جائے۔ سماجی معاملات میں امانت اورعہد کا خیال رکھا جائے۔

بندگی کے استحکام کیلئے نماز کے اوقات کی پابندی کی جائے۔

ان شرائط کے بغیر نجات کا کوئی امکان نہیں ہے۔

بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ حضرت علیؑ نے ولادت کے بعد سب سے پہلے انہیں آیات کی تلاوت کی تھی اور پیغمبر اسلامؐ نے سند دی تھی کہ یہ نجات تمہارے ہی ذریعہ حاصل ہوئی ہے۔ گویا محبت اہلبیت انسان کو انہیں ذمہ داریوں پر عمل کرنے کی دعوت دیتی ہے اور یہی ذمہ داریاں ہیں جو انسان کو منزل نجات تک لے جاتی ہیں۔

هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۱۰ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا

وارث ہوں گے۔(10) جو جنت الفردوس کی میراث پائیں گے جس میں

خٰلِدُوْنَ ۝۱۱ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ

وہ ہمیشہ رہیں گے۔(11) اور بتحقیق ہم نے انسان کو مٹی کے (۲) خلاصے سے

طِيْنٍ ۝۱۲ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝۱۳ ثُمَّ

بنایا۔(12) پھر ہم نے اسے ایک محفوظ جگہ میں نطفہ بنا دیا۔(13) پھر

خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا

ہم نے نطفے کو لوتھڑا بنایا پھر لوتھڑے کو بوٹی کی شکل دی پھر بوٹی سے ہڈیاں

الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۤ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا

بنا دیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر ہم نے اسے ایک دوسری مخلوق بنا دیا۔

اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝۱۴ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ

پس بابرکت ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین خالق ہے۔(14) پھر اسکے بعد

ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝۱۵ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝۱۶ وَلَقَدْ

تم بلاشبہ مر جاتے ہو۔(15) پھر تمہیں قیامت کے دن یقیناً اٹھایا جائے گا۔(16) اور بتحقیق

خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ڰ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ

ہم نے تمہارے اوپر سات راستے بنائے ہیں اور ہم تخلیقی کارناموں سے

غٰفِلِيْنَ ۝۱۷ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ

غافل نہیں ہیں۔(17) اور ہم نے آسمان سے ایک خاص (۳) مقدار میں

عربی حاشیہ

چاہیے۔ اس کے بعد جنت میراث کی طرح بلا کسی زحمت کے ہاتھ آجائے گی۔

2- یہ اشارہ ہے کہ زوجہ اور کنیز کے علاوہ شہوت کا کوئی راستہ جائز نہیں ہے اور اسی لئے امام جعفر صادقؑ نے اس آیت کے حوالے سے خود کاری کو حرام قرار دیا ہے اگرچہ روح البیان کے مطابق حنفی اور حنبلی فقہ میں یہ عمل جائز ہے۔

ف: واضح رہے کہ دنیاوی فلاح اور کامیابی کے تین اسباب ہیں۔ بقاء، بے نیازی اور عزت و وقار۔ اور آخرت کی فلاح کے چار مظاہر ہیں..... غیر فانی بقا، مکمل بے نیازی، ہر اعتبار سے عزت و وقار۔ اور ہر طرح کی جہالت سے بچانے والا علم۔

اردو حاشیہ

(۲) یہ انسان کی تحقیر و تذلیل نہیں ہے بلکہ عظمت خالق کی دلیل ہے کہ انسان کو یہ ہوش بھی رہے کہ جس نے ان پست مراحل سے گزار کر یہاں تک پہنچا دیا ہے وہ یقیناً محسن ہے اور اس کا شکریہ ادا کرنا اور اس کی بندگی کرنا بیحد ضروری ہے۔ غرور شیطنت کو زیب دیتا ہے انسانیت کو نہیں۔

(۳) درحقیقت پانی کا تذکرہ طوفان کے تذکرہ کی ایک تمہید ہے کہ ہم نے ابتدائی طور پر اسے محدود مقدار میں نازل کیا تھا کہ نہ اتنا زیادہ ہو کہ دنیا غرق ہو جائے اور نہ اتنا کم ہو کہ لوگ پیاسے مر جائیں۔

اسی پانی سے ہم نے درخت اور میوے پیدا کئے تھے، اسی پانی سے جانوروں کو زندہ رکھا تھا جن سے انسان طرح طرح کے فائدے حاصل کرتا ہے اور اسی پانی سے درخت زیتوں کی نشو و نما ہوئی ہے اور اسی پانی سے جانور کے شکم میں دودھ پیدا ہوتا ہے اور یہی پانی انسانی حیات کا سرچشمہ ہے لیکن انسان کی سرکشی کا پانی سر سے اونچا ہو گیا تو ہم نے اسی پانی کو عذاب کا ذریعہ بنا دیا جیسا کہ نوحؑ کے دور میں ہوا کہ لوگوں نے ان کے پیغام کی تکذیب اور توہین کی اور انہوں نے ہماری بارگاہ میں فریاد کی تو ہم نے پانی ہی کو عذاب کا ذریعہ بنا دیا اور ساری قوم کو غرق کر دیا۔ صرف چند مخلصین کو کشتی میں بچا لیا گیا تا کہ یہ واضح رہے کہ عذاب ہمارے اوپر غالب نہیں آ سکتا اور عذاب کے درمیان بھی ہم اپنے بندوں کا تحفظ کر سکتے ہیں اور ایک معمولی کشتی کے ذریعہ نجات دلا سکتے ہیں اور لوگوں کو یہ

فِي الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿١٨﴾

پانی برسایا پھر اسے زمین میں ہم نے ٹھہرایا اور ہم یقیناً اسے ناپید کرنے پر بھی قادر ہیں۔ (18)

فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ

پھر ہم نے اس سے تمہارے لیے کھجوروں اور انگور کے باغات پیدا کیے جن میں

فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿١٩﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ

تمہارے لیے بہت سے پھل ہیں اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو۔(19)اور اس درخت کو

مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿٢٠﴾

بھی پیدا کیا جو طور سینا سے نکلتا ہے اور کھانے والوں کے لیے تیل اور سالن لے کر اگتا ہے۔ (20)

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا

اور تمہارے لیے جانوروں میں یقیناً ایک درس عبرت ہے۔ ان کے شکم سے ہم تمہیں (دودھ) پلاتے ہیں اور ان میں

وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٢١﴾ وَعَلَيْهَا وَ

تمہارے لیے (دیگر) بہت سے فوائد ہیں اور ان میں سے کچھ کو تم کھاتے بھی ہو۔(21)اور ان جانوروں پر

عَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ

اور کشتیوں پر تم سوار کیے جاتے ہیں۔(22)اور بتحقیق ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔

فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا

پس نوح نے کہا: اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو۔ اسکے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے کیا تم

تَتَّقُوْنَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا

خوف نہیں کرتے؟(23)تو ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا: یہ تو بس

عربی حاشیہ

ف: پروردگار نے پانی کو اصل کائنات قرار دیا ہے۔ نباتات کی اصل بھی پانی ہے اور انسان کی اصل بھی قطرہ آب یہ پانی کا زمین میں ساکن ہونا ایک نعمت الٰہیہ ہے کہ زمین کے ایک طبقہ میں جذب کی صلاحیت ہے اور ایک میں واپس کرنے کی ورنہ ذی روح سب فنا ہوجاتے۔

3- اس سے زیتون کا درخت مراد ہے جو عام طور سے طور سینا کے علاقہ میں پایا جاتا ہے اور جنابِ نوح نے طوفان کے بعد سب سے پہلے اسی درخت کو لگایا تھا۔ اس درخت کی خوبی یہ ہے کہ یہ کھانا پکانے میں بھی کام آتا ہے اور روٹی کے ساتھ کھانے میں بھی اور پھر بدن پر مالش کرنے کے بھی کام آتا ہے۔

اور واضح رہے کہ سورہ والتین میں طور سینا ہی کو طور سینین کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

صبغ۔ کے معنی ڈبونے کے ہیں یعنی یہ تیل سالن کے بھی کام آتا ہے۔

اردو حاشیہ

ہوش بھی رہے کہ اگر ایک کشتی اتنے بڑے عذاب سے بچا سکتی ہے تو ایک بشر یا ایک نبی کیوں نہیں بچا سکتا ہے۔

هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ

تم جیسا بشر ہے۔ جو تم پر اپنی بڑائی چاہتا ہے اور اگر اللہ چاہتا

شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً ښ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا

تو فرشتے نازل کرتا۔ ہم نے اپنے پہلے باپ دادا سے یہ بات

الْاَوَّلِيْنَ ۝۲۴ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ

کبھی نہیں سنی۔(24) بس یہ ایک ایسا شخص ہے جس پر جنون کا عارضہ ہوا ہے لہٰذا کچھ دیر

حَتّٰى حِيْنٍ ۝۲۵ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝۲۶ فَاَوْحَيْنَآ

انتظار کرو۔(25) نوح نے کہا: اے میرے پروردگار! انہوں نے جو میری تکذیب کی ہے ان پر تو میری مدد فرما۔(26) پس

اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَاۗءَ

ہم نے نوح کی طرف وحی کی (اور کہا:) ہماری نگرانی میں اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بناؤ۔ پھر جب ہمارا حکم آ جائے

اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ

اور تنور ابلنا شروع کر دے تو ہر قسم کے (جانوروں کے) جوڑوں میں سے دو دو سوار کرو اور اپنے گھر والوں کو بھی۔

اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ[5] عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ

ان میں سوائے ان لوگوں کے جن کے بارے میں پہلے فیصلہ صادر ہو چکا ہے اور (اے نوح)

وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝۲۷

ان ظالموں کے بارے میں مجھ سے کوئی بات نہ کرنا کہ یہ اب یقیناً غرق ہونے والے ہیں۔(27)

فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَي الْفُلْكِ فَقُلِ

اور جب آپ اور آپ کے ساتھی کشتی پر سوار ہو جائیں تو کہیں:

عربی حاشیہ

4- ہر دور میں اشراف قوم کو یہی پریشانی رہتی ہے کہ اگر دوسرے شخص کی عظمت پہچان لی گئی تو ہماری ریاست کا کیا انجام ہوگا۔ خود ہمارے دور میں بھی دنیا کی تمام بڑی طاقتیں اسی ایک تصور سے پریشان رہتی ہیں کہ علماء دین کی حیثیت کا اندازہ لگا لیا گیا تو ہم جیسے شرابیوں اور کبابیوں کا پرسانِ حال کون ہوگا۔

5- اس لفظ سے جناب نوح کا بیٹا کنعان اور ان کی زوجہ مراد ہے جنھوں نے غرق ہو کر واضح کر دیا کہ نبوت کا رشتہ کارآمد نہیں ہوتا ہے نبوت کا راستہ کارآمد ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۸﴾ وَقُلْ

ثنائے کامل ہے اس اللہ (۴) کے لیے جس نے ہمیں ظالموں سے نجات دلا دی۔(28)اور کہیں:

رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۲۹﴾

پروردگار! ہمیں بابرکت جگہ اتارنا اور تو بہترین جگہ دینے والا ہے۔ (29)

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ

اس (واقعے) میں یقیناً نشانیاں ہیں اور ہم آزمائش کر گزریں گے۔(30) پھر ان کے بعد

بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ

ہم نے ایک اور قوم کو پیدا کیا۔(31) پھر خود انہی میں سے ایک رسول ان میں مبعوث کیا۔ (جس کی دعوت یہ تھی

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾

کہ لوگو!) اللہ کی بندگی کرو۔ تمہارے لیے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ کیا تم بچنا نہیں چاہتے؟(32)

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ

اور ان کی قوم کے (۵) کافر سرداروں نے جو آخرت کی ملاقات کی تکذیب کرتے تھے

الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ

اور جنہیں ہم نے دنیاوی زندگی میں آسائش فراہم کر رکھی تھی کہا: یہ تو بس

مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾

تم جیسا بشر ہے۔ وہی کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور یہ وہی پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔ (33)

وَلَىِٕنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾

اور اگر تم نے اپنے جیسے کسی بشر کی اطاعت کی تو بے شک تم خسارے میں رہو گے۔ (34)

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۳۵ میں تراب اور عظام کا حوالہ دیا گیا ہے۔ تراب مٹی ہے اور عظام ہڈیاں۔ علماء نے اس مقام پر چند احتمالات دیئے ہیں:۔

۱۔ قبر میں جسم کا ایک حصہ مٹی ہوجاتا ہے اور دیر تک ہڈیوں کی شکل میں باقی رہتا ہے۔

۲۔ ہڈیاں خود بھی مٹی کی شکل میں تبدیل ہوجاتی ہیں لیکن گوشت کے بعد لہٰذا مٹی کا ذکر پہلے ہے اور ہڈیوں کا بعد میں۔

۳۔ مٹی سے مراد پرانے مردے ہیں اور ہڈیوں سے مراد نئے مردے اور سب کی زندگی ان کی نظر میں حیرت انگیز ہے۔

6- یہ ایک تعلیم ہے کہ ظالموں کے ڈوب جانے پر طنز کرنے کے بجائے اپنے بچ جانے پر شکر خدا ادا کرو کہ صاحبانِ ایمان دوسروں کا مذاق نہیں اڑاتے ہیں بلکہ اپنے حالات پر نگاہ رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے رہتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۴) پانی جیسی رحمت کو وسیلہ عذاب بنا دینے کے بعد خدا نے ایک جماعت کو اس عذاب سے محفوظ کرلیا اور ان کا فرض قرار دیا کہ شکر خدا ادا کریں اور یہ دعا کریں کہ خدایا تو جہاں بھی لے جائے بابرکت جگہ پر لے جائے تاکہ ہمیں یہ احساس رہے کہ ہم کشتی میں بچ بھی گئے ہیں تو یہ بھی خدا ہی کا کرم ہے اور کسی سرزمین پر پناہ ملے گی تو وہ بھی اسی کے کرم کا نتیجہ ہوگی کہ یہی احساس انسان کو تمام برائیوں سے بچاتا ہے اور اسے ہر آن اطاعت الٰہی پر آمادہ کرتا ہے۔

(۵) انسان عجیب وغریب شخصیت کا مالک ہے کہ جب دولت اور سامانِ عشرت نہیں ملتا ہے تو دعا کرتا ہے اور فریاد کرتا ہے اور جب سامانِ عشرت مل جاتا ہے تو سب سے پہلے اسے خدا کی مخالفت کے ذریعہ کے طور پر استعمال کرتا ہے اور اپنے کو دنیا میں مشغول رکھنے کیلئے خیال آخرت کو ذہن سے یکسر نکال دینا چاہتا ہے اگرچہ یہ خیال ہر آن اس کے ذہن کو ٹھوکے دیتا رہتا ہے اور اس کے ضمیر کو کسی طرف سے بھی مطمئن نہیں ہونے دیتا ہے لیکن پھر بھی وہ اپنی بات کو بالا رکھنے کیلئے اس کی مخالفت کرتا ہے تاکہ کم از کم قوم اس کی طرف متوجہ نہ ہونے پائے ورنہ ہماری حیثیت اور شخصیت کا جنازہ نکل جائے گا اور ہماری کوئی قدر و قیمت نہ رہ جائے گی۔

أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا أَنَّكُمْ

کیا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ جب تم مرجاؤ گے اور تم خاک اور ہڈی ہو جاؤ گے تب

مُخْرَجُونَ ﴿۳۵﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ﴿۳۶﴾

تم نکالے جاؤ گے؟(35)جس بات کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے بعید ہی بعید ہے۔(36)

إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ

بس یہی دنیاوی زندگی ہے جس میں ہمیں مرنا اور جینا ہے اور ہم اٹھائے نہیں

بِمَبْعُوثِينَ ﴿۳۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ[8] عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

جائیں گے۔(37)یہ تو بس ایسا آدمی ہے جو اللہ پر جھوٹی نسبت دیتا ہے اور ہم اس پر

وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ﴿۳۹﴾

ایمان لانے والے نہیں ہیں۔(38)عرض کیا: پروردگار! ان لوگوں کی تکذیب پر میری نصرت فرما۔(39)

قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ ﴿۴۰﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ

اللہ نے فرمایا: تھوڑے وقت میں یہ لوگ پشیمان ہو جائیں گے۔(40)چنانچہ وعدہ حق کے مطابق زور دار آواز نے

بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً فَبُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۴۱﴾

انہیں گرفت میں لے لیا تو ہم نے انہیں خس و خاشاک بنا کر رکھ دیا، پس ظالمین کے لیے دوری ہے۔(41)

ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا[9] آخَرِينَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ

پھر ان کے بعد ہم نے اور قومیں پیدا کیں۔(42) کوئی امت اپنے

مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ أَرْسَلْنَا

مقررہ وقت سے نہ آگے جا سکتی ہے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔(43)پھر ہم نے یکے بعد دیگرے

عربی حاشیہ

7- اس سے مراد جناب ہود کی قوم قوم عاد ہے۔

8- قیامت ہے کہ قیامت کا خوف دلانے والے کو خدا پر اعتراض کرنے والا کہا جاتا ہے اور قیامت کا انکار کرنے والے اپنے کو خدا کا بندۂ مخلص قرار دے رہے ہیں۔

9- ان قوموں میں سب سے پہلے قوم ثمود منظر عام پر آئی جیسا کہ سورۂ اعراف میں بیان کیا گیا ہے۔

ف: آیت نمبر ۴۱ نے ایک کلی قانون کا اعلان کر دیا کہ ظالمین کا مقدر رحمت خدا سے دوری ہے اور انھیں اس مصیبت سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

ف: پروردگار نے جناب موسیٰ کو آیات بھی دیں اور سلطان مبین آیات نو معجزات کا نام ہے اور سلطان مبین علمی اور عقلی دلائل کا نام ہے اور بعض کا خیال ہے کہ آیات چھوٹے معجزات ہیں اور سلطان مبین عصا اور ید بیضا جیسے بڑے اور

اردو حاشیہ

رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا

برابر اپنے رسول بھیجے جب بھی کسی امت کے پاس اس کا رسول آتا تو وہ اس کی تکذیب کرتی رہی تو

بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ

ہم بھی ایک کے بعد دوسرے کو ہلاک کرتے رہے اور ہم نے انہیں افسانے بنا دیا۔لعنت ہو ان پر جو ایمان

لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَ اَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ

نہیں لاتے۔(44) پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیوں

بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ

اور واضح دلیل کے ساتھ بھیجا۔(45)فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف

فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا (10) عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ

مگر انہوں نے تکبر کیا اور وہ بڑے متکبر لوگ تھے۔(46)اور کہنے لگے: کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں پر

لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا

ایمان لے آئیں جب کہ ان کی قوم ہماری تابعدار ہے؟(47) پھر انہوں نے دونوں کی تکذیب کی لہٰذا نتیجے کے طور پر

فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

وہ ہلاک ہونے والوں میں شامل ہو گئے۔(48)اور ہم نے موسیٰ کو اس امید پر کتاب دی کہ وہ (لوگ)

لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً

اس سے رہنمائی حاصل کر لیں گے۔(49)اور ابن مریم اور انکی والدہ کو ہم نے ایک نشانی بنایا

وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿۵۰﴾ ع يٰٓاَيُّهَا

اور انہیں ہم نے ایک بلند مقام پر جگہ دی جہاں اطمینان تھا اور چشمے پھوٹتے تھے۔(50)اے پیغمبرو! (۲)

عربی حاشیہ

عظیم معجزات کا نام ہے۔

10- سماج کے اونچے لوگوں کا ہمیشہ یہی مزاج ہوتا ہے کہ وہ کسی رہنما کے زیر بار نہیں جانا چاہتے ورنہ فرعون کی بات کس قدر احمقانہ تھی کہ قوم ہماری پرستش کر رہی ہے لہٰذا ہم ان انسانوں پر کس طرح ایمان لا سکتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ تجھ جیسا انسان خدا ہو سکتا ہے تو ان جیسا انسان پیغمبر خدا کیوں نہیں ہو سکتا ہے بشریت خدائی کے لئے مانع نہیں ہے تو پیغمبر کے لئے کس طرح مانع ہو سکتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) اسلام کسی مقام پر بھی کھانے پینے اور عیش و آرام کرنے سے منع نہیں کرتا ہے۔اس کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ انسان پاکیزہ غذا کھائے اور کھا کر سو نہ جائے بلکہ عمل صالح کرتا رہے تا کہ غذا مقصدِ حیات نہ بننے پائے اور اس کی حیثیت ایک وسیلہ عمل ہی کی رہے جیسا کہ سرکار دو عالمؐ کے حالات میں نقل کیا گیا ہے کہ آپ اپنے اصحاب کی اچھی غذاؤں سے انکار نہیں فرماتے تھے بلکہ انہیں نوش فرما لیتے تھے اور پسندیدگی کا اظہار فرماتے تھے اور آپ کا منشا یہ تھا کہ قوم میں تصوف اور رہبانیت کو رواج نہ ملنے پائے ورنہ اسلام تباہ و برباد ہو جائے گا۔اسلام مسائل حیات کو حل کرنے اور مشکلات زندگی سے جہاد کرنے آیا ہے، وہ میدان حیات سے فرار کی تعلیم دینے کیلئے نہیں آیا ہے۔ اور جو لوگ اس قسم کی تعلیم دیتے ہیں اور پھٹے لباس یا خراب غذا ہی کو مذہب یا تقدس کا معیار بنائے ہوئے ہیں وہ درحقیقت روح مذہب سے دور اور نظام اسلام کی بربادی کا ذریعہ ہیں۔

اسلام ذمہ دارانِ مذہب کو ضرور حکم دیتا ہے کہ وہ عوام کی سطح زندگی کا خیال رکھیں اور اس سے بلند نہ ہوں تا کہ اس طرح عوام کے قلوب کو تسکین ملتی رہے اور وہ دل شکستہ نہ ہوں۔لیکن یہ رہبانیت کے علاوہ ایک دوسرا مسئلہ ہے جس کا تصوف اور ترک دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ [11] وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور عمل صالح بجا لاؤ۔ جو عمل تم کرتے ہو میں اسے خوب جاننے والا

عَلِیْمٌ ؕ ﴿۵۱﴾ وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ

ہوں۔(51)اور تمہاری یہ امت یقیناً امت واحدہ ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں لٰہذا مجھ ہی سے

فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾ فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ

ڈرو۔(52) مگر لوگوں نے اپنے (دینی) معاملات میں تفرقہ ڈال کر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اب ہر فرقہ

بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِیْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِیْنٍ ﴿۵۴﴾

اپنے پاس موجود (نظریات) پر خوش ہے۔(53)انہیں ایک مدت تک غفلت میں پڑا رہنے دیجئے۔(54)

اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِیْنَ ۙ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ

کیا یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم مال اور اولاد سے جو انہیں مالا مال کرتے ہیں۔(55)تو ہم انہیں

لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ

تیزی سے بھلائی پہنچا رہے ہیں؟ نہیں بلکہ یہ لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔(56)(حقیقت یہ ہے کہ) بے شک جو لوگ

خَشْیَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۙ ﴿۵۷﴾ وَ الَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ

اپنے رب کے خوف سے ہراساں ہیں۔(57)اور جو اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان

یُؤْمِنُوْنَ ۙ ﴿۵۸﴾ وَ الَّذِیْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا یُشْرِكُوْنَ ۙ ﴿۵۹﴾ وَ

لاتے ہیں۔(58) اور جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتے۔(59)اور

الَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ [12] اَنَّهُمْ اِلٰى

جو کچھ وہ دیتے ہیں اس حال میں دیتے ہیں کہ ان کے دل اس بات سے لرز رہے ہوتے ہیں کہ انہیں اپنے

عربی حاشیہ

11- یہ ایک اشارہ ہے کہ عمل خیر کا جذبہ پاکیزہ غذا ہی سے پیدا ہوتا ہے اگر کسی انسان کی غذا پاکیزہ نہیں ہے اور اس کے رگ وپے میں نجاست اور خباثت سرایت کرگئی ہے تو کہیں نہ کہیں اس کا اثر ضرور ظاہر ہوگا۔ حرام تنخواہ کھانے والے حرام کاروبار کو اسی لئے نہیں ترک کرتے ہیں کہ مال حرام نے قبولِ حق کی صلاحیت کو سلب کرلیا ہے اور اب وہ راستہ پر آنے والے نہیں ہیں۔

12- شانِ ایمان یہی ہے کہ انسان کارِخیر کرنے کے بعد بھی عذاب آخرت سے خوفزدہ رہے نہ یہ کہ ہر عمل خیر سے خالی ہوکر بھی جنت کو اپنا زرخرید مال تصور کرے۔

ف: خشیہ خوف کا داخلی پہلو ہے اور اشفاق اس کا عملی پہلو ہے اور دونوں کے لئے ضروری ہے کہ خوف کا سرچشمہ تعظیم واحترام ہو جلادیت اور بے رحمی نہیں۔

اردو حاشیہ

رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿٦٠﴾ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ

پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔(60) یہی لوگ ہیں جو نیکی کی طرف تیزی سے بڑھتے ہیں اور یہی لوگ نیکی میں

لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿٦١﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا [13] وَلَدَيْنَا

سبقت لے جانے والے ہیں۔(61) اور ہم کسی شخص پر اس کی قوت سے زیادہ ذمہ داری نہیں ڈالتے اور ہمارے پاس

كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٦٢﴾ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ

وہ کتاب ہے جو حقیقت بیان کرتی ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا ۔(62) مگر ان کے دل اس بات سے

غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا

غافل ہیں اور اس کے علاوہ ان کے دیگر اعمال بھی ہیں جن کے یہ لوگ مرتکب ہوتے

عٰمِلُوْنَ ﴿٦٣﴾ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا

رہتے ہیں۔(63) حتیٰ کہ جب ہم ان کے عیش پرستوں کو عذاب کے ذریعے گرفت میں لیں گے تو وہ

هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ﴿٦٤﴾ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا

اس وقت چلا اٹھیں گے۔(64) مت چلاؤ! آج تمہیں ہم سے یقیناً کوئی مدد نہیں

لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى

ملے گی۔(65) میری آیات تم پر تلاوت کی جاتی تھیں تو اس وقت

اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿٦٦﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿٦٧﴾

تم الٹے پاؤں پھر جاتے تھے۔(66) تکبر کرتے ہوئے، کہانی سناتے ہوئے بیہودہ گوئی کرتے تھے۔(67)

اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ

کیا انہوں نے اس کلام پر غور نہیں کیا یا ان لوگوں کے پاس کوئی ایسی بات آئی ہے جو ان کے پہلے باپ دادا کے پاس

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ حق خواہشات کا اتباع نہیں کرسکتا ہے اس لئے کہ اولاً تو خواہشات میں تضاد ہوتا ہے ثانیاً یہ کہ بعض خواہشات کی بنیاد فساد پر ہوتی ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ خواہشات صرف ایک پہلو پر نگاہ رکھتی ہیں اور باقی جہات سے غافل بنادیتی ہیں اور حق مصلحت عام کی رعایت کرتا ہے۔

13-وسعت۔ طاقت سے کمتر درجہ کا نام ہے یعنی خدانے تکلیف کا معیار وسعت کو بنایا ہے طاقت کو نہیں بنایا ہے ورنہ واجبات ومحرمات میں اور اضافہ ہوسکتا تھا اس لئے کہ انسان میں موجودہ فرائض سے زیادہ کی طاقت بہرحال پائی جاتی ہے۔

اس مقام پر کتاب سے مراد صحیفۂ اعمال ہے جس میں تمام باتیں صحیح صحیح درج ہیں اور وہاں ظلم کا کوئی امکان نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۶۹﴾

نہیں آئی تھی؟(68) یا انہوں نے اپنے رسول کو پہچانا ہی نہیں جس کی وجہ سے وہ اس کے منکر ہو گئے ہیں؟(69)

اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ

یا وہ یہ کہتے ہیں: وہ مجنون ہے؟ نہیں بلکہ وہ ان لوگوں کے پاس حق لے کر آئے ہیں لیکن ان میں سے اکثر لوگ (۷)

لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ

حق کو ناپسند کرتے ہیں۔(70) اور اگر حق ان لوگوں کی خواہشات کے مطابق چلتا تو آسمان اور زمین

السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ

اور جو کچھ ان میں ہے سب تباہ ہو جاتے۔ بلکہ ہم تو ان کے پاس خود ان کی اپنی نصیحت لائے ہیں

فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۱﴾ؕ اَمْ تَسْئَلُهُمْ خَرْجًا [14] فَخَرَاجُ

اور وہ اپنی نصیحت سے منہ موڑتے ہیں۔(71) یا (کیا) آپ ان سے کوئی خراج مانگتے ہیں؟ (ہرگز نہیں کیونکہ)

رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ

آپ کے رب کا دیا ہوا سب سے بہتر ہے اور وہی بہترین رازق ہے۔(72) اور آپ تو انہیں یقیناً

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

صراط مستقیم کی دعوت دیتے ہیں۔(73) اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے

بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَ

یقیناً وہ راستے سے منحرف ہو جاتے ہیں۔(74) اور اگر ہم ان پر رحم کر بھی دیں اور

كَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾

انہیں جو تکلیف لاحق ہے اسے دور کر دیں پھر بھی یہ لوگ اپنی سرکشی میں برابر بھٹکتے جائیں گے۔ (75)

عربی حاشیہ

14- خرج۔ خرچ ہے اور اخراج وہ مال ہے جو بڑی شخصیتوں کو پیش کیا جاتا ہے۔ قدرت نے یہ اشارہ دینا چاہا ہے کہ آپ کو خراج دیا گیا ہے تو آپ کو خرچ کی کیا ضرورت ہے۔ مال دنیا خرچ بننے کی صلاحیت رکھتا ہے خراج بننے کے لائق نہیں ہے اور مودتِ قربیٰ خراج ہے جو خرچ سے کہیں بالاتر عظمت کی حامل ہے۔

اردو حاشیہ

(۷) حق اگر صرف کلمۂ حق تک محدود ہوتا اور رسول اکرمؐ کا پیغام صرف قولوالا الٰہ الا اللہ پر ختم ہو جاتا تو ساری دنیا حق کو قبول کرنے کیلئے تیار ہو جاتی اور کسی طرف سے بغاوت کی آواز بلند نہ ہوتی لیکن مشکل یہ ہے کہ رسولؐ جو حق لے کر آئے تھے اس میں عقائدواعمال اور اخلاقیات اقتصادیات ،سماجیات، سیاسیات واجتماعیات کے ساتھ زندگی کے تمام مسائل کا حل شامل تھا اور اس کے تسلیم کرنے کے معنی یہ تھے کہ انسان اپنے تمام ذاتی اصول وعقائد اور اعمال سے دست بردار ہو جائے اور یہ بات روسائے قوم کیلئے ناممکن تھی جیسا کہ دور حاضر میں بھی دیکھا جا رہا ہے کہ جو لوگ کلمہ پڑھنے میں اور نعرہ لگانے میں سب سے آگے رہتے ہیں وہی جب عمل اور اصلاح کی منزل آتی ہے اور اپنے قدیم رسم ورواج کو نظر انداز کرنے کی بات شروع ہوتی ہے تو سب سے پہلے بغاوت کرنے لگتے ہیں اور داعی حق کے جان، مال اور آبرو سب کے درپے ہو جاتے ہیں۔ گویا زمانہ بدل گیا ہے لیکن اہل زمانہ کی ذہنیت میں کوئی فرق نہیں آیا ہے اور یہی قرآن مجید کا سب سے بڑا معجزہ ہے کہ اس کے بیانات میں ہر دور کے مسائل کا حل موجود ہے اور وہ کسی وقت بھی فرسودہ اور کہنہ ہونے والا نہیں ہے۔

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَ

اور بتحقیق ہم نے تو انہیں اپنے عذاب کی گرفت میں لے لیا تھا لیکن پھر بھی انہوں نے اپنے رب سے نہ عاجزی کا

مَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۞٧٦ حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ

اظہار کیا نہ زاری کی۔(76) یہاں تک کہ جب ہم نے ان پر شدید عذاب کا

شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۞٧٧ ع وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَ لَكُمُ

ایک دروازہ کھول دیا تو پھر ان کی امیدیں ٹوٹ گئیں۔(77)اور اللہ وہی ہے جس نے

السَّمْعَ [15] وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ط قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۞٧٨

تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے لیکن تم پھر بھی کم شکر گزار ہو۔ (78)

وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۞٧٩

اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پیدا کیا اور اسی کی طرف تم سب کو جمع کیا جانا ہے۔(79)

وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَ

اور وہی ہے جو زندگی دیتا ہے اور موت بھی اور اسی کے قبضہ قدرت میں شب وروز کا آنا جانا ہے۔

النَّهَارِ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۞٨٠ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ

تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟(80) لیکن یہ لوگ وہی بات کر رہے ہیں جو ان سے پہلے والے

الْاَوَّلُوْنَ ۞٨١ قَالُوْۤا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا

کرتے رہے۔(81)وہ کہتے تھے: کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہم مٹی ہو جائیں گے اور ہڈی (رہ جائے گی)

ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۞٨٢ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا

تو کیا ہم اٹھائے جائیں گے؟(82) یہی وعدہ یقیناً ہم سے اور ہم سے پہلے

عربی حاشیہ

ف: خدائی سزاؤں کی دو قسمیں ہوتی ہیں بعض سزاؤں کے ذریعہ مجرم کی اصلاح اور تربیت مقصود ہوتی ہے اور بعض سزاؤں کے ذریعہ سماج کو اس کے منحوس وجود سے پاک کردیا جاتا ہے۔ پہلا عذاب پہلی سزا کی طرف اشارہ ہے اور دوسرے عذاب شدید کے بارے میں مختلف احتمالات کا ذکر کیا گیا ہے جن کا اشارہ دوسری قسم کی طرف بھی ہوسکتا ہے۔

15- شاید اس ترتیب بیان کا راز یہ ہے کہ انسانی زندگی میں سب سے پہلے کانوں کا عمل شروع ہوتا ہے۔ اس کے بعد آنکھیں کام کرتی ہیں اور اس کے بعد عقل کام کرتی ہے۔ فؤاد اگرچہ دل کے معنی میں ہے لیکن یہاں عقل مراد ہے کہ اسی کو بار بار مخاطب کیا گیا ہے اور اسی سے حساب وکتاب کا عمل انجام پاتا ہے۔ دل کا ان مسائل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

مِنۡ قَبۡلُ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ [16] ﴿۸۳﴾ قُلۡ لِّمَنِ

ہمارے باپ دادا سے بھی ہوتا رہا ہے یہ تو صرف قصہ ہائے پارینہ ہیں۔(83) کہہ دیجئے: (۸)

الۡاَرۡضُ وَمَنۡ فِیۡهَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۴﴾ سَیَقُوۡلُوۡنَ

یہ زمین اور جو اس پر (آباد) ہیں کس کی ہے اگر تم جانتے ہو؟ (تو بتاؤ)۔(84) وہ کہیں گے: اللہ کی ہے۔

لِلّٰهِ ؕ قُلۡ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۸۵﴾ قُلۡ مَنۡ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ

کہہ دیجئے: تو پھر تم سوچتے کیوں نہیں ہو؟(85) کہہ دیجئے: سات آسمانوں

السَّبۡعِ وَرَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۸۶﴾ سَیَقُوۡلُوۡنَ لِلّٰهِ ؕ

اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟(86) وہ کہیں گے: اللہ ہے۔

قُلۡ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۸۷﴾ قُلۡ مَنۡۢ بِیَدِهٖ مَلَكُوۡتُ [17] كُلِّ

کہہ دیجئے: تو پھر تم ڈرتے کیوں نہیں ہو؟(87) کہہ دیجئے: وہ کون ہے جس کے قبضے میں ہر چیز کی بادشاہی ہے؟

شَیۡءٍ وَّهُوَ یُجِیۡرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیۡهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ

اور وہ کون ہے جو پناہ دیتا ہے لیکن اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا

تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۸﴾ سَیَقُوۡلُوۡنَ لِلّٰهِ ؕ قُلۡ فَاَنّٰی تُسۡحَرُوۡنَ ﴿۸۹﴾

اگر تم جانتے ہو؟ (تو بتاؤ)۔(88) وہ کہیں گے: اللہ۔ کہہ دیجئے: تو پھر تمہاری یہ خبطی کہاں سے ہے؟(89)

بَلۡ اَتَیۡنٰهُمۡ بِالۡحَقِّ وَاِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ [18] ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ

بلکہ ہم حق کو ان کے سامنے لے آئے ہیں اور یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں۔(90) اللہ نے کسی کو

اللّٰهُ مِنۡ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنۡ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ

بیٹا نہیں بنایا اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہر معبود اپنی مخلوقات کو

عربی حاشیہ

16- اساطیر الاولین ان بے بنیاد باتوں کو کہا جاتا ہے جو دورِ قدیم سے چلی آ رہی ہیں اور جن کی کوئی اصل اور حقیقت نہیں ہے۔

17- ملکوت۔ ملک اور سلطنت کی عظمت کی طرف اشارہ ہے۔

ف: قدرت نے مسئلہ معاد کے سمجھانے کے لئے پہلے زمین کے موجودات کا حوالہ دیا جو واضح سی بات ہے صرف تذکر کی ضرورت ہے۔ پھر آسمانوں اور عرش کا ذکر کیا جو قدرے دقیق مسئلہ ہے اور اس کے سمجھنے کے بعد خوف خدا کی ضرورت ہے اور آخر میں ملکوت سماوات کا ذکر کیا جس کی ہیبت عظیم ہے اور اس سے غفلت برتنے والا جادو زدہ ہی کہا جا سکتا ہے۔

ف: عالم برزخ موت اور قیامت کا درمیانی زمانہ ہے جس میں روح ایک مثالی جسم میں رہتی ہے جو روح کے شایانِ شان ایک الگ جسم ہے یا اسی مادی جسم کے اندر پایا جاتا ہے۔ بہرحال اس کا تناسخ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۸) قرآن مجید میں منکرین معاد کو سمجھانے کیلئے جس قدر اسالیب اور عناوین سے کام لیا گیا ہے شاید اس قدر اسالیب وعناوین کسی اور موضوع کیلئے استعمال نہیں ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس مقام پر تین اسالیب پیش کئے گئے ہیں:

۱۔ تمہارا خیال یہ ہے کہ ہم مٹی ہو جائیں گے تو دوبارہ کیسے اٹھائے جائیں گے؟

تو سوال یہ ہے کہ تم تو مٹی میں شامل ہو جاؤ گے خود اصل مٹی کا خالق کون ہے اور اگر اسے پہنچانتے ہو تو جو اتنی بڑی زمین کو پیدا کر سکتا ہے وہ زمین سے آدمی کو کیوں نہیں نکال سکتا ہے۔

۲۔ زمین تو چھوٹی سی چیز ہے ان ساتوں آسمانوں اور عرش اعظم کا حساب بتاؤ کہ ان کا مالک کون ہے۔ اور جب مانتے ہو کہ ان کا مالک بھی خدا ہی ہے تو سوچو کہ جو اتنے بڑے آسمان کو پیدا کر سکتا ہے اس کو ایک آدمی کے پیدا کرنے میں کیا زحمت ہے۔

۳۔ پھر آسمان اور عرش کی بات تو ایک طرف رہی کل کائنات کے بارے میں سوچو کہ یہ کائنات کس کے قبضہ قدرت میں ہے اور اگر پہچانتے ہو کہ وہ خدا ہی ہے تو آخر کس کے جادو میں مبتلا ہو گئے ہو کہ قادر مطلق کو عاجز تصور کر لیا ہے اور حیات آخرت پر ایمان نہیں لا رہے ہو۔

كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ

لے کر جدا ہو جاتا اور ایک دوسرے پر چڑھائی کر دیتا۔ اللہ پاک ہے۔ ان چیزوں سے

اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۙ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى

جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔(91) وہ غیب و شہود کا علم رکھتا ہے پس وہ منزہ ہے اس شرک سے

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا

جو یہ لوگ کرتے ہیں۔(92) (اے محمدؐ) کہہ دیجئے: میرے پروردگار! اگر تو وہ عذاب مجھے دکھا دے جس کا ان کے ساتھ

يُوْعَدُوْنَ ۙ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾

وعدہ کیا گیا ہے۔(93) تو میرے پروردگار! مجھے اس ظالم قوم کے ساتھ شامل نہ کرنا۔ (94)

وَاِنَّا عَلٰۤى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ

اور جس (عذاب) کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے ہم اسے آپ کو دکھانے کی یقیناً طاقت رکھتے ہیں۔(95) آپ

بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾

برائی کو احسن طریقے (۹) سے دفع کریں۔ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں یہ لوگ بنا رہے ہیں۔ (96)

وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۙ﴿۹۷﴾ وَ

اور کہہ دیجئے: اے میرے پروردگار! میں شیطانی (۱۰) وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔(97) اور

اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ

اے پروردگار! میں ان کی قربت سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں۔(98) (یہ غفلت میں پڑے ہیں) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو

الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۙ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا

موت آ لے گی تو وہ کہے گا: اے پروردگار! مجھے واپس دنیا میں بھیج دے۔(99) جس دنیا کو چھوڑ آیا ہوں

عربی حاشیہ

18- سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ یکطرفہ سوال جواب کا مقصد کیا ہے کہ اگر ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ یہ جواب دیں گے۔ یہ کہاں سے ثابت ہوگیا کہ یہی جواب دیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ جواب نہ دیں اور واقعاً خدا کو خالق و مالک نہ سمجھتے ہوں۔

لیکن اس کا واضح سا جواب یہ ہے کہ سب باتیں فطری ہیں اور انسان فطرت سے گریز نہیں کرسکتا۔ انکار تو حالات اور مصالح کی دین ہے ورنہ فطرت کا فیصلہ اپنے مقام پر اٹل ہے۔ اور وہ کسی وقت بھی تبدیل نہیں کیا جاسکتا ہے۔

19- واضح رہے کہ غائب اور حاضر کی تقسیم مخلوقات کے اعتبار سے ہوتی ہے کہ بعض چیزیں ان کی نگاہ سے غائب ہوتی ہیں اور بعض حاضر ورنہ خالق کے اعتبار سے تو کسی غائب کا وجود ہی نہیں ہے، اس کے جاننے یا نہ جاننے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اسی اعتبار سے یہ علمی

اردو حاشیہ

(۹) بعض حضرات کا خیال ہے کہ ہر برائی کا بہترین جواب یہ ہے کہ انسان صبر وتحمل سے کام لے تا کہ ظالم کو خود ہی شرم آ جائے اور وہ ظلم سے باز آ جائے یا منکر کو ہوش آ جائے اور وہ راہِ راست پر آ جائے لیکن یہ بات قاعدہ کلیہ کے طور پر صحیح نہیں ہے بلکہ اچھائی کا صحیح معیار یہ ہے کہ جواب حالات کے مطابق ہو اور انسان میں نیکی کی صلاحیت پائی جاتی ہے تو جواب صبر وتحمل سے ہو اور صرف شرارت پر آمادہ ہے تو طاقت کا بھی مظاہرہ کروتا کہ اسے تمہاری کمزوری کا احساس نہ ہونے پائے کہ اس طرح مزید بغاوت اور شرارت پیدا ہوگی۔ جس طرح کہ سرکار دو عالمؐ نے مدینہ منورہ کی زندگی میں کیا ہے۔

(۱۰) پناہ مانگنا خطرہ کی علامت نہیں ہے کہ عصمت کے منافی ہو۔ یہ بات کی اہمیت کی علامت ہے اور پھر امت کیلئے تعلیم بھی ہے کہ اسے ہر آن خدا کی پناہ کا طلبگار رہنا چاہیے اور شیطان کے شر سے بچتے رہنا چاہیے۔

تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَ مِنْ وَّرَآئِهِمْ

شاید اس میں عمل صالح بجا لاؤں۔ (۱۱) ہرگز نہیں۔ یہ تو وہ جملہ ہے جسے وہ کہہ دے گا اور ان کے پیچھے

بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَلَآ

اٹھائے جانے کے دن تک ایک برزخ حائل ہے۔(100) پھر جب صور پھونکا جائے گا تو ان میں اس دن

اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ

نہ کوئی رشتہ داری رہے گی اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔(101) پس جن کے

مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَ مَنْ خَفَّتْ

پلڑے بھاری ہوں گے وہی نجات پانے والے ہیں۔(102) اور جن کے پلڑے

مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِىْ

ہلکے ہوں گے وہ وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال دیا ہو اور وہ

جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَ هُمْ

ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔(103) جہنم کی آگ ان کے چہروں کو جھلسا دے گی اور اس میں ان کی شکلیں

فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِىْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ

بگڑی ہوئی ہوں گی۔(104) کیا تم وہی نہیں ہو کہ جب میری آیات تمہیں سنائی جاتیں

فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا

تو تم انہیں جھٹلاتے تھے؟(105) وہ کہیں گے: ہمارے پروردگار! ہماری

شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا

بدبختی ہم پر غالب آ گئی تھی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔(106) اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس جگہ سے نکال دے،

عربی حاشیہ

لطیفہ مشہور ہے کہ عام مسلمانوں کا نظریہ یہ ہے کہ خدا کے علاوہ کوئی عالم الغیب نہیں ہے اور سچی بات ہے کہ اس کے یہاں یہ موضوع ہی نہیں ہے تو علم کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے اسے عالم الغیب مخلوقات کے اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ جو مخلوقات کی نگاہ میں غیب ہے وہ خدا کی نگاہ میں حاضر اور موجود ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۱۶ میں مالک کائنات کا تعارف پانچ الفاظ کے ذریعہ کرایا گیا ہے۔

لفظ اللہ سے اس کی جامعیت صفات وکمالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ لفظ ملک اس کی حاکمیت اور مالکیت کا اعلان ہے۔ لفظ حق اس کے وجود کی اصالت وحقانیت کی طرف اشارہ ہے اور رب العرش الکریم اس کے مقام ربوبیت کی بلندی کا اظہار ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۱) بعض اہل معرفت کا کہنا ہے کہ اچھا ہوا خدا نے مسئلہ کو یہیں صاف کر دیا ورنہ ایک مرتبہ واپس کر دیا جاتا تو شیطان کو ایک بہانہ اور بھی مل جاتا اور دوسرے جنم میں پہلے سے زیادہ بداعمالیاں ہوتیں اور شیطان یہی سہارا دیتا رہتا کہ آئندہ جنم میں واپس آ کر بہترین اعمال کر لینا ابھی کیا جلدی ہے۔ اب تو واپسی کا راستہ بھی کھل گیا ہے ایک ذا گڑگڑانے کی ضرورت ہے اور دوبارہ واپسی کی اجازت مل جاتی ہے۔

مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا [20] فِيْهَا

اگر ہم نے پھر وہی (جرائم) کیے تو ہم لوگ ظالم ہوں گے۔(107)اللہ فرمائے گا: خوار ہو کر اسی میں پڑے رہو

وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ

اور مجھ سے بات نہ کرو۔(108)میرے بندوں میں سے کچھ لوگ یقیناً یہ دعا کرتے تھے:

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ

اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لائے ہیں پس ہمیں معاف فرما اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر

الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ

رحم کرنے والا ہے۔(109)تو تم نے ان کا مذاق اڑایا یہاں تک کہ انہوں نے

ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ

تمہیں ہماری یاد سے غافل کر دیا اور تم ان پر ہنستے تھے۔(110)آج میں نے

الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ

ان کے صبر کا انہیں یہ بدلہ دیا کہ وہی لوگ کامیاب ہیں۔(111)اللہ پوچھے گا:

كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا

تم زمین میں کتنے سال رہے ہو؟(112)وہ کہیں گے: ایک روز یا روز کا

يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ [21] ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ

ایک حصہ (ہم وہاں) ٹھہرے ہیں۔ پس شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجیے۔(113)فرمایا: تم وہاں

اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ

تھوڑا ہی (عرصہ) ٹھہرے ہو۔ کاش کہ تم (اس وقت) جانتے ہوتے۔(114) کیا تم نے

عربی حاشیہ

20- واضح رہے کہ زبان عرب میں یہ لفظ کتے کو دھتکارنے کے لئے استعمال ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کفار اور ظالمین نگاہ پروردگار میں ایک نجس العین جانور سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے ہیں۔ اب یہ حیرت کی بات ہے کہ کفار ومشرکین کو مسلمان اپنا آقا ومولا اور اپنے مقدر کا مالک ومختار بنائے ہوئے ہیں۔

21- کفار کا مقصد یہ ہے کہ آج ہمیں شمار کرنے کا ہوش کہاں ہے۔ یہ تو وہ لوگ بتا سکتے ہیں جنھیں شمار کرنے کا ہوش ہو اور اس میں یہ پس منظر بھی پایا جاتا ہے کہ کل دار دنیا میں بھی ہمیں شمار کرنے کا ہوش نہیں تھا کہ دنیا چند روزہ ہے اس وقت تو اس کو دائمی اور ابدی ہی سمجھ رہے تھے اب آج یہ اندازہ ہوا ہے کہ کل زندگانی دنیا ایک دن سے زیادہ نہیں تھی۔

اردو حاشیہ

اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾

یہ خیال کیا تھا کہ ہم نے تمہیں عبث خلق کیا ہے [۱۲] اور تم ہماری طرف پلٹائے نہیں جاؤ گے۔ (115)

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ

پس بلند و برتر ہے اللہ جو بادشاہ حقیقی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا

وہ عرش کریم کا مالک ہے۔(116)اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے جس کی

بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا

اس کے پاس کوئی دلیل بھی نہیں ہے تو اس کا حساب اس کے پروردگار کے پاس ہے اور کافر

يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ

یقیناً فلاح [۱۳] نہیں پا سکتے۔(117)اور کہہ دیجئے : اے میرے پروردگار! معاف فرما اور رحم فرما اور

اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ ع

ع ۶ ۲۶ ۶

تو سب سے بہترین رحم کرنے والا ہے۔(118)

اٰياتها ۶۴ — ۲۴ سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۲ — رکوعاتها ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا [1] وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ

یہ ایک سورہ ہے جسے ہم نے نازل کیا اور فرض کیا اور اس میں صریح آیات کو

عربی حاشیہ

ف: اس سورۂ مبارکہ کی ایک لطافت یہ ہے کہ اس کا آغاز فلاح مومنین کے ذکر سے ہوا ہے اور خاتمہ عدم فلاح کفار کے ذکر پر ہوا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ درمیان کے تمام تذکرے اس عدم فلاح سے بچنے کے ذرائع ہیں جن میں کفار مبتلا ہونے والے ہیں۔

ف: سورۂ نور کے بارے میں امام صادقؑ نے فرمایا کہ اپنے اموال اور اپنی عورتوں کی عفت کا تحفظ سورۂ نور کی تلاوت کے ذریعہ کرو کہ اس کی روزانہ تلاوت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ گھرانے میں کوئی شخص بھی بدکار نہیں ہوتا ہے۔

1-اس سورہ مبارکہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے احکام کو فرض کہا گیا ہے۔ اور ان کو بے حد اہمیت دی گئی ہے کہ اس میں عزت و ناموس کے مسائل کو حل کیا گیا ہے اور اس کے تحفظ کا انتظام کیا گیا ہے اور شاید اسی لئے سورہ مبارکہ کو سورہ نور کے نام سے بھی یاد کیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۲) حیاتِ انسانی کا سب سے بڑا مسئلہ اس کی مقصدیت اور عدم مقصدیت کا ہے۔ جن لوگوں کا خیال یہ ہے کہ دارِ دنیا میں عیش کریں گے اور ایک دن مرجائیں گے ان کی نگاہ میں زندگی بالکل بے مقصد ہے اور وجود کی انتہا عدم اور حیات کی انتہا موت کے علاوہ کچھ نہیں ہے جو ایک انتہائی عجیب وغریب نظریہ ہے کہ کسی شے کو اس کی منزل نقص وفساد کیلئے پیدا کیا گیا ہو۔

انسانی زندگی کی صحیح قدر و قیمت یہی ہے کہ اس کا کوئی مقصد ہو اور وہ مقصد بھی اس کے وجود سے پست تر نہ ہوتا کہ زندگی کا سفر بلندی کی طرف ہو اور پستی کی طرف نہ ہو اور انسان سے بالاتر کوئی مخلوق نہیں ہے لہٰذا مقصدیت کا تعلق خالقِ کائنات سے ہونا چاہیے اور اسی کو مقصدِ حیات بننا چاہیے تاکہ نقص کمال کی طرف سفر کرے اور امانت نتیجہ کار میں صاحب امانت کے حوالے کردی جائے۔

(۱۳) اس سورہ کا کل خلاصہ یہ ہے کہ یہ مومنین کے پیغام نجات سے شروع ہوا ہے اور کافرین کے عدم نجات پر تمام ہوا ہے اور اسی لئے اس کے فوراً بعد مغفرت اور رحمت کی دعا کی گئی ہے تاکہ انسان توفیقات الٰہیہ اور رحمت پروردگار کے سہارے زمرۂ مومنین میں شامل رہے اور کفار کے گردہ میں محشور نہ ہونے پائے۔

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ① اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا

نازل کیا تاکہ تم یاد رکھو۔(1) زنا کار عورت ⁽¹⁾ اور مرد دونوں کو

كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا

ایک ایک سو کوڑے مارو اور دین خدا کے معاملے میں تمہیں ان پر

رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

ترس نہیں آنا چاہیے اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو

الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ②

اور ان کی سزا کے وقت مومنین کی ایک جماعت موجود رہے۔ (2)

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِيَةُ

زانی مرد صرف ⁽²⁾ زانیہ یا مشرکہ سے نکاح کرے گا اور زانیہ

لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى

صرف زانی یا مشرک سے نکاح کرے گی اور مومنوں پر یہ حرام

الْمُؤْمِنِيْنَ ③ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ

کیا گیا ہے۔(3)اور جو لوگ پاک ⁽³⁾ دامن عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں

لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّ

پھر اس پر چار گواہ نہ لائیں پس انہیں اسی کوڑے مارو اور ان کی

لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ④

گواہی ہر گز قبول نہ کرو اور یہی فاسق لوگ ہیں۔ (4)

عربی حاشیہ

2- بظاہر یہ حکم ہر زنا کار مرد اور عورت کے لئے ہے حالانکہ روایات میں اس حکم کے لئے غیر شادی شدہ ہونے کی تخصیص وارد ہوئی ہے کہ اگر مرد یا عورت شادی شدہ ہوں اور ان کے لئے جنسی مواقع فراہم ہوں تو ان کی سزا کوڑے لگانے کے بجائے سنگسار کرنا ہے یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو جائیں۔

3- اس مقام پر محصنات سے مراد پاکدامن عورتیں ہیں چاہے وہ شادی شدہ ہوں یا کنواری ورنہ سنگسار کے مسئلہ میں محصنات سے مراد وہ عورتیں ہیں جن کے شوہر ان کی جنسی تسکین کے لئے حاضر ہوں اور پھر بھی وہ زنا کرائیں اور اسی طرح محصن بھی ایسے مرد کو کہا جاتا ہے جس کی عورت اس کے پاس موجود ہو اور وہ پھر بھی زنا کرے۔

اردو حاشیہ

(۱) اسلام عفت اور پاکدامنی کا مذہب ہے۔ وہ اس مسئلہ میں کسی طرح کی مروت کا قائل نہیں ہے۔ وہ مسئلہ کی تحقیق اور گواہی پر ضرور زور دیتا ہے لیکن جرم کے ثابت ہو جانے کے بعد پھر کسی طرح کی رعایت نہیں کرتا ہے بلکہ سزا کو منظر عام پر لانا چاہتا ہے۔تاکہ عزت لوٹنے والے کا انجام عزت لٹنے کی شکل میں دیکھنے میں آئے اور اسے عبرت حاصل ہو سکے اور اس کی عبرت کے نتیجہ میں دیگر افرادِ معاشرہ بھی عبرت حاصل کر سکیں۔

(۲) یہ کوئی قانون شریعت نہیں ہے بلکہ سامانِ عبرت وموعظت ہے کہ زانی مرد کو سوائے زانی عورت کے کون پسند کرے گا اور اسی طرح زانی عورت کا دوست زانی مرد کے علاوہ کون ہو سکتا ہے یا پھر مشرک ہی یہ اقدام کر سکتا ہے کہ شرک خود بھی بدکاری سے کمتر نہیں ہے اور جب یہ بات ثابت ہے تو خبردار زنا نہ کرنا کہ تمہارا ذوق تمہیں زانی عورت کی طرف لے جائے یا اس کے برعکس عورت کا حال ہو کہ اس کا ذوق زنا اسے زنا کار مرد کے حوالے کر دے جس سے کسی وفا کی امید نہیں کی جا سکتی ہے۔

(۳) اس حرکت کو قذف محصنہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کی سزا بہت زیادہ سخت ہے چاہے یہ کام مرد انجام دے یا عورت۔

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ

سوائے ان لوگوں کے جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں۔ اس صورت میں اللہ بڑا معاف

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝٥ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ

کرنے والا، رحم والا ہے۔(5)اور جو لوگ اپنی (۴) بیویوں پر زنا کی تہمت لگائیں اور ان کے

يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ

پاس خود ان کے سوا کوئی گواہ نہ ہو تو ان میں سے ایک شخص کی شہادت یہ ہے کہ

أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ ۙ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ۝٦ وَالْخَامِسَةُ

چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ سچا ہے۔(6)اور پانچویں بار

أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝٧ وَ

کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔(7) اور

يَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ ۙ

عورت سے سزا اس صورت میں ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر

إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ۝٨ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ

گواہی دے کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔(8)اور پانچویں مرتبہ

عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝٩ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ

کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب ہواگر وہ سچا ہے۔(9)اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ حَكِيمٌ ۝١٠ ع إِنَّ

(تو تمہیں اس سے خلاصی نہ ملتی) اور یہ کہ اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا، حکمت والا ہے۔(10) جو لوگ

عربی حاشیہ

ف: حدود کے بارے میں سرکار دوعالم کا یہ ارشاد بے حد اہم ہے کہ ایک کوڑا کم کردینے والے حاکم سے سوال ہوگا کہ تو ہم سے زیادہ رحیم کیسے ہوگیا اور ایک کوڑا زیادہ لگانے والے سے سوال ہوگا کہ تو ہم سے زیادہ حکیم کیسے ہوگیا۔

اردو حاشیہ

(۴) اس عمل کو لعان کہا جاتا ہے جہاں شوہر عورت پر زنا کی تہمت لگاتا ہے اور پھر دونوں فریق قسم کھا کر سزا سے بچ جاتے ہیں اور سلسلۂ نکاح ختم ہو جاتا ہے اور عورت اس مرد پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔

الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ

بہتان باندھ لائے (۵) وہ یقیناً تمہارا ہی ایک دھڑا ہے۔ اسے اپنے لیے برا نہ سمجھنا

شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا

بلکہ وہ تمہارے لیے اچھا ہے۔ ان میں سے جس نے جتنا گناہ کمایا اس کے لیے

اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ

اتنا ہی حصہ ہے اور ان میں سے جس نے بڑا بوجھ اٹھایا اس کیلئے

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱﴾ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ

بڑا عذاب ہے۔(11)جب تم نے یہ بات سنی تھی تو مومن مردوں اور مومنہ عورتوں نے

الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾

اپنے دلوں میں نیک گمان کیوں نہ کیا اور کیوں نہیں کہا کہ یہ صریح بہتان ہے؟ (12)

لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا

وہ لوگ اس بات پر چار گواہ کیوں نہ لائے؟ اب چونکہ

بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْلَا

وہ گواہ نہیں لائے ہیں لہٰذا وہ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔(13)اور اگر دنیا

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ

اور آخرت میں تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو جن باتوں کا تم نے چرچا کیا تھا

فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾ ۖ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ

ان کے سبب تم پر بڑا عذاب آ جاتا۔(14)جب تم اس جھوٹی خبر کو

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۱ صاف اعلان کر رہی ہے کہ بعض اوقات دشمن کا پروپیگنڈہ مضر ہونے کے بجائے مفید ہوتا ہے اور اس سے بہت سے حقائق بے نقاب ہوجاتے ہیں۔

4- افک۔ بہت بڑا جھوٹ۔ عصبہ۔ جماعت۔گروہ۔ الذی تولیٰ کبرہ جس نے تہمت میں سب سے زیادہ حصہ لیا تھا یعنی عبداللہ بن ابی منافق۔

5- مومنین ومومنات سب آپس میں ایک ہی فرد شمار ہوتے ہیں اور اسی لئے ان کے معاملات کو کبھی ذاتی معاملہ قرار دیا جاتا ہے۔

یہ صحیح ہے کہ مسلمان علم کے بغیر نہ واقعہ کو صحیح کہہ سکتا ہے اور نہ غلط لیکن عملی اختیار سے اسے واقعہ کے صحیح نہ ہونے کے مطابق عمل کرنا چاہیے جب تک کہ صحیح ہونے کا علم نہ ہوجائے۔

اردو حاشیہ

(۵) مورخین اور مفسرین کی ایک بڑی جماعت نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے کہ رسول اکرمؐ نے بنی مصطلق سے جہاد میں جاتے وقت حسب عادت قرعہ ڈالا تو ساتھ جانے کیلئے حضرت عائشہ کا نام نکل آیا اور انہیں ساتھ لے کر چلے۔اس کے بعد جب میدان فتح کر کے واپس آئے تو راستہ میں ایک مقام پر قیام کیا اور حضرت عائشہ رفع حاجت کیلئے دور چلی گئیں ادھر قافلہ روانہ ہوگیا اور وہ وہیں رہ گئیں۔تھوڑی دیر بعد صفوان بن معطل آیا اور اس نے انہیں صحرا میں اکیلا دیکھا تو اپنے ناقہ پر بٹھا لیا اور خود مہار کھینچتا ہوا چلا لیکن عبداللہ بن ابی جیسے منافقین نے یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ صفوان سے ان کے تعلقات قائم ہو گئے ہیں اور ان کا کردار مشکوک ہوگیا ہے تاکہ اس طرح سرکار دوعالم کے دل کو دکھائیں اور ان کی عزت وآبرو کو ٹھیس پہنچائیں۔ظاہر ہے کہ اس معاملہ کا تعلق براہِ راست رسول اکرمؐ کی غیرت سے تھا اس لئے قدرت نے ان کی صفائی دی اور بار بار عذاب الیم کی خبر سنائی کہ امت کو ہوش آ جائے اور آئندہ رسول اکرمؐ کے بارے میں اس طرح کی باتیں نہ کریں کہ نبی کی زوجہ کافر ہوسکتی ہے لیکن بدکار نہیں ہوسکتی۔

زوجہ نوح کی خیانت بھی یہی تھی کہ وہ انہیں دیوانہ کہتی تھی اور زوجہ لوط کی خیانت بھی یہ تھی کہ وہ لوگوں کو مہمانوں کے ساتھ بدکاری کی طرف اشارہ کرتی تھی۔ ورنہ خود ان میں کوئی عورت بدکار اور بدکردار نہیں تھی۔

وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ

اپنی زبانوں پر لیتے جا رہے تھے اور تم اپنے منہ سے وہ کچھ کہہ رہے تھے جس کا تمہیں کوئی علم نہ تھا اور تم اسے ایک معمولی بات

هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ

خیال کر رہے تھے جب کہ اللہ کے نزدیک وہ بڑی بات ہے۔(15) جب تم نے یہ بات سنی تھی

قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا [6] ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا

تو کیوں نہ کہا: ہمیں ایسی بات نہیں کہنی چاہیے تھی؟ خدایا تو پاک ہے۔

بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا

یہ ایک بہت بڑا بہتان ہے۔(16) اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم مومن ہو تو آئندہ

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾ ۚ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ

کبھی بھی ایسا کام نہ کرنا۔(17) اور اللہ آیات تمہارے لیے بیان کرتا ہے اور اللہ بڑا جاننے والا،

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ

حکمت والا ہے۔(18) جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان کے درمیان

فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ

بے حیائی پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ

اللہ جانتا ہے مگر تم نہیں جانتے۔(19) اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ ع يٰٓاَيُّهَا

(تو تم پر فوری عذاب آ جاتا) اور یہ کہ اللہ بڑا شفیق، مہربان ہے۔(20) اے ایمان والو!

النصف ۲ ع ۸

عربی حاشیہ

6- کسی کے بارے میں زنا کی تہمت لگائی جائے تو انسان کا فرض ہے کہ اولاً تو اس کی صفائی دے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم خود اپنی زبان سے اس تہمت کو نہ دہرائے ورنہ ایسی باتوں کی اشاعت کرنے والوں کے لئے دنیا میں بھی بدترین سزا ہے اور آخرت میں بھی شدید قسم کا عذاب ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۰ کی جزا محذوف ہے اور اس کا مضمون تقریباً یہ ہے کہ اگر یہ رحمت نہ ہوتی تو بدبختی لازم ہو جاتی۔ مصیبتیں ہلاک کر دیتیں اور جہالت کی بنا پر نظامِ زندگی درہم برہم ہو کر رہ جاتا۔

اردو حاشیہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ

شیطان کے نقش قدم پر نہ چلنا اور جو شخص شیطان کے نقش قدم پر چلے گا تو

خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا

وہ بے حیائی اور برائی کا حکم دے گا اور اگر تم پر اللہ کا فضل

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ

اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے ایک شخص بھی کبھی پاک نہ ہوتا

اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢١﴾

مگر اللہ جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے اور اللہ خوب سننے، جاننے والا ہے۔ (21)

وَلَا يَاْتَلِ [7] اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي

تم میں سے جو لوگ (مال ودولت میں) وسعت والے ہیں وہ قریبی رشتہ داروں،

الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ

مسکینوں اور فی سبیل اللہ ہجرت کرنے والوں کو کچھ دینے سے دریغ نہ کریں

وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَ

اور انہیں عفو و درگزر سے کام لینا چاہئے۔ کیا تم خود یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے

اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٢﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ

اور اللہ غفور، رحیم ہے۔(22) جو لوگ بے خبر پاک دامن مومنہ عورتوں پر

الْغٰفِلٰتِ [8] الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ

تہمت لگاتے ہیں اُن پر دُنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیے

عربی حاشیہ

ف: خطوات الشیطان گناہوں کے تدریجی عمل کی طرف اشارہ ہے کہ انسان پہلے بدکرداروں سے میل ملاپ شروع کرتا ہے پھران کی محفلوں میں شرکت کرتا ہے، پھر گناہ کے بارے میں سوچنا شروع کرتا ہے، پھر مشکوک کام کرنے لگتا ہے، پھرگناہ صغیرہ کاارتکاب کرتا ہے اور آخر میں گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوجاتا ہے۔

7- حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ مسطح نے میرے اوپر الزام لگایا تو میرے باپ نے قسم کھالی کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک نہ کریں گے حالانکہ وہ ان کا خالہ زاد بھائی تھا اور مسکین اورمہاجر بھی تھا تو یہ آیت شریفہ نازل ہوئی کہ خبردار انسان کوقرابت، غربت اور ہجرت کے حق کونظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا نظریہ یہی تھا کہ کوئی انسان کسی مومن کے حق میں زیادتی کرے تو نہ اس کی

اردو حاشیہ

عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ

عذاب عظیم ہے۔(23)اس دن ان کی زبانیں (۶) اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں

وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ

ان سب اعمال کی گواہی دیں گے جو یہ کرتے رہے ہیں۔(24)اس دن اللہ ان کا

دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ﴿٢٥﴾

حقیقی بدلہ پورا کرے گا اور وہ جان لیں گے کہ اللہ ہی حق ہے (اور حق کا) ظاہر کرنے والا ہے۔ (25)

الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ۖ وَالطَّيِّبَاتُ

خبیث عورتیں خبیث (۷) مردوں کے لیے اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ عورتیں

لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا

پاکیزہ مردوں کے لیے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے ہیں۔ یہ ان باتوں سے پاک ہیں

يَقُولُونَ ۖ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٢٦﴾ ع يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

جو لوگ بناتے ہیں۔ ان کے لیے مغفرت اور باعزت روزی ہے۔(26) اے ایمان والو!

آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا

اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہونا جب تک اجازت نہ لے لو

عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِنْ

اور گھر والوں پر سلام نہ کر لو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے شاید تم نصیحت حاصل کرو۔(27)اور اگر تم

لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِنْ

اس گھر میں کسی کو موجود نہ پاؤ تو بغیر اجازت کے اس میں داخل نہ ہونا اور اگر

عربی حاشیہ

قرابت کی کوئی اہمیت ہے اور نہ ہجرت کی؟

8-وہ عورتیں جو زنا کے بارے میں سوچتی بھی نہیں ہیں اور اس طرف سے بالکل غافل ہیں۔

واضح رہے کہ یہ الزام اگرچہ گناہِ کبیرہ ہے لیکن اس سے مجرم کافر نہیں ہوجاتا اور نہ لفظ لعنت کفر کی دلیل ہے۔ لعنت گناہانِ کبیرہ کے بارے میں بھی استعمال ہوتی ہے۔

ف: طیبات اور خبیثات اقوال واعمال بھی ہوسکتے ہیں اور عورتیں بھی۔ آیت میں قرینہ عورتوں ہی کا ہے لیکن اس کا تعلق صرف جنسی پاکیزگی اور آلودگی سے ہے پورے کردار سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اسی لئے انبیاء کرام کے گھر میں نالائق ازواج کو دیکھا گیا ہے اور فرعون کے گھر میں جناب آسیہ کا وجود تھا۔

9- سوال یہ ہے کہ جب گھر میں کوئی نہیں ہے تو اجازت کون دے گا کہ بلااجازت داخل نہ ہوں۔ بعض مفسرین نے اس کا جواب

اردو حاشیہ

(۶) تہمت زنا کیلئے گواہ کا فراہم کرنا اس قدر ضروری ہے کہ اس کے بغیر زنا کار کے بجائے تہمت لگانے والے ہی کو قابل حد تصور کیا جائے گا اور اس کو اسی کوڑے لگائے جائیں گے اور وہ دنیا میں گواہ نہیں فراہم کر سکے گا تو آخرت میں خود اس کے اعضاء وجوارح اس کے خلاف گواہی دیں گے۔

(۷) بظاہر یہ ایک قانون عام ہے کہ خبیث چیزوں کا تعلق خبیث افراد سے ہوتا ہے اور پاکیزہ باتوں کا تعلق پاکیزہ افراد سے ہوتا ہے لہٰذا اگر کوئی تہمت زنا جیسی خبیث بات کرے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ باطنی طور پر خود بھی خبیث ہے ورنہ اس سے اس طرح کی بات کا صدور نہ ہوتا۔ اس مسئلہ کا کوئی تعلق عورت اور مرد کے رشتہ سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق عقائد، اعمال، خیالات، تصورات اور افراد سے ہے چاہے وہ افراد مرد ہوں یا عورتیں ہوں۔ مذکر کا صیغہ صرف اس لئے استعمال ہوا ہے کہ عام طور پر ہر مقام پر اسی طرح استعمال ہوتا ہے۔

یہ اور بات ہے کہ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ خبیثات اور طیبات سے مراد عورتیں ہیں اور خبیثین اور طیبین سے مراد مرد ہیں اور اس طرح اچھے افراد سے زوجیت کو دلیل طیب کردار قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ صریح قرآن کے خلاف ہے کہ زوجہ جناب نوح ولوط خبیثات تھیں اور زوجہ فرعون طیبہ تھیں مگر ان کے شوہر ان کے بالکل برعکس تھے۔

قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا

تم سے لوٹ جانے کیلئے کہا جائے تو لوٹ جاؤ۔ اسی میں تمہاری پاکیزگی ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے

تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا

خوب آگاہی رکھتا ہے۔(28)البتہ ایسے گھروں میں داخل ہونے میں تم پر کوئی حرج نہیں جن میں

غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ [10] لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ

کوئی رہائش پذیر نہ ہو اور ان میں تمہارا کوئی سامان ہو اور اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے

وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٢٩﴾ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ

اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔(29) آپ مومن [(۸)] مردوں سے کہہ دیجئے: وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں

وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا

اور اپنی شرمگاہوں کو بچا کر رکھیں۔ یہ ان کے لیے پاکیزگی کا باعث ہے۔ اللہ کو ان کے اعمال کا

يَصْنَعُونَ ﴿٣٠﴾ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ

یقیناً خوب علم ہے۔(30)اور مومنہ عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں

وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ

اور اپنی شرمگاہوں کو بچائے رکھیں اور اپنی زیبائش (کی جگہوں) کو ظاہر نہ کریں

مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ [11] عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ

سوائے اس کے جو اس میں سے خود ظاہر ہو اور اپنے گریبانوں پر اپنی

زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ

اوڑھنیاں ڈالے رکھیں اور اپنی زیبائش [(۹)] کو ظاہر نہ ہونے دیں سوائے

عربی حاشیہ

یہ دیا ہے کہ گھر میں آدمی ہو مگر اجازت دینے کے قابل نہ ہو جیسے غلام یا بچۂ نابالغ وغیرہ۔

ف: اجازت میں انس کی شرط اور سلام کا حکم اس امر کی علامت ہے کہ اجازت کی بنیاد محبت و الفت کو ہونا چاہیے نہ کہ جبراور دباؤ کو اور اس طرح اجازت کے جملہ آداب اس لفظ میں داخل ہوجاتے ہیں جیسا کہ روایات میں ہے کہ تین مرتبہ اجازت طلب کرو اور اتنا وقفہ دو کہ صاحب خانہ اجازت دینے کے لئے تیار ہوجائے۔

10-اس سے عمومی مقامات مراد ہیں جیسے ہوٹل یادکان وغیرہ کہ وہاں کوئی خاص آدمی نہیں ہوتا ہے اور ہر شخص اجازت خاص کے بغیر داخل ہوسکتا ہے بشرطیکہ اس کا سامان پہلے سے وہاں موجود ہو۔

11- خمر۔خمار کی جمع ہے یعنی وہ کپڑا جس سے عورت اپنا سرڈھانکتی ہے۔

جیوب۔ جیب کی جمع ہے یعنی گریبان

اردو حاشیہ

(۸) واضح رہے کہ آیت کریمہ میں نگاہ نیچی رکھنے کا حکم ہے لیکن کس سے اور کب اس کا کوئی تذکرہ نہیں ہے بلکہ ''من تبعیض بھی داخل کر دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر وقت نگاہ کا نیچا رکھنا واجب نہیں ہے اور پھر یہی حکم عورتوں کیلئے بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تشریحات کیلئے روایات کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ اور وہ مواقع اور مقامات وہاں سے طے ہوں گے جس وقت نگاہ کا نیچا رکھنا ضروری ہے۔

(۹) زینت سے مراد زینت کے مقامات ہیں ورنہ اصل زینت کا اظہار حرام نہیں ہے۔ مقامات زینت میں بھی جو مقامات ازخود ظاہر ہیں ان کی تشریح روایات میں چہرہ اور ہتھیلیوں سے کی گئی ہے کہ ان کے علاوہ سارے جسم کا پردہ ضروری ہے اور ان کا پردہ لازم نہیں ہے جب تک کسی فتنہ وفساد کا اندیشہ نہ ہو۔

اَوۡ اَبۡنَآءِ بُعُوۡلَتِهِنَّ اَوۡ اِخۡوَانِهِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اَوۡ اَبۡنَآئِهِنَّ

اپنے شوہروں کے بیٹوں، اپنے بھائیوں، بھائیوں کے بیٹوں،

اِخۡوَانِهِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوۡ نِسَآئِهِنَّ اَوۡ مَا مَلَكَتۡ

بہنوں کے بیٹوں، اپنی (ہم صنف) عورتوں، اپنی کنیزوں، ایسے خادموں (۱۰)

اَيۡمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيۡنَ غَيۡرِ اُولِى الۡاِرۡبَةِ مِنَ الرِّجَالِ

جو عورتوں کی خواہش نہ رکھتے ہوں اور ان بچوں کے جو عورتوں کے پردوں کی

اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِيۡنَ لَمۡ يَظۡهَرُوۡا عَلٰى عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ‌ ۖ وَ

باتوں سے واقف نہ ہوں۔ اور مومن عورتوں کو چاہئے کہ (چلتے ہوئے)

لَا يَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِهِنَّ لِيُـعۡلَمَ مَا يُخۡفِيۡنَ مِنۡ زِيۡنَتِهِنَّ‌ ؕ وَ

اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں (۱۱) کہ جس سے ان کی پوشیدہ زینت ظاہر ہو جائے اور

تُوۡبُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيۡعًا اَيُّهَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۝۳۱

اے مومنو! سب مل کر اللہ کے حضور توبہ کرو۔ امید ہے کہ تم فلاح پاؤ گے۔ (31)

وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ وَالصّٰلِحِيۡنَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ وَ

اور تم میں سے جو لوگ بے نکاح ہوں اور تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے جو صالح ہوں

اِمَآئِكُمۡ‌ ؕ اِنۡ يَّكُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ يُغۡنِهِمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ‌ ؕ وَاللّٰهُ

ان کے نکاح کر دو۔ اگر وہ نادار ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا اور اللہ بڑی وسعت والا،

وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ‏ ۝۳۲ وَلۡيَسۡتَعۡفِفِ الَّذِيۡنَ لَا يَجِدُوۡنَ نِكَاحًا

علم والا ہے۔(32) جو لوگ نکاح کا امکان نہ پائیں انہیں عفت (۱۲) اختیار کرنا چاہیے

عربی حاشیہ

اوراس سے مراد سینہ ہے۔

22- جو بچے یہ نہیں جانتے ہیں کہ پردہ کے مقامات کیا ہوتے ہیں اور ان کی جنسی حیثیت کیا ہے اور ان میں اور دیگر اعضاء میں کیا فرق ہے۔

ف: واضح رہے کہ آیت میں بھتیجوں اور بھانجوں کا ذکر ہے لیکن چچا اور ماموں کا ذکر نہیں ہے حالانکہ ان سے بھی پردہ واجب نہیں ہے اور شائد اس کا راز یہ ہو کہ جب ایک رخ سے بھتیجے اور بھانجے محرم ہیں تو دوسرے رخ سے چچا اور ماموں بھی محرم ہوں گے۔

ف: براہ راست مرد وعورت کے بجائے معاشرہ کو مخاطب بنانے کا مقصد یہ ہے کہ معاشرہ تحفظ عفت کا انتظام کرے اور نوجوان بزرگوں کے تجربات سے فائدہ اٹھائیں ورنہ سارا سماج مجرم قرار پائے گا۔

13- ایامیٰ۔ ایّم کی جمع ہے یعنی غیر شادی شدہ چاہے مرد ہو یا عورت کنوارا ہو

اردو حاشیہ

(۱۰) مسلمان عورت اپنی عورتوں یعنی مسلمان عورتوں کے سامنے شرمگاہوں کے علاوہ بدن کے ان حصوں کا بھی اظہار کرسکتی ہے جن کا اظہار مذکورہ بالا قرابتداروں کیلئے جائز ہے لیکن غیر مسلم عورت کے سامنے اس کا اظہار بھی جائز نہیں ہے کہ اس سے فتنہ وفساد پھیلنے کا اندیشہ ہے کہ وہ اپنے گھر والوں سے اس کے حسن وجمال کا تذکرہ کرینگی اور ان میں بدنیتی اور بدکرداری کا جذبہ پیدا ہوگا۔

(۱۱) یہ اشارہ ہے کہ زینت کا پردہ کرنے کے بعد بھی ایسی حرکتیں جائز نہیں ہیں جن سے جنسی جذبات بیدار ہوتے ہوں اور سماج میں اخلاقی فساد پھیل جانے کا اندیشہ ہو۔

(۱۲) اسلام نے عفت کے تحفظ کا حکم دینے کے بعد ذمہ دار افراد کو دعوت دی کہ وہ غیر شادی شدہ افراد کے عقد کا انتظام کریں تا کہ سماج میں فساد نہ پھیلنے پائے لیکن اس مقام پر چند امور خاص طریقہ سے قابل توجہ ہیں:۔

۱۔ مخاطب بزرگوں کو بنایا گیا ہے کہ حیاء وغیرت بھی سلامت رہے اور نوجوان ان کے تجربات سے فائدہ بھی اٹھا سکیں۔

۲۔ غلام وکنیز میں صالحین کا ذکر کر کے اس نکتہ کی طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ عقد میں صلاحیت اور کردار کو دیکھنا چاہیے دولت اور غربت کو نہیں دیکھنا چاہیے

حَتّٰى يُغۡنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ وَالَّذِيۡنَ يَبۡتَغُوۡنَ الۡكِتٰبَ (14)

یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے انہیں خوشحال کر دے اور تمہارے غلاموں میں سے

مِمَّا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ فَكَاتِبُوۡهُمۡ اِنۡ عَلِمۡتُمۡ فِيۡهِمۡ خَيۡرًا ‌

جو مکاتبت کی خواہش رکھتے ہوں ان سے مکاتبت کر لو اگر تمہیں معلوم ہو کہ

وَّاٰتُوۡهُمۡ مِّنۡ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِىۡۤ اٰتٰٮكُمۡ ‌ؕ وَلَا تُكۡرِهُوۡا

ان میں کوئی خیر ہے اور انہیں اس مال میں سے جو اللہ نے تمہیں بخشا ہے دے دو

فَتَيٰتِكُمۡ عَلَى الۡبِغَآءِ (15) اِنۡ اَرَدۡنَ تَحَصُّنًا لِّـتَبۡتَغُوۡا عَرَضَ

اور تمہاری جوان لونڈیاں اگر پاکدامن رہنا چاہتی ہوں تو انہیں دنیاوی زندگی کے

الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ‌ؕ وَمَنۡ يُّكۡرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنۡۢ بَعۡدِ

متاع کے لیے بدکاری پر مجبور نہ کرو اور اگر کوئی انہیں مجبور کر دے تو ان کی اس مجبوری کے بعد یقیناً اللہ بڑا

اِكۡرَاهِهِنَّ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ اٰيٰتٍ

معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔(33)اور بتحقیق ہم نے تمہاری طرف واضح کرنے والی آیات

مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَمَوۡعِظَةً

نازل کی ہیں اور تم سے پہلے گزرنے والوں کی مثالیں بھی اور تقویٰ رکھنے والوں کے لیے موعظہ بھی

لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۳۴﴾ اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ ؕ مَثَلُ نُوۡرِهٖ

(نازل کیا ہے)۔(34)اللہ آسمانوں اور (۱۳) زمین کا نور ہے ۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے

كَمِشۡكٰوةٍ فِيۡهَا مِصۡبَاحٌ‌ ؕ اَلۡمِصۡبَاحُ فِىۡ زُجَاجَةٍ‌ ؕ

گویا ایک طاق ہے، اس میں ایک چراغ رکھا ہوا ہے، چراغ شیشے کے فانوس میں ہے،

عربی حاشیہ

یا شادی شدہ رہ چکا ہو۔

اماء۔ امتہ کی جمع ہے یعنی کنیزیں۔

14- عقد مکاتبت کے معنی یہ ہیں کہ آقا اور غلام یا کنیز کے درمیان یہ معاہدہ ہوجائے کہ ایک معین مقدار میں رقم ادا کرنے کے بعد وہ آزاد ہوجائیں گے۔

15- بغاء۔ زنا ہے اور تحصن پاکدامنی اور جملہ شرطیہ صرف فطرت کی ترجمانی ہے کہ عورت فطرتاً پاکدامنی کی طلبگار ہوتی ہے ورنہ ایسا نہیں ہے کہ وہ زنا کی خواہش مند ہو تو تم اسے مجبور کرسکتے ہو کہ اس طرح مجبوری کا موضوع ہی ختم ہوجائے گا۔

اردو حاشیہ

کہ رزق دینے والا پروردگار ہے کاروبار نہیں ہے ٹھیک اس کے برعکس جو ہمارے سماج میں رائج ہے اور جس کے ہم عادی ہو گئے ہیں کہ مال ومنال دیکھا جاتا ہے اور اعمال نہیں دیکھے جاتے ہیں۔

(۱۳) بیشک کائنات کے ذرہ ذرہ میں اس کی قدرت کاملہ کا ظہور پایا جاتا ہے اور جس طرف نظر کرو اسی کے کرم کا اظہار ہوتا ہے۔ اس نے اپنے نور کو اس تفصیلی مثال سے سمجھایا ہے جس میں انتہائی روشنی کے ساتھ اس حقیقت کا بھی اعلان ہے کہ اس کا نور نہ مشرق کا پابند ہے اور نہ مغرب کا اور درحقیقت یہی ہر نور خدا کی شان ہے کہ وہ مشرق ومغرب کی قید سے بالاتر ہے اور اس کی تابانی ہر خطۂ زمین کیلئے یکساں طور پر مفید اور کارآمد ہوتی ہے۔

اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ

فانوس گویا موتی کا چمکتا ہوا تارا ہے جو زیتون کے مبارک درخت سے

مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا

روشن کیا جاتا ہے جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی، اس کا تیل روشنی دیتا ہے

يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ

خواہ آگ اسے نہ چھوئے۔ یہ نور بالائے نور ہے۔ اللہ جسے چاہے اپنے نور کی

لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ

راہ دکھاتا ہے اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بھی بیان فرماتا ہے اور اللہ

بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۙ﴿۳۵﴾ فِىْ بُيُوْتٍ [16] اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ

ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔(35) (ہدایت پانے والے) ایسے گھروں میں ہیں جن کی تعظیم کا اللہ نے اذن دیا ہے اور

يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۙ﴿۳۶﴾

ان میں اس کا نام لینے کا بھی۔ وہ ان گھروں میں صبح وشام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔(36)

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ [17] وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ

ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید وفروخت ذکر خدا اور قیام نماز اور

اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ

ادائیگی زکوۃ سے غافل نہیں کرتیں وہ اس دن سے خوف کھاتے ہیں

فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۙ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا

جس میں قلب و نظر منقلب ہو جاتے ہیں۔(37) تا کہ اللہ انہیں ان کے بہترین اعمال کی جزا دے

عربی حاشیہ

16- ظاہری اعتبار سے ان گھروں سے مسجدیں مراد ہیں اور درمنثور کی روایت کی بناء پر انبیاء کے گھر مراد ہیں جن میں حضرت علیؑ وفاطمہؑ کا گھر بھی شامل ہے بلکہ یہ سب سے افضل وبرتر ہے۔

17- تجارت۔ عمومی کاروبار کا نام ہے اور بیع صرف خرید وفروخت کو کہتے ہیں۔

ف: مالک کائنات نے اپنے کو نور قرار دے کر ان امور کی طرف اشارہ کردیا ہے کہ نور لطیف ترین اور حسین ترین شے ہے۔ نور کی رفتار تمام اشیاء سے سریع تر ہے۔ نور ہر شے کے ظہور کا ذریعہ ہے۔ نور موجودات کی بقا کا وسیلہ ہے۔ نور سے رنگوں کی وجودیت وابستہ ہے..... اور انھیں مناسبات سے اسلام نے قرآن، رسول اکرم، ائمہ طاہرین، ہدایت، علم اور مذہب سب کو نور قرار دیا ہے اور انسان کے لئے ایمان کو چراغ، دل کو فانوس، سینہ کو طاق اور وحی الٰہی کو روغن قرار دیا ہے۔

اردو حاشیہ

عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ

اور اپنے فضل سے انہیں مزید بھی عطا کرے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب

بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۳۸ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ [18] بِقِيْعَةٍ

دے دیتا ہے۔(38)اور جو لوگ کافر ہو گئے ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے ایک چٹیل میدان میں

يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا وَّ

سراب (۱۴) جسے پیاسا پانی خیال کرتا ہے مگر جب وہاں پہنچتا ہے تو اسے کچھ نہیں پاتا بلکہ اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے

وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۳۹

تو اللہ اس کا حساب پورا کر دیتا ہے اور اللہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔ (39)

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ [19] يَّغْشٰـىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ

یا ان کی مثال اس تاریکی کی طرح ہے جو گہرے سمندر میں ہو جس پر ایک موج چھائی ہوئی ہو

فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ

اس پر ایک اور موج ہو اور اس کے اوپر بادل، تہ بہ تہ اندھیرے ہی اندھیرے ہوں۔

يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ

جب انسان اپنا ہاتھ نکالے تو وہ اسے نظر نہ آئے اور جسے اللہ نور نہ دے تو اس کے لیے

مِنْ نُّوْرٍ ۝۴۰ ع اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ

کوئی نور نہیں۔(40) کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جو مخلوقات آسمانوں اور زمین میں ہیں

الْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰۗفّٰتٍ [20] ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ

سب اللہ کی تسبیح کرتی ہیں اور پر پھیلائے ہوئے پرندے بھی؟ ان میں سے ہر ایک کو اپنی نماز

عربی حاشیہ

ف: لَا تُلْهِيْهِمْ اشارہ ہے کہ تجارت یا کاروبار سے گریز نہیں کرتے بلکہ اس شان سے تجارت کرتے ہیں کہ یادِ خدا سے غافل نہ ہونے پائیں بیشک یہ گھر انبیاء کرام اور ائمہ طاہرینؑ جیسے گھر ہیں جن کی بنیاد حکمِ خدا سے رکھی گئی۔ ان کی دیواریں بلند ہیں۔ ان میں یادِ الٰہی کا سلسلہ مسلسل ہے اور ان کی نگہبانی ایسے مردوں کے حوالے ہے جو یادِ خدا سے غافل نہیں ہوتے ہیں اور اسی بنیاد پر یہ گھر ہدایت و ارشاد کا سرچشمہ اور مرکز و مصدر ہیں۔

18-سراب۔ ریت پر پڑنے والی آفتاب کی شعاعیں جو دور سے دیکھنے والے کو پانی کا سمندر نظر آتی ہیں۔

قیعہ۔ قاع کی جمع ہے یعنی میدان۔

19-لُجّی۔ گہرا سمندر جس کی لہریں ایک پر ایک آرہی ہوں۔

20-صافات۔ فضا میں پر پھیلا کر اڑنے والے پرندے۔

اردو حاشیہ

(۱۴) اس مقام پر کفار کے اعمال کی مختلف مثالیں بیان کی گئی ہیں۔

ایک مثال اس سراب کی ہے جو چٹیل میدان میں ہو اور جسے دیکھ کر انسان مطمئن ہو جائے کہ اب پانی میسر ہو جائے گا اور پھر جب اس کے قریب جائے تو محرومی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے۔ بلکہ کفار کی مثال تو اس پیاسے سے بھی بدتر ہے کہ پیاسا سراب کے قریب جا کر فقط محروم رہتا ہے اور کفار تو محرومی کے علاوہ حساب سے بھی دوچار ہوتے ہیں اور انہیں اپنی زندگی کا حساب بھی دینا پڑتا ہے۔

دوسری مثال ان تاریکیوں کی ہے جو سمندر کی گہرائیوں میں پائی جاتی ہیں جن کے اوپر تہ بہ تہ موجیں ہیں اور ان کے اوپر تہ بہ تہ بادل ہیں کہ کہیں سے روشنی کی جھلک بھی نظر نہیں آتی ہے۔ یعنی کفار جذبات اور خواہشات کے سمندر میں اس طرح غرق ہو گئے ہیں کہ ان کی زندگی میں ایمان اور کردار کی کوئی روشنی بھی نظر نہیں آتی ہے اور جسے خدا روشنی عطا نہ کرے اس کے مقدر میں روشنی کا کوئی امکان نہیں ہے۔

وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ

اور تسبیح کا علم ہے اور اللہ کو ان کے اعمال کا بخوبی علم ہے۔(41)اور آسمانوں اور زمین کی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ

بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔(42) کیا آپ نہیں دیکھتے کہ

اللّٰهَ يُزْجِيْ (21) سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا

اللہ ہی بادلوں کو چلاتا ہے پھر اسے باہم جوڑ دیتا ہے پھر اسے تہ بہ تہ کر دیتا ہے؟

فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ

پھر آپ بارش کے قطروں کو دیکھتے ہیں کہ بادل کے درمیان سے نکل رہے ہیں اور آسمان سے

جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ

پہاڑوں (جیسے بادلوں) سے اولے نازل کرتے ہے پھر جس پر چاہتا ہے اسے برسا دیتا ہے اور

عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ ؕ

جس سے چاہتا ہے اسے ہٹا دیتا ہے۔ ممکن ہے اس کی بجلی کی چمک نگاہوں کو ختم کر دے۔(43)

يُقَلِّبُ (22) اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي

اللہ شب و روز کو بدلتا رہتا ہے جس میں صاحبان بصیرت کے لیے یقیناً

الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ (23) مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ

عبرت ہے۔(44)اور اللہ نے زمین پر چلنے والے ہر جاندار کو پانی سے

يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ

خلق فرمایا پس ان میں سے کوئی اپنے پیٹ کے بل چلتا ہے اور کوئی دو ٹانگوں پر

عربی حاشیہ

ف: بے ایمان افراد جن مختلف تاریکیوں میں گرفتار ہیں اور جو تہ بہ تہ ہیں۔ ان سے مراد یا تو عقائد، رفتار اور گفتار کی جہالت ہے یا تین قسم کی دو جہالتیں ہیں جن میں نہ جاننا..... یہ نہ جاننا کہ نہیں جانتے ہیں اور یہ جاننا کہ جانتے ہیں اگرچہ نہیں جانتے ہیں ..... یہ ساری جہالتیں شامل ہیں۔

ف: آیت نمبر ۴۳ میں پہاڑوں سے مراد بطور کنایہ عظیم مخلوق ہے یا واقعاً آسمان میں برف کے پہاڑ پائے جاتے ہیں جیسا کہ دور حاضر میں سائنس نے انکشاف کیا ہے کہ آسمانوں میں برف کے ذرات پہاڑ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

21-یزجی۔ آہستہ رفتار سے چلنا۔

رکام۔ تہ بہ تہ۔

ودق۔ بارش

برد۔ برف جو بادلوں کے درمیان جمع ہو جائے۔

اردو حاشیہ

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِىْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ

چلتا ہے اور کوئی چار ٹانگوں پر۔ اللہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ

بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔(45) بتحقیق ہم نے حقیقت بیان کرنے والی آیات نازل کیں

وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

اور اللہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی رہنمائی فرماتا ہے۔(46) اور یہ لوگ کہتے ہیں:

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ

ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لائے اور ہم نے اطاعت بھی کی پھر اس کے بعد

مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَ

ان میں سے ایک گروہ پھر جاتا ہے ۔ یہ لوگ مومن ہی نہیں ہیں۔(47) اور

اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ

جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے تو ان میں سے

مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ [24] وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ

ایک فریق منہ پھیر لیتا ہے۔(48) اور اگر حق (۱۵) ان کے موافق ہو تو فرمانبردار بن کر رسول کی طرف

مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ ؕ اَفِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ

آ جاتے ہیں۔(49) کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے

يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ

یا انہیں کوئی شبہ یا ڈر ہے کہ کہیں اللہ اور اس کا رسول ان کے ساتھ

عربی حاشیہ

22-اسی کا نتیجہ ہے کہ دن اور رات کبھی چھوٹے ہو جاتے ہیں اور کبھی بڑے۔

23-ایک پانی سے مختلف النوع مخلوقات کا پیدا کر دینا علامت ہے کہ ان کے پیچھے کوئی کارساز فطرت کام کر رہی ہے اور یہ سب اندھے مادہ کا کاروبار نہیں ہے۔

24- کہا جاتا ہے کہ ایک یہودی اور ایک منافق میں جھگڑا ہو گیا تو منافق کہتا تھا کہ یہودیوں کے عالم کعب الاحبار سے فیصلہ کرائیں گے کہ وہاں رشوت چل جاتی ہے اور یہودی کہتا تھا کہ محمد مصطفیٰؐ سے فیصلہ کرائیں گے کہ فیصلہ یقیناً سچا اور برحق ہوگا تو یہ آیت نازل ہوئی اور اس نے واضح کر دیا کہ ایمان فقط کلمہ کا نام نہیں ہے، اس کی اصل فیصلہ کرانا ہے اور پھر اس پر عمل بھی کرنا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۵) قانونی طور پر انہیں منافق کہا جائے یا مومن کسی دور میں بھی ایسے افراد کی کمی نہیں رہتی ہے جو ہر وقت اپنے ایمان کا چرچا کیا کرتے ہیں اور جب کسی معاملہ میں فیصلہ کرانے کا وقت آ جاتا ہے تو جان چرانے لگتے ہیں کہ کہیں فیصلہ ان کی مرضی کے خلاف نہ ہو جائے اور یہ سب اس لئے ہوتا ہے کہ انہیں اپنے باطل پر ہونے کا علم ہوتا ہے اور بعض لوگ تو ان سے بھی بدتر ہوتے ہیں کہ حق اور باطل کا بھی اندازہ نہیں کر پاتے اور وہ اپنی ہر حماقت اور جہالت اور آبائی رسم ہی کو حق و حقیقت سمجھ بیٹھتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں کوئی بات ماننے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ یہ لوگ بظاہر تو مسلمان یا مومن ہوتے ہیں لیکن درحقیقت منافقین سے بدتر ہوتے ہیں۔

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى

ظلم نہ کریں۔(50) جب مومنوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ وہ ان کے درمیان

اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

فیصلہ کریں تو مومنوں کا قول تو بس یہ ہوتا ہے کہ وہ کہیں: ہم نے سن لیا اور اطاعت کی

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ

اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔(51) اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے

يَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَقْسَمُوْا

ڈرتا اور اس (کی نافرمانی) سے بچتا ہے تو ایسے ہی لوگ [۱۶] کامیاب ہوں گے۔(52) اور یہ لوگ

بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ قُلْ

اللہ کی کڑی قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر آپ انہیں حکم دیں تو وہ ضرور نکل کھڑے ہوں گے۔

لَّا تُقْسِمُوْا طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا

ان سے کہہ دیجئے: تم قسمیں نہ کھاؤ ایک واضح اطاعت ہے۔ بتحقیق اللہ کو تمہارے اعمال کا

تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ

خوب علم ہے۔(53) کہہ دیجئے: اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اگر تم نے منہ موڑ لیا تو سمجھ لو کہ

تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ

جو بار رسول پر رکھا گیا ہے اس کے وہ ذمے دار ہیں اور جو بار تم پر رکھا گیا ہے اس کے تم ذمے دار ہو اور اگر تم ان کی

تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ [25] الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾

اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول کی ذمے داری تو صرف یہ ہے کہ واضح انداز میں تبلیغ کریں۔ (54)

عربی حاشیہ

بعض روایات میں حضرت علیؑ اور عثمان یا مغیرہ بن وائل کے اختلاف کا ذکر ہے جہاں حکم بن العاص نے یہ کہہ دیا تھا کہ محمدؐ سے فیصلہ نہ کرانا ورنہ وہ اپنے بھائی کے حق میں فیصلہ کردیں گے۔ تو یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں۔ (مجمع البیان، صافی، نور الثقلین)

ف: آیت نمبر ۵۵ دلیل ہے کہ حکومت اسلامی کا ہدف اور مقصد دین خدا کا غلبہ، خوف کا امن وسکون میں تبدیل ہوجانا اور ایسی عبادت کا قیام ہے جس میں کسی طرح کے شرک کی آمیزش نہ ہو۔ ایسی حکومت کا مکمل مصداق حکومت مہدیؑ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

25- واضح رہے کہ کوئی بھی رسول قوم کے اعمال وافعال کا ذمہ دار نہیں ہوتا ہے۔ اس کی ذمہ داری صرف پیغام الٰہی کے پہنچادینے کی ہوتی ہے اور بس اس کے بعد عمل کرنا یا نہ کرنا ہر قوم کی اپنی ذمہ داری ہے۔ رسول اپنی تبلیغ کا مسئول ہوتا ہے وہ قوم کی اطاعت کا مسئول

اردو حاشیہ

(۱۶) انسانی زندگی میں کامیابی کے تین عناصر ہوتے ہیں۔

۱۔ خدا اور رسول جو احکام نافذ کریں ان کی اطاعت کی جائے۔

۲۔ جن باتوں سے روک دیں ان کا خوف دل میں رکھا جائے اور ان سے پرہیز کیا جائے۔

۳۔ آئندہ کیلئے یہ عزم محکم رکھا جائے کہ ایسی غلطی پھر کبھی نہیں ہونے پائے گی۔

انہیں صفات وکمالات کی بنا پر روایات میں شیعوں کو کامیاب کہا گیا ہے کہ یہ کامیابی بدعقیدہ، بدعمل اور بدکردار افراد کیلئے نہیں ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ

تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور نیک اعمال بجا لائے ہیں اللہ نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے کہ

فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ

انہیں زمین میں اسی طرح جانشین ضرور بنائے گا جس طرح ان سے پہلوں کو جانشین بنایا اور جس دین کو اللہ نے

لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

ان کے لیے پسندیدہ بنایا ہے [۱۵] اسے پائدار ضرور بنائے گا اور انہیں خوف کے بعد امن ضرور فراہم کرے گا۔

خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا [26] ۭ وَمَنْ كَفَرَ

وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اس کے بعد بھی جو لوگ کفر

بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

اختیار کریں گے پس وہی فاسق ہیں۔(55)اور نماز قائم کرو

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾

اور زکوۃ دیا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔(56) آپ

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ

یہ خیال نہ کریں کہ کافر لوگ زمین میں (ہمیں) عاجز بنا دیں گے اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہو گا

النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ

جو بدترین ٹھکانا ہے۔(57)اے ایمان والو! ضروری ہے کہ

الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ [27]

تمہارے مملوک اور وہ بچے جو ابھی بلوغ کی حد کو نہیں پہنچے ہیں

ع ۱۲

عربی حاشیہ

نہیں ہوتا ہے۔

26- شرک کبھی عقیدہ کے اعتبار سے ہوتا ہے اور کبھی عمل کے اعتبار سے ...... جہاں انسان کلمہ پڑھتا رہتا ہے لیکن اس کے باوجود کردار میں کہیں سے اسلام کی جھلک نہیں نظر آتی ہے اور جن صاحبان ایمان سے خدا نے خلافت کا وعدہ کیا ہے وہ ہر طرح کے شرک سے پاک و پاکیزہ ہوتے ہیں اور ان کے اعمال میں بھی کسی طرح کا شرک نہیں ہوتا ہے۔

27- یہاں سے واضح ہوجاتا ہے کہ جو اسلام غلام وکنیز اور بچوں کے بارے میں اس قدر محتاط ہے وہ دیگر افراد کے بارے میں کس قدر محتاط ہوگا اور کس قدر بلند و بالا تہذیب اور اخلاق کا حامل ہوگا۔

آیت میں لفظ حلم بلوغ کے معنی میں استعمال ہوا ہے کہ بلوغ کے ساتھ عقل کمال کی منزلوں میں آجاتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ خواب کے معنی میں ہو کہ بلوغ کا آغاز مخصوص

اردو حاشیہ

(۱۷) اگرچہ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ رسول اکرمؐ یا صحابہ کے دور میں یہ وعدۂ الٰہی محقق ہو چکا ہے اور مسلمانوں کو عظیم اقتدار حاصل ہو چکا ہے جہاں دین اسلام کا غلبہ تھا اور خوف امن میں تبدیل ہوگیا تھا۔ توحید خالص کا دور دورہ تھا اور شرک کا نام ونشان بھی نہیں تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس وعدہ کا مکمل تحقق ہنوز باقی ہے اور ابھی تک کوئی ایسا دور نہیں آیا ہے جسے آیت کا مکمل مصداق قرار دیا جا سکے۔ مثال کے طور پر آیت میں اس دین کے غلبہ کا ذکر ہے جسے خدا نے پسند کیا ہے اور دین کی پسندیدگی کا اعلان میدانِ غدیر میں ہوا ہے تو جب تک غدیری نظام دنیا میں غالب نہ آجائے اور پرچم اسلام پر ولایت علیؑ کی مہر ثبت نہ ہو جائے اس وقت تک وعدہ کے تحقق کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔ پھر خوف کے امن سے بدل جانے کا تصور بھی دورِ رسول اکرمؐ یا دورِ صحابہ میں صرف ایک حسن ظن ہے ورنہ اضطراب وخوف ہر دور میں موجود رہا ہے اور عدل وانصاف کا مکمل قیام کبھی نہیں ہوسکا ہے اور اسی لئے مرسل اعظمؐ نے خود فرمایا ہے کہ یہ کام میرے آخری وارث کے ذریعہ انجام پائے گا۔ جب دنیا عدل وانصاف سے بھر جائے گی اور ظلم وجور کا خاتمہ ہو جائے گا۔

مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ

تین اوقات میں تم سے اجازت لے کر آیا کریں، فجر کی نماز سے

تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ

پہلے اور دوپہر کو جب تم کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہو اور عشاء کی

الْعِشَآءِ ۗ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا

نماز کے بعد۔ یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں۔ان کے بعد ایک دوسرے

عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ

کے پاس باربار آنے میں نہ تم پر کوئی حرج ہے اور نہ ان پر۔

عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

اللہ اس طرح تمہارے لیے نشانیاں کھول کر بیان فرماتا ہے اور اللہ بڑا دانا،

حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا

حکمت والا ہے۔(58) اور جب تمہارے بچے بلوغ کو پہنچ جائیں تو انہیں چاہیے کہ

كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ

وہ اجازت لیا کریں جس طرح پہلے (ان کے بڑے) لوگ اجازت لیا کرتے تھے۔ اسی طرح اللہ

اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ [28] ﴿۵۹﴾ وَالْقَوَاعِدُ

اپنی آیات تمہارے لیے بیان کرتا ہے اور اللہ بڑا دانا، حکمت والا ہے۔(59)اور جو عورتیں

مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ

(ضعیف العمری کی وجہ سے) خانہ نشین ہو گئی ہوں اور نکاح کی توقع نہ رکھتی ہوں

عربی حاشیہ

خواب سے ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں احتلام واقع ہوتا ہے۔

ف: قواعد وہ عورتیں ہیں جو عقد کی حدوں سے آگے نکل گئی ہوں یا جن کا سلسلہ حیض تمام ہوگیا ہو یا جن کی زندگی میں کوئی جنسی پہلو نہ رہ گیا ہو۔ ایسی عورتوں کو چادر اور دوپٹہ اتار دینے کا اختیار دے دیا گیا ہے۔ باقی پردہ بہرحال ضروری ہے۔

28-پروردگار عالم نے بار بار اس حقیقت کا اعلان کیا ہے کہ ہم ہر ایک کے رازِ دل سے باخبر ہیں اور ہمارے تمام احکام حکمت کی بنیادوں پر قائم ہیں اور ہم حکمت اور مصلحت سے الگ ہوکر کوئی قانون وضع نہیں کرتے ہیں۔

اردو حاشیہ

جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ [29] غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ؕ

ان کے لیے اپنے (حجاب کے) کپڑے اتار دینے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں

وَ اَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٦٠﴾

تاہم عفت کا پاس رکھنا ان کے حق میں بہتر ہے اور اللہ بڑا سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔ (60)

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ

اندھے پر کوئی حرج نہیں (١٨) ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے اور نہ مریض پر کوئی حرج ہے

وَّ لَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَنْ

(کہ وہ کسی کے گھر سے کھائیں) اور نہ خود تم پر اس بات میں کوئی حرج ہے کہ

تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ [30] اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپ (١٩) کے گھروں سے یا اپنی بڑی ماؤں (نانی ، دادی)

اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ

کے گھروں سے یااپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے

اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا

اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ

اپنے ماموؤں کے گھروں سے یااپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان کے گھروں سے

اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا

جن گھروں کی چابیاں تمہارے اختیار میں دے دی گئی ہوں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے۔

عربی حاشیہ

29-ضعیف عورتیں گھروں سے باہر نکلیں تو نامحرموں کے سامنے اپنے ظاہری لباس کو اتار سکتی ہیں بشرطیکہ اس کا مقصد زینت کی نمائش نہ ہو اس لئے کہ ان کے ضعیف ہونے کے باجود بھی دنیا میں بدنفس اور ہوسناک انسانوں کی کمی نہیں ہے۔

30-بیوتکم سے مراد اپنے اہل وعیال کے گھر ہیں اور اس کے بعد بار بار لفظ بیوت کی تکرار اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ سارا خاندان الگ الگ آباد ہو تو بھی ہر طرح سے کھانا کھایا جاسکتا ہے اور اس کے لئے کسی خصوصی اجازت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

نیز اپنے نفس پر سلام کرنے سے مراد اپنے عزیزوں پر سلام بھی ہوسکتا ہے کہ وہ بمنزلہ نفس ہوتے ہیں اور اپنی ذات پر سلام بھی ہوسکتا ہے کہ اس کی طرف بھی روایات میں اشارہ پایا جاتا ہے کہ کہے السلام علینا من عند ربنا۔

اردو حاشیہ

(١٨) دور قدیم میں ایک تصور یہ بھی تھا کہ نابینا اور لنگڑے اور بیمار کو کھانے میں شریک نہ کیا جائے کہ نابینا کو اچھے برے کی تمیز نہیں ہوتی ہے اور لنگڑا برابر سے زمین پر بیٹھ نہیں سکتا ہے۔ اور مریض دیر تک کھاتا رہتا ہے اور اس طرح نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور اسی طرح یہ بھی مرسوم تھا کہ دوسروں کے گھروں میں داخلہ بھی ممنوع ہے جب تک اجازت حاصل نہ ہو جائے کھانے کا کیا ذکر ہے۔

قرآن مجید نے دونوں مسائل کی وضاحت کر دی کہ معذور افراد بھی کھا سکتے ہیں اور تم بھی کھا سکتے ہو بلکہ یہ کمالِ اتحاد ہے کہ کوئی مومن دوسرے مومن کو اپنے سے الگ نہ سمجھے اور دوسروں کے گھر کھاتے وقت یہ خیال رکھے کہ دوسرا بھی ہمارے گھر سے بلا اجازت کھانے کی اجازت رکھتا ہے۔

(١٩) بعض حضرات کا خیال ہے کہ گھروں کی تکرار اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اسلام جوائنٹ فیملی کا طرفدار نہیں ہے اور وہ ہر ایک کا گھر الگ الگ دیکھنا چاہتا کہ اس طرح بغض وحسد، حرص وطمع اور مقابلہ وچشمک سے بھی انسان محفوظ ہو جائے گا اور پردہ کا بھی باقاعدہ اہتمام ہو سکے گا۔

اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى

اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ تم مل کر کھاؤ یا جدا جدا اور جب تم کسی گھر میں داخل ہو تو

اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ

اپنے آپ پر سلام کیا کرو اللہ کی طرف سے بابرکت اور پاکیزہ تحیت کے طور پر۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ ع

اس طرح اللہ اپنی نشانیاں تمہارے لیے کھول کر بیان فرماتا ہے۔ شاید تم عقل سے کام لو۔(61)

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ

مومن تو بس وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب

اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ (31) لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى

وہ کسی اجتماعی معاملے میں رسول اللہ کے ساتھ ہوں تو ان کی اجازت کے بغیر نہیں ہلتے،

يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

جو لوگ آپ سے اجازت مانگ رہے ہیں یہ یقیناً وہی لوگ ہیں جو اللہ اور (۲۰) اس کے رسول پر

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ

ایمان رکھتے ہیں لہٰذا جب یہ لوگ اپنے کسی کام کے لیے آپ سے اجازت مانگیں تو ان میں سے

شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ

جسے آپ چاہیں اجازت دے دیں اور ایسے لوگوں کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کریں

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ

بے شک اللہ بڑا بخشنے والا ، مہربان ہے۔(62)(مومنو!): تمہارے درمیان رسول کو

عربی حاشیہ

ف: حنظلہ بن ابی عیاشؓ نے جس رات عقد کیا اس کی صبح جنگ احد تھی۔ حنظلہ نے اذن پیغمبرؐ سے رات زوجہ کے ساتھ گزاری اور صبح کو شریکِ جہاد ہو کر شہید ہو گئے تو رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ انھیں ملائکہ نے غسل دیا ہے اور اس طرح واضح کیا کہ مسلمان کو عیش میں پڑ کر فریضہ سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

31-امر جامع۔ وہ اہم اور اجتماعی کام ہیں جن میں تمام افراد کو حصہ لینا چاہیے اور جو باہمی تعاون کے بغیر انجام نہیں پا سکتے ہیں جیسے مسئلہ جہاد وغیرہ۔

اردو حاشیہ

(۲۰) درحقیقت مسلمانوں کی زندگی کو ایک سپاہی کی زندگی ہونا چاہیے جو ہر وقت اپنے قائد کے اشارہ کا انتظار کرتا رہے اور اس کے اذن کے بغیر کوئی کام انجام نہ دے۔

بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

پکارنے کا انداز ایسا نہ ہو (۲۱) جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ تم میں سے جو دوسروں کی

يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ

آڑ میں کھسک جاتے ہیں اللہ انہیں جانتا ہے۔ جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات کا

اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾

خوف لاحق رہنا چاہیے کہ مبادا وہ کسی فتنے میں مبتلا ہو جائیں یا ان پر کوئی دردناک عذاب آ جائے۔ (63)

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ

متوجہ رہو! آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے۔ تم جس حال میں ہو

مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا

اللہ اسے جانتا ہے اور جس دن انہیں اس کی طرف پلٹا دیا جائے تو وہ انہیں بتائے گا کہ

عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾

وہ کیا کرتے رہے ہیں اور اللہ کو ہر چیز کا خوب علم ہے۔ (64)

ع ۹ ۱۵

آیاتها ۷۷ — ۲۵ سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ ۴۲ — رکوعاتها ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ

بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل فرمایا تا کہ وہ سارے جہان (۲۲) والوں کے لیے انتباہ

عربی حاشیہ

32-سلّہ۔ خاموشی سے سرقہ کرنے کے معنی میں ہے۔ یہاں تسلل کا مقصد یہ ہے کہ انسان چپکے سے نکل جائے اور کسی کو خبر بھی نہ ہونے پائے۔

لواذ۔ پناہ کے معنی میں ہے یعنی ہر آدمی دوسرے کی پناہ میں چپکے سے نکل جائے کہ پیغمبر اسلامؐ دیکھنے بھی نہ پائیں اور انھیں خبر بھی نہ ہونے پائے۔ یُخالفون۔ مخالفت سے مراد اعراض اور کنارہ کشی ہے اور اسی سے لفظ عن استعمال ہوا ہے جو اعراض کے مفہوم کی طرف اشارہ کررہا ہے۔

فرقان۔ وہ کتاب ہے جس سے حق اور باطل میں فرق کیا جاسکے یعنی قرآن حکیم۔

بعض حضرات نے اس آیت کریمہ سے ختم نبوت پر بھی استدلال کیا ہے کہ رسول اکرمؐ کو جس طرح عرضی طور پر عالمین کے لئے نذیر بنایا گیا ہے اس طرح طولی اعتبار سے قیامت تک کے ہر عالم کے لئے نذیر بنایا گیا ہے اور

اردو حاشیہ

(۲۱) یہ اسلامی اخلاق کا ایک نمونہ ہے کہ خبردار ایسا نہ ہو کہ پیغمبر کو اپنا جیسا بشر دیکھ کر نام لے کر پکارنا شروع کر دو۔ یہ عمل جائز نہیں ہے۔ وہ بشر ہو کر بھی تمہارا حاکم اور مولا ہے لہٰذا اسے رسول اور نبی کے القاب سے یاد کرو تا کہ اس کی عظمت کا بھی اظہار ہوتا رہے اور تمہیں اپنی حیثیت کا بھی احساس رہے اور تمہارا جذبۂ اطاعت بھی مجروح نہ ہونے پائے۔

(۲۲) اس لفظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرکار دو عالمؐ کی رسالت یا آپ کا پیغام کسی ایک عالم کیلئے نہیں ہے بلکہ آپ کو عالمین کیلئے رحمت بھی بنایا گیا ہے اور عالمین کا ڈرانے والا بھی اور درحقیقت عذاب الٰہی سے ڈراتے رہنا بھی رحمت کا ایک بہترین نمونہ اور مرقع ہے جس کے بعد انسان گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے اور جنت کا حقدار ہو جاتا ہے۔

نَذِيۡرَا ۙ﴿۱﴾ الَّذِىۡ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلَمۡ

کرنے والا ہو۔(1) جس کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی (۲۳) ہے اور جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا

يَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ شَرِيۡكٌ فِى الۡمُلۡكِ وَخَلَقَ

اور جس کی بادشاہی میں کوئی شریک نہیں ہے اور جس نے ہر چیز کو خلق فرمایا پھر ہر ایک کو

كُلَّ شَىۡءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقۡدِيۡرًا ﴿۲﴾ وَاتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ

اپنے اندازے میں مقدر فرمایا۔(2) لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر ایسے معبود بنا لیے

اٰلِهَةً لَّا يَخۡلُقُوۡنَ شَيۡـًٔـا وَّهُمۡ يُخۡلَقُوۡنَ وَلَا يَمۡلِكُوۡنَ

جو کسی چیز کو خلق نہیں کر سکتے بلکہ خود مخلوق ہیں اور وہ اپنے لیے بھی

لِاَنۡفُسِهِمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا وَّلَا يَمۡلِكُوۡنَ مَوۡتًا وَّلَا

کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتے اور وہ نہ موت کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ حیات کا

حَيٰوةً وَّلَا نُشُوۡرًا ﴿۳﴾ وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِنۡ هٰذَاۤ

اور نہ ہی اٹھائے جانے کا۔(3) اور کفار کہتے ہیں: یہ قرآن ایک خود ساختہ چیز ہے جسے اس شخص نے

اِلَّاۤ اِفۡكُ ۨافۡتَرٰٮهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيۡهِ قَوۡمٌ اٰخَرُوۡنَ ۛۚ فَقَدۡ

معانقة ۱

خود گھڑ لیا ہے اور دوسرے لوگوں نے اس کام میں اس کی مدد کی ہے۔ (ایسی باتیں کر کے) یہ لوگ ظلم

جَآءُوۡ ظُلۡمًا وَّزُوۡرًا ۛۚ ﴿۴﴾ وَقَالُوۡۤا اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ

اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں۔(4) اور کہتے ہیں: (یہ قرآن) پرانے لوگوں کی داستانیں ہیں

اكۡتَتَبَهَا فَهِىَ تُمۡلٰى عَلَيۡهِ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا ﴿۵﴾ قُلۡ اَنۡزَلَهُ

جو اس شخص نے لکھ رکھی ہیں اور جو صبح و شام اسے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔(5) کہہ دیجئے: اسے تو

عربی حاشیہ

اس کے بعد کسی نذیر کی ضرورت نہیں ہے۔

ف: کفار نے تین طرح کے اعتراضات کئے:

۱۔قرآن میں پرانی داستانوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

۲۔اسے کوئی شخص صبح وشام املا کر کے لکھوا دیتا ہے۔

۳۔پیغمبر نے لکھنا پڑھنا سیکھا ہے یہ غلط کہتے ہیں کہ میرا لکھنے پڑھنے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

پروردگار نے ایک تنزیل اور اپنے علم کا حوالہ دے کر تمام مسائل کا اکٹھا جواب دے دیا۔

1-بلاغت قرآن کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ بات کو اس قدر واضح طریقہ سے بیان کیاجائے کہ جاہل ترین انسان بھی محسوس کر سکے۔ چنانچہ قرآن مجید نے اس مقام پر نقصان کو نفع پر اور موت کو حیات پر مقدم کر کے یہ واضح کر دیا ہے کہ خود ساختہ خدا نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے ہیں فائدہ کا کیا ذکر ہے اور

اردو حاشیہ

(۲۳) ظاہر ہے کہ جب وہ کائنات کا مالک ہے تو سب اس کی ملکیت ہیں اور ملکیت کو نہ رشتہ دار کہا جا سکتا ہے اور نہ شریک کاروبار۔

الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا

اس اللہ نے نازل کیا ہے جو آسمانوں اور زمین کا راز جانتا ہے۔ بے شک وہ بڑا غفور،

رَّحِیْمًا ﴿۶﴾ وَ قَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ

رحیم ہے۔(6)اور وہ کہتے ہیں: یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے [۲۴] اور بازاروں میں

وَ یَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَلَكٌ

چلتا پھرتا ہے؟ اس پر کوئی فرشتہ کیوں نازل نہیں ہوتا؟ تا کہ

فَیَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِیْرًا ﴿۷﴾ اَوْ یُلْقٰۤی اِلَیْهِ كَنْزٌ اَوْ

اس کے ساتھ تنبیہ کر دیا کرے۔(7)یا اس کے لیے کوئی خزانہ نازل

تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ

کر دیا جاتا یا اس کا کوئی باغ ہوتا جس سے وہ کھا لیا کرتا اور ظالم لوگ (اہل ایمان سے) کہتے ہیں:

تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۸﴾ اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ

تم تو ایک سحرزدہ شخص کی پیروی کرتے ہو۔(8) دیکھئے! یہ لوگ آپ کے بارے میں کیسی باتیں

الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا ﴿۹﴾ع تَبٰرَكَ

بنا رہے ہیں۔ پس یہ ایسے گمراہ ہو گئے ہیں کہ ان کے لیے راہ پانا ممکن نہیں ہے۔(9)بابرکت ہے

الَّذِیْۤ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ

وہ ذات کہ اگر وہ چاہے تو آپ کے لیے اس سے بہتر ایسے باغات بنا دے

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَ یَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ﴿۱۰﴾

جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں اور آپ کے لیے بڑے بڑے محل بنا دے۔ (10)

عربی حاشیہ

مرجانا بھی ان کے بس میں نہیں ہے تو زندگی کا کیا تذکرہ ہے اور زندگانی دنیا کس طرح ان کے اختیار میں ہوگی۔

2- قرآن کو افترا کہنے کے بعد جب یہ اندازہ ہوا کہ یہ بات چلنے والی نہیں ہے تو مجبوراً بیان کا انداز بدل دیا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ اس میں رکھا ہی کیا ہے۔ یہ تو صرف گذشتہ افسانوں کا مجموعہ ہے جو ہر باطل پرست کا طریقہ ہوتا ہے کہ جب شخصیت کا مقابلہ ناممکن ہوجاتا ہے تو اُسے ہلکا بنانے کی کوشش شروع ہوجاتی ہے۔

ف: آیت نمبر ۹ میں امثال سے مراد بے بنیاد باتیں ہیں ورنہ کفار نے کوئی تشبیہ نہیں دی تھی اور نہ کسی مثال کا سہارا لیا تھا۔

اردو حاشیہ

(۲۴) یہ ذہنیت ہر دور میں پائی گئی ہے اور آج بھی ہے کہ شخصیتوں کو کمالات وکرامات کے بجائے دولت وسرمایہ سے پہچانا جائے اور یہ کہا جائے کہ یہ رسول رسول ہوتا اگر اس کے پاس باغات ہوتے، سرمایہ ہوتا، محلات ہوتے اور چونکہ اس کے پاس ایسا مال دنیا نہیں ہے اور وہ کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی چکر لگاتا ہے لہٰذا یہ نبوت اور رسالت کے قابل نہیں ہے اور اللہ کی اتنی بڑی کتاب ایسے معمولی انسان پر نازل نہیں ہوسکتی ہے۔

ان بیچاروں کو کون سمجھا سکتا ہے کہ رسالت ونبوت کا دولت اور سرمایہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ ایک خدائی منصب ہے جو علم وکمال کی بنا پر دیا جاتا ہے اور اس کی ادائیگی کیلئے عوامی زندگی سے رابطہ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ رسول بازاروں اور اجتماعات سے الگ ہو جائے گا تو وہ پیغام الٰہی کہاں اور کس طرح پہنچائے گا اور بشریت کی اصلاح کا کام کس طرح انجام دے گا۔ اصلاح کیلئے رابطہ بہرحال ضروری ہے اور اسی رابطہ کو توڑنے کیلئے یہ لوگ اس طرح کے طنز کر رہے ہیں تا کہ رسول سماج سے الگ ہو کر خانہ نشین ہو جائے حالانکہ یہ سب جانتے ہیں کہ رسول اس طرح کے طعن وطنز سے اپنے فرائض کو نظر انداز کرنے والا نہیں ہے۔

بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ

بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) انہوں نے قیامت کو جھٹلایا اور جو قیامت کو جھٹلائے اس کیلیے ہم نے جہنم تیار کر

سَعِيرًا ۚ ﴿١١﴾ إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا

رکھی ہے۔(11) جب وہ (جہنم) دور سے انہیں دیکھے گی تو یہ لوگ غضب سے اس کا بھپرنا

تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ﴿١٢﴾ وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا

اور دھاڑنا سنیں گے۔(12) اور جب انہیں جکڑ کر جہنم کی کسی تنگ جگہ میں

مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ﴿١٣﴾ لَّا تَدْعُوا الْيَوْمَ

ڈال دیا جائے گا تو وہاں وہ موت کو پکاریں گے۔(13) (تو ان سے کہا جائے گا)

ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ﴿١٤﴾ قُلْ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ

آج ایک موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی اموات کو پکارو۔(14) کہہ دیجئے: کیا یہ بہتر ہے

أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً

یا دائمی جنت جس کا اہل تقویٰ سے وعدہ کیا گیا ہے، جو ان کے لیے جزا

وَمَصِيرًا ﴿١٥﴾ لَّهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خَالِدِينَ ۚ كَانَ عَلَىٰ

اور ٹھکانا ہے۔(15) وہاں ان کے لیے ہر وہ چیز جسے وہ چاہیں گے موجود ہو گی جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُولًا ﴿١٦﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ

یہ لازمی وعدہ آپ کے پروردگار کے ذمے ہے۔(16) اور اس دن اللہ ان لوگوں کو اور اللہ کو چھوڑ کر جن معبودوں کی

مِن دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ

یہ لوگ پوجا کرتے تھے ان کو (بھی) جمع کرے گا اور پھر فرمائے گا: کیا تم نے میرے

عربی حاشیہ

ف: آیات کریمہ میں استدلالی جواب کے بجائے عذاب کی تصویر کشی کی گئی ہے کہ یہ کفار استدلال سمجھنے کے قابل نہیں ہیں۔ انھیں تخویف کے ذریعہ ہی ہدایت دی جا سکتی ہے۔

3- تغیظ۔ جوش۔ زفیر۔ خروش

یعنی جہنم انھیں دور ہی سے دیکھ کر جوش کھانے لگے گا جس طرح کہ شکاری جانور اپنے شکار کو دیکھ کر بل کھانے لگتا ہے۔ اللہ کتنا پر ہول اور قیامت خیز منظر ہوگا جب جہنم اپنے غیظ وغضب کا اظہار کرے گا اور انسان مسکین کو کسی طرح کے دفاع پر قابو نہ ہوگا۔

4- تنگ جگہ سے مراد کوئی گوشۂ تنہائی نہیں ہے بلکہ روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ پورے جہنم کی وسعت بھی انھیں ایک تنگی ہی نظر آئے گی اور وہ اس میں زبردستی داخل کئے جائیں گے جس طرح کہ وسیع وعریض دیوار میں کیل ٹھونکی جاتی ہے کہ اسے زبردستی ہی داخل کیا جاتا ہے ورنہ وہ دیوار میں جانا نہیں چاہتی

اردو حاشیہ

أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ﴿١٧﴾ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ

ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود گمراہ ہوئے تھے؟(17)وہ کہیں گے : پاک ہے تیری ذات ہمیں تو

يَنبَغِي لَنَا أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِن

حق ہی نہیں پہنچتا کہ ہم تیرے سوا کسی کو اپنا ولی بنائیں لیکن تو نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو (۲۵)

مَّتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا

نعمتیں عطا فرمائیں یہاں تک کہ یہ لوگ (تیری) یاد کو بھول گئے اوریہ ہلاکت میں پڑنے والے

بُورًا ﴿١٨﴾ فَقَدْ كَذَّبُوكُم بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ

لوگ تھے۔(18)پس انہوں نے تمہاری باتوں کو جھٹلایا لہٰذا آج تم نہ تو عذاب کو ٹال سکتے ہو

صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَن يَظْلِم مِّنكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا

اور نہ ہی کوئی مدد حاصل کر سکتے ہو اور تم میں سے جو بھی ظلم کرے گا ہم اسے بڑا عذاب چکھا

كَبِيرًا ﴿١٩﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ

دیں گے۔(19)اور ہم نے آپ سے پہلے جو بھی رسول بھیجے تھے وہ سب

إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ

کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔ اور ہم نے تمہیں

وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ ۗ وَ

ایک دوسرے کے لیے آزمائش بنا دیا کیا تم صبر کرتے ہو؟ اور

كَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ﴿٢٠﴾

آپ کا پروردگارتو خوب دیکھنے والا ہے۔(20)

عربی حاشیہ

اور دیوار کی وسعتیں اس کے لئے تنگی ہی کے مترادف ہوجاتی ہیں۔

5- مصائب دنیا کی طرح انبیاء کی فقیرانہ زندگی بھی قوم کے لئے ایک امتحان ہوتی ہے جس کو دیکھ کر سرمایہ پرست بہک جاتے ہیں اور ان کی نبوت ہی سے انکار کردیتے ہیں۔

ف: آیت نمبر ۱۵۔۱۶ میں جہنم کے مقابلہ میں جنت کی خوبیوں کا تذکرہ ہے کہ اس کی نعمتیں دائمی ہیں۔ وہ اہل ایمان کی جزا اور اصلی بازگشت کی منزل ہے۔ اس میں ہرخواہش کا علاج ہے اور اس کے باشندے دوام رکھتے ہیں۔ ہر خواہش کا علاج اس لئے ہے کہ اہل جنت غلط خواہش نہیں کرسکتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۲۵) انسانی گمراہی کا سب سے بڑا سرچشمہ دنیا کا عیش و آرام اور مال وسرمایہ ہوتا ہے کہ یہ جب کسی کے پاس آجاتا ہے تو اس کے لئے گمراہی کے جملہ امکانات فراہم ہو جاتے ہیں اور وہ راہِ راست سے بہکنے لگتا ہے۔

کفار ومشرکین تو کفار ومشرکین ہیں، مسلمان اور مومنین کو بھی یہ مالِ دنیا مل جاتا ہے تو ان میں فرعونیت پیدا ہونے لگتی ہے اور لوگوں کے مقابلہ میں اپنی برتری کو دیکھ کر اپنے کو خدا سے بھی بالاتر سمجھنے لگتے ہیں اور انہیں یہ احساس ہونے لگتا ہے کہ اب ہم پر اطاعت خدا فرض نہیں ہے اور ہم میں تو خود بھی خدائی کا ایک پرتو نظر آنے لگا ہے۔

دنیا میں کتنے افراد ایسے ہیں جو مال دنیا اور سرمایہ و دولت پر عبادت خدا کو مقدم کریں اور اگر کاروبار یا نوکری میں اس طرح ترقی مل رہی ہو کہ اوقات نماز متاثر ہو رہے ہوں یا نماز جماعت ترک ہو رہی ہو یا روزہ ہاتھ سے جا رہا ہو یا اعمال خیر میں شرکت سے محرومی ہو رہی ہو تو وہ نوکری کی ترقی یا آمدنی میں اضافہ کو نظر انداز کردیں اور عبادت الٰہی کو دنیا و آخرت کی ترقی کا سرمایہ تصور کریں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا

اور جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں: ہم پر فرشتے کیوں نازل نہیں کیے گئے

الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ

یا ہم اپنے رب کو کیوں نہیں دیکھ لیتے؟ یہ لوگ اپنے خیال میں خود کو بہت بڑا سمجھ رہے ہیں اور بڑی حد تک

عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ

سرکش ہو گئے ہیں۔(21) جس دن وہ فرشتوں کو دیکھیں گے تو ان مجرموں کے لیے

لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى

مسرت کا دن نہ ہو گا اور وہ کہیں گے : پناہ! پناہ۔(22) پھر ہم ان کے کیے ہوئے

مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ

عمل کی طرف توجہ کریں گے اور ان کے کیے ہوئے عمل کو اڑتی ہوئی خاک بنا دیں گے۔(23) اہل جنت

الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾ وَيَوْمَ

اس دن بہترین ٹھکانے اور بہترین سکون کی جگہ میں ہوں گے۔(24) اور اس دن

تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾ اَلْمُلْكُ

آسمان ایک بادل کے ذریعے پھٹ جائے گا اور فرشتے لگاتار نازل کیے جائیں گے۔(25) اس دن

يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

سچی بادشاہی صرف خدائے رحمٰن کی ہو گی اور کفار کے لیے وہ بہت مشکل

عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ

دن ہو گا۔(26) اور اس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا

عربی حاشیہ

ف: استکبار فی النفس غلط فہمی اور خوش فہمی کے بارے میں اشارہ ہے اور اس سے مراد نفاق بھی ہوسکتا ہے کہ اصل استکبار ہے اس کا اظہار دوسری شکلوں میں ہوتا ہے۔

حجراً محجوراً عربی کا محاورہ ہے جو تحفظ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے کہ مجرمین ہر طرح کے تحفظ کی درخواست کریں گے اور کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ بعض حضرات نے اسے ملائکہ کا قول قرار دیا ہے اور حجر کو حرام وممنوع کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

6- ملاقات کی امید نہ رکھنا اور رویت کی خواہش کرنا اس بات کی علامت ہے کہ قیامت کی ملاقات سے مراد رویت نہیں ہے بلکہ اس کی بارگاہ میں حاضری ہے اور اسی بنا پر امید سے مراد بھی خوف آخرت ہے۔

عتو۔ سرکشی اور حد سے گزر جانا۔

7- حجراً محجوراً۔ بالکل حرام اور ممنوع۔

8- قدمنا یعنی ارادہ کیا اور اس کام کی

اردو حاشیہ

يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى

اور کہے گا: کاش میں نے رسول کے ساتھ راستہ اختیار کیا ہوتا۔(27)ہائے تباہی!

لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ

کاش میں نے فلاں [۲۶] کو دوست نہ بنایا ہوتا۔(28)اس نے مجھے نصیحت سے گمراہ کر دیا جب کہ

بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا ﴿۲۹﴾

میرے پاس نصیحت آ چکی تھی اور انسان کے لیے شیطان بڑا ہی دغا باز ہے۔ (29)

وَقَالَ الرَّسُولُ يٰرَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْاٰنَ

اور رسول کہیں گے: اے پروردگار! میری قوم نے اس قرآن کو [۲۷] واقعی ترک

مَهْجُورًا ﴿۳۰﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۗ

کر دیا تھا۔(30)اور اس طرح ہم نے ہر نبی کے لیے مجرمین میں سے بعض کو دشمن بنایا ہے اور ہدایت

وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيرًا ﴿۳۱﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

اور مدد دینے کے لیے آپ کا پروردگار کافی ہے۔(31)اور کفار کہتے ہیں: اس (شخص) پر قرآن یکبارگی

لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ

نازل کیوں نہ ہوا؟ (بات یہ ہے کہ) اس طرح (آہستہ اس لیے اتارا) تا کہ اس سے ہم آپ کے قلب کو

لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا يَأْتُونَكَ

تقویت دیں اور ہم نے اسے بہترین تناسب اور عمدہ ترتیب کے ساتھ اتارا ہے۔(32) اور یہ لوگ جب بھی آپ کے پاس

بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنٰكَ [11] بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴿۳۳﴾ ۗ اَلَّذِينَ

کوئی حجت لے کر آئیں تو ہم آپ کو حق کی بات اور بہترین وضاحت سے نوازتے ہیں۔(33) یہ وہ لوگ ہیں

ع

عربی حاشیہ

طرف متوجہ ہوگئے۔

ہباء۔غبار۔

منثور۔بکھرا ہوا۔

9-مستقر۔محل استقرار۔

مقیلًا۔قیلولہ کی جگہ۔

10-یعنی تمام کواکب وسیارات ریزہ ریزہ ہوکر فضائے بسیط میں اس طرح بکھر جائیں گے جس طرح ابر کے ٹکڑے بکھرے ہوتے ہیں اور ان ذرات سے آسمان بھی شق ہوجائیں گے اور ملائکہ بھی نازل ہونے لگیں گے۔

11-اگر اہلِ باطل سخن سازی میں ماہر ہیں تو ہمارے پاس بھی ہر بات کا جواب موجود ہے اور ان کی باتوں سے بہتر موجود ہے۔ اہل حق کو کبھی باطل کی لسانی اور سخن سازی سے مرعوب نہیں ہونا چاہیے۔ رب العالمین بہترین تائید کرنے والا.... اور عظیم ترین کارساز ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۸ دلیل ہے کہ اسلام میں دوست بنانا ایک انتہائی محتاط عمل ہے اور اس

اردو حاشیہ

(۲۶) انسان دنیا میں دوست احباب پا کر روز آخرت سے بالکل غافل ہو جاتا ہے اور مذہب کے مقدسات اور تعلیمات کا کبھی مذاق اڑانے لگتا ہے۔ وہ یہ بھول جاتا ہے کہ قیامت کا دن بڑا اندوہناک اور ہولناک دن ہو گا۔ اس دن کوئی دوست کام آنے والا نہ ہوگا اور ہر ظالم غصہ سے اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا اور کہے گا کہ اے کاش میں نے فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا۔ مسلمان کا فرض ہے کہ دوستی کرنے سے پہلے اس انجام پر نظر کر لے اور انہیں افراد سے محبت کرے جو روزمحشر کام آنے والے ہیں اور ان کے ساتھ نہ جائے جن کی رفاقت میں حسرت وندامت کے علاوہ کچھ ہاتھ آنے والا نہیں ہے۔

(۲۷) مہجور بنا لینے کے معنی تلاوت نہ کرنے کے نہیں ہیں کہ انسان تلاوت اور حفظ کر کے مطمئن ہو جائے کہ ہم نے قرآن کا حق ادا کر دیا ہے اور نبی کی فریاد کے دائرہ سے باہر نکل گئے ہیں بلکہ مہجور بنا لینے کے معنی زندگی کے تمام شعبوں میں نظر انداز کر دینے کے ہیں لہٰذا صبح وشام تلاوت کرنے کے بعد بھی زندگی کے مسائل میں اسے سند اور حکم نہ بنایا جائے تو وہ نظر انداز کر دینے ہی کے مترادف ہے۔

يُحْشَرُونَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا

جو اوندھے منہ جہنم کی طرف دھکیلے جائیں گے۔ ان کا ٹھکانا بہت برا ہے اور وہ راہ حق سے

وَّ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۳۴﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا

بہت ہی دور ہو گئے ہیں۔(34)اور بتحقیق ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت فرمائی اور ان کے

مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿۳۵﴾ ج فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ

بھائی ہارون کو مددگار بنا کر ان کے ساتھ کر دیا۔(35) پھر ہم نے کہا: تم دونوں اس قوم کی طرف جاؤ

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿۳۶﴾ ؕ وَقَوْمَ

جنہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی ہے چنانچہ ہم نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔(36)اور جب

نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ

قوم نوح نے رسولوں کی تکذیب کی تو ہم نے انہیں غرق کر دیا اور انہیں لوگوں کے لیے نشان (۲۸) (عبرت) بنا دیا

وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۷﴾ ج وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟

اور ہم نے ظالموں کے لیے ایک دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔(37)اور یہی حشر عاد اور ثمود

وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ [12] وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾ وَكُلًّا

اور اصحاب الرس کا بھی ہوا ہے اور ان کے درمیان بہت سی امتوں کا بھی۔(38)اور ان میں

ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۫ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ

سے ہر ایک کو ہم نے دلائل سے سمجھایا اور (آخر میں) سب کو تباہ کر دیا۔(39)اور بتحقیق

اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ [13] ؕ اَفَلَمْ

یہ لوگ اس بستی سے گزر چکے ہیں جس پر بدترین بارش برسائی گئی تھی تو کیا انہوں نے

عربی حاشیہ

میں کوتاہی کرنے والا روزِ قیامت بھی پشیمانی کا شکار ہوگا۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ مُردوں کی دوستی سے دل مُردہ ہوجاتا ہے۔ اور توضیح میں فرمایا ہے کہ مُردہ سے مراد عیش پرست مالدار انسان ہے کہ اس کی دوستی سے خیر کی توقع نہیں ہے۔

12- بعض حضرات کے نزدیک یہ ایک کنواں تھا جس کی بنا پر انھیں اصحابِ رس سے تعبیر کیا گیا ہے اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ ایک صنوبر کا درخت تھا جو علاقہ میں مختلف مقامات پر لگا ہوا تھا اور افراد قوم اس کی پرستش کیا کرتے تھے۔

13- یہ قوم لوط ہے جس پر سخت ترین عذاب نازل ہوا ہے اس لئے کہ یہ لوگ بدعقیدہ ہونے کے علاوہ بدکردار بھی تھے اور بدترین اعمال میں مبتلا تھے۔

ف: منھ کے بھل محشور ہونا واقعی اعتبار سے بھی ہوسکتا ہے کہ یہ تذلیل کی علامت ہے اور

اردو حاشیہ

(۲۸) دور قدیم میں قدرت کا ایک خاص نظام یہ تھا کہ جب قوم کے مطالبہ کے مطابق معجزات پیش کئے جاتے تھے اور اس کے بعد بھی قوم قبول نہیں کرتی تھی تو نبی خدا بددعا کرتا تھا اور ساری قوم تقریباً تباہ و برباد ہو جاتی تھی۔ یہی انجام قوم نوح، قوم عاد وثمود، قوم موسیٰ اور قوم لوط کا ہوا ہے اور قوم لوط پر تو پتھر برسائے گئے تھے کہ ان کا کردار انتہائی خراب تھا اور ظاہر ہے کہ جب دین خدا عورت اور مرد کی بدکاری کو برداشت نہیں کرسکتا جہاں یہ عمل ایک حد تک مطابق فطرت ہوتا ہے مگر قانون میں کوئی رعایت نہیں کی گئی ہے تو مرد اور مرد کی ہم جنسی کو کس طرح برداشت کرسکتا ہے جہاں عمل کی کوئی بنیاد نہیں ہے اور جس کا مقصد اخلاقی اور جنسی بیماریوں کے پھیلانے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

یَكُوْنُوْا یَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾ وَ

اس کا حال نہ دیکھا ہو گا؟ بلکہ (اس کے باوجود) یہ دوبارہ اٹھائے جانے کی توقع نہیں رکھتے۔(40)اور

اِذَا رَاَوْكَ اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِیْ

جب یہ لوگ آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا مذاق اڑاتے ہیں (اور کہتے ہیں:) کیا اس شخص کو اللہ نے

بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾ اِنْ كَادَ لَیُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَاۤ

رسول بنا کر بھیجا ہے؟(41)اگر ہم اپنے معبودوں پر [۲۹] ثابت قدم نہ رہتے تو اس شخص نے تو

اَنْ صَبَرْنَا عَلَیْهَا ؕ وَ سَوْفَ یَعْلَمُوْنَ حِیْنَ یَرَوْنَ الْعَذَابَ

ہمیں ان سے گمراہ کر دیا تھا اور جب یہ لوگ عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو اس وقت انہیں پتہ چلے گا کہ

مَنْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ﴿۴۲﴾ اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ

صحیح راستے سے گمراہ کون ہے۔(42) کیا آپ نے وہ شخص دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو

اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَیْهِ وَكِیْلًا ﴿۴۳﴾ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ

اپنا معبود بنا رکھا ہے؟ کیا آپ اس شخص کے ضامن بن سکتے ہیں؟(43)یا کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ

اَكْثَرَهُمْ [14] یَسْمَعُوْنَ اَوْ یَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا

ان میں سے اکثر کچھ سننے یا سمجھنے کے لیے تیار ہیں؟ (نہیں) یہ لوگ جانوروں

كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ﴿۴۴﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ

کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔(44) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ

كَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا

آپ کا پروردگار سائے کو کس طرح پھیلاتا ہے؟ [۳۰] اگر وہ چاہتا تو اسے ساکن بنا دیتا۔ پھر ہم نے سورج کو سائے

عربی حاشیہ

کنایہ کے اعتبار سے بھی ہوسکتا ہے کہ جبراً اور قہراً لے جائے جا رہے ہیں ورنہ اب بھی رخ دنیا ہی کی طرف ہے اور بعض محاورات کی بناء پر اس امر کی طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے کہ نامعلوم منزل کی طرف لے جائے جا رہے ہیں۔

14-اکثریت دلیل ہے کہ بعض افراد کسی نہ کسی وقت بات سن لیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں اور اس طرح راہ راست پر آ جاتے ہیں۔

جانوروں سے بدتر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جانور بے عقل ہوسکتا ہے اور انسان صاحبِ عقل ہونے کے باوجود بہک جاتا ہے اور پھر جانور خود ہی بہکتا ہے دوسروں کو گمراہ نہیں کرتا ہے اور انسان دونوں ہی کام انجام دیتا ہے۔

ف: خواہش نفس انسانی تباہی کا سب سے بڑا عنصر ہے۔ خواہش کو روایات میں عقل کا دشمن، رنج و غم کی اساس دین کا مخالف اور روئے زمین کا بدترین معبود قرار دیا گیا ہے۔ خواہش ہی نے قوم نوح کو متکبر، عاد و ثمود کو مغرور، قوم لوط کو بدکار

اردو حاشیہ

(۲۹) قیامت ہے کہ انسان اتنا ذلیل اور پست ہو جائے کہ بتوں کا نام خدا رکھے اور پھر ہدایت کا نام گمراہی اور انحراف قرار دیدے۔

کاش صاحبانِ ایمان انہیں واقعات سے عبرت حاصل کرتے اور مخالفین حق کو گمراہ کن اور تباہ کرنے والا تصور کر کے راہِ حق اور صراطِ مستقیم پر صبر و ثبات کا مظاہرہ کرتے مگر افسوس کہ ان کی بھی ایک بڑی جماعت گمراہ کرنے والوں ہی کو ہادی اور ہمدرد تصور کرتی ہے اور حق کے مسئلہ میں صبر و تحمل سے کام نہیں لیتی ہے۔

(۳۰) قدرت کے انعامات واحسانات میں اشیاء کے وجود کے ساتھ ان کی کیفیات کا بھی ایک بڑا حصہ ہے۔ آفتاب کا وجود ایک نعمت ہے اور پھر اس سے پیدا ہونے والا سایہ دوسری نعمت ہے اور سایہ کا متحرک ہونا تیسری نعمت ہے اور پھر اس کا تدریجاً بڑھنا اور اسی طرح کم ہونا بھی ایک نعمت کبریٰ ہے۔

یہی حال پانی اور بارش کا ہے کہ اس کے وجود کے علاوہ اس کا ہر جگہ پہنچنا، سیال اور رواں ہونا بھی ایک نعمت پروردگار ہی ہے۔

پھر ہواؤں کو بھی پانی کی بشارت کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے۔ کہ خود اس کا وجود بھی نعمت ہے اور بارش کی خبر دینا بھی ایک دوسری نعمت ہے۔

الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ﴿٤٥﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿٤٦﴾

(کے وجود) پر دلیل بنا دیا۔(45) پھر ہم تھوڑا تھوڑا کر کے اسے اپنی طرف سمیٹ لیتے ہیں۔ (46)

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا[15] وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّ

اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے رات کو پردہ اور نیند کو سکون اور دن کو

جَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿٤٧﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ

مشقت کے لیے بنایا۔(47)اور وہی تو ہے جو ہواؤں کو خوشخبری کے طور پر

بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

اپنی رحمت کے آگے آگے بھیجتا ہے اور ہم نے آسمان سے پاکیزہ پانی

طَهُوْرًا ﴿٤٨﴾ لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّ نُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ

برسایا ہے۔(48) تاکہ ہم اس کے ذریعے مردہ دیس کو زندگی بخشیں اور اس سے اپنی مخلوقات میں سے

اَنْعَامًا وَّ اَنَاسِيَّ[16] كَثِيْرًا ﴿٤٩﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ

بہت سے چوپاؤں اور انسانوں کو سیراب کریں۔(49)اور بتحقیق ہم نے اس (پانی) کو مختلف طریقوں سے ان کے درمیان تقسیم کیا ہے

لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٥٠﴾ وَلَوْ شِئْنَا

تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں مگر اکثر لوگ انکار کے علاوہ کوئی بات قبول نہیں کرتے۔(50)اگر ہم چاہتے تو

لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿٥١﴾ۖ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ

ہر بستی میں ایک تنبیہ کرنے والا مبعوث کرتے۔(51)لہٰذا آپ کفار کی بات ہرگز نہ مانیں اور اس قرآن کے

وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿٥٢﴾ وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ[17] الْبَحْرَيْنِ

ذریعے ان کے ساتھ بڑے پیمانے پر جہاد کریں۔ (۳۱) (52) اور اسی نے ان دو دریاؤں کو مخلوط کیا ہے۔

عربی حاشیہ

اور اصحاب الرس کی عورتوں کو ہم جنسی کا عادی بنا دیا تھا اور پھر سب کا انجام ایک جیسا ہوا۔

ف: انسان اور جانور کی گمراہی کے چند فرق یہ ہیں کہ جانور استعداد سے محروم ہے، جانور حساب وکتاب سے آزاد ہے۔ جانور کا خطرہ محدود ہے۔ جانور فطری قوانین پر عمل کرتا ہے، جانور غلطی کا احساس کر کے اصلاح کر لیتا ہے اور بیجا تاویلوں سے کام نہیں لیتا ہے۔ انسان میں یہ سارے عیب پائے جاتے ہیں۔

15-لباس۔ پردہ پوش، سبات۔سکون، نشور۔کام کے لئے نکل کھڑا ہونا۔

16-اناسی، انسی کی جمع ہے۔ جسطرح کہ کراسی کرسی کی جمع ہے۔

17-مرج۔مخلوط کر دیا۔

فرات۔کافی شیریں۔

اجاج۔نمکین یا کڑوا۔

برزخ۔حد فاصل۔

حجر محجور۔حرام محرم۔

اردو حاشیہ

(۳۱) یہ بات پیغمبر اسلامؐ تک محدود نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ کفر کے خلاف جہاد کرتا رہے اور قرآن کا یہ پیغام سارے عالم اسلام میں عام کرتا رہے۔ مگر افسوس کہ قرآن کفر کے خلاف جہاد کی تعلیم دے رہا ہے اور امت قرآن کفر سے اتحاد واتفاق کیلئے حیران و پریشان نظر آ رہی ہے۔

هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَیْنَهُمَا

ایک شیرین مزیدار اور دوسرا کھارا کڑوا ہے اور اس نے دونوں کے درمیان ایک حد فاصل

بَرْزَخًا وَّ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ

اور مضبوط رکاوٹ بنا دی ہے۔(53)اور وہی ہے جس نے پانی (۳۲) سے ایک بشر کو

بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ﴿۵۴﴾ وَ

پیدا کیا پھر اس کو نسب اور سسرال والا بنایا اور آپ کا پروردگار بڑی طاقت والا ہے۔(54)اور

یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَلَا یَضُرُّهُمْ ؕ

یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی بندگی کرتے ہیں جو نہ تو انہیں نفع پہنچا سکتی ہیں اور نہ ضرر اور کافر اپنے رب کے

وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِیْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا [18]

مقابلے میں (دوسرے کافروں کی) پشت پناہی کرتا ہے۔(55)اور (اے محمدؐ) ہم نے آپ کو صرف بشارت دینے والا

مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا

اور تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔(56) کہہ دیجئے: اس کام پر میں تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر

مَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِیْلًا ﴿۵۷﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى

یہ (چاہتا ہوں) کہ جو شخص چاہے وہ اپنے رب کا راستہ اختیار کر لے۔(57) اور (اے محمدؐ) اس اللہ پر توکل کیجئے

الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ

جو زندہ ہے اور اس کیلئے کوئی موت نہیں ہے اور اس کی ثناء کے ساتھ تسبیح کیجئے اور اپنے بندوں کے گناہوں سے مطلع ہونے کیلئے

عِبَادِهٖ خَبِیْرًا ﴿۵۸﴾ ۚۛ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ (ع ۸)

بس وہ خود ہی کافی ہے۔(58)جس نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے

عربی حاشیہ

نسب وصہر۔ انسانی زندگی کے جملہ رشتوں کو حاوی ہے وہ مرد ہوں یا عورتیں۔

ف: آیت نمبر ۵۰ میں بعض حضرات نے صرفناہ میں کا مرجع بارش کو قرار دیا ہے حالانکہ سیاق کلام اور دیگر آیات کا تقاضا یہ ہے کہ مرجع قرآن کریم اور اس کی آیات ہوں تا کہ تذکر کا امکان پیدا ہو ورنہ بارش کی تعریف اور اس کے ذریعہ تذکر دونوں عجیب وغریب مسائل ہیں۔

ف: بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ استثناء متصل ہے اور ارادہ راہِ خدا ہی پیغمبرؐ کی ساری محنتوں کی اجرت ہے اور کیا کہنا اگر وہ ارادہ محبت آلِ محمدؐ کی شکل میں ہو کہ یہ راہِ خدا اختیار کرنے کی معراج ہے۔

18- یہ استثناء منقطع ہے جس میں ابتدا میں اجرت کی نفی کی گئی ہے اور بعد میں اس خواہش کا اظہار کیا گیا ہے کہ لوگ راہِ حق اختیار کرلیں۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اگر

اردو حاشیہ

(۳۲) بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ یہ پیغمبر اسلامؐ اور حضرت علیؑ کے رشتے کی طرف اشارہ ہے جہاں نسب بھی ہے اور مصاہرت بھی۔

مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ

سب کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر اقتدار قائم کیا۔ وہ نہایت رحم والا ہے لہٰذا اس کے بارے میں

اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا

کسی باخبر سے دریافت کرو۔(59)اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو

لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَ

تو وہ کہتے ہیں: رحمٰن کیا ہوتا ہے؟ کیا ہم اسے سجدہ کریں جس کے لئے تو کہہ دے؟ پھر ان کی نفرت میں

زَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾ تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا

مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔(60)بابرکت ہے وہ ذات جس نے آسمان میں برج بنائے

وَّ جَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا[19] وَّ قَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿۶۱﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ

اور اس میں ایک چراغ اور روشن چاند بنایا۔(61)اور وہی ہے جس نے

جَعَلَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ

ایک دوسرے کی جگہ لینے والے شب و روز بنائے۔ اس شخص کے لیے جو نصیحت لینا اور

اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾ وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى

شکر ادا کرنا چاہتا ہے۔(62)اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں [۳۳] جو زمین میں (فروتنی سے)

الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَ

دبے پاؤں چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے گفتگو کریں تو کہتے ہیں: سلام۔(63)اور

الَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا ﴿۶۴﴾ وَ الَّذِيْنَ

جو اپنے پروردگار کے حضور سجدے اور قیام کی حالت میں رات گزارتے ہیں۔(64)اور جو

عربی حاشیہ

اجرت سے مراد مال دنیا ہے تو نبی ہرگز کسی اجرت کا طلب گار نہیں ہے لیکن اگر اجرت محبت اہلبیتؑ ہے تو نبی اس کے لئے سائل بننے کے لئے تیار ہے کہ اس پر بقائے دین ومذہب کا انحصار اور دارومدار ہے۔

19-اللہ نے آفتاب کو چراغ سے تعبیر کیا ہے اور ماہتاب کو منیر قرار دیا ہے جس کے بارے میں بعض علماء کا خیال ہے کہ نور انعکاسی روشنی کا نام ہے اور چراغ میں اپنی روشنی ہوتی ہے اور اسی لئے آفتاب کو چراغ اور ضو سے تعبیر کیا جاتا ہے اور چاند کو نور اور منیر سے لیکن اس مقام پر ایک ادبی نکتہ یہ بھی ہے کہ قدرت نے آفتاب کو سراج قرار دیا ہے اور ماہتاب کو منیر اور اپنے حبیب کو ''سراج منیر'' قرار دیا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ سرکارؐ دوعالم کی ذات میں آفتاب اور ماہتاب دونوں کے انوار کی جامعیت پائی جاتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۳۳) آیات کریمہ میں بندگانِ خدا کی مختلف علامتوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ انسان بندگی پروردگار کرنا چاہے اور عبادت شیطان سے نکل کر عبادت رحمان کے راستہ پر آنا چاہے تو ان صفات کو پیدا کرے جن کے بغیر عبادالرحمٰن کی صفوں میں داخل ہونا ممکن نہیں ہے۔

۱۔ روئے زمین پر آہستہ چلے کو غرور اور تکبر شیطانی صفتیں ہیں اور ان سے بندگانِ رحمان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ درحقیقت ان لوگوں کیلئے سامان عبرت ہے جن کی گردن غرور سے ہمیشہ ٹیڑھی رہتی ہے اور جو پاؤں پٹک کر قدم رکھتے ہیں کہ اس طرح بڑی شخصیت تصور کئے جائیں۔

۲۔ جاہلوں کی جہالت کا احساس کرے اور ان کی احمقانہ باتوں پر جھگڑا کرنے کے بجائے انہیں سلامتی کا پیغام دے اور سلام کر کے الگ ہو جائے تا کہ وہ اپنی جہالت پر نظر ثانی کر سکیں اور راہِ راست پر آنے کے قابل ہو سکیں۔

۳۔ راتوں کی تاریکیوں میں عبادت الٰہی کرے اور عذاب جہنم سے پناہ مانگتا رہے۔ لہو ولعب میں رات گزارنے والے اور جہنم کے خیال کو یکسر ذہن سے نکال دینے والے بنگانِ شیطان تو ہو سکتے ہیں عبادالرحمٰن نہیں ہو سکتے۔

۴۔ مالیات میں درمیانی راستہ اختیار کرے کہ نہ مال کو بلاوجہ ضائع کرے کہ اپنی حد سے زیادہ خرچ کر دے اور نہ بخل سے کام لے کر دنیا میں فقیروں کی سی

يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا

یوں التجا کرتے ہیں: ہمارے رب! ہمیں عذاب جہنم سے بچا۔ بے شک اس کا عذاب تو

كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٦٦﴾

جان چھوڑنے والا ہی نہیں ہے۔(65) بے شک جہنم تو بدترین ٹھکانا اور مقام ہے۔(66)

وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ

اور یہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں

بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ

بلکہ ان کے درمیان اعتدال رکھتے ہیں۔(67) اور یہ لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود بنا کر نہیں پکارتے

إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا

اور جس جان کو اللہ نے حرام کیا ہے اسے قتل نہیں کرتے مگر جائز طریقہ سے اور زنا کا

بِالْحَقِّ [20] وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿٦٨﴾

ارتکاب (بھی) نہیں کرتے اور جو ایسا کام کرے گا وہ اپنے گناہ میں مبتلا ہو گا۔(68)

يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا ﴿٦٩﴾

قیامت کے دن اس کا عذاب دگنا ہو جائے گا اور اسے اس عذاب میں ذلت کے ساتھ ہمیشہ رہنا ہو گا۔(69)

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ

مگر جنہوں نے توبہ کی اور ایمان لائے اور نیک عمل انجام دیا تو اللہ

اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٧٠﴾ وَمَنْ

ان کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے اور اللہ تو بڑا غفور، رحیم ہے۔(70) اور جو

عربی حاشیہ

ف: اس مقام پر بندگانِ رحمان کی بارہ صفتوں کا ذکر کیا گیا ہے جن میں بعض عقائدی ہیں اور بعض اخلاقی اور ان کے بغیر کوئی انسان بندہ رحمان کہے جانے کے قابل نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۶۹ میں دہرے عذاب سے مراد ظاہری عذاب اور باطنی ذات بھی ہوسکتی ہے اور مختلف جرائم کا مجموعی عذاب بھی ہوسکتا ہے جس طرح کہ خلود طویل مدت کے معنی میں بھی ہوسکتا ہے اور جرائم کے کفر تک پہنچا دینے کا اشارہ بھی ہوسکتا ہے۔

20- اسلام میں ہر قتل جرم نہیں ہے بلکہ ناحق قتل کرنا جرم ہے ورنہ قصاص کے موقع پر یا سزا کے موقع پر یا مرتد ہوجانے کی صورت میں یا فساد کی شکل میں یا ہم جنسی کی سزا کی صورت میں قتل کر دینا قطعاً جرم نہیں ہے بلکہ حاکم شرع کو یہ اختیار ہے کہ ان زندگیوں کا خاتمہ کردے کہ انسان انسان رہ کر زندہ رہنے کا حق رکھتا ہے۔ جانور یا اس سے بدتر ہو کر زندہ رہنے کا

اردو حاشیہ

زندگی گزارے اور آخرت میں امیروں جیسا حساب دے۔

تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَ

توبہ کرتا ہے اور نیک عمل انجام دیتا ہے تو وہ اللہ کی طرف خصوصی طور پر رجوع کرتا ہے۔(71)اور

الَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا

(عبادالرحمٰن وہ ہیں) جو لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب بیہودہ باتوں (۳۴) سے ان کا گزر ہوتا ہے تو شریفانہ انداز سے

كِرَامًا ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا

گزر جاتے ہیں۔(72)اور وہ لوگ جنہیں ان کے رب کی آیات کے ذریعے نصیحت کی جائے تو وہ اس پر اندھے

عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا

اور بہرے نہیں بن جاتے۔(73)اور جو دعا کرتے ہیں:اے ہمارے پروردگار!

مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ

ہمیں ہماری ازواج اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں (۳۵) پرہیزگاروں کا

اِمَامًا ﴿۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ

امام بنا دے۔(74)ایسے لوگوں کو ان کے صبر کے صلے میں (۳۶) اونچے محل ملیں گے اور وہاں ان کا استقبال تحیت

فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ

اور سلام سے ہو گا۔(75)جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ بہت ہی عمدہ ٹھکانا اور

مُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاۗؤُكُمْ ۚ

مقام ہے۔(76) کہہ دیجئے: اگر تمہاری دعائیں نہ ہوتیں تو میرا رب تمہاری پروا ہی نہ کرتا

فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾ ع

اب تم نے تکذیب کی ہے لہٰذا اس لیے (سزا) لازمی ہوگی۔(77)

عربی حاشیہ

کوئی حق نہیں رکھتا ہے۔

21-یہ علامت ہے کہ تنہا توبہ کر لینے کو واقعی توبہ نہیں کہا جاتا ہے بلکہ جب توبہ کے ساتھ عمل صالح بھی شامل ہو جاتا ہے تو اسے اللہ کی طرف رجوع کرنا شمار کیا جاتا ہے اور حقیقی توبہ کہا جاتا ہے ورنہ مسلسل جرم کرتے رہنا اور توبہ کرتے رہنا استغفار نہیں ہے بلکہ پروردگار کا استہزاء ہے جو معنوی اعتبار سے کفر کے مترادف یا اس سے بھی بدتر ہے اور ظاہری اعتبار سے بھی بہت بڑا گناہ ہے۔

ف: آیت نمبر ۷۴ صرف لفظی دعا نہیں ہے بلکہ عملی تربیت اور صلاحیت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ دعا اسی وقت دعا بنتی ہے جب انسان اپنی پوری کوشش صرف کرنے کے بعد اپنی عاجزی کا احساس کر کے مالک کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائے ورنہ اس کے بغیر دعا دعا نہیں ہے صرف لفظی بازیگری ہے۔

اردو حاشیہ

(۳۴) بندگانِ خدا کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ حرفِ باطل کی محفلوں میں حاضر نہیں ہوتے اور حرفِ لغو کے قریب سے بزرگانہ انداز سے گزر جاتے ہیں۔ دورِ حاضر میں بندگی کی شناخت کا یہ بہترین پیمانہ ہے کہ کتنے افراد ہیں جو ایسے اجتماعات سے گریز کرتے ہیں اور لہو ولعب، رقص ورنگ، غلط بیانی اور افترا، جھوٹ اور باطل کے مقامات وموارد سے الگ رہتے ہیں اور اس طرح اپنے بندہ خدا ہونے کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔

(۳۵) انسان مومن کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ قوم کا قائد اور پیشوا بننے سے پہلے اس بات کی فکر کرتا ہے کہ اس کی زوجہ اور اولاد اس کے نقش قدم پر چلے، احکام الٰہیہ کی اطاعت کرے اور صحیح راستہ پر رہے تا کہ اس کیلئے خنکی چشم کا باعث بنی رہے۔

(۳۶) یہ ایک بہترین اشارہ ہے کہ مذکورہ بالا جملہ صفات کا پیدا کر لینا صبر پر موقوف ہے اور اس کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ جس کے پاس قوت صبر نہیں ہے وہ بندہ رحمان نہیں ہو سکتا۔ صبر ہی دراصل جوہر ایمان اور اصل اسلام ہے۔ صبر کے بغیر انسان انسان ہے اور نہ صاحب ایمان صاحب ایمان اللہ ہم سب کو صبر کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں عبادالرحمٰن میں شامل فرمائے۔

ایاتها ۲۲۷ ٢٦ سُورَةُ الشُّعَرَآءِ مَكِّيَّةٌ ٤٧ رکوعاتها ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

طٰسٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ

طا، سین، میم۔(1) یہ کتاب مبین کی آیات ہیں۔(2) شاید اس رنج سے کہ

نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ

یہ لوگ ایمان نہیں لاتے آپ اپنی جان کھو دیں گے۔(3) اگر ہم چاہیں تو ان پر

مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ۝

آسمان سے ایسی نشانی نازل کر دیں جس کے آگے ان کی گردنیں جھک جائیں۔(4)

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا

اور ان کے پاس رحمٰن کی طرف سے جو بھی تازہ نصیحت آتی ہے تو

كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ

یہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں۔(5) یہ تکذیب کر بیٹھے ہیں۔ تو جس چیز کا یہ لوگ مذاق اڑاتے تھے

اَنْبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى

اب عنقریب اس کی خبریں آنے ہی والی ہیں۔(6) کیا انہوں نے کبھی زمین کی طرف نہیں دیکھا کہ

الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ

ہم نے اس میں کتنی وافر مقدار میں ہر قسم کی نفیس نباتات اگائی ہیں؟(7) اس میں یقیناً

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۴ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ہم ظالموں کو سر جھکانے پر آمادہ کرنے کا طریقہ جانتے ہیں اور ہمارے پاس ایسے وسائل موجود ہیں جن میں سے ایک ظہور حضرت مہدیؑ بھی ہے۔

1- باخع۔ ہلاک کرنے والا۔ اعناق۔ گردنیں۔

2- یہ بھی ایک علامت ہے کہ کلامِ خدا کو قدیم نہیں کہا جاسکتا۔ وہ خدا کا ایک فعل ہے اور فعل کا ذات یا اس کے صفات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے فعل حسب مصالح صادر ہوتا رہتا ہے جب کہ ذات بہرحال موجود رہتی ہے اور اس کے صفات اس سے الگ نہیں ہوسکتے ہیں۔

زوج۔ صنف اور قسم

اردو حاشیہ

ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۸ وَاِنَّ رَبَّكَ

ایک نشانی ضرور ہے مگر ان میں سے اکثر نہیں مانتے۔(8)اور یقیناً آپ کا رب ہی بڑا

لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۹ ع وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ

غالب آنے والا، رحم کرنے والا ہے۔(9)اور (وہ وقت یاد کریں) جب آپ کے رب نے موسیٰ کو

ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ۝۱۱

بلایا (اور کہا) کہ آپ ظالم لوگوں کے پاس جائیں۔(10)فرعون کی قوم کے پاس۔ کیا وہ ڈرتے نہیں؟(11)

قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ۝۱۲ وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ

موسیٰ نے عرض کی: پروردگار! مجھے اس بات کا خوف ہے (۱) کہ وہ میری تکذیب کریں گے۔(12)اور میرا سینہ تنگ ہو رہا ہے

وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ۝۱۳ وَلَهُمْ عَلَيَّ

اور میری زبان نہیں چلتی سو تو ہارون کو پیغام بھیج (کہ میرا ساتھ دیں)۔(13)اور ان لوگوں کے لیے میرے ذمے ایک جرم

ذَنْبٌ [3] فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ۝۱۴ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ

(کا دعویٰ) بھی ہے لہٰذا مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔(14)فرمایا: ہرگز نہیں! آپ دونوں ہماری نشانیاں لے کر جائیں

اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ۝۱۵ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ

کہ ہم آپ کے ساتھ سنتے رہیں گے۔(15)آپ دونوں فرعون کے پاس جائیں اور اس سے کہیں: ہم

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۶ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝۱۷

رب العالمین کے رسول ہیں۔(16)کہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے۔ (17)

قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ

فرعون نے کہا: کیا ہم نے تجھے بچپن میں اپنے ہاں نہیں پالا؟ (۲) اور تو نے اپنی عمر کے کئی سال

عربی حاشیہ

3- دشمن خدا کا قتل کر دینا شرعی اعتبار سے کوئی جرم نہیں ہے خصوصاً جب وہ کسی مومن کو قتل کرنے جارہا ہو لیکن جناب موسیٰ نے اس عمل کو ذنب سے تعبیر کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ذنب اس جرم کو بھی کہا جاتا ہے جو واقعاً جرم نہیں ہوتا ہے لیکن لوگوں کی نگاہ میں جرم ہوتا ہے، جس طرح کہ نبی کی صلح حدیبیہ لوگوں کی نگاہ میں ایک غلطی تھی اور واقعاً کوئی غلطی نہیں تھی تو خدا نے اس فتح مبین بنا کر اعلان کر دیا کہ: "لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر۔"

ف: آیت نمبر ۱۸ دلیل ہے کہ نبی کا مربی گمراہ ہوتا ہے تو دعوتِ اسلام کی مخالفت کر کے اپنے احسان کو یاد دلاتا ہے اور یہ حضرت ابوطالبؑ کے کمالِ ایمان کی بہترین دلیل ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) واضح رہے کہ نمائندگانِ پروردگار احکام الٰہیہ کی اطاعت میں نہ کوئی عذر تراشتے ہیں اور نہ استعفا دیتے ہیں کام کسی قدر بھی مشکل ہو اسے بہر حال انجام دیتے ہیں اس لئے کہ ان کا یہ ایمان ہوتا ہے کہ کام ممکن نہ ہوتا تو پروردگار ہمارے حوالے نہ کرتا جناب موسیٰ علیہ السلام کے یہ الفاظ درحقیقت صورت حال کی سنگینی کی ترجمانی کر رہے ہیں کہ تکذیب کا بھی خطرہ ہے اور قتل کا بھی اندیشہ ہے اور دل بھی تنگ ہو رہا ہے اور زبان میں بھی روانی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود حکم خدا ہے تو تبلیغ ضرور کروں گا۔ پروردگار نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی اس درپردہ التماس پر جناب ہارونؑ کو بھی ان کے ساتھ کر دیا کہ کام بہر حال انجام پانا چاہیے تنہا جاؤ یا دو افراد کو جانا پڑے۔ کارالٰہی کو معطل نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس کی راہ میں زحمتیں بہتر حال برداشت کرنا پڑیں گی۔

(۲) فرعون کے ان کلمات نے واضح کر دیا کہ کفر اسلام والوں کی تربیت کرتا ہے تو اختلاف عقائد کی صورت میں احسان ضرور جتاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بعثت کے موقع پر جناب ابوطالب کا اعتراض نہ کرنا اور احسان جتانے کے بجائے حمایت ونصرت کا وعدہ کرنا ایمان کامل کی بہترین دلیل ہے اور اس امر کا اعلان ہے کہ ایک مسلمان نے بانیٔ اسلام کو پالا ہے اور ایک مومن کامل نے روح ایمان کی پرورش کی ہے۔

سِنِيْنَ ۞ وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَ اَنْتَ مِنَ

ہمارے ہاں بسر کیے۔(18)اور تو کر گیا اپنا وہ کرتوت جو کر گیا اور تو ناشکروں

الْكٰفِرِيْنَ ۞ قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ۞

میں سے ہے۔(19) موسیٰ نے کہا: ہاں اس وقت وہ حرکت مجھ سے سرزد ہوگئی تھی اور میں خطا کاروں میں سے تھا۔(20)

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا

اسی لیے جب میں نے تم لوگوں سے خوف محسوس کیا تو میں نے تم سے گریز اختیار کیا پھر میرے رب نے مجھے حکمت عنایت فرمائی

وَّ جَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۞ وَ تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ

اور مجھے رسولوں میں سے قرار دیا۔(21)اور تم مجھ پر اس بات کا احسان جتاتے ہو کہ تم نے بنی اسرائیل (۳) کو غلام

عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۞ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۞

بنائے رکھا ہے؟(یہ تو غلامی تھی احسان نہیں تھا)۔(22) فرعون نے کہا: اور رب العالمین کیا ہے؟(23)

قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ

موسیٰ نے کہا: آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کا رب اگر تم یقین کرنے

مُّوْقِنِيْنَ ۞ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۞ قَالَ رَبُّكُمْ

والے ہو۔(24) فرعون نے اپنے ارد گرد کے درباریوں سے کہا: کیا تم سنتے نہیں ہو؟(25) موسیٰ نے کہا: وہ تمہارا

وَرَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۞ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ

اور تمہارے پہلے باپ دادا کا پروردگار ہے۔(26) فرعون نے (لوگوں سے) کہا: جو رسول

اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۞ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ

تمہاری طرف بھیجا گیا ہے وہ دیوانہ ہے۔(27) موسیٰ نے کہا: وہ مشرق و مغرب اور جو کچھ

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۱ میں حکم سے مراد رسالت کے علاوہ علم و دانش کا ایک عظیم مرتبہ ہے جس کی ابتدائی منزل پر نبوت سے قبل بھی فائز تھے۔ اس کے بعد قبطی کا واقعہ پیش آیا تو پروردگار نے مزید درجہ کمال عنایت کر دیا اور مرسلین میں قرار دے دیا۔

4- یہاں ضلالت سے مراد گمراہی نہیں ہے کہ جس کو جناب موسیٰ نے مارا تھا وہ تو خود ہی گمراہ تھا اس کا مارنے والا کس طرح گمراہ ہوسکتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ میں تیرے قوانین کی طرف متوجہ بھی نہیں تھا اور یہ بھی میری نظر میں نہیں تھا کہ وہ ایک طمانچہ میں مر ہی جائے گا۔

5- مقصد یہ ہے کہ اپنے قصر میں پناہ دینا تیرا احسان نہیں ہے بلکہ یہ تیرا ظلم ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنالیا اور ان پر اتنا ظلم کیا کہ مجھے اپنے گھر میں بھی پناہ نہ مل سکی یعنی تیرے قصر میں آنا تیرے کرم کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ تیرے ظلم و ستم کا نتیجہ ہے اور ظلم قابل لعنت ہوتا

اردو حاشیہ

(۳) فرعون جیسے سیاستداں ہر دور میں پائے جاتے ہیں۔ جن کا کام ہوتا ہے آگ لگانا اور پھر بالٹی لے کر دوڑنا تا کہ لوگ اس نکتہ کی طرف سے غافل ہو جائیں کہ اسی شخص نے آگ لگائی تھی اور فقط یہ دیکھنے لگیں کہ یہ شخص نہ ہوتا تو آگ کس طرح بجھتی حالانکہ صحیح صورت حال یہ ہے کہ یہ شخص نہ ہوتا تو آگ ہی نہ لگتی۔ بنیادی مسئلہ آگ لگانے کا ہے آگ بجھانے کی بات تو بعد میں ہوتی ہے۔ فرعون نے اس ظلم پر پردہ ڈالنے کیلئے کہ اس نے ہر شریف انسان کو بے گھر کر دیا ہے اور بچوں کو شکم مادر میں بھی پناہ لینے نہیں دی ہے۔ یہ احسان جتانا شروع کر دیا کہ ہم نے آپ کو اپنے قصر میں پالا ہے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے اس بالٹی لے کر دوڑنے کی حقیقت کو واضح کر دیا کہ تو نے ہی آگ لگائی تھی اور ہر شخص کو بے گھر بنا دیا تھا کہ میری ماں کو مجھے دریا کے حوالے کرنے کی ضرورت پڑی۔

فرعون نے فوراً بات کا رخ پلٹ دیا اور جناب موسیٰ علیہ السلام برابر بحث جاری رکھے رہے۔ حقیقتاً میں اس تصور سے کانپ جاتا ہوں کہ دو اللہ کے بندے اتنے بڑے مغرور اور متکبر بادشاہ کے سامنے کھڑے ہیں اور اس لہجہ میں گفتگو کر رہے ہیں کہ دور دور خوف و ہراس کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ کیا آج کے صاحبانِ ایمان میں کوئی اس واقعہ سے سبق لینے والا ہے اور باطل کے مقابلہ میں ایسی ہمت کا مظاہرہ کرنے والا ہے۔ ضمیر فروشی کے اس دور میں ایسی ہمت کا پیدا کر لینا تقریباً ناممکنات میں ہے۔ رب کریم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

وَمَا بَیۡنَهُمَا ؕ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۸﴾ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذۡتَ
ان دونوں کے درمیان ہے کا پروردگار ہے اگر تم لوگ عقل رکھتے ہو۔(28) فرعون نے کہا: اگر تم نے

اِلٰهًا غَیۡرِیۡ لَاَجۡعَلَنَّكَ مِنَ الۡمَسۡجُوۡنِیۡنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ اَوَلَوۡ
میرے علاوہ کسی کو معبود بنایا تو میں تمہیں قیدیوں میں شامل کر دوں گا۔(29) موسیٰ نے کہا: اگر میں تیرے پاس

جِئۡتُكَ بِشَیۡءٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاۡتِ بِهٖۤ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ
واضح چیز (معجزہ) لے آؤں تو؟(30) فرعون نے کہا: اگر تم سچے ہو

الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۳۱﴾ فَاَلۡقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعۡبَانٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۳۲﴾ وَّنَزَعَ
تو اسے لے آؤ۔(31) پس موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا تو وہ دفعتاً نمایاں اژدہا بن گیا۔(32) اور (گریبان سے)

یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیۡضَآءُ لِلنّٰظِرِیۡنَ ﴿۳۳﴾ قَالَ لِلۡمَلَاِ حَوۡلَهٗۤ اِنَّ
اپنا ہاتھ نکالا تو وہ تمام ناظرین کے لیے چمک رہا تھا۔(33) فرعون نے اپنے گردوپیش کے درباریوں سے کہا:

هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیۡمٌ ﴿۳۴﴾ یُّرِیۡدُ اَنۡ یُّخۡرِجَكُمۡ مِّنۡ اَرۡضِكُمۡ
یقیناً یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے۔(34) وہ چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے ذریعے تمہیں تمہاری سرزمین سے

بِسِحۡرِهٖ ٭ۖ فَمَاذَا تَاۡمُرُوۡنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوۡۤا اَرۡجِهۡ وَاَخَاهُ وَابۡعَثۡ
نکال باہر کرے۔ تو اب تم کیا مشورہ دیتے ہو؟(35) وہ کہنے لگے: اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دو

فِی الۡمَدَآئِنِ حٰشِرِیۡنَ ﴿۳۶﴾ یَاۡتُوۡكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِیۡمٍ ﴿۳۷﴾
اور شہروں میں ہرکارے بھیج دو۔(36) کہ وہ تمام ماہر جادوگروں کو تمہارے پاس لے آئیں۔ (37)

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِیۡقَاتِ یَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ ﴿۳۸﴾ وَّقِیۡلَ لِلنَّاسِ
چنانچہ مقررہ دن کے مقررہ وقت پر جادوگر جمع کر لیے گئے۔(38) اور لوگوں سے کہا گیا:

عربی حاشیہ

ہے قابل تشکر نہیں ہوتا ہے کہ مجھ پر کفرانِ نعمت کا الزام لگایا جا سکے البتہ تو نے اپنے پروردگار کی نعمتوں کا کفران ضرور کیا ہے جس کی سزا تجھے ملنی چاہیے۔

ف: فرعون کا جنون یہ ہے کہ پہلے جناب موسیٰ کو مجنون کہا۔ اس کے بعد علیم کہہ دیا جب کہ جناب موسیٰ برابر "ان کنتم تعقلون" کہتے رہے اور اس کے جنون کا اظہار کرتے رہے۔

ف: یہ بھی واضح رہے کہ جناب موسیٰ کا ایک معجزہ خوف کا مظہر ہے اور دوسرا امید کا اور یہی نبی کی دعوت کا خلاصہ ہوتا ہے۔

ف: عصا بھی مختلف حالات میں کبھی حیہ بن جاتا تھا کبھی جان اور کبھی ثعبان یعنی اژدہا۔

ف: قدرت کا انتظام دیکھئے کہ فرعون اپنی خدائی کے تحفظ کے لئے مجمع اکٹھا کر رہا ہے اور جناب موسیٰ خوش ہیں کہ میری تبلیغ کا بہترین ماحول تیار ہو رہا ہے۔

اردو حاشیہ

هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا

کیا تم جمع ہو جاؤ گے؟(39)شاید ہم جادو گروں (۴) کے پیچھے چلیں اگر

هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ

یہ لوگ غالب رہیں۔(40)جب جادوگر آ گئے تو فرعون سے کہنے لگے: اگر ہم

لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ

غالب رہے تو کیا ہمارے لیے بھی کوئی صلہ ہو گا؟(41)فرعون نے کہا: ہاں! اور اس صورت میں

اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ

تو تم مقربین میں سے ہو گے۔(42)موسیٰ نے ان سے کہا: تمہیں جو پھینکنا ہے

مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ (7)

پھینکو۔(43)انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈال دیں اور کہنے لگے: فرعون کی

فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا

جاہ و جلالت کی قسم! بے شک ہم ہی غالب آئیں گے۔(44) پھر موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا تو اس نے دفعتاً

هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾ فَاُلْقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْٓا

ان کے سارے خود ساختہ دھندے کو نگل لیا۔(45)اس پر تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے۔(46) کہنے لگے:

اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ

ہم عالمین کے پروردگار پر ایمان لے آئے۔(47)موسیٰ اور ہارون کے رب پر۔(48)فرعون نے کہا: میری اجازت سے

لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِىْ عَلَّمَكُمُ

پہلے تم موسیٰ کو مان گئے؟ یقیناً یہ (موسیٰ) تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے۔

عربی حاشیہ

واضح رہے کہ فرعون نے انعام میں تقرب کا ذکر کیا ہے جو علامت ہے کہ قرب خدا بہترین انعام ہے۔ کاش بندگانِ خدا بھی اس نکتہ کی طرف متوجہ ہوجائے۔

6- یہ ایک سیاسی بیان تھا جس سے غیر جانبدار بن کر قوم کو ورغلایا جارہا تھا ورنہ جادوگروں کا وہی مذہب تھا جو فرعونیوں کا مذہب تھا مقصد یہ تھا کہ جادوگر غالب آگئے تو ہم ان کا اتباع کریں گے یعنی اپنے مذہب پر قائم رہیں گے اور اس کی حقانیت اور بھی ثابت ہوجائے گی۔

7-یادرہے کہ جو شخص بھی باطل کی عزت کے سہارے کام کرے گا وہ بالآخر ذلیل ہوکر رہے گا۔ فرعون کیا اور اس کی عزت کیا کہ اس کی قسم کھائی جائے۔

اردو حاشیہ

(۴) فرعون رب اعلیٰ ہونے کا دعویدار تھا مگر باطل پر ہونے کی وجہ سے اس قدر بے کس و بے بس تھا کہ پہلے جناب موسیٰ سے مقابلہ کرنے کیلئے جادوگروں کا سہارا لیا پھر ان کا پیچھا کرنے کیلئے فوجوں کا سہارا لیا اور ہر قدم پر بے تدبیر مشیروں سے مشورہ کرتا رہا اور آخر میں جادوگر ہاتھ سے نکل گئے تو سزاؤں کی دھمکی دی۔ پھر اس کا بھی اثر نہ ہوا تو چڑھائی کا ارادہ کرلیا اور تعاقب بھی کیا تو انجام کار سارا لشکر غرق ہوگیا اور قدرت نے اپنے انتظام کا ایک شاہکار پیش کر دیا کہ فرعون مع اپنے ساتھیوں کے تعاقب میں نکلا اور سب غرق ہو گئے تو قدرت نے موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کو فرعونیوں کے تمام املاک کا وارث بنا دیا اور یہ واضح کر دیا کہ ہم نے تعاقب کی مہلت نہ دی ہوتی تو یہ گھروں سے کس طرح نکلتے اور دریا میں غرق کس طرح کئے جاتے اور علاقہ خالی کس طرح کرایا جاتا۔ داعی حق اور اس کے ساتھیوں کو صبر وسکون سے کام لینا چاہیے اس کے بعد انتقام لینا اور انتظام کرنا پروردگار کا کام ہے، اس کی کوئی ذمہ داری بندوں پر نہیں ہے۔

السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ؕ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ

ابھی تمہیں (تمہارا انجام) معلوم ہو جائے گا۔ میں تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں مخالف سمتوں سے

مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۚ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ

ضرور کٹوادوں گا اور تم سب کو ضرور سولی پر لٹکا دوں گا۔(49)انہوں نے جواب دیا: کوئی حرج نہیں

اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۚ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا

ہم اپنے رب کے حضور لوٹ جائیں گے۔(50)ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہماری خطاؤں سے

خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ﴿۵۱﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى

درگزر فرمائے گا کیونکہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔(51)اور ہم نے موسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں کو

اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي

لے کر رات کو نکل پڑیں یقیناً آپ کا تعاقب کیا جائے گا۔(52)(ادھر) فرعون نے شہروں میں

الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۚ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۙ﴿۵۴﴾

ہرکارے بھیج دیے۔(53)(ان کے ساتھ یہ کہلا بھیجا) کہ بے شک یہ لوگ چھوٹی سی جماعت کی صورت میں ہیں۔(54)

وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ۙ﴿۵۵﴾ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ؕ﴿۵۶﴾

اور انہوں نے ہمیں بہت غصہ دلایا ہے۔(55)اور اب ہم سب پوری طرح مستعد ہیں۔(56)

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۙ﴿۵۷﴾ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ

چنانچہ ہم نے انہیں باغوں اور چشموں سے نکال دیا ہے۔(57)اور خزانوں اور بہترین رہائش گاہوں سے

كَرِيْمٍ ۙ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ؕ﴿۵۹﴾ فَاَتْبَعُوْهُمْ

بھی۔(58)اس طرح ہم نے بنی اسرائیل کو ان کا وارث بنا دیا۔(59)چنانچہ صبح ہوتے ہی (فرعون کے) لوگ ان کے تعاقب میں

عربی حاشیہ

8- یہ ہے ایمانی لہجہ کہ انسان سطوت شاہی سے ہرگز مرعوب نہ ہو اور اس کے رعب وجلال کو اس طرح نظرانداز کردے کہ باطل کو اپنی بیکسی اور بے بسی کا احساس ہوجائے اور شدید تر ہوجائے۔

ف: ''القی السحرۃ'' بیساختہ گر پڑنے کی طرف اشارہ ہے کہ یہ معجزہ موسیٰ کا فوری اثر تھا۔

ف: ''امن لہ'' ۔ یہ خشوع وخضوع کا اظہار ہے ورنہ تصدیق کے لئے ''امن بہ'' استعمال ہوتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۵۹ دلیل ہے کہ بنی اسرائیل نے مصر پر باقاعدہ حکومت کی ہے چاہے سب واپس آئے ہوں یا بعض ارض مقدس کی طرف چلے گئے ہوں۔

اردو حاشیہ

مُّشۡرِقِيۡنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا تَرَآءَ الۡجَمۡعٰنِ قَالَ اَصۡحٰبُ مُوۡسٰٓى اِنَّا

نکل پڑے۔(60) جب دونوں گروہ ایک دوسرے کو دکھائی دینے لگے تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا: ہم تو

لَمُدۡرَكُوۡنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِىَ رَبِّىۡ سَيَهۡدِيۡنِ ﴿۶۲﴾

پکڑے گئے۔(61) موسیٰ نے کہا: ہرگز نہیں! میرا پروردگار یقیناً میرے ساتھ ہے۔ وہ مجھے راستہ دکھا دے گا۔(62)

فَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى مُوۡسٰٓى اَنِ اضۡرِبْ بِّعَصَاكَ الۡبَحۡرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ

پھر ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی: اپنا عصا سمندر پر ماریں چنانچہ دریا پھٹ گیا اور اس کا ہر حصہ

كُلُّ فِرۡقٍ كَالطَّوۡدِ الۡعَظِيۡمِ ۚ ﴿۶۳﴾ وَاَزۡلَفۡنَا ثَمَّ الۡاٰخَرِيۡنَ ۚ ﴿۶۴﴾

عظیم پہاڑ کی طرح ہو گیا۔(63) اور وہاں ہم نے دوسرے گروہ کو بھی نزدیک کر دیا۔(64)

وَاَنۡجَيۡنَا مُوۡسٰى وَمَنۡ مَّعَهٗۤ اَجۡمَعِيۡنَ ۚ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ اَغۡرَقۡنَا

پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے تمام ساتھیوں کو بچا لیا۔(65) اس کے بعد دوسروں کو

الۡاٰخَرِيۡنَ ؕ ﴿۶۶﴾ اِنَّ فِىۡ ذٰ لِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ

غرق کر دیا۔(66) اس واقعے میں ایک نشانی ہے پھر بھی ان میں سے اکثر

مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۶۷﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ﴿۶۸﴾ ع وَاتۡلُ

ایمان نہیں لائے۔(67) اور یقیناً آپ کا پروردگار ہی بڑا غالب آنے والا، رحم کرنے والا ہے۔(68) اور انہیں

عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ اِبۡرٰهِيۡمَ ۘ ﴿۶۹﴾ اِذۡ قَالَ لِاَبِيۡهِ وَقَوۡمِهٖ مَا

ابراہیم کا واقعہ سنا دیجئے۔(69) جب انہوں نے اپنے باپ (چچا) اور اپنی قوم سے کہا:

تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوۡا نَعۡبُدُ اَصۡنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيۡنَ ﴿۷۱﴾

تم کس چیز کو پوجتے ہو؟(70) انہوں نے جواب دیا: ہم بتوں کو پوجتے ہیں اور اس پر ہم قائم رہتے ہیں۔ (71)

عربی حاشیہ

ف: فرعونیوں کی غرقابی کے بارے میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ بحیرۂ احمر کا واقعہ ہے حالانکہ بحر اور یم کے الفاظ، بنی اسرائیل کا مصر سے ارض مقدس کی طرف جانے کا راستہ۔ خود جناب موسیٰ کا ابتدا میں دریا کے حوالے ہوتا یہ سب قرائن ہیں کہ مراد دریائے نیل ہے اور یہی بات اہرام وغیرہ کے محل وقوع سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔

9- کوئی بھی صحابی نبی جیسا ایمان کہاں سے لائے گا۔ نبی مطمئن ہے اور صحابی پریشان بعینہ جو منظر غار ثور میں نظر آیا کہ صحابی دشمن کے خوف سے گریہ کناں تھا اور رسول اطمینان دلا رہا تھا ''لاتحزن ان اللہ معنا'' کتنا صحیح فرمایا تھا سرکار دوعالمؐ نے کہ میری مثال موسیٰ جیسی ہے یعنی میرا بھائی موسیٰ کے بھائی جیسا اور میرے احباب موسیٰ کے احباب جیسے۔

10- یہ بھی قدرت کا ایک انتظام تھا کہ فرعون کو موسیٰ سے قریب تر کر دیا تاکہ دریا کے حدود میں داخل ہو جائے اور پھر غرق کر دیا جائے۔

اردو حاشیہ

قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ﴿٧٢﴾ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ

ابراہیم نے کہا: جب تم انہیں پکارتے ہو تو کیا یہ تمہاری سنتے ہیں؟(72)یا تمہیں فائدہ یا

يَضُرُّونَ ﴿٧٣﴾ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿٧٤﴾

ضرر دیتے ہیں؟(73)انہوں نے کہا: (نہیں) بلکہ ہم نے تو اپنے باپ دادا [۵] کو ایسا کرتے پایا ہے۔(74)

قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٧٥﴾ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ

ابراہیم نے کہا: کیا تم نے ان کی حالت دیکھی ہے جنہیں تم پوجتے ہو؟(75)تم اور تمہارے گزشتہ باپ دادا بھی

الْأَقْدَمُونَ ﴿٧٦﴾ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿٧٧﴾

(پوجتے رہے ہیں)۔(76)یقیناً یہ سب میرے دشمن ہیں سوائے رب العالمین کے۔(77)

الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ﴿٧٨﴾ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي

جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی مجھے ہدایت دیتا ہے۔(78)اور وہی مجھے کھلاتا

وَيَسْقِينِ ﴿٧٩﴾ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿٨٠﴾ وَالَّذِي

اور پلاتا ہے۔(79)اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔(80)اور وہی مجھے

يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ﴿٨١﴾ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي

موت دے گا پھر مجھے زندگی عطا کرے گا۔(81)اور میں اسی سے امید رکھتا ہوں کہ روز قیامت

خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ﴿٨٢﴾ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي

میری خطاؤں سے درگزر فرمائے۔(82)پروردگار! [۶] مجھے حکمت عطا کر اور صالحین میں

بِالصَّالِحِينَ ﴿٨٣﴾ وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ [12] فِي الْآخِرِينَ ﴿٨٤﴾

شامل فرما۔(83)اور آنے والوں میں مجھے حقیقی ذکر جمیل عطا فرما۔(84)

عربی حاشیہ

11-اس واقعہ میں فرعونیوں کی تباہی بھی ہے اور اصحاب موسیٰ کی نجات بھی لہٰذا خدا نے اپنے کو عزیز بھی کہا ہے اور رحیم بھی کہ ایک کے حق میں غالب ہے اور دوسرے کے حق میں مہربان۔

12-یہ مستثنیٰ منقطع ہے ورنہ معبود برحق کا بتوں سے کیا تعلق ہے۔

ف: جناب ابراہیمؑ نے پہلے پروردگار کی خالقیت کا ذکر کیا۔ اس کے بعد ربوبیت کے مراحل کا اعلان کیا۔ پہلے ہدایت پھر کھانا پینا، پھر امراض میں شفا، پھر حیات وموت اور آخر میں مغفرت لیکن خطا کا ذکر گناہ کے معنی میں نہیں ہے بلکہ احساس کوتاہی کا نتیجہ ہے جو کمال بندگی کی علامت ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دنیا ہزاروں سال سفر کرنے کے بعد بھی ہنوز وہیں ہے جہاں سے چلی تھی اور جہاں دور جناب ابراہیمؑ میں تھی اور آج بھی ہزاروں بلکہ لاکھوں انسان ایسے موجود ہیں جن کے پاس ان کے اصول وقوانین اور رسوم وتقالید کی کوئی دلیل نہیں ہے سوائے اس کے کہ ہمارے باپ دادا یہی کررہے تھے اور ہم بھی یہی کررہے ہیں۔ ان دیوانوں کے پاس اتنی بھی عقل نہیں ہے کہ دوسروں ہی کا حوالہ دینا ہے اور انہیں کے قول پر اعتماد کرنا ہے تو رب العالمین پر اعتماد کرو اور اس کے معصوم بندوں پر اعتماد کرو۔ جاہل باپ دادا پر اعتماد کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

(۶) یہ کمال ادب واخلاق ہے کہ خلقت، ہدایت، حیات، موت دکھانا، پینا، سارے معاملات کو خدا کی طرف منسوب کیا لیکن جب بیماری کی بات آئی تو اس کو اس پروردگار کی طرف منسوب نہیں کیا بلکہ اس شان سے اعتراف کیا کہ جب میں بیمار ہوجاتا ہوں تو وہ شفا دیتا ہے گویا بیماری بندہ کی کمزوری ہے اور شفا دینا پروردگار کا کرم ہے۔

وَاجْعَلْنِىْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿۸۵﴾ وَاغْفِرْ لِاَبِىْٓ

اور مجھے نعمتوں والی جنت کا وارث قرار (۷) دے۔(85)اور میرے باپ (چچا) کو بخش دے

اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا تُخْزِنِىْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾

کیونکہ وہ گمراہوں میں سے ہے۔(86)اور مجھے اس روز رسوا نہ کرنا جب لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ (87)

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ

اس روز نہ مال کچھ فائدہ دے گا اور نہ اولاد۔(88)سوائے اس کے جو اللہ کے حضور قلب سلیم

سَلِيْمٍ ﴿۸۹﴾ 13 وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَبُرِّزَتِ

لے کر آئے۔(89)اس روز جنت پرہیزگاروں کی دسترس میں لائی جائے گی۔(90) اور جہنم گمراہوں کے سامنے

الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾

لائی جائے گی۔(91)پھر ان سے پوچھا جائے گا تمہارے وہ معبود کہاں ہیں؟ (92)

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ 14 فَكُبْكِبُوْا

اللہ کو چھوڑ کر (جنہیں تم پوجتے تھے) کیا وہ تمہاری مدد کر رہے ہیں یا خود کو بچا سکتے ہیں؟(93)چنانچہ یہ خود اور گمراہ لوگ

فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾ قَالُوْا

منہ کے بل جہنم میں گرا دیے جائیں گے۔(94)اور سارے ابلیسی لشکر سمیت۔(95)اور وہ

وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۷﴾

اس میں آپس (۸) میں جھگڑتے ہوئے کہیں گے۔(96)قسم بخدا! ہم تو صریح گمراہی میں تھے۔ (97)

اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾

جب ہم تمہیں رب العالمین کے برابر درجہ دیتے تھے۔(98)اور ہمیں تو ان مجرموں نے گمراہ کیا ہے۔ (99)

عربی حاشیہ

ف: اس مقام پر جناب ابراہیمؑ نے چھ طرح کی دعائیں کی ہیں:

۱۔حکم کا مطالبہ کیا ہے جو حکمت نظری کی معراج ہے۔

۲۔ صالحین سے ملحق ہونے کا تقاضا کیا ہے جو حکمت عملی کا کمال ہے۔

۳۔لسان صدق کا مطالبہ کیا ہے جو ذکر خیر کی بقا کا ذریعہ ہے۔

۴۔جنت کا مطالبہ کیا ہے جو بلندی انکار کی دلیل ہے۔

۵۔چچا کی مغفرت کی دعا کی ہے جو ایفائے عہد کا تقاضا ہے۔

۶۔روز قیامت کی رسوائی سے بچنے کی دعا کی ہے جو صاحبِ ایمان کی معراجِ فکر ہے۔

13- لسان صدق۔ ذکر خیر ہے کہ جو زبان سچی ہوتی ہے اس پر خیر کے علاوہ کچھ نہیں آتا ہے اور پھر ابراہیمؑ جیسا بندہ مخلص ہو تو اس کے بارے میں سچی زبان سوائے خیر کے اور کیا

اردو حاشیہ

(۷) اس دعا میں حفظ آداب کے ساتھ اس نکتہ کی طرف بھی اشارہ ہے کہ میں جنت کا وارث و مالک نہیں ہوں اور نہ بننا چاہتا ہوں۔ میرا مدعا صرف یہ ہے کہ مجھے بھی اس کے وارثوں میں شامل کر لیا جائے اور میری بھی عاقبت بالکل بخیر ہو جائے۔

(۸) کیا بدنصیبی ہے ان بیچارے گمراہوں کی کہ دنیا میں ایک دوسرے کی اطاعت کرتے رہے اور ان کی ہاں میں ہاں ملاتے رہے اور جہنم میں جا کر جھگڑا کرنے لگے کہ گمراہی کا گناہگار اور ذمہ دار کون ہے اور کس نے کس کو گمراہ کیا ہے۔ کاش اہل باطل سے یہ جھگڑا یہیں کر لیا ہوتا تو وہاں یہ دن دیکھنے میں نہ آتے۔

اس کا واضح سا مطلب یہ ہے کہ جس کے اصول مذہب میں باطل سے تبرا نہیں ہے اسے جہنم میں جا کر تبرا کرنا پڑے گا۔ یہ اور بات ہے کہ وہاں کا تبرا مفید نہ ہو کہ اس کی جگہ دنیا ہے آخرت نہیں ہے۔ یہاں باطل سے بیزاری کا اعلان کر و تا کہ وہاں اس کا اجر و عوض حاصل کر سکو، وہاں جھگڑا کرنے سے کیا فائدہ ہوگا۔

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ [15] ﴿١٠١﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا

(آج) ہمارے لیے نہ تو کوئی شفاعت کرنے والا ہے۔(100)اور نہ کوئی سچا دوست ہے۔(101) کاش ہمیں

كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٢﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَ

ایک مرتبہ پھر پلٹنے کا موقع مل جاتا تو ہم مومنین میں سے ہوتے۔(102)یقیناً اس میں ایک نشانی ہے

مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٣﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

لیکن ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے۔(103)اور یقیناً آپ کا پروردگار ہی غالب آنے والا، رحم

الرَّحِيْمُ ﴿١٠٤﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ࣙالْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٠٥﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ

ع ٥ ٣٦ ٩

کرنے والا ہے۔(104)نوح کی قوم نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی۔(105)جب ان کی برادری کے

اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٠٦﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٠٧﴾

نوح نے (۹) ان سے کہا: کیا تم اپنا بچاؤ نہیں کرتے ہو؟(106)میں تمہارے لیے ایک امانتدار رسول ہوں۔(107)

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٠٨﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ

لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔(108)اور اس کام پر میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ

میرا اجر تو صرف رب العالمین پر ہے۔(109)لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری

اَطِيْعُوْنِ ﴿١١٠﴾ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿١١١﴾

اطاعت کرو۔(110)انہوں نے کہا: ہم تم پر کیسے ایمان لے آئیں جبکہ ادنیٰ درجے کے لوگ تمہارے پیروکار ہیں۔(111)

قَالَ وَمَا عِلْمِيْ [16] بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١١٢﴾ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا

نوح نے کہا: مجھے علم نہیں وہ کیا کرتے رہے ہیں۔(112)ان کا حساب تو صرف

عربی حاشیہ

کہہ سکتی ہے۔ ہاں زبان جھوٹی ہو تو خلیل کے جھوٹ بولنے کی روایت بھی بیان کرسکتی ہے۔

14-قلبِ سلیم وہ دل ہے جو ہر طرح کے نقص، عیب اور رذیلت سے صحیح وسالم اور پاک وپاکیزہ ہو۔

15- کب کے معنی تو خود ہی گر پڑنے کے ہیں کبکب اس کی بھی تکرار ہے یعنی بالکل منہ کے بل دھکیل دیئے جائیں گے۔

16-صدیق حمیم۔خالص محبت والا دوست۔ نورالثقلین کی روایت کی بنا پر شافعین ائمہ طاہرینؑ اور صدیق حمیم مومنین کرام جو بدترین وقت میں بھی کام آنے والے ہیں۔

ف: غاوون اور جنود ابلیس کا بنیادی فرق یہ ہے کہ غاوون خود گمراہ ہیں اور جنود ابلیس وہ لشکری ہیں جو شیطان کی دلالی کا کام کرتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۹) انبیاء کرامؑ کی شفقت ومحبت کا یہ کمال ہے کہ قوم کے سامنے حاکم اور سلطان بن کر نہیں آتے ہیں بلکہ بھائی بن کر آتے ہیں اور مواسات اور ہمدردی سے کام لیتے ہیں کہ اس طرح ان میں اپنائیت کا احساس پیدا ہو اور یہ احساس بات کے ماننے پر آمادہ کر سکے اور شاید اسی طرح راہِ راست پر آجائیں۔

عَلٰى رَبِّىۡ لَوۡ تَشۡعُرُوۡنَ ۝۱۱۳ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝۱۱۴

میرے رب کے ذمے ہے اگر تم سمجھو۔(113)اور میں مومنوں کو دھتکار نہیں سکتا۔ (114)

اِنۡ اَنَا اِلَّا نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ۝۱۱۵ قَالُوۡا لَـئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهِ

میں تو صرف صاف اور صریح انداز میں تنبیہ کرنے والا ہوں۔(115)ان لوگوں نے کہا: اے نوح

يٰنُوۡحُ لَتَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمَرۡجُوۡمِيۡنَ ۝۱۱۶ قَالَ رَبِّ اِنَّ

اگر تم باز نہ آئے تو تمہیں ضرور سنگسار کر دیا جائے گا۔(116) نوح نے کہا: اے میرے پروردگار! بتحقیق میری قوم نے

قَوۡمِىۡ كَذَّبُوۡنِ ۝۱۱۷ فَافۡتَحۡ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَهُمۡ فَتۡحًا وَّنَجِّنِىۡ وَ

میری تکذیب کی ہے۔(117) پس تو ہی میرے اوران کے درمیان حتمی فیصلہ فرما اور مجھے اور

مَنۡ مَّعِىَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝۱۱۸ فَاَنۡجَيۡنٰهُ وَمَنۡ مَّعَهٗ فِى

میرے ساتھ مومنین کو نجات دے۔(118) چنانچہ ہم نے انہیں اور جو ان کے ہمراہ بھری کشتی (۱۰) میں

الۡفُلۡكِ الۡمَشۡحُوۡنِ ۝۱۱۹ ثُمَّ اَغۡرَقۡنَا بَعۡدُ الۡبٰقِيۡنَ ۝۱۲۰ اِنَّ

سوار تھے سب کو بچا لیا۔(119)اس کے بعد ہم نے باقی سب کو غرق کر دیا۔(120)یقیناً

فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ‌ؕ وَمَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۝۱۲۱ وَاِنَّ

اس میں بھی ایک نشانی ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے۔(121)اور یقیناً آپ کا

رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ۝۱۲۲ كَذَّبَتۡ عَادُ ۨالۡمُرۡسَلِيۡنَ ۝۱۲۳

رب ہی بڑا غالب آنے والا، رحم کرنے والا ہے۔(122) قوم عاد نے پیغمبروں کی تکذیب کی۔ (123)

اِذۡ قَالَ لَهُمۡ اَخُوۡهُمۡ هُوۡدٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ۝۱۲۴ اِنِّىۡ لَـكُمۡ رَسُوۡلٌ

جب ان کی برادری کے ہود نے ان سے کہا: کیا تم اپنا بچاؤ نہیں کرتے؟(124) میں تمہارے لیے ایک امانتدار

عربی حاشیہ

ف: قصہ قوم ہود دلیل ہے کہ بلندیوں پر پُرغرور محل بنانا۔ اعلیٰ مکانات میں ہمیشہ سکونت کا خیال اور سزاؤں میں سختی وہ بدترین اعمال ہیں جو کسی بھی قوم کی تباہی کا باعث بن سکتے ہیں۔

17- یہ درحقیقت لاعلمی کا اظہار نہیں ہے بلکہ ایک نظریہ کا اعلان ہے کہ جب انسان توبہ کر کے راہِ راست پر آجائے تو اس کا محاسبہ نہیں کرنا چاہیے اور اس کے معاملہ کو پروردگار کے حوالے کر دینا چاہیے۔

18- اگر شانِ نبوت یہ ہے کہ نبی صاحبانِ ایمان کو اپنی محفل سے نہیں نکال سکتا ہے تو جنھیں مرسل اعظمؐ نے نکال دیا ان کے بارے میں کیا کہا جائے گا۔

اردو حاشیہ

(۱۰) واضح رہے کہ طوفانِ نوحؑ نے ساری دنیا کو غرق کر دیا تھا لیکن اس سفینہ نجات کو نہیں غرق کر سکا تھا جسے جناب نوحؑ نے حکم خدا سے بنایا تھا اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ طوفان بلا میں سوائے نبی کے سفینہ کے کوئی کام آنے والا نہیں ہے۔

سرکار دو عالمؐ نے اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ میرے اہلبیتؑ کی مثال سفینہ نوحؑ کی ہے کہ جو سفینہ پر سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جس نے تخلف کیا وہ غرق ہو گیا۔

اَمِيْنٌ ۟ۙ﴿١٢٥﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۟ۚ﴿١٢٦﴾ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ

رسول ہوں۔(125) لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری [۱۱] اطاعت کرو۔(126) اور اس کام پر

مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۟ؕ﴿١٢٧﴾ اَتَبْنُوْنَ

میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو صرف رب العالمین پر ہے۔(127) کیا تم

بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ۟ۙ﴿١٢٨﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ

ہر اونچی جگہ [۱۲] پر ایک بے سود یادگار بناتے ہو؟(128) اور تم بڑے محلات بناتے ہو گویا تم نے ہمیشہ

تَخْلُدُوْنَ ۟ۚ﴿١٢٩﴾ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ [19] ۟ۚ﴿١٣٠﴾ فَاتَّقُوا

رہنا ہے۔(129) اور جب تم (کسی پر) حملہ کرتے ہو تو نہایت جابرانہ انداز میں حملہ آور ہوتے ہو۔(130) پس

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۟ۚ﴿١٣١﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ۟ۚ﴿١٣٢﴾

اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔(131) نیز اس سے ڈرو جس نے ان چیزوں سے تمہاری مدد کی جن کا تمہیں (بخوبی) علم ہے۔(132)

اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ۟ۙۚ﴿١٣٣﴾ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۟ۚ﴿١٣٤﴾ اِنِّيْٓ

اس نے تمہیں جانوروں اور اولاد سے نوازا۔(133) نیز باغات اور چشموں سے مالا مال کر دیا۔(134) بلاشبہ

اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۟ؕ﴿١٣٥﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ

مجھے تمہارے بارے میں ایک بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے۔(135) انہوں نے کہا:

اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ۟ۙ﴿١٣٦﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ

تم نصیحت کرو یا نہ کرو ہمارے لیے یکساں ہے۔(136) یہ تو بس پرانے لوگوں کی

الْاَوَّلِيْنَ ۟ۙ﴿١٣٧﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۟ۚ﴿١٣٨﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ

عادات ہیں۔(137) اور ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا۔(138) (اس طرح) انہوں نے ہود کو جھٹلایا تو ہم نے

عربی حاشیہ

19-واضح رہے کہ معیت صحابیت سے الگ ایک درجہ ہے۔صحابیت حاضری اور ملاقات وزیارت سے بھی پیدا ہو جاتی ہے اور معیت کے لئے اتباع واقتداء کی ضرورت ہوتی ہے اور قرآن کریم نے نجات کا معیار معیت کو قرار دیا ہے صحابیت کو نہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۱) انبیاء کرامؑ قوم میں تقویٰ پیدا کرانے کیلئے مختلف وسائل اختیار کیا کرتے تھے۔کبھی یہ سمجھانے تھے کہ میں رسول خدا ہوں تم پر برتری کا خواہاں نہیں ہوں لہٰذا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو اور کبھی دوسرے اسالیب کو ذریعہ بناتے تھے۔

تقویٰ کی دعوت کے ساتھ اطیعون کا لفظ علامت ہے کہ تقویٰ کوئی ہوائی یا خیالی شے نہیں ہے کہ جس طرح چاہے پیدا ہو جائے۔تقویٰ کا اظہار صرف اطاعت پیغمبر ہی سے ہوتا ہے اور اطاعت نہیں ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تقویٰ بھی نہیں ہے۔

(۱۲) تعمیر کوئی بری بات نہیں ہے لیکن اس کا مقصد بہر حال درکار ہوتا ہے۔ بغیر مقصد محل تعمیر کرنا اور یادگاریں بنانا ایک کافرانہ حرکت ہے جس کی قرآن کریم نے مذمت کی ہے ہاں یادگار کا کوئی عقلائی مقصد ہو تو کوئی حرج نہیں ہے بلکہ بعض اوقات ضروری بھی ہو سکتی ہے۔

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَ مَا کَانَ اَکۡثَرُہُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۳۹﴾ وَ اِنَّ

انہیں ہلاکت میں ڈال دیا۔ یقیناً اس میں بھی ایک نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں مانتے۔(139) اور بتحقیق

رَبَّکَ لَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۴۰﴾ کَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۱۴۱﴾

آپ کا پروردگار ہی بڑا غالب آنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے۔(140) (قوم) ثمود نے بھی رسولوں کو جھٹلایا۔(141)

اِذۡ قَالَ لَہُمۡ اَخُوۡہُمۡ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّیۡ لَکُمۡ رَسُوۡلٌ

جب ان کی برادری کے صالح نے ان سے کہا: کیا تم اپنا بچاؤ نہیں کرتے؟ (142) میں تمہارے لیے ایک امانتدار رسول

اَمِیۡنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۱۴۴﴾ وَ مَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ

ہوں۔(143) پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔(144) اور اس بات پر میں تم سے

مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۴۵﴾ اَتُتۡرَکُوۡنَ

کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو صرف رب العالمین پر ہے۔(145) کیا تم لوگ یہاں پر موجود چیزوں (نعمتوں)

فِیۡ مَا ہٰہُنَاۤ اٰمِنِیۡنَ ﴿۱۴۶﴾ فِیۡ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوۡنٍ ﴿۱۴۷﴾ وَّ زُرُوۡعٍ

میں یوں ہی (۱۳) بے فکر چھوڑ دیے جاؤ گے؟ (146) باغوں اور چشموں میں۔(147) اور کھیتیوں

وَّ نَخۡلٍ طَلۡعُہَا ہَضِیۡمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَ تَنۡحِتُوۡنَ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا

اور کھجوروں میں جن کے نرم خوشے ہیں۔(148) اور تم پہاڑوں کو بڑی مہارت سے تراش کر

فٰرِہِیۡنَ ﴿۱۴۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۱۵۰﴾ وَ لَا تُطِیۡعُوۡۤا اَمۡرَ

گھر بناتے ہو۔(149) پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔(150) اور حد سے تجاوز کرنے والوں کی

الۡمُسۡرِفِیۡنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِیۡنَ یُفۡسِدُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ وَ لَا یُصۡلِحُوۡنَ ﴿۱۵۲﴾

اطاعت نہ کرو۔(151) جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔ (152)

عربی حاشیہ

20- انسان صاحبِ جبروت نہیں ہے لہٰذا اس کے حق میں لفظ جبار مذمت ہے اور پروردگار صاحبِ جبروت ہے لہٰذا اس کے بارے میں لفظ جبار کمال مدح وثنا ہے۔

قوم عاد کے حملے ہاتھ سے ہوتے تھے تو وہ قابلِ مذمت ہوگئے اور یہ آج کے ظالم جو بموں سے حملے کرتے ہیں ان کے مظالم کا کیا حشر ہوگا۔ جب کہ ان کے شر سے کوئی کمزور فرد یا قوم محفوظ نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۵۱ میں جس اسراف کا ذکر ہے اس کی مختلف قسمیں ہیں:

- O عقائد میں اسراف یعنی تشکیک وغیرہ۔
- O جملہ معاملات میں اسراف۔
- O صرف قصاص میں اسراف۔
- O کھانے پینے میں اسراف۔

رب کریم ہر طرح کے اسراف سے محفوظ رکھے۔

اردو حاشیہ

(۱۳) انسان کی بے شمار کمزوریوں میں سے ایک کمزوری یہ بھی ہے کہ وہ عیش ونشاط کو دیکھ کر انجام سے بالکل بے خبر ہو جاتا ہے اور یہ تصور بھی نہیں کرتا کہ یہ سامانِ راحت کسی وقت بھی تباہ ہوسکتا ہے یا یہ بھی ممکن ہے کہ یہ سامان رکھا رہ جائے اور انسان خود ہی چلا جائے اور اس سامان سے استفادہ نہ کر سکے۔ یہ کردار ہم نے اپنے دور میں بعض روسا اور زمینداروں میں بھی دیکھا ہے اور بعض تاجروں اور افسروں میں بھی کہ نہ اول الذکر نے کبھی یہ سوچا تھا کہ یہ زمینداری اور یہ ریاست ختم بھی ہوسکتی ہے اور اس وقت مظلوم عوام نے بدلہ لینے کا ارادہ کر لیا تو کیا ہوگا اور نہ ثانی الذکر یعنی تاجر اور افسر یہ سوچتے ہیں کہ دکان بند ہوگئی یا نوکری چلی گئی تو کیا ہوگا اور اگر کبھی سوچا بھی تو شیطانی فکر ونظر سے کہ اس طرح ذخیرہ اندوزی میں لگ گئے اور بینک بیلنس بنانے لگے اور یہ نہ سوچا کہ ابھی حالات بہتر ہیں کچھ کار خیر کر لینا چاہیے اس کے بعد حالات خراب ہوگئے تو سوائے حسرت کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

خرچ کر دینے میں پریشانی کا تصور اس لئے غلط ہے کہ رازق پروردگار ہے اور وہ زندہ ہے اور زندہ رہے گا اور پھر صادق الوعد بھی ہے اور رزق کا وعدہ کیا ہے تو اسے پورا بھی کرتا رہے گا۔

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ

لوگوں نے کہا: تم تو بلاشبہ سحرزدہ آدمی ہو۔(153)اور تم ہم جیسے بشر کے سوا

مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ

اور کچھ نہیں ہو پس اگر تم سچے ہو تو کوئی نشانی (معجزہ) پیش کرو۔(154)صالح نے کہا: یہ ایک اونٹنی ہے

هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾ وَلَا

ایک مقررہ دن اس کے پانی پینے کی باری ہوگی اور ایک مقررہ دن تمہارے پانی پینے کی باری ہوگی۔(155)اور اسے بری نیت سے

تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵۶﴾ [21] فَعَقَرُوْهَا

نہ چھیڑنا ورنہ ایک بڑے (ہولناک) دن کا عذاب تمہیں گرفت میں لے لے گا۔(156)تو انہوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں

فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

پھر وہ ندامت میں مبتلا ہوئے۔(157)چنانچہ عذاب نے انہیں گرفت میں لے لیا۔ یقیناً اس میں

لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ

ایک نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے۔(158)اور بے شک آپ کا پروردگار ہی بڑا غالب آنے والا،

الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۵۹﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ اِذْ

ع ۸ ۱۹ ۱۲

بڑا رحم کرنے والا ہے۔(159)قوم لوط نے (بھی) رسولوں کی تکذیب کی۔(160)جب

قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ

ان کی برادری کے لوط نے ان سے کہا: کیا تم اپنا بچاؤ نہیں کرتے ؟(161)میں تمہارے لیے ایک امانتدار رسول

اَمِيْنٌ ﴿۱۶۲﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ

ہوں۔(162)پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔(163)اور میں اس کام پر

عربی حاشیہ

21- عذاب کے موقع پر بار بار اس لفظ رحیم کی تکرار کی جاتی ہے تا کہ یہ نکتہ واضح ہوجائے کہ عذاب صرف اپنے غلبہ کے اظہار کے لئے نہیں ہے بلکہ اس میں بھی رحمت کا ایک پہلو شامل ہے اور ایسا نہیں ہے کہ خدا کبھی مہربان ہوجائے اور کبھی نامہربان۔ وہ ہر آن مہربان ہے اور اس کی مہربانی عذاب کے موقع پر بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اس عذاب سے ایک طرح کی تنبیہ ہی مقصود ہوتی ہے۔

پھر دوسری بات یہ بھی ہے کہ عذاب کے مواقع پر بعض افراد کا محفوظ رہ جانا اس بات کی علامت ہے کہ وہ ایک قوم کے لئے صاحبِ عزت ہے تو دوسری قوم کے لئے صاحبِ رحمت بھی ہے۔

اردو حاشیہ

مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۴﴾ اَتَاْتُوْنَ

تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا میرا اجر تو بس رب العالمین پر ہے۔(164) کیا ساری دنیا میں

الذُّکْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَکُمْ

تم (شہوت رانی کے لیے) مردوں کے پاس ہی جاتے ہو؟(165)اور تمہارے رب نے جو بیویاں

رَبُّکُمْ مِّنْ اَزْوَاجِکُمْ [22] ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ قَالُوْا

تمہارے لیے خلق کی ہیں انہیں چھوڑ دیتے ہو؟ بلکہ تم تو حد سے تجاوز کرنے والی قوم ہو۔(166) وہ کہنے لگے:

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰلُوْطُ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِیْنَ ﴿۱۶۷﴾ قَالَ

اے لوط! اگر تو باز نہ آیا تو تو ضرور نکال دیا جائے گا۔(167)لوط نے کہا:

اِنِّیْ لِعَمَلِکُمْ مِّنَ الْقَالِیْنَ ﴿۱۶۸﴾ رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَهْلِیْ مِمَّا

میں تمہارے اس کردار کے سخت دشمنوں میں سے ہوں۔(168) پروردگار! مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے (برے) کردار سے

یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۷۰﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِی

نجات عطا فرما۔(169) چنانچہ ہم نے انہیں اور ان کے تمام اہل خانہ کو نجات دی۔(170) سوائے ایک بڑھیا کے

الْغٰبِرِیْنَ ﴿۱۷۱﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ

جو پیچھے رہنے والوں میں رہ گئی۔(171) پھر ہم نے باقی سب کو تباہ کر کے رکھ دیا۔(172)اور ان پر ہم نے

مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً ؕ وَ

بارش برسائی، پس تنبیہ شدہ لوگوں پر یہ بہت بری بارش تھی۔(173) یقیناً اس میں ایک نشانی ہے لیکن ان میں سے

مَا کَانَ اَکْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاِنَّ رَبَّکَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ

اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں۔(174)اور یقیناً آپ کا رب ہی بڑا غالب آنے والا، بڑا رحم

عربی حاشیہ

22- عقر ایڑی کے قریب کے پٹھوں کے کاٹ دینے کو کہا جاتا ہے جس کے بعد جانور چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہ جاتا ہے اور آخر کار پڑے پڑے مرجاتا ہے۔ اردو زبان میں اسے کُونچیں کاٹنا کہا جاتا ہے۔

آیت میں تو صراحت نہیں ہے لیکن روایات میں وارد ہوا ہے کہ یہ اونٹنی معجزانہ طور پر پیدا ہوئی تھی اور اس میں ایک دن میں سارا پانی پی جانے کی صلاحیت تھی۔اس اونٹنی کا قتل ہزاروں انسانوں کی تباہی کا سبب بن گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ف: قرآن مجید نے لواطت کو اسراف، خبیث، فسق، تجاوز، جہل اور قطع سبیل سے تعبیر کیا ہے اور یہ عمل یقیناً اُن تمام باتوں کا مصداق ہے کاش اہلِ دنیا ہوش میں آجاتے۔

اردو حاشیہ

الرَّحِيمُ ﴿۱۷۵﴾ كَذَّبَ أَصْحَابُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۷۶﴾ إِذْ قَالَ

کرنے والا ہے۔(175) ایکہ (۱۴) والوں نے بھی رسولوں کی تکذیب کی۔(176) جب شعیب نے

لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۷۷﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۷۸﴾

ان سے کہا: کیا تم اپنا بچاؤ نہیں کرتے؟(177) میں تمہارے لیے ایک امانتدار رسول ہوں۔(178)

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۷۹﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ

پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔(179) اور اس کام پر میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔

إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۸۰﴾ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَ

میرا اجر تو صرف رب العالمین پر ہے۔(180) تم پیمانہ پورا (۱۵) بھرو

لَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿۱۸۱﴾ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿۱۸۲﴾

اور نقصان پہنچانے والوں میں سے نہ ہونا۔(181) اور سیدھی ترازو سے تو لا کرو۔(182)

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ

اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے نہ دیا کرو اور زمین میں فساد نہ

مُفْسِدِينَ ﴿۱۸۳﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۸۴﴾

پھیلایا کرو۔(183) اور اس اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں اور گزشتہ نسلوں کو پیدا کیا ہے۔(184)

قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿۱۸۵﴾ وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ

انہوں نے کہا: تم تو بس سحرزدہ ہو۔(185) اور تم تو بس ہم جیسے انسان ہو

مِثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿۱۸۶﴾ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا

نیز ہمارا خیال ہے کہ تم جھوٹے ہی ہو۔(186) پس تم سچے ہو

عربی حاشیہ

23- اللہ نے جنسی تسکین کے لئے عورتوں کو پیدا کیا ہے اور قوم لوط نے یہی کام مردوں سے لینا شروع کر دیا جس پر قدرت نے سخت ترین عذاب نازل کر دیا کہ اسے یہ عمل بد ہرگز پسند نہیں ہے اور وہ اسے کسی شکل میں بھی برداشت نہیں کر سکتا ہے۔ صاحبانِ ایمان کو ان قوموں کی بربادی دیکھنے کا انتظار کرنا چاہیے جو آج کے ترقی یافتہ دور میں اس عمل بد کو سرکاری سطح پر جائز بنا کر اس کی حوصلہ افزائی کر رہی ہیں اور اس طرح عورتوں پر ایک نیا ظلم ہو رہا ہے کہ دھیرے دھیرے مردان کی طرف سے بالکل بے نیاز ہو جائیں گے اور اُن کا مصرف بھی مردوں جیسا ہو جائے گا اور نسلوں کا سلسلہ ختم ہو جائے گا نسلوں کی بربادی خود بھی ایک عذابِ الٰہی ہے جس میں یہ قومیں مبتلا ہو رہی ہیں۔

24- ایکہ۔ جنگل اور جھاڑی کو کہا جاتا ہے۔

تخسر۔ یعنی معاملہ میں ڈنڈی مار دینے

اردو حاشیہ

(۱۴) اصحاب الایکہ ایک قوم تھی جو مدین کے قریب آباد تھی اور چونکہ اس کا مدین سے کوئی تعلق نہیں تھا اس لئے جناب شعیبؑ کو ان کا بھائی نہیں کہا گیا ہے جب کہ باقی تمام انبیاء کو ان کی قوم کا بھائی کہا گیا ہے کہ وطنی اور قومی رشتے سے قوم کی برادری میں شامل تھے ورنہ انبیاء کا ایسی قوم سے کوئی رشتہ نہیں ہے جو مختلف قسم کے عیوب میں مبتلا ہو اور دعوت الٰہی کو سحر اور جادو سے تعبیر کرتی ہو اور نمائندگانِ پروردگار کو سنگسار کرنے کی دھمکی دیتی ہو۔

(۱۵) انبیاء ماسبق کے تذکرہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہر دور کی قوم میں ایک نہ ایک نمایاں عیب ضرور تھا۔ کوئی قوم عیش و عشرت کی دلدادہ تھی اور لوگوں پر ظلم کیا کرتی تھی اور کوئی قوم بدکاری اور ہم جنسی میں مبتلا تھی، کوئی قوم ناپ تول میں بے ایمانی سے کام لیتی تھی اور ہمیشہ کم دیا کرتی تھی اور کوئی قوم طبقاتی امتیازات کی بیماری میں مبتلا تھی اور اس طرح ہر نبی کو ایک نئی زحمت کا سامنا تھا لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ ہمارے دور میں یہ ساری برائیاں ایک وقت میں جمع ہو گئی ہیں اور دنیا سارے جرائم کا مرکز بنتی جا رہی ہے۔ اب اس دنیا کا انجام کیا ہونے والا ہے اسے پروردگار ہی بہتر جانتا ہے۔

كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٨٧﴾ قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ

تو آسمان کا کوئی ٹکڑا ہم پر گرادو۔(187)شعیب نے کہا: میرا پروردگار تمہارے اعمال سے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨٨﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ

خوب واقف ہے۔(188)انہوں نے شعیب کو جھٹلا ہی دیا چنانچہ سائبان والے دن کے عذاب نے انہیں گرفت میں لے لیا۔

اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٨٩﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا

بے شک وہ بہت بڑے (ہولناک) دن کا عذاب تھا۔(189) اس میں یقیناً ایک نشانی ہے لیکن ان میں سے

كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٩٠﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

اکثر ایمان لانے والے نہیں۔(190)اور یقیناً آپ کا پروردگار ہی بڑا غالب آنے والا، بہت رحم

الرَّحِيْمُ ﴿١٩١﴾ ع وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ

کرنے والا ہے۔(191)اور بتحقیق یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے۔(192) جسے

الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿١٩٣﴾ عَلٰي قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿١٩٤﴾

(١٦) روح الامین نے اتارا۔(193) آپ کے قلب پر تاکہ آپ تنبیہ کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔(194)

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿١٩٥﴾ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٩٦﴾

صاف عربی زبان میں۔(195)اور اس (قرآن) کا ذکر (انبیائے) ماسلف کی کتب میں بھی ہے۔(196)

اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿١٩٧﴾

کیا یہ قرآن ان کے لیے ایک نشانی (معجزہ) نہیں ہے کہ اس بات کو بنی اسرائیل کے علماء جانتے ہیں۔(197)

وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰي بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿١٩٨﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا

اور اگر ہم اس قرآن کو کسی غیر عربی میں نازل کرتے۔(198)اور وہ اسے پڑھ کر انہیں سنا دیتا تو

عربی حاشیہ

والا اور کم دینے والا۔

ف: جناب شعیب نے پانچ مسائل کی طرف توجہ دلائی ہے جو ہر دور کے افراد کے لئے قابلِ توجہ ہیں:

(۱) ناپ تول پوری پوری ہو۔ (۲) لوگوں کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔ (۳) ترازو کو صحیح ہونا چاہیے اس میں کوئی عیب نہ ہو۔ (۴) لوگوں کی جنس اور ان کے مال میں عیب نہ نکالا جائے۔ (۵) زمین میں فساد نہ پھیلایا جائے۔

ف: جبلت وہ قوم ہے جو اپنی عظمت و کثرت میں پہاڑ جیسی ہو۔ اسی لئے بعض حضرات نے اس کی تعداد دس ہزار تک لکھی ہے۔ فطرت کو بھی جبلت اس اعتبار سے کہتے ہیں کہ اس کے تقاضے پہاڑوں کی طرح اٹل ہوتے ہیں۔

25- کفار ہمیشہ اس جہالت اور حماقت میں مبتلا رہے ہیں کہ صاحبانِ منصب کو جھوٹا قرار دینے کے بعد بھی ان کے واسطے عذاب کی

اردو حاشیہ

(۱۶) سابق کی تمام امتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد امت پیغمبر اسلام کا تذکرہ شروع ہوا اور تمہید میں آپ کی رسالت اور آپ کی کتاب کا ذکر کیا گیا کہ اس کتاب کو ایک امانتدار فرشتے کے ذریعہ نازل کیا گیا ہے جس میں کسی قسم کی خیانت اور خطا کا امکان نہیں ہے اور اس کا تذکرہ سابق کے صحیفوں میں بھی موجود ہے اور یہود و نصاریٰ کے علماء کو بھی معلوم ہے کہ وہ بعثت کے پہلے سے خبر دیا کرتے تھے کہ ایک ایسا رسول آنے والا ہے اور ایک ایسی کتاب نازل ہونے والی ہے لیکن ان تمام باتوں کے باوجود جب وہ رسول آ گیا اور اس نے وہ کتاب پیش کر دی تو سابق امتوں کی طرح انہوں نے بھی انکار کر دیا اور انکار نے ان کے دلوں میں بھی راستہ بنا لیا۔ اب ایسے افراد کا ایک ہی علاج ہے کہ ان پر عذاب نازل کر دیا جائے اس لئے کہ یہ راہِ راست پر آنے والے نہیں ہیں اور ہم نے قرآن کو انہیں کی زبان میں نازل کیا تھا تا کہ کوئی عذر اور بہانہ بھی نہ رہ جائے اور خوب سمجھ لیں کہ یہ کلام خدا ہے اور کسی بشر کا بنایا ہوا نہیں ہے لیکن خبیث بہر حال خبیث ہی ہوتا ہے اور اس سے شرافت اور انسانیت کی توقع کرنا بیکار ہے۔

بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿١٩٩﴾ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٢٠٠﴾

یہ اس پر ایمان نہ لاتے۔(199) اس طرح (کے دلائل دے کر) ہم نے اس قرآن کو ان مجرموں کے دلوں میں سے گزارا ہے۔(200)

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٢٠١﴾ فَيَاْتِيَهُمْ

پھر بھی وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک دردناک عذاب دیکھ نہ لیں۔(201) پس یہ عذاب

بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٠٢﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿٢٠٣﴾

ناگہاں اور بے خبری میں ان پر واقع ہو گا۔(202) تو وہ کہیں گے : کیا ہمیں مہلت مل سکے گی؟(203)

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٢٠٤﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿٢٠٥﴾

کیا یہ لوگ ہمارے عذاب کے لیے عجلت کر رہے ہیں۔(204) تو کیا آپ نے دیکھا کہ اگر ہم انہیں برسوں سامان زندگی دیتے رہیں۔(205)

ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿٢٠٦﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

پھر ان پر وہ عذاب آ جائے جس کا ان کے ساتھ وعدہ ہوا تھا۔(206) تو وہ (سامان زندگی) ان کے کسی کام نہ آئے گا

يُمَتَّعُوْنَ ﴿٢٠٧﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿٢٠٨﴾

جو انہیں دیا گیا تھا۔(207) اور ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر یہ کہ اس بستی کو تنبیہ کرنے والے۔(208)

ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٢٠٩﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿٢١٠﴾

یاد دہانی کیلئے (پہلے سے موجود ہوتے تھے) اور ہم کبھی بھی ظالم نہ تھے۔(209) اور اس قرآن کو شیاطین نے نہیں اتارا۔(210)

وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٢١١﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ

اور نہ یہ کام ان سے کوئی مناسبت رکھتا ہے اور نہ ہی وہ استطاعت رکھتے ہیں۔(211) وہ تو یقیناً (وحی کے) سننے سے

لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿٢١٢﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ

بھی دور رکھے گئے ہیں۔(212) پس آپ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکاریں ورنہ آپ بھی عذاب پانے والوں میں

عربی حاشیہ

تمنا نہیں کی ہے بلکہ ہمیشہ اپنے حق میں عذاب کی تمنا کی ہے جو خود بھی ایک عذابِ الٰہی ہے جس میں منکرین حق ہمیشہ مبتلا ہیں اور ان کی عقلوں نے ہمیشہ غلط راستوں پر کام کیا ہے۔

26-یوم الظلہ کے بارے میں مفسرین کا خیال ہے کہ قوم کے سر پر ابر کا سایہ نظر آیا اور لوگ خوش ہوگئے تو اچانک اس میں سے آگ برسنے لگی اور سب تباہ و برباد ہوگئے۔

ف: اپنی قوم اور قبیلہ سے بے پناہ محبت مذموم نہیں بلکہ محبوب ہے اور دفاع وغیرہ میں موثر بھی ہے لیکن جب اپنی قوم کے بدترین افراد اور دوسری قوم کے بہترین سے بہتر نظر آنے لگیں تو یہ عصبیت ہے اور اسی کی مذمت کی گئی ہے۔

اردو حاشیہ

الْمُعَذَّبِيْنَ[27] ﴿۲۱۳﴾ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخْفِضْ

شامل ہو جائیں گے۔(213)اور اپنے قریب ترین رشتے داروں کو تنبیہ کیجئے۔(214)اور مومنین میں سے

جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ[28] مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ

جو آپ کی پیروی کریں ان کے ساتھ تواضع سے پیش آئیں۔(215) اگر وہ آپ کی نافرمانی کریں تو

فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ

ان سے کہہ دیجئے کہ میں تمہارے کردار سے بیزار ہوں۔(216)اور بڑے غالب آنے والے مہربان پر

الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ[29] فِي

بھروسہ رکھیں۔(217)جو آپ کو اس وقت دیکھ رہا ہوتا ہے جب آپ (نماز کے لیے) اٹھتے ہیں۔(218)اور سجدہ کرنے والوں میں آپ کی

السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۲۰﴾ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى

نشست و برخاست کو بھی۔(219)وہ یقیناً بڑا سننے والا، جاننے والا ہے۔(220) کیا میں تمہیں خبر دوں کہ

مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۲۲﴾

شیاطین کس پر اترتے ہیں۔(221)ہر جھوٹے بدکار پر (اترتے ہیں)۔(222)

يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ

وہ سنی ہوئی باتوں کو (کانوں میں) ڈالتے ہیں اور ان میں اکثر جھوٹے ہیں۔(223)اور شاعروں کی (۱۷) پیروی تو گمراہ لوگ

الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ

کرتے ہیں۔(224) کیا آپ نہیں دیکھتے کہ یہ لوگ ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔(225)اور جو

يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کہتے ہیں اسے کرتے نہیں۔(226)سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے

عربی حاشیہ

27- اجمعین اعجم کی جمع ہے یعنی وہ انسان جو عربی نہ بول سکے اور اعجمین اعجمی کی جمع ہے اور علامہ طبرسی کا بیان ہے کہ عجمی عربی کی ضد ہے اور اعجمی فصیح کی ضد ہے۔ گویا قرآن مجید کا یہ جملہ اس بات کی دلیل ہے کہ عرب میں تعصب اور احساس برتری عجم سے کہیں زیادہ ہوتا ہے کہ عجم تو عربی قرآن پر ایمان لے آئے لیکن یہ قرآن عجمی زبان میں نازل ہوتا تو عرب عجمی قرآن پر ایمان لانے والے نہیں تھے۔

ف: آیت نمبر ۲۰۹ میں ذکریٰ کے بارے میں چار احتمال ہیں:

۱۔منذرون کا مفعول لہ ہونا۔

۲۔معنی انداز کا مفعول مطلق ہونا۔

۳۔ضمیر منذرون کا حال ہونا۔

۴۔مبتدا محذوف کی خبر ہو کر ھذہ ذکریٰ وما کنا ظالمین۔

28- یہ ایک اصولی قاعدہ ہے کہ بیان کے بغیر عقاب کرنا قبیح اور نامناسب ہے اور اسی

اردو حاشیہ

(۱۷) کفار و مشرکین نے قرآن حکیم کو بے اثر بنانے کیلئے طرح طرح کے شبہات پیدا کئے ہیں۔

پہلا شبہ یہ پیدا کیا ہے کہ یہ شیاطین کی وحی ہے اور انہیں کے ذریعہ محمدؐ عربی تک پہنچی ہے۔ پروردگار عالم نے اس کے جواب میں یہ فرمایا کہ یہ رحمان کی وحی ہے اور اس تک شیاطین کی رسائی بھی نہیں ہے اور وہ اس کی عظمت وجلالت سے بالکل بے بہرہ ہیں۔

دوسرا شبہ یہ پیدا کیا کہ یہ ایک طرح کی شاعری ہے جس نے عوام کے دلوں میں گھر بنا لیا ہے۔ رب العالمین نے اس امر کی تردید کرتے ہوئے شعراء اور مرسلین کے فرق کو واضح کیا کہ شعراء کا اتباع کرنے والے گمراہ ہوتے ہیں اور مرسلین کا اتباع صرف صاحبانِ ایمان و کردار ہی کرتے ہیں۔

شعراء ہر وادیٔ خیال سے باتیں اکٹھا کرتے ہیں اور مرسلین کے بیان کی بنیاد حقائق پر استوار ہوتی ہے۔ شعراء جو کہتے ہیں اس پر عمل نہیں کرتے ہیں اور نہ وہ عملی بات ہوتی ہے اور مرسلین پہلے عمل کرتے ہیں پھر اس کے بعد دوسروں کو دعوتِ عمل دیتے ہیں۔

واضح رہے کہ ان شعراء سے مراد صاحبانِ ایمان و کردار شعراء نہیں ہیں جن کا استثناء خود آیاتِ کریمہ میں موجود ہے کہ جو صاحبانِ ایمان و کردار کثرت سے ذکرِ خدا کرنے والے ہیں اور ظلم کے خلاف آواز اٹھانے والے ہیں وہ شعراء قابل مدح و ستائش ہیں اور ان کا مرتبہ مجاہدین راہِ خدا کا ہے کہ جہاد کبھی تلوار سے

الصّٰلِحٰتِ وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا

اور نیک عمل بجا لائے اور کثرت سے اللہ کو یاد کریں اور مظلوم واقع ہونے کے بعد

ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝٢٢٧ ع

انتقام لیں اور ظالموں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس انجام کو پلٹ کر جائیں گے۔(227)

اٰیاتھا ٩٣ ٢٧ سُوْرَۃُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ ٤٨ رکوعاتھا ٧

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

طٰسٓ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝١ لا هُدًى

طا، سین۔ یہ قرآن اور کتاب مبین کی آیات ہیں۔(1) مومنین کے لیے

وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝٢ لا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

ہدایت وبشارت ہیں۔(2) جو نماز قائم کرتے ہیں

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝٣ اِنَّ

اور زکوۃ دیتے ہیں اور (۱) یہی لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔(3) جو لوگ

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ

آخرت پر ایمان نہیں رکھتے یقیناً ان کے لیے ہم نے ان کے افعال خوشنما بنا دیے ہیں پس وہ

يَعْمَهُوْنَ ۝٤ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَ

سرگرداں پھرتے ہیں۔(4) یہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے برا عذاب ہے اور

عربی حاشیہ

لئے پروردگار بھی پہلے مبلغین بھیجتا ہے پھر اس کے بعد عذاب نازل کرتا ہے۔

29-صاحبانِ عمل وکردار کا یہ مرتبہ ہے کہ رسول بھی ان کے سامنے اپنے شانے کو جھکانے کے لئے تیار ہے اور تاریخ میں ایسے صاحبانِ کردار کا ذکر موجود ہے جنھیں رسول اکرمؐ نے اپنے دوش پر بلند کیا ہے اور یہی ان کے اتباع کامل کی دلیل ہے۔

30-اس کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ جماعت میں نمازیوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں لیکن ایک دوسرے دقیق تر معنی یہ بھی ہیں کہ سجدہ گزاروں کے درمیان کروٹیں بدلتے رہے ہیں اور اس طرح آباؤ اجداد کی طہارت نفس و کردار کی طرف بھی ایک اشارہ ملتا ہے۔

ف: شعراء کے ساتھ استثناء کا ذکر اس بات کی علامت ہے کہ اسلام ادبی ذوق کا مخالف یا شعری لطافت کا دشمن نہیں ہے۔ اسلام ہمیشہ اس ذوق کی حوصلہ افزائی کرتا رہا ہے بشرطیکہ اس کی

اردو حاشیہ

ہوتا ہے اور کبھی اشعار سے بھی ہوتا ہے۔

(۱) قرآن مجید نے اس حقیقت کا بار بار اعلان کیا ہے کہ عمل کے بغیر ایمان کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور عمل بھی انفرادی اور اجتماعی دونوں قسم کا ہونا چاہیے تا کہ حق العباد بھی ادا ہوتا رہے اور حق اللہ بھی پامال نہ ہونے پائے۔ اسلام نے حق اللہ کی ادائیگی کے لئے نماز واجب کی ہے اور حق العباد کی ادائیگی کیلئے زکوٰۃ کی ادائیگی کو فرض قرار دیا ہے اور آخر میں آخرت پر ایمان کا بھی ذکر کیا ہے تا کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ اس نماز اور زکوٰۃ کی بھی کوئی اہمیت نہیں ہے جو سماجی دباؤ یا رسم ورواج کی بنا پر انجام دی جائے بلکہ اس کے پس منظر میں آخرت کا یقین ضروری ہے کہ یہی یقین آخرت ہی اجر وثواب کا مرکز ہے اور اس کا یقین نہیں ہے تو انسان اجر وثواب کا حقدار نہیں ہوسکتا اور نہ اس کا کوئی مرکز ومقام ہے۔

هُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ۝٥ وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ

آخرت میں یہی سب سے زیادہ خسارے میں ہوں گے۔(5)اور (اے محمدؐ) یہ قرآن آپ کو

مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ۝٦ إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي

یقیناً ایک حکیم، دانا کی طرف سے دیا جا رہا ہے۔(6) (اس وقت کا ذکر کرو) جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا:

آنَسْتُ نَارًا سَآتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ

میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔ میں جلد ہی اس میں سے کوئی خبر لے کر تمہارے پاس آتا ہوں یا انگارا سلگا کر

لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۝٧ فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَنْ بُورِكَ مَنْ

تمہارے پاس لاتا ہوں تا کہ تم تاپو۔(7)جب موسیٰ آگ کے پاس پہنچے تو انہیں ندا آئی: مبارک ہے

فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝٨

وہ جس کا جلوہ اس آگ میں اور اس کے گردوپیش میں ہے اور پاکیزہ ہے سارے جہان کا پروردگار اللہ۔ (8)

يَا مُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝٩ وَأَلْقِ عَصَاكَ

اے موسیٰ ! یقیناً میں ہی بڑا غالب آنے والا، حکمت والا اللہ ہوں۔(9)اور آپ اپنا عصا پھینک دیں،

فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّىٰ مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ

جب موسیٰ نے دیکھا کہ عصا سانپ کی طرح جنبش میں آ گیا ہے (٢)تو پیٹھ پھیر کر پلٹے اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔

يَا مُوسَىٰ لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ ۝١٠

(ندا آئی) اے موسیٰ! ڈریے نہیں بے شک میرے حضور مرسلین ڈرا نہیں کرتے۔ (10)

إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ

البتہ جس نے ظلم کا ارتکاب کیا ہو پھر برائی کے بعد اسے نیکی میں بدل دیا ہو تو یقیناً میں بڑا بخشنے والا، رحم

عربی حاشیہ

بنیاد ایمان عمل صالح، ذکر خدا اور حمایت مظلوم پر ہو ورنہ شراب و کباب کی تعریف اور حکام جور کی توصیف شعر کو آسمان ذوق سے گرا کر بد ذوقی کے گڑھے میں ڈال دیتی ہے۔ ''نستجیر باللہ''

ف: اس سورہ کو سورہ سلیمان بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا بیشتر حصہ حضرت سلیمان سے متعلق ہے اور اسے طواسین میں بھی شمار کیا جاتا ہے کہ اس کا آغاز طس سے ہوا ہے۔ (طواسین یعنی شعراء، نمل، قصص)

1- قرآن قرائت کے اعتبار سے قرآن ہے اور کتابت کے اعتبار سے کتاب اور حقیقت کے اعتبار سے ایک کلام ہے جس کا نام کبھی قرآن پڑھا جاتا ہے۔اور کبھی کتاب۔

2-اس زینت کی نسبت کبھی خدا کی طرف ہوتی ہے اور کبھی شیطان کی طرف اور مقصد یہ ہے کہ شیطان گمراہ کرنے کے لئے دنیا کو آراستہ کرتا ہے اور خدا بے ایمانی کو دیکھ کر سزا کے لئے ایسا ہی رہنے دیتا ہے تا کہ گمراہ ہو گئے

اردو حاشیہ

(٢) یہ اس صورت حال کی ترجمانی ہے کہ بشریت کا انداز ایسا ہی ہونا چاہیے ورنہ موسیٰ مرسلین میں ہیں اور قرآن کی صراحت ہے کہ مرسلین ڈرا نہیں کرتے ہیں۔

رَّحِيمٌ ﴿١١﴾ وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ

کرنے والا ہوں۔(11)اور اپنا ہاتھ تو اپنے گریبان میں ڈالیے کہ بغیر کسی عیب کے چمکتا ہوا نکلے گا

غَيْرِ سُوءٍ ۖ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ ۚ إِنَّهُمْ

یہ ان نو نشانیوں میں سے ہیں جنہیں لے کر فرعون اور اس کی قوم کی طرف (آپ کو جانا ہے)

كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿١٢﴾ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً

بے شک وہ بڑے فاسق لوگ ہیں۔(12)جب ہماری نشانیاں نمایاں ہو کر ان کے پاس آئیں تو

قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴿١٣﴾ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا

انہوں نے کہا: یہ تو صریح جادو ہے۔(13)وہ ان نشانیوں کے منکر ہوئے حالانکہ ان کے دلوں کو

أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

یقین آ گیا تھا۔ ایسا انہوں نے ظلم اور غرور کی وجہ سے کیا۔ پس اب دیکھ لو کہ ان مفسدوں کا

الْمُفْسِدِينَ ﴿١٤﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا ۖ وَقَالَا

ع ١ ١٤ ١٦

کیا انجام ہوا۔(14)اور بتحقیق ہم نے داؤدؑ اور سلیمانؑ کو علم دیا اور ان دونوں نے کہا:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَىٰ كَثِيرٍ مِنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٥﴾

ثنائے کامل ہے اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت عنایت فرمائی۔(15)

وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ ۖ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ

اور سلیمان داؤد کے وارث بنے اور بولے: اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی کی تعلیم دی گئی ہے

الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ﴿١٦﴾

اور ہمیں سب طرح کی چیزیں عنایت ہوئی ہیں۔ بے شک یہ تو ایک نمایاں فضل ہے۔(16)

عربی حاشیہ

ہیں تو اسی طرح ٹھوکریں کھاتے رہیں۔

3- تلقی۔ یعنی عطا کیا جاتا ہے مقصد یہ ہے کہ یہ پورا قصہ نہ اپنے پاس سے تیار کیا گیا ہے اور نہ اساطیر الاولین میں شامل ہے اور نہ یہودیوں اور عیسائیوں کے علماء سے سیکھا گیا ہے بلکہ یہ سب اس قرآن کا بیان ہے جسے خدائے علیم وحکیم نے نازل کیا ہے اور وہ علیم ہے تو بات غلط نہیں ہوسکتی ہے اور حکیم ہے تو بے مقصد نہیں بیان کرسکتا ہے بلکہ مسلمانوں کو اس کے بیان سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

ف: انسان کے لئے اس کے اعمال آراستہ ہوجاتے ہیں تو لاقانونیت آزادی، فحاشی، تہذیب، آدم کشی طاقت، دفن بنات غیرت، تخریب کاری نوآبادیات، جھوٹ فن، فریب کاری سیاست اور ظلم تحفظ حقوق انسانی کا نام حاصل کرلینا ہے۔

ف: امام صادقؑ کے مطابق کفر کی پانچ قسموں میں سے ایک کفر جحودی بھی ہے جہاں یقین کے

اردو حاشیہ

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ

اور سلیمان کے لئے جنوں اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کیے گئے اور ان کی

فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٧﴾ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ

جماعت بندی کی جاتی تھی۔(17) یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کی وادی میں

نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ

پہنچے تو ایک (٣) چیونٹی نے کہا: اے چیونٹیو! اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ۔ کہیں سلیمان اور ان کا لشکر

وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٨﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ

تمہیں کچل نہ ڈالیں اور انہیں پتہ بھی نہ چلے۔(18) اس کی باتیں سن کر سلیمان محظوظ ہو کر

قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ

مسکرائے اور کہنے لگے: پروردگارا! مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر بجا لاؤں

اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا

جن سے تو نے مجھے اور میرے والدین کو نوازا ہے اور یہ کہ میں ایسا صالح عمل انجام دوں

تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٩﴾ وَ

جو تجھے پسند آئے اور اپنی رحمت سے مجھے اپنے صالح بندوں میں داخل فرما۔ (19)

تَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ

سلیمان نے پرندوں کا معائنہ کیا تو کہا: کیا بات ہے کہ مجھے وہ ہد ہد نظر نہیں آ رہا؟ کیا وہ

الْغَآئِبِيْنَ ﴿٢٠﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ

غائب ہو گیا ہے؟(20) میں اسے ضرور سخت ترین سزا دوں گا یا میں اسے ذبح کر دوں گا مگر یہ کہ

عربی حاشیہ

بعد بھی انکار کیا جاتا ہے اور اس کا سبب دوسروں پر ظلم اور اپنی برتری کا احساس ہوتا ہے یا اپنے اوپر ظلم اور دوسروں کے مقابلہ میں بڑا بننے کا جذبہ ہوتا ہے۔

4- یہ حد ادب ہے کہ اپنے کو تمام مومنین سے افضل نہیں قرار دیا اور اس حقیقت کا اعلان کیا کہ اللہ کے بندوں میں ایسے افراد بھی ہیں جو ہم دونوں سے افضل اور برتر ہیں۔

5- جناب داؤد حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم کی نسل سے تھے اور حضرت سلیمان ان کے فرزند تھے۔

داؤد کو اللہ نے سلطنت دی تھی اور وہ یہودیوں میں طالوت کے بعد دوسرے بادشاہ تھے جنھیں آج تک ملک داؤد کہا جاتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ یہودیوں کی کتاب میں انھیں بدکردار ثابت کیا گیا ہے کہ معاذ اللہ شوہروں کو قتل کر کے بیویوں پر قبضہ کر لیا کرتے تھے۔

واضح رہے کہ وراثت سے مراد اسی ملک

اردو حاشیہ

(٣) وادیٔ نمل شام میں ہو یا طائف میں اس مسئلہ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اہمیت اس بات کی ہے کہ آیات کریمہ نے یہ واضح کر دیا ہے کہ چیونٹیوں کے پاس بھی شعور وادراک ہے اور ان کے پاس بھی قومی تنظیم کی صلاحیت اور سردار اور رعایا کی تقسیم ہے اور ان کے اندر بھی اپنی مسئولیت اور ذمہ داری کا احساس پایا جاتا ہے اور انہیں بھی قدرت نے اتنا علم دیا ہے کہ انہیں سلیمان کا نام اور ان کے لشکر کی معرفت حاصل ہے۔ یہ اور بات ہے کہ یہ معرفت اس قدر کامل نہیں ہے کہ سلیمانؑ کی طرف ایسے عمل کی نسبت نہ دی جائے جو نبی خدا کے شایانِ شان نہ ہو اور شاید یہ نسبت لشکر کے اعتبار سے تھی کہ نبی کا معصوم ہونا اصحاب کے بے عیب ہونے ضمانت نہیں ہے۔

جناب سلیمانؑ نے بھی شکر خدا کی توفیق کی دعا کر کے یہ واضح کر دیا کہ اقتدار کا مصرف یہ نہیں ہے کہ انسان اس بات پر اکڑ جائے کہ رعایا میرے خوف سے سوراخوں میں داخل ہوتی جا رہی ہے بلکہ اقتدار کا مصرف یہ ہے کہ انسان اس بات پر شکر خدا ادا کرے کہ اس نے یہ شرف مجھے بخشا ہے اور دوسری مخلوقات کو اس عزت و کرامت سے نہیں نوازا ہے۔

أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ

وہ میرے پاس کوئی واضح عذر پیش کرے۔(21) زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ اس نے (حاضر ہوکر) کہا:

أَحَطتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ﴿٢٢﴾

مجھے اس چیز کا علم ہوا ہے جو آپ کو معلوم نہیں اور میں ملک سبا سے آپ کے لیے ایک یقینی خبر لے کر آیا ہوں۔(22)

إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً[6] تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا

میں نے ایک عورت دیکھی (۴) جو ان پر حکمران ہے اور اسے ہر قسم کی چیزیں دی گئی ہیں اور اس کا ایک

لَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ

عظیم الشان تخت ہے۔(23) میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں

مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ

اور شیطان نے ان کے اعمال ان کیلئے خوشنما بنا رکھے ہیں اور اس طرح ان کے لیے راہ خدا کو

عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٢٤﴾ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي

مسدود کر دیا ہے پس وہ ہدایت نہیں پاتے۔(24) کیا وہ اللہ کیلئے سجدہ نہیں کرتے

يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ

جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزیں نکالتا ہے اور وہ تمہارے پوشیدہ اور

وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿٢٥﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۩ ﴿٢٦﴾ السجدة

ظاہری اعمال کو جانتا ہے؟(25) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔(26)

قَالَ سَنَنظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٢٧﴾ اذْهَب

سلیمان نے کہا: ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کیا تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹوں میں سے ہے۔(27) میرا یہ خط

عربی حاشیہ

کی وراثت ہے، صرف علم کی وراثت نہیں ہے جیسا کہ بعض مفسرین نے احتمال دے کر انبیاء کو قانون وراثت سے الگ کرنا چاہا ہے۔

ف: قصہ سلیمان دلیل ہے کہ پرندوں میں گفتگو کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے اور چیونٹیوں میں باقاعدہ ایک منظّم نظام پایاجاتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ان امور کا علم ہرایک کو حاصل نہیں ہے۔ اور یہی علم واقتدار ہے جس نے جناب سلیمان کو شکر خدا پر آمادہ کیا تھا ورنہ انبیاء کرام کی نظر میں حکومت دنیا کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

ف: قصہ سلیمان ایک درس ہے کہ حاکم کو رعایا پر نگاہ رکھنی چاہیے ہر شخص کے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہیے۔ جرم کرے تو سزا دینی چاہیے۔ سزا سے پہلے صفائی کا موقع دینا چاہیے۔عوام کو بولنے کا حق دینا چاہئے اور اپنے علم پر مغرور نہیں ہونا چاہیے۔

6- ملک سبا سے مراد وہ علاقہ ہے جسے قوم سبا نے آباد کیا تھا اور سبا یشجب بن یعرب

اردو حاشیہ

(۴) ہدہد کو پروردگار نے اتنی صلاحیت عطا کر دی کہ اس نے ملکہ کو پہچانا، اس کے اقتدار کو پہچانا، اس کے مذہب کو پہچانا اور اس کی گمراہی کے اسباب کا بھی اندازہ لگا لیا اور جناب سلیمانؑ سے یہ کہہ دیا کہ جو میں جانتا ہوں وہ آپ بھی نہیں جانتے ہیں۔

یہ ہد ہد کی ذاتی صلاحیت کا کارنامہ نہیں ہے۔ یہ پروردگار کی مصلحت ہے کہ وہ ضرورت کے وقت جانوروں کو بھی مخصوص صلاحیت عطا کر دیتا ہے جس طرح کہ حوأب کے کتوں نے حضرت عائشہ کی محمل کو دیکھ کر بھونکنا شروع کر دیا تھا اور انہیں توجہ دلائی تھی کہ سرکار دو عالمؐ نے تنبیہ کی ہے کہ میری کوئی زوجہ مقام حوأب تک نہ جائے کہ وہاں کے کتے بھونکنے لگیں۔

بِّكِتٰبِىْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا

لے جا اور اسے ان لوگوں کے پاس ڈال دے پھر ان سے ہٹ جا اور دیکھ کہ وہ کیا جواب

يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٩﴾

دیتے ہیں۔(28) ملکہ نے کہا: اے دربار والو! میری طرف ایک محترم خط ڈالا گیا ہے۔(29)

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ [7] الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٣٠﴾ اَلَّا

یہ سلیمان کی جانب سے ہے اور وہ یہ ہے: خدائے رحمٰن ورحیم کے نام سے۔(30) تم میرے

تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿٣١﴾ ع قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ

مقابلے میں بڑائی مت کرو اور فرماں بردار ہو کر میرے پاس چلے آؤ۔(31) ملکہ نے کہا: اے اہل دربار! میرے اس معاملے میں

فِيْٓ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿٣٢﴾ قَالُوْا

مجھے رائے دو۔ میں تمہاری غیر موجودگی (۵) میں کسی معاملے کا فیصلہ نہیں کیا کرتی۔(32) انہوں نے کہا:

نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ

ہم طاقتور اور شدید جنگجو ہیں تا ہم فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ دیکھ لیں

فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿٣٣﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا

آپ کو کیا حکم کرنا چاہیے۔(33) ملکہ نے کہا: یہ بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں

قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَ

تو اسے تباہ کرتے ہیں اور اس کے عزت داروں کو ذلیل کرتے ہیں اور یہ لوگ بھی

كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٤﴾ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ

اسی طرح کریں گے۔(34) اور میں ان کی طرف ایک ہدیہ بھیج دیتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ

ع ۲ / ۱۷

عربی حاشیہ

بن قحطان کے بیٹے کا نام ہے اس ملک کی ملکہ عورت کا نام بلقیس بن شراجیل تھا جس نے یہ حکومت اپنے باپ سے وراثت میں پائی تھی۔ اور بعض مفسرین نے بلقیس کے تخت کی خوب خوب تعریف کی ہے کہ وہ اسی گز لمبا چوڑا اور اسی گز اونچا تھا اور وہ اس پر جلوہ فرما ہوا کرتی تھی۔ ظاہر ہے کہ دور حاضر میں تو بڑے سے بڑے بادشاہ کو بھی اتنا لمبا چوڑا تخت نصیب نہیں ہے۔

7-جناب سلیمان کا خط انتہائی مختصر اور موضوع کے حدود کے اندر تھا لیکن بلقیس نے اسے کتابِ کریم کے لفظ سے تعبیر کیا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ جس خط کا آغاز نام خدا سے ہوتا ہے وہ کریم اور محترم کہے جانے کے قابل ہوتا ہے اور جس کا آغاز خرافات سے ہوتا ہے وہ کسی قیمت پر شریف اور محترم کہے جانے کے قابل نہیں ہوتا ہے۔

روایات میں بھی خطوط کے مختصر ہونے کی تلقین کی گئی ہے اور خط اور قاصد دونوں کو انسان

اردو حاشیہ

(۵) ان الفاظ سے اندازہ ہوتا ہے کہ بلقیس کی حکومت میں ایک مجلس شوریٰ بھی تھی جس کے ارکان بالکل دورِ حاضر کے خوشامدیوں کے مانند تھے کہ جواب میں اپنی اور اپنے لشکر کی تعریف کرنے لگے اور کوئی نیک مشورہ نہ دے سکے جب کہ خود بلقیس نے بالکل صحیح راستہ اختیار کیا اور یہ ثابت کر دیا کہ کبھی کبھی عورتوں میں ملکی صلاحیت عام مردوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ یہ صلاحیت سلمانؑ جیسے افراد کے مقابلہ میں کام آنے والی نہیں ہے۔

بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ

ایلچی کیا لے کر واپس آتے ہیں۔(35) پس جب وہ سلیمان کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا:

اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ [8] فَمَآ اٰتٰنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ

کیا تم مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو؟ جو کچھ اللہ نے مجھے دے رکھا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو اس نے تمہیں دے رکھا ہے

بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ

جبکہ تمہیں اپنے ہدیے پر بڑا ناز ہے۔(36) (اے ایلچی) تو انہیں کی طرف واپس پلٹ جا۔ ہم ان کے پاس ایسے لشکر لے کر

بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ

ضرور آئیں گے جن کا وہ مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور ہم انہیں وہاں سے ذلت کے ساتھ ضرور نکال دیں گے اور وہ

صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا

خوار بھی ہوں گے۔(37) سلیمان نے کہا: اے اہل دربار! تم میں سے کون ہے جو ملکہ کا تخت میرے پاس لے آئے قبل

قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ [9] مِّنَ الْجِنِّ اَنَا

اس کے کہ (۶) وہ فرماں بردار ہو کر میرے پاس آئیں؟(38) جنوں میں سے ایک عیار نے کہا: میں اسے آپ کے

اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ

پاس حاضر کر دیتا ہوں قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں اور میں یہ کام انجام دینے کی طاقت رکھتا ہوں،

اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ [10] عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا

امین بھی ہوں۔(39) جس کے پاس کتاب میں سے کچھ علم تھا وہ کہنے لگا: میں آپ کی

اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ

پلک جھپکنے سے پہلے اسے آپ کے پاس حاضر کیے دیتا ہوں۔ جب سلیمان نے تحت کو

عربی حاشیہ

کے کردار کا آئینہ دار کہا گیا ہے۔

ف: قصہ بلقیس علامت ہے کہ ہر مشورہ قابلِ قبول نہیں ہوتا اور بعض اوقات عورتوں کا فیصلہ خوشامدی مصاحبین سے بہتر ہوتا ہے۔ کاش تاریخ کی ہر عورت ایسی ہی عقل استعمال کرتی اور لشکر کشی پر آمادہ نہ ہو جاتی۔

ف: جناب سلیمان کا بیان دلیل ہے کہ بندہ خدا مال کا امیر ہوتا ہے مال کا اسیر نہیں۔ نیز لشکر کشی کا مقصد دشمن کو مرعوب کرنا ہے قتل عام نہیں اور لشکر کشی بھی علی الاعلان کرنا ہے دھوکہ دے کر نہیں اور ایک صاحبِ اقتدار کے لئے ان تمام امور کا لحاظ بالکل واجب ہے۔

8- کسی بھی راہنما کا سب سے بڑا امتحان مالیات ہی سے ہوتا ہے۔ یہ جناب سلیمان کا کارنامہ تھا کہ انھوں نے مال کو رد کر کے نبوت کا ثبوت فراہم کیا ورنہ مال کی ہوس انسان سے کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ جناب سلیمان نے مال کے

اردو حاشیہ

(۶) اس اشارہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بلقیس نے قاصد کے واپس پہنچتے ہی جناب سلیمانؑ کے جواب سے مطمئن ہو کر اسلام قبول کر لیا تھا اور تخت وتاج کو چھوڑ کر روانہ ہو گئی تھی۔ ادھر جناب سلیمانؑ نے اس تخت کو بھی منگوا لیا اور اس کی ہیئت تبدیل کر دی تا کہ بلقیس کا امتحان لیا جا سکے اور پھر متعدد طریقہ سے اس کا امتحان بھی لیا گیا۔ پہلے تخت کے ذریعہ امتحان ہوا، پھر شیشہ کے قصر کے ذریعہ امتحان ہوا کہ وہ شیشہ کو گہرا پانی سمجھی اور اس نے پائنچے اٹھا لئے کہ پنڈلیاں کھل گئیں اور جناب سلیمانؑ نے فوراً ٹوکا کہ یہ پانی نہیں ہے شیشہ ہے اور بلقیس نے واضح لفظوں میں اعلان کر دیا ہے کہ میں نے سورج کی پرستش کو ترک کر دیا ہے اور سلیمانؑ کے ساتھ رب العالمین کی اطاعت گزار بن گئی ہوں۔

اس واقعہ سے دو اہم باتوں کا اندازہ ہوتا ہے پہلی بات یہ ہے کہ جناب سلیمانؑ صاحب اقتدار ہونے کے بعد بھی ایسے بندۂ پروردگار تھے کہ احسان خداوندی کو اپنے حق میں ایک آزمائش تصور کرتے تھے اور اس پر شکر خدا ادا کیا کرتے تھے۔ وہ آج کے صاحبان اقتدار کی طرح نہیں تھے جو ہر اقتدار کو اپنا پیدائشی حق اور ذاتی کمال سمجھتے ہیں اور شکر خدا ادا کرنے کے بجائے در پردہ خدائی کے دعویدار بن جاتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ بلقیس اس قدر شریف النفس عورت تھی کہ اس نے حق کی خاطر سارا اقتدار ترک کر دیا اور جناب سلیمانؑ پر ایمان لے آئی جب کہ آج کے دور میں برسوں کے مسلمان مردوں میں بھی اتنی

مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۖ لِیَبْلُوَنِیْ

اپنے پاس نصب شدہ دیکھا تو کہا: یہ میرے پروردگار کا فضل ہے تا کہ وہ مجھے آزمائے کہ

ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ

میں شکر نعمت کرتا ہوں یا کفران۔ اور جو کوئی شکر کرتا ہے وہ خود اپنے فائدے کے لیے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے

وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا

تو میرا پروردگار یقیناً بے نیاز اور صاحب کرم ہے۔(40) سلیمان نے کہا: ملکہ کے تخت کو اس کے لیے

عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِیْۤ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِیْنَ

انجانا بنا دو۔ ہم دیکھیں کیا وہ شناخت کر لیتی ہے یا شناخت نہ کرنے والوں میں سے

لَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ قِیْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ

ہوتی ہے۔(41) جب ملکہ حاضر ہوئی تو (اس سے) کہا گیا: کیا آپ کا تخت ایسا ہی ہے؟

قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِیْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا

ملکہ نے کہا: گویا یہ تو وہی ہے۔ ہمیں اس سے پہلے معلوم ہو چکا ہے اور ہم فرمان بردار

مُسْلِمِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ

ہو چکے ہیں۔(42) اور سلیمانؑ نے اسے غیر اللہ کی پرستش سے

اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ﴿۴۳﴾ قِیْلَ لَهَا ادْخُلِی

روک دیا کیونکہ پہلے وہ کافروں میں سے تھی۔(43) ملکہ سے کہا گیا: محل میں داخل ہو جائیے

الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ

جب اس نے محل کو دیکھا تو خیال کیا کہ وہاں گہرا پانی ہے اور اس نے

عربی حاشیہ

تحفہ کو رد کردیا اور اقتدار پر قائم رہے اور سرکار دو عالمؐ نے مال اور اقتدار دونوں کو رد کردیا اور کار تبلیغ میں برابر مصروف رہے۔

9- عفریت جنات کے درمیان سب سے بڑے ہوشیار اور ماہر فن کو کہا جاتا ہے۔

10-اس شخصیت کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ کون تھا۔ بعض لوگوں نے جن کہا ہے اور بعض نے ملک اور بعض نے جناب خضر کا نام لیا ہے۔ حالانکہ عام طور سے شہرت یہی ہے کہ وہ جناب آصف بن برخیا تھے جو جناب سلیمان کے بھانجے اور وزیر تھے اور انھیں اسمِ اعظم کا علم تھا جس کے سہارے یہ کارنامہ انجام دیا تھا لیکن یہ بہرحال طے شدہ ہے کہ اگر علم من الکتاب سے تختِ بلقیس لایا جا سکتا ہے تو جس کے پاس کل کتاب کا علم ہوگا وہ اس سے عظیم تر کارنامہ انجام دے سکتا ہے۔

اردو حاشیہ

صلاحیت نہیں ہے کہ حق کی خاطر اپنے مال و دولت اور جاہ و منصب کو قربان کر سکیں بلکہ اس کے باقی رکھنے کیلئے کوئی نہ کوئی جواز نکال لیتے ہیں اور جذبہ قربانی کو پامال و برباد کر دیتے ہیں۔ رب العالمین سب کو توفیق خیر عطا فرمائے۔

سَاقَيْهَا ۚ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۚ قَالَتْ
اپنی پنڈلیاں کھول دیں۔ سلیمان نے کہا: یہ شیشے سے مرصع محل ہے۔ ملکہ نے کہا:

رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ
پروردگارا! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور اب میں سلیمان کے ساتھ رب العالمین اللہ پر

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا
ایمان لاتی ہوں۔(44)اور ہم نے (قوم) ثمود کی طرف ان کی برادری کے صالح کو

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾
(یہ پیغام دے کر) بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو تو وہ دو فریق بن کر جھگڑنے لگے۔ (45)

قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ
صالح نے کہا: اے قوم! نیکی سے پہلے برائی کے لیے عجلت کیوں کرتے ہو؟

لَوْ لَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا
تم اللہ سے معافی کیوں طلب نہیں کرتے تا کہ تم پر رحم کیا جائے؟(46) وہ کہنے لگے:

بِكَ وَ بِمَنْ مَّعَكَ ۚ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ
تم اور تمہارے ساتھی ہمارے لیے بدشگونی کا سبب ہیں۔ صالح نے کہا: تمہاری بدشگونی اللہ کے پاس ہے بلکہ تم لوگ

قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ
آزمائے جا رہے ہو۔(47)اور اس شہر میں نو دھڑے باز تھے جو زمین میں فساد برپا کرتے تھے

فِي الْاَرْضِ وَ لَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ
اور اصلاح کا کوئی کام نہیں کرتے تھے۔(48) انہوں نے کہا: آپس (۷) میں اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم رات کے وقت صالح

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ فال نیک وبد کا سرچشمہ انسان کا یہ عقیدہ ہے کہ کوئی شے بغیر سبب کے نہیں ہوسکتی ہے۔ اب جس کا ایمان خدا پر نہیں ہے تو انھیں توہمات میں مسبب تلاش کرتا ہے اور پڑھے لکھے ہونے کے باوجود ۱۳ کو دلیل نحوست قرار دیتا ہے یا بلی کے راستہ کاٹ دینے سے گھبرا جاتا ہے یا دیگر مہملات کا شکار ہوجاتا ہے اور اسی مہمل عقیدہ سے فال کھولنے والوں اور رمالوں کا سارا کاروبار چل رہا ہے۔ جب کہ قرآن مجید نے صرف ایک بات کہی ہے کہ فال کا تعلق پروردگار سے ہے اور انسان کو اس پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

11- طیرہ۔ فال بد کو کہتے ہیں اور قوم ثمود پر ان کے انکار کی بنا پر عذاب نازل ہوا تو انھوں نے یہ کہنا شروع کردیا کہ یہ صالح اور ان کی قوم کی نحوست ہے۔ قدرت نے واضح جواب دے دیا کہ اس میں صالح کا ہاتھ نہیں ہے۔ یہ خدا کی طرف سے ایک طرح کا عذاب

اردو حاشیہ

(۷) قیامت ہے کہ نبی خدا سے مقابلہ کرنے کیلئے اور اس کے گھرانے کو تباہ کرنے کیلئے خدا کی قسم کھائی جارہی ہے اور اسی کو سہارا بنایا جارہا ہے۔ اس واقعہ کو دیکھ کر تاریخ اسلام کے بہت سے مسائل حل ہوجاتے ہیں کہ کس طرح مفاد پرست مسلمانوں نے اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے رسولؐ خدا کے مقابلہ میں نام خدا کو استعمال کیا ہے اور کبھی خدا کو گواہ بنا کر رسولؐ خدا کی مخالفت کی ہے اور کبھی جھوٹی قسم کھا کر ناموس رسول کو مقام حوأب سے جانے سے روک دیا ہے ورنہ کتوں کی آواز سن کر ام المومنین واپس جانے کیلئے تیار ہوگئی تھیں اور انہیں رسولؐ اکرم کا ارشاد گرامی یاد آ گیا تھا خبردار تم میں سے کوئی مقام حوأب تک نہ جائے کہ وہاں کے کتوں کو بھونکنا پڑے۔

لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا

اور ان کے گھر والوں پر ضرور شبخون ماریں گے پھر ان کے وارث سے یہی کہیں گے کہ

شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾

ہم ان کے گھر والوں کی ہلاکت کے موقع پر موجود ہی نہ تھے اور ہم سچے ہیں۔ (49)

وَ مَكَرُوْا مَكْرًا وَّ مَكَرْنَا مَكْرًا وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾

اور انہوں نے مکارانہ چال چلی تو ہم نے ایسی حکیمانہ تدبیریں کیں کہ انہیں خبر تک نہ ہوئی۔ (50)

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ

پس دیکھ لو! ان کی مکاری کا کیا انجام ہوا۔ ہم نے انہیں

وَ قَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ

اور ان کی پوری قوم کو نابود کر دیا۔(51) پس ان کے یہ گھر ان کے ظلم

خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

کے نتیجے میں ویران پڑے ہیں۔ اس میں علم رکھنے والوں کے لیے

لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ایک نشانی ہے۔(52)اور ہم نے ایمان والوں کو نجات دی اور وہی

وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ

تقویٰ والے تھے۔(53)اور لوط (کا وہ وقت یاد کرو) جب انہوں نے

اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾

اپنی قوم سے کہا: کیا تم بدکاری کا (۸) برملا ارتکاب کرتے ہو؟ (54)

عربی حاشیہ

اور تمھاری آزمائش ہے۔

12- رہط۔ تین نفر سے نونفر تک کے گروہ کو کہا جاتا ہے۔

13- پہلا مکر چالبازی اور مکاری کے معنی میں ہے اور دوسرا مکر جوابی کارروائی کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور لفظ اس لئے نہیں بدلا گیا ہے کہ انھیں یہ سمجھایا جائے کہ جو تم جانتے ہو وہ ہم بھی جانتے ہیں بلکہ تمھارا توڑ ہمارے پاس ہر وقت موجود ہے اور ہماری کاٹ تمھارے پاس نہیں ہے۔

قوم ثمود کی تباہی کا راز ان کا ظلم وستم ہے اور ظلم وستم کا آخری انجام یہی ہوتا ہے۔ یہ ظلم پہلے جناب صالح کے قتل کی سازش کی شکل میں ظاہر ہو اور بعد میں ناقۂ صالح کے قتل کی شکل میں مکمل ہو گیا اور عذاب ثابت ہو گیا۔

اردو حاشیہ

(۸) ہم جنسی کی بیماری قوم میں پیدا ہو جائے تو اس کے اثرات کو دیکھنے کے بعد بھی ہوش نہیں آتا جیسا کہ دور حاضر میں دیکھا جا رہا ہے کہ ''ایڈز'' کی بیماری اور اس کے نتائج نے ساری دنیا کو دیوانہ بنا دیا ہے لیکن اس کے باوجود ہم جنسی کے جواز کے قانون کو معطل کرنے کے بجائے اسے فروغ دیا جا رہا ہے اور پھر مرض کی مختلف دوائیں بھی تلاش کی جا رہی ہیں۔

اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ

کیا تم عورتوں کو چھوڑکر شہوت پرستی کے لیے مردوں کا

النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا

رخ کرتے ہو؟ بلکہ تم تو جاہل قوم ہو۔(55) تو ان کی

كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا

قوم کا بس یہی جواب تھا کہ وہ کہیں لوط کے گھر والوں کو

اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ

اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ بڑے پاکباز

يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫

بنتے ہیں۔(56) تو ہم نے لوط اور ان کے گھر والوں کو بچا لیا سوائے لوط کی بیوی کے۔

قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ

ہم نے اس کا مقدر یہ بنایا تھا کہ وہ پیچھے رہ جائے۔(57) اور ہم نے ان پر ایک بارش برسائی جو ان کے لئے

مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۵۸﴾ ع قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

ع ۴ ۱۹

بہت ہی بری بارش تھی جنہیں تنبیہ کی گئی تھی۔(58) کہہ دیجئے: ثنائے کامل ہے اللہ کے لیے

وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ

اور سلام ہو اس کے برگزیدہ بندوں پر۔ کیا اللہ بہتر ہے یا وہ جنہیں یہ

اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ؕ ﴿۵۹﴾

شریک ٹھہراتے ہیں؟(59)

عربی حاشیہ

اردو حاشیہ

(۹) ہماری تقریر و تحریر میں ہماری تہذیب اور روایت کا سرچشمہ یہی آیت کریمہ ہے جس نے ہر مسلمان کو دو باتوں کی تعلیم دی ہے کہ خدا کی حمد کرے اور اللہ کے منتخب بندوں پر سلام بھیجے۔
حمد خدا اس بات کی علامت ہے کہ انسان کسی کمال کو اپنی ذاتی صلاحیت اور شخصی ملکیت نہیں سمجھتا ہے بلکہ اس کے پاس جو کچھ بھی ہے سب رب العالمین کا عطیہ اور اس کے کرم بے حساب کا نمونہ ہے اور صلوٰۃ وسلام اس امر کی علامت ہے کہ بندہ براہِ راست خدا سے رابطہ نہیں رکھتا ہے بلکہ کچھ مقرب اور منتخب بندے ہیں جن کے وسیلہ سے خدا کا تقرب حاصل کرتا ہے اور انہیں کے ذریعہ پیغام الٰہی کو قبول کرتا ہے جس نے اس کو کمال کے اعلیٰ مراتب تک پہنچا دیا ہے ورنہ یہ بندگانِ خدا نہ ہوتے تو نہ کوئی منزل وحی قرار پاتا اور نہ محافظ وحی اور اس طرح انسان کے ارتقاء کا کوئی راستہ نہ رہ جاتا۔
قرآن مجید کی دیگر آیات میں بھی صابرین کیلئے صلوات کا تذکرہ موجود ہے اور اس طرح خدا کے منتخب صابر بندے صلوات کے بھی مستحق ہیں اور سلام کے بھی اور یہ کوئی بدعت یا ایجاد بندہ نہیں ہے بلکہ تعلیمات رب العالمین کا مکمل نمونہ ہے اور اس پر عمل کرنا ہر مخلص مسلمان کا فریضہ ہے۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ

کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے تمہارے لیے پانی برسایا؟ پھر ہم نے

السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ

اس سے پر رونق باغات اگائے۔ ان درختوں کا اگانا تمہارے بس میں نہ تھا۔

لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ

تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ بلکہ یہ لوگ تو

يَّعْدِلُوْنَ ؕ﴿۶۰﴾ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَاۤ

منحرف ہیں۔(60) کس نے زمین کو جائے قرار بنایا اور اس کے بیچ میں نہریں بنائیں

اَنْهٰرًا وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَ جَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ

اور اس کے لیے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان ایک آڑ بنائی؟

حَاجِزًا[2] ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ﴿۶۱﴾

کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ بلکہ اکثر لوگ نہیں جانتے۔(61)

اَمَّنْ يُّجِيْبُ[3] الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ

کون ہے جو مضطرب کی فریاد سنتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور اس کی تکلیف دور کرتا ہے اور

يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا

تمہیں زمین میں جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ تم لوگ بہت کم

تَذَكَّرُوْنَ ؕ﴿۶۲﴾ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ

غور کرتے ہو۔(62) کون ہے جو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تمہاری راہنمائی کرتا ہے اور

عربی حاشیہ

ف: اس مقام پر پانچ آیات میں ۱۲ نعمتوں کا ذکر کر کے مشرکین کو منحرف، جاہل، نصیحت نہ حاصل کرنے والے، خدا کی بلندی سے غافل اور بے بنیاد قرار دیا گیا ہے کہ ان کے پاس نعمتوں کا شعور ہے لیکن خدا کے منعم ہونے کا اقرار نہیں ہے۔

1-یہ وہ استفہام ہے جس کا جواب ہر صاحبِ عقل پر واضح ہے کہ انسان اللہ کے علاوہ کسی کا نام نہیں لے سکتا ہے اور کسی کی مجال نہیں ہے جو خدا کی طرح کائنات بنا سکے اور اس طرح مصائب اور مشکلات میں کام آسکے۔

2-پانی کے ساتھ ایک خصوصیت یہ پائی جاتی ہے کہ کھارے پانی کی سطح میٹھے پانی کی سطح سے نیچی ہوتی ہے اور اس طرح لوگوں کو پینے کے لئے پانی مل جاتا ہے ورنہ اگر اس کے برعکس ہوتا تو جہاں دو دریا ملتے ہیں وہاں کے لوگ پینے کے لئے میٹھے پانی کو ترس جاتے اور ایک قطرہ میسر نہ ہوتا۔

اردو حاشیہ

وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ
ہواؤں کو خوشخبری کے طور پر اپنی رحمت کے آگے آگے بھیجتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾ ؕ اَمَّنْ
اور معبود بھی ہے؟ اللہ بالا ہے ان چیزوں سے جنہیں یہ شریک ٹھہراتے ہیں۔(63) کون خلقت کی

يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ
ابتداء کرتا ہے پھر اسے دہراتا ہے اور کون تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟

السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ
کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ کہہ دیجئے: اپنی دلیل پیش کرو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
اگر تم لوگ سچے ہو۔(64) کہہ دیجئے: جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ
غیب کی وہ باتیں نہیں جانتے سوائے اللہ (۱) کے اور نہ انہیں یہ علم ہے کہ کب اٹھائے

يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۫ بَلْ هُمْ
جائیں گے۔(65) بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم ماند پڑ گیا ہے، بلکہ وہ

فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ ع وَقَالَ
اس کے بارے میں شک میں ہیں بلکہ یہ اس کے بارے میں اندھے ہیں۔(66) اور کفار کہتے ہیں:

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا
جب ہم اور ہمارے باپ دادا خاک ہو چکے ہوں گے تو کیا ہمیں (قبروں سے)

عربی حاشیہ

3-بیشک مشکلات ومصائب میں اس کے علاوہ کام آنے والا کوئی نہیں ہے۔ وہی ہے جورات کے سناٹے میں مظلوم کی فریاد اور پریشان حال کی آواز سن لیتا ہے ورنہ دنیا کے صاحبان حیثیت تو غریبوں کی طرف مڑ کر دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے اور اس امر کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔

بعض روایات میں مضطر کی تفسیر ایام مہدی سے کی گئی ہے کہ ان کا سہارا صرف خدا ہوگا اور انھیں کو زمین کی واقعی خلافت نصیب ہوگی۔

ف: مشرکین نے قیامت کو بے بنیاد قرار دیا کہ زمین سے زندگی ناممکن ہے۔عقیدہ قیامت بہت فرسودہ ہے۔ قیامت میں عذاب ہے تو منکر پر نازل کیوں نہیں ہوتا ہے۔ قدرت نے دونوں باتوں کو مہمل اور خلافِ مشاہدہ قرار دے کر عذاب کا جواب دیا ہے کہ وہ بہرحال نازل ہوگا جلد یا بادیر۔

اردو حاشیہ

(۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ علم صرف ذات واجب کیلئے عین ذات ہے اور اس کے علاوہ جس کے پاس جو کچھ بھی ہے سب اسی کے کرم کا نتیجہ ہے اور اس بنا پر علم غیب کا کیا ذکر ہے علم حاضر بھی دراصل اسی کا ہے اور سب کے پاس اسی کا عطیہ ہے۔ یہ اور بات ہے کہ حاضر کا علم اس نے سب کو کسی نہ کسی مقدار میں عطا کر دیا ہے اور جس جس کو بھی حواس عطا کئے ہیں اسے کم از کم محسوسات کا علم ضرور دے دیا ہے ورنہ ان حواس کا کوئی مصرف نہ رہ جاتا۔

اور علم غیب کو اس نے اس قدر عام نہیں کیا ہے کہ ہر مخلوق کو عطا کر دے بلکہ اس کیلئے منتخب افراد کو معین کیا ہے اور ان میں بھی ہر ایک کو حسب ظرف وصلاحیت علم عطا کیا ہے اور شاید اس کا ایک راز یہ بھی ہو کہ شاہد و حاضر میں فتنہ گری کے امکانات کم ہیں اور یہاں فتنوں کی کاٹ بھی آسان ہے لیکن غائبات میں اس کا امکان بہت زیادہ ہے اور ہر ایک کے پاس اس کی کاٹ بھی نہیں ہے لہٰذا جس کا جی چاہے گا اس علم کا ادعا کرے گا اور پھر اپنے معلومات کو نشر کر کے لوگوں کو گمراہ کرے گا۔ لہٰذا پروردگار نے اس راستہ کو محدود کر دیا اور صرف منتخب بندوں کو یہ علم عطا کیا تاکہ فتنہ گری کا کوئی امکان نہ رہ جائے اور جسے بھی اس علم کا دعویٰ کرنا ہو وہ پہلے اپنے مصطفیٰ اور منتخب ہونے کا اثبات کرے اس کے بعد ایسا کوئی ادعا کرے کہ صاحبانِ عقل کی نظر میں کوئی دعویٰ دلیل کے بغیر قابل قبول نہیں ہوتا ہے۔

لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَ اٰبَآؤُنَا

نکالا جائے گا؟(67)اس قسم کا وعدہ پہلے بھی ہم سے اور ہمارے

مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ

باپ دادا سے ہوتا رہا ہے یہ تو قصہ ہائے پارینہ کے سوا کچھ نہیں۔(68) کہہ دیجئے:

سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ مجرموں کا کیا انجام

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ

ہوا ہے۔(69)اور (اے محمدؐ) ان (کے حال) پر رنجیدہ نہ ہوں اور نہ ہی ان کی مکاریوں پر

مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ

دل تنگ ہوں۔(70)اور وہ کہتے ہیں: اگر تم سچے ہو تو

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ[5] لَكُمْ

یہ وعدہ آخر کب پورا ہو گا؟(71) کہہ دیجئے: ممکن ہے جن بعض باتوں کے لیے

بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ

تم عجلت چاہ رہے ہو وہ تمہارے پس پشت پہنچ چکی ہوں۔(72)اور بتحقیق آپ کا پروردگار لوگوں پر

فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَ

بڑا فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔(73)اور

اِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۴﴾

جو کچھ ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں بتحقیق آپ کا پروردگار اسے خوب جانتا ہے۔(74)

عربی حاشیہ

4- واضح رہے کہ انسان کے رزق کے دوراستے ہیں زمین اور آسمان ۔ رازق حقیقی زمین سے غلہ اُگاتا ہے اور آسمان سے پانی برساتا ہے۔ اس میں اس کے علاوہ کسی کا دخل نہیں ہے۔ لہٰذا دنیا کی بڑی طاقتوں کا یہ غرور کہ ہم جس کے بارے میں چاہیں گے اس کی اقتصادی ناکہ بندی کردیں گے اور وہ بھوکا مرجائے گا محض ایک خیالِ خام ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ روزی کا تعلق زمین وآسمان سے ہے اور اس میں مشرق ومغرب کی طاقتوں کا کوئی دخل نہیں ہے۔

5-مالک کائنات کی طرف سے یہ ایسی تہدید ہے جس سے صاحبِ ایمان کو لرز جانا چاہیے کہ جب ہمارے پاس کسی طرح کا علم غیب نہیں ہے اور صاحبِ علم غیب یہ خبر دے رہا ہے کہ شائد عذاب تمھارے پیچھے ہی لگا ہوتو پھر وہ کس وقت کا انتظار کررہے ہیں اور کس بھول میں پڑے ہوئے ہیں۔

اردو حاشیہ

وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ

اور آسمان اور زمین میں کوئی ایسی پوشیدہ بات نہیں ہے جو کتاب

مُّبِيْنٍ ﴿۷۵﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

مبین میں نہ ہو۔(75) بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل کو اکثر وہ

اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَاِنَّهٗ لَهُدًى

باتیں بیان کر دیتا ہے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔(76)اور یہ اہل ایمان کے لیے

وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ

یقیناً ہدایت اور رحمت ہے۔(77)یقیناً آپ کا رب اپنے حکم سے ان کے درمیان فیصلہ کر دیتا ہے

بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۸﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ

اور وہی بڑا غالب آنے والا، بڑا علم رکھنے والا ہے۔(78)لہٰذا آپ اللہ پر بھروسا کریں۔

اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿۷۹﴾ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى 6

یقیناً آپ صریح حق پر ہیں۔(79) آپ نہ مردوں کو سنا سکتے ہیں نہ ہی

وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَ

بہروں کو اپنی دعوت سنا سکتے ہیں جب وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں۔(80)اور

مَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ

نہ ہی آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے بچا کر راستہ دکھا سکتے ہیں۔ آپ ان لوگوں تک اپنی آواز پہنچا سکتے ہیں

اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَاِذَا وَقَعَ

جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں اور پھر فرماں بردار بن جاتے ہیں۔(81)اور جب ان پر وعدہ

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۷۲ اشارہ ہے کہ عذابِ کی تاخیر فضل خدا ہے۔ خدا کو لوگوں کے دلوں کا راز معلوم ہے اور اس نے کائنات کے ہر غیب کا علم کتاب مبین میں محفوظ کر دیا ہے جس کا اظہار قرآنی فیصلوں سے ہوتا رہے گا۔

ف: آیت نمبر ۷۸ اشارہ ہے کہ قضاوت صرف فیصلہ نہیں ہے بلکہ حقیقی قاضی کے پاس قوت تنفیذ اور زور علم دونوں ضروری ہیں۔ رب العالمین کے فیصلہ کی عظمت یہی ہے کہ وہ عزیز بھی ہے اور علیم بھی ہے۔

6- زندگی فہم وادراک کے سرچشمہ کا نام ہے۔ لہٰذا جو انسان بھی قوتِ فہم وادراک کو مقفل کر دیتا ہے وہ مردہ ہی کہا جاتا ہے۔ یہی حال بہرے اور سننے والے کا ہے کہ کان رکھ کر بھی حرفِ حق کو نہ سننے والے کو بہرہ ہی کہا جائے گا اور ایسا شخص بہرحال قابلِ ہدایت نہیں ہوتا ہے۔ ہدایت بات کو سن لینے کے بعد پیدا ہوتی ہے اور جو کوئی شخص بات ہی نہ سنے گا وہ ہدایت

اردو حاشیہ

الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ

(عذاب) پورا ہونے والا ہو گا تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک چلنے پھرنے والا (۲) نکالیں گے

تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ۝۸۲ وَ

جو ان سے کلام کرے گا۔ درحقیقت لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں کرتے تھے۔(82)اور

يَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا

جس روز ہم ہر امت میں سے ایک ایک جماعت کو جمع کریں گے جو ہماری آیات کو جھٹلایا کرتی تھیں

فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝۸۳ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ

پھر انہیں روک دیا جائے گا۔(83)جب سب آ جائیں گے تو (اللہ) فرمائے گا: کیا تم نے میری آیات کو

بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸۴

جھٹلا دیا تھا؟ جب کہ ابھی تم انہیں اپنے احاطہ علم میں بھی نہیں لائے تھے اور تم کیا کچھ کرتے تھے؟ (84)

وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ۝۸۵

اور ان کے ظلم کی وجہ سے بات ان کے خلاف پوری ہو کر رہے گی اور وہ بول نہیں سکیں گے۔(85)

اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ

کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے رات اس لیے بنائی کہ وہ اس میں سکون حاصل کریں

مُبْصِرًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۸۶ وَيَوْمَ

اور دن کو روشن بنایا؟ ایمان لانے والوں کے لیے اس بات میں یقیناً نشانیاں ہیں۔(86)اور جس روز

يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ

صور پھونکا جائے گا آسمانوں اور زمین کی تمام موجودات خوفزدہ ہو جائیں گی سوائے

عربی حاشیہ

کس طرح حاصل کر سکتا ہے۔

7- یہ من بیانیہ ہے تبعیض کے لئے نہیں ہے کہ بعض افراد محشور کئے جائیں اور بعض کو آزاد چھوڑ دیا جائے۔

8- بعض تفاسیر میں وارد ہوا ہے کہ صور تین مرتبہ پھونکا جائے گا پہلی مرتبہ ساری کائنات لرز جائے گی دوسری مرتبہ سب مردہ ہوجائیں گے اور تیسری مرتبہ پھر دوبارہ زندہ کر کے اٹھا دیئے جائیں گے۔

ف: آیت نمبر ۸۳ میں ایک امکان ہے کہ یہ قیامت کے بجائے رجعت کی طرف اشارہ ہو جیسا کہ بعض روایات میں وارد بھی ہوا ہے اور رجعت دنیائے ایمان کا ایک مسلم عقیدہ بھی ہے بلکہ قبل وبعد کی آیات میں رجعت ہی سے مناسبت پائی جاتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) مختلف روایات میں وارد ہوا ہے کہ اس مخلوق سے مراد مولائے کائنات کی ذات گرامی ہے کہ ان سے اس اعلان کا کام لیا جائے گا اور یہ کوئی بعید بات نہیں ہے۔ دنیا میں بھی باطل سے برأت اور بیزاری کے اعلان کا کام انہیں سے لیا گیا ہے۔ اور یہ راز بھی درحقیقت وہی کشف کر سکتے ہیں کہ دنیا میں کون لوگ تھے جو بظاہر مومن و مسلمان نظر آ رہے تھے اور واقعاً آیات الٰہی پر ایمان لانے والے نہیں تھے۔

یہ روایات اگرچہ بحد تواتر نہیں ہیں اور مسئلہ بھی عملی نہیں ہے کہ خبر واحد ہی کو حجت قرار دیدیا جائے لیکن قرائن خارجیہ کی بنا پر ان روایات پر اعتماد کر لینے میں کوئی اشکال نہیں ہے کہ یہ بات مسلمات میں ہے کہ ایک مخلوق بہرحال ایسی ہوگی جس سے یہ کام لیا جائے گا اور دوسرے کسی کا ذکر روایات میں نہیں ہے اور یہ ممکن بھی نہیں ہے کہ اصحاب رسولؐ وائمہؑ اس طرح کے اعلان کو سنیں اور معصومینؑ سے یہ دریافت بھی نہ کریں کہ وہ کون سی مخلوق ہے جس کی طرف آیت کریمہ میں اشارہ کیا گیا ہے اور جس سے اس طرح کا کام لیا جائے گا جیسا کہ روایات کے لہجہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مختلف اوقات میں معصومینؑ سے یہ پوچھا گیا ہے کہ آخر وہ کونسی مخلوق ہے جس کو اس کام کیلئے معین کیا گیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ صاحب لحیہ ہے جس سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ باطل سے بیزاری کا اعلان کوئی ڈاڑھی والا ہی کر سکتا ہے۔ ڈاڑھی منڈوں کو یہ شرف بھی حاصل نہیں ہوسکتا ہے اور نہ ان کے اعلان کا کوئی اعتبار ہے۔

فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ﴿۸۷﴾

ان لوگوں کے جنہیں اللہ چاہے اور سب نہایت عاجزی کے ساتھ اس کے حضور پیش ہوں گے۔(87)

وَ تَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّ هِيَ تَمُرُّ مَرَّ

اور آپ پہاڑوں کو دیکھتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ یہ ایک جگہ ساکن ہیں جب کہ (اس وقت) یہ بادلوں کی طرح

السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ اِنَّهٗ

چل رہے ہوں گے۔ یہ سب اس اللہ کی صنعت ہے جس نے ہر چیز کو پختگی سے بنایا ہے۔ وہ تمہارے اعمال سے

خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ

یقیناً خوب باخبر ہے۔(88) جو شخص نیکی لے کر آئے گا اسے اس سے بہتر اجر ملے گا

مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنْ جَآءَ

اور وہ اس دن کی ہولنا کیوں سے امن میں ہوں گے۔(89)اور جو شخص برائی

بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا

لے کر آئے گا پس انہیں اوندھے منہ آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ کیا تمہیں اپنے کیے کے

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ

علاوہ کوئی اور جزا مل سکتی ہے؟(90)(اے محمدؐ! آپ یہ کہیں:) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے

الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا[9] وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ؗ وَّاُمِرْتُ اَنْ

رب کی بندگی کروں جس نے اسے محترم بنایا ہے اور ہر چیز اسی کی ملکیت ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ

اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ[10] ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى

میں فرماں برداروں میں سے رہوں۔(91)اور یہ کہ میں قرآن پڑھ کر سناؤں اس کے بعد

عربی حاشیہ

ف: دابۃ الارض ایک باشعور انسان ہے جس کی تفسیر بعض روایات میں امیر المومنینؑ سے اور بعض میں امام مہدیؑ سے کی گئی ہے۔

ف: روایات اہلبیتؑ میں حسنہ کا عظیم مصداق محبت اہلبیتؑ کو اور سیۂ کا سب سے بڑا مصداق عداوت اہلبیتؑ کو قرار دیا گیا ہے جس پر انجام کا واقعی اور آخری فیصلہ موقوف ہے۔!

9- یہ نبی خدا کی طرف سے مشرکین کو ایک تنبیہ ہے کہ جب خدا نے تمھارے شہر کو اتنا محترم بنادیا ہے جتنا محترم کوئی دوسرا شہر نہیں ہے تو تم پر عبادت الٰہی کی ذمہ داری دوسرے افراد سے زیادہ ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ تمھیں بغاوت سے کام لے رہے ہو اور اطاعت وعبادت نہیں کر رہے ہو۔

10- اس تلاوت سے مراد تنہائی میں پڑھنا نہیں ہے بلکہ لوگوں کو اس کے مضامین کی طرف دعوت دینا ہے اور اسی لئے اس کے بعد ہدایت اور ضلالت کا تذکرہ ہوا ہے۔

اردو حاشیہ

فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ

جو ہدایت اختیار کرے گا وہ اپنے لیے ہدایت اختیار کرے گا اور جو گمراہی میں چلا جائے اسے کہہ دیجئے: میں تو

الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭ

بس تنبیہ کرنے والا ہوں۔(92)اور کہہ دیجئے: ثنائے کامل اللہ کے لیے ہے۔عنقریب وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا

وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ ع

تو تم انہیں پہچان لو گے اور آپ کا پروردگار تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔(93)

اٰیاتھا ۸۸ ۲۸ سُوْرَۃُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ ۴۹ رکوعاتھا ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمن ورحیم

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ نَتْلُوْا عَلَيْكَ

طا، سین، میم۔(1)یہ کتاب مبین کی آیات ہیں۔(2)ہم آپ کو

مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾

موسیٰ اور فرعون کا واقعہ اہل ایمان کے لیے حقیقت کے مطابق سناتے ہیں۔ (3)

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا

فرعون نے زمین میں سر اٹھا رکھا تھا اور اس کے باسیوں کو گروہوں (۱) میں تقسیم کر دیا تھا۔

يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ

ان میں سے ایک گروہ کو اس نے بے بس کر رکھا تھا۔ وہ ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا

عربی حاشیہ

شیع۔ مختلف گروہ جو آپس میں برسرِ پیکار ہوں۔ یہ اہلِ باطل کی بڑی قدیم روش ہے کہ قوم کو اتنے حصوں میں بانٹ دیا جائے کہ کوئی حصہ بغاوت کے قابل نہ رہ جائے اور اپنا اقتدار سلامت رہے ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' اسی طرزِ عمل کا نام ہے۔

ف: آیت نمبر ۹۲ میں ہدایت کا فائدہ صاحبِ ہدایت کی طرف موڑ دیا گیا ہے لیکن ضلالت کے مقابلہ میں رسولؐ کو منذر قرار دیا گیا ہے کہ رسولؐ کا کام انحراف کے بعد بھی رکنے والا نہیں ہے اور وہ ایسے لوگوں کو برابر عذاب الٰہی سے ڈراتے رہیں گے۔

اردو حاشیہ

(۱) اس مسئلہ میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہے کہ فرعون بنی اسرائیل کا مخالف کیوں تھا اور اس نے اس قدر ظلم وستم کیوں ڈھائے تھے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس کا سبب بنی اسرائیل کا ایمان اور اعتقاد تھا کہ وہ نہایت درجہ کامل الایمان قسم کے افراد تھے حالانکہ بنی اسرائیل کا پورا تذکرہ اس بات کا گواہ ہے کہ ان کی اکثریت کبھی صاحب ایمان نہیں تھی بلکہ ان کا شعار بنی خدا کو اذیت دینا اور ان سے عجیب وغریب قسم کے مطالبات کرنا تھا۔

اس اعتبار سے ان لوگوں کا خیال زیادہ قرین قیاس ہے جنھوں نے نجومیوں کی پیشینگوئی کا حوالہ دیا ہے کہ فرعون کو یہ اطلاع مل گئی تھی کہ اسی قوم میں وہ شخص پیدا ہونے والا ہے جو اس کی حکومت کا خاتمہ کر دے گا اور اسی بنا پر وہ اس قوم کو سرے سے فنا کر دینا چاہتا تھا۔

اس ذیل میں یہ خیال بھی بالکل بعید از قیاس نہیں ہے کہ فرعون کو ایک اندیشہ یہ بھی تھا کہ جس قوم کو کمزور بنا دیا ہے وہ محنتی اور جفاکش قوم ہے اور ایسی قوم سے ہمیشہ یہ خطرہ رہتا ہے کہ وہ کسی وقت بھی قیام کر سکتی ہے جیسا کہ دنیا کے ہر انقلاب میں یہ دیکھا گیا ہے کہ جس قوم کو ظلم کی چکی میں پیسا جاتا ہے وہی قوم چکی کے پتھروں کو چکنا چور کر دیتی ہے اور اس طرح مستکبرین کی حکومتوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

نِسَآءَهُمْ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ مِنَ ٱلْمُفْسِدِينَ ﴿٤﴾ وَنُرِيدُ أَن

اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑتا تھا۔ اور وہ یقیناً فسادیوں میں سے تھا۔(4)اور ہم

نَّمُنَّ عَلَى ٱلَّذِينَ ٱسْتُضْعِفُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ

یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ جنہیں زمین میں بے بس کر دیا گیا ہے ہم ان پر احسان کریں

أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ ٱلْوَٰرِثِينَ ﴿٥﴾ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى ٱلْأَرْضِ

اور ہم انہیں پیشوا بنائیں اور ہم انہی کو وارث بنائیں۔(5) اور ہم زمین میں انہیں اقتدار دیں

وَنُرِىَ فِرْعَوْنَ وَهَٰمَٰنَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُم [1] مَّا كَانُوا۟

اور ان کے ذریعے ہم فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ کچھ دکھا دیں

يَحْذَرُونَ ﴿٦﴾ وَأَوْحَيْنَآ [2] إِلَىٰٓ أُمِّ مُوسَىٰٓ أَنْ أَرْضِعِيهِ ۖ

جس کا انہیں ڈر تھا۔(6)اور ہم نے مادر موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ انہیں دودھ پلائیں

فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِى ٱلْيَمِّ وَلَا تَخَافِى وَ

اور جب ان کے بارے میں خوف محسوس کریں تو انہیں دریا میں ڈال دیں اور بالکل خوف اور رنج نہ کریں۔

لَا تَحْزَنِىٓ ۖ إِنَّا رَآدُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿٧﴾

ہم انہیں آپ کی طرف پلٹانے والے اور انہیں پیغمبروں میں سے بنانے والے ہیں۔ (7)

فَٱلْتَقَطَهُۥٓ ءَالُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ [3] لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۗ

چنانچہ آل فرعون نے انہیں اٹھا لیا تا کہ وہ ان کیلئے ایک دشمن اور

إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَٰمَٰنَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا۟ خَٰطِـِٔينَ ﴿٨﴾

باعث رنج بن جائیں یقیناً فرعون اور ہامان اور ان دونوں کے لشکر والے خطاکار تھے۔ (8)

عربی حاشیہ

ف: مستضعف اگرچہ علمی، ادبی، فکری، اقتصادی اور سیاسی ہر اعتبار سے ہوسکتا ہے لیکن عام طور سے اس کا اطلاق سیاسی اور اخلاقی کمزوری پر ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں مستضعفین کا ذکر پانچ مقامات پر ہوا ہے اور ان سے مراد وہ صاحبانِ ایمان ہیں جنھیں ہر اعتبار سے پامال کردیا گیا ہے۔

1- یعنی خدا فرعون وہامان کو سزا دینے کے لئے بھی بنی اسرائیل ہی کو ذریعہ بنائے گا اور انھیں کے ذریعہ یہ سزا دے گا۔

2- وحی - الہام

یم - سمندر یعنی دریائے نیل۔

3- اسے لام عاقبت کہا جاتا ہے جو انجام کار کی طرف اشارہ کرتا ہے، ورنہ فرعون والوں نے اس لئے نہیں اٹھایا تھا کہ انھیں کسی دشمن کی ضرورت تھی۔

اردو حاشیہ

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ؕ

اور فرعون کی عورت (۲) نے کہا: یہ (بچہ) تو میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّ

اسے قتل نہ کرو۔ ممکن ہے یہ ہمارے لیے مفید ثابت ہو یا ہم اسے بیٹا بنا لیں اور

هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹﴾ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ

وہ (انجام سے) بے خبر تھے؟(9)اور ادھر مادر موسیٰ کا دل بے قرار ہو گیا۔ قریب تھا کہ

اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا

وہ یہ راز فاش کر دیتیں اگر ہم نے ان کے دل کو مضبوط نہ کیا ہوتا، تا کہ

لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ز

وہ ایمان رکھنے والوں میں سے ہو جائیں۔(10)اور مادر موسیٰ نے ان کی بہن سے کہا:

فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱﴾ لا

اس کے پیچھے پیچھے چلی جا تو وہ موسیٰ کو دور سے دیکھتی رہیں کہ دشمنوں کو (اس کا) پتہ نہ چلے۔ (11)

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ

اور ہم نے موسیٰ پر دائیوں کا دودھ پہلے سے حرام کر دیا تھا چنانچہ موسیٰ کی بہن نے کہا:

اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ

کیا میں تمہیں ایک ایسے گھرانے کا پتہ بتا دوں جو اس بچے کو تمہارے لیے پالیں اور وہ اس کے

نٰصِحُوْنَ ﴿۱۲﴾ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا

خیر خواہ بھی ہوں؟(12)(اس طرح) ہم نے موسیٰ کو ان کی ماں کے پاس واپس پہنچا دیا تا کہ

عربی حاشیہ

4-مادر موسیٰ کو یہ خبر ملی کہ موسیٰ فرعون کے قصر تک پہنچ گئے ہیں تو ان کا دل دنیا کے ہر خیال سے خالی ہو گیا اور صرف موسیٰ ان کے دل میں رہ گئے لیکن خدا نے پھر انھیں اطمینان دلا دیا۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۷ میں دو امر ہیں دو نہی اور دو بشارتیں اور اسی میں سارا قصہ موسیٰ مذکور ہے۔ قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ صندوق بنانے والا قبطی، دریا سے نکالنے والے فرعون کے متعلقین اور صندوق کھولنے والا خود فرعون اور اس کے بعد بھی موسیٰ محفوظ رہے جب کہ فرعون نے قوم کو قبطی (مقامی اور سبطی (مہاجر) میں بانٹ کر مہاجروں کو ایسا غلام بنالیا تھا کہ بعض فراعنہ کے قصر کی تعمیر میں ایک لاکھ سبطی ۲۰ سال تک مفت کام کرتے رہے اور مرتے رہے۔

اردو حاشیہ

(۲) زوجہ فرعون کا نام آسیہ بنت مزاحم تھا اور انہیں قدرت نے اسی دن کیلئے فرعون کے قصر میں رکھا تھا اور انہوں نے ایک نبی خدا کی زندگی کا تحفظ کر لیا تو روایت میں وارد ہوا ہے کہ دنیا کی بہترین عورتیں چار ہیں۔ مریم بنت عمران، آسیہ بنت مزاحم، خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہؑ بنت محمدؐ۔ اور سب کا مشترک کردار یہ ہے کہ سب نے اپنے اپنے دور میں نبی خدا کی حیات کا تحفظ کیا ہے۔ جناب مریم نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو بچایا ہے۔ جناب آسیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تحفظ کیا ہے۔ حضرت خدیجہ نے پیغمبر اسلامؐ کو سہارا دیا ہے اور جناب فاطمہؑ نے اپنے باپ کے لئے ماں کی شفقت ومحبت کا انتظام کر کے ان کا حوصلہ بڑھایا ہے۔ یہاں تک کہ روایات کی بنا پر سرکار دو عالمؐ انہیں اپنے باپ کی ماں کہہ کر یاد کیا کرتے تھے۔

تحفظ رسالت ایک ایسا عظیم کارنامہ ہے جس کی مدح وثنا آیات قرآن اور ارشادات معصومینؑ میں بار بار کی گئی ہے اب حیرت ہے ان احسان فراموش مسلمانوں پر جو اپنے نبی کے محافظ حقیقی حضرت ابوطالبؑ کے دشمن ہیں اور ان کے ایمان کا دیدہ ودانستہ انکار کر رہے ہیں۔

تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ

ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہو جائے اور غم نہ کرے اور یہ جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا (۳) ہوتا ہے لیکن ان میں سے

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ

اکثر نہیں جانتے۔(13) اور جب موسیٰ رشد کو پہنچ کر تنومند ہو گئے تو ہم نے انہیں حکمت

حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَدَخَلَ

اور علم عطا کیا اور ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزاء دیتے ہیں۔(14)اور موسیٰ

الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا

شہر میں اس وقت داخل ہوئے جب شہر والے بے خبر تھے، پس وہاں دو آدمیوں (۴) کو لڑتے پایا،

رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۫ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ (5) وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ

ایک ان کی قوم میں سے تھا اور دوسرا ان کے دشمنوں میں سے تھا۔ تو جو ان کی قوم میں سے تھا

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِىْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِىْ مِنْ

اس نے اپنے دشمن کے مقابلے کیلئے موسیٰ کو مدد کے لئے پکارا تو موسیٰ نے اس (دوسرے) کو

عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۫ (6) قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ

گھونسا مارا اور اس کا کام تمام کر دیا پھر موسیٰ نے کہا: یہ تو شیطان کا کام ہو گیا۔

الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ

بے شک وہ صریح گمراہ کن دشمن ہے۔(15) کہا: پروردگارا! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا پس مجھے

نَفْسِىْ فَاغْفِرْ لِىْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶﴾

معاف فرما۔ چنانچہ اللہ نے انہیں معاف کر دیا۔ یقیناً وہ بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (16)

عربی حاشیہ

ف: بعض علماء کا خیال ہے کہ بلوغ اشد ۱۸ سال کی عمر ہے اور استواء اس سے بالاتر ہے اور بعض کا خیال ہے کہ بلوغ جسمانی توانائی ہے اور استواء فکری اور عقلی کمال .... لیکن بظاہر یہ جسمانی کمال ہی کا ذکر ہے اور اسی لئے حکم و علم کا ذکر اس کے بعد ہوا ہے۔

5- آیت کریمہ دلیل ہے کہ لفظ شیعہ روز اول سے اللہ والوں کے لئے استعمال ہوتا رہا ہے۔ اس کے مقابلہ میں جو بھی رہا ہے اسے دشمن پیغمبر ہی کہا گیا ہے۔

6- ہذا کا اشارہ قتل کی طرف نہیں ہے بلکہ باہمی اختلاف اور جھگڑے کی طرف ہے کہ جھگڑا بغیر شیطانی سازش کے واقع نہیں ہوسکتا جس طرح کہ قرآن نے شراب اور جوئے کو عمل شیطان سے تعبیر کیا ہے کہ اس میں بھی شیطان ہی کا ہاتھ ہوتا ہے اور اس کی تحریف بھی وہی کرتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) بیشک وعدۂ نصرت الٰہی یہی ہے اور وہ غیب سے اس کا سامان فراہم کرنے والا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کو اس بات کا مکمل اعتبار تھا لیکن افسوس کہ عہد حاضر کے مسلمانوں کو یہ اعتبار نہیں ہے اور وہ ہر فرعونِ وقت سے خوفزدہ ہیں اور اس کے خلاف آواز اٹھانے سے لرز رہے ہیں بلکہ ان کے خلاف آواز اٹھانے والے کی آواز کو دبا دینے ہی کو قوم وملت کی خدمت تصور کر رہے ہیں۔ خدا ان سب کو نیک ہدایت دے۔

(۴) جناب موسیٰ علیہ السلام نے ایک اسرائیلی اور ایک قبطی کو لڑتے ہوئے دیکھا اور اسرائیلی کی مدد کر دی اس لئے کہ قبطیوں کا ظلم عام تھا اور فرعون کی قوم ہونے کی بنا پر وہ مسلسل اسرائیلیوں کو ستا رہے تھے۔

قرآن مجید نے اولاً اسرائیلی کو شیعہ کہا اور پھر قبطی کو دشمن قرار دیا جس سے اس قرآنی اصطلاح کا اندازہ ہوتا ہے کہ نبی کے چاہنے والے اور مظلوم کو شیعہ کہا جاتا ہے اور اس کے مدمقابل کو دشمن کہا جاتا ہے۔

دوسری طرف جب اسی اسرائیلی نے دوبارہ فریاد کی تو جناب موسیٰ علیہ السلام نے اسے بھی گمراہ قرار دیدیا کہ اس نے حالات کی رعایت کو نظر انداز کر دیا ہے اور روزانہ لڑنے کیلئے تیار رہتا ہے جب کہ قبطیوں کے مظالم سے باخبر ہے اور اس کا واضح ترین مطلب یہ ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ میں تقیہ نہ کرنا

قَالَ رَبِّ بِمَآ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ ﴿١٧﴾

موسیٰ نے کہا: میرے رب! جس نعمت سے تو نے مجھے نوازا ہے اس کے باعث میں آئندہ کبھی بھی مجرموں کا پشت پناہ نہیں بنوں گا۔(17)

فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي

موسیٰ صبح کے وقت شہر میں خوف اور اندیشے کی حالت میں تھے۔ اچانک دیکھا کہ

اسْتَنصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ ۚ قَالَ لَهُ مُوسَىٰٓ إِنَّكَ

جس نے کل مدد مانگی تھی وہ آج پھر ان (موسیٰ) سے فریاد کر رہا ہے۔ موسیٰ نے اس سے کہا:

لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ ﴿١٨﴾ فَلَمَّآ أَنْ أَرَادَ أَن يَّبْطِشَ بِالَّذِي

تو یقیناً صریح گمراہ شخص ہے۔(18) جب موسیٰ نے اس شخص پر ہاتھ ڈالنا چاہا

هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يَٰمُوسَىٰٓ أَتُرِيدُ أَن تَقْتُلَنِي كَمَا

جو ان دونوں کا دشمن تھا تو اس نے کہا: اے موسیٰ! کیا تم مجھے بھی اسی طرح

قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ ۖ إِن تُرِيدُ إِلَّآ أَن تَكُونَ جَبَّارًا

قتل کر دینا چاہتے ہو جس طرح کل تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا؟

فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَن تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ ﴿١٩﴾

کیا تم زمین میں جابر بننا چاہتے ہو اور اصلاح کرنا نہیں چاہتے؟(19)

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ يَسْعَىٰ ۫ قَالَ يَٰمُوسَىٰٓ

شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا۔ کہنے لگا: اے موسیٰ!

إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ

دربار والے تیرے قتل کے مشورے کر رہے ہیں۔ پس (یہاں سے) نکل جا میں تیرے خیر خواہوں

عربی حاشیہ

7-اس گمراہی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کے عقیدہ میں کوئی فساد ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ حالات پر بالکل نگاہ نہیں رکھتا ہے اور روزانہ ایک نہ ایک آدمی سے جھگڑا کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ جب کہ اسے معلوم ہے کہ قبطی لوگ اسرائیلیوں کو ستانے پر تلے ہوئے ہیں اور اس سلسلہ میں مسلسل بہانے تلاش کررہے ہیں۔

ف: آیت نمبر ۱۸ اور آیت نمبر ۲۱ دونوں مقامات پر جناب موسیٰ کی ایک ہی کیفیت کا ذکر ہوا ہے کہ پہلے واقعہ کے بعد صبح کی تو خوفزدہ اور دوسرے واقعہ کے بعد شہر سے نکلے تو خوفزدہ لیکن اس کے مقابلہ میں! ''خرج الحسینؑ من المدینة معلنا لامثل موسیٰ خائفا یترقب''۔

اردو حاشیہ

کھلی ہوئی گمراہی ہے۔ انسان کو حالات کا جائزہ لے کر قدم اٹھانا چاہیے۔ ادھر قبطی نے جناب موسیٰ علیہ السلام پر ظلم کا الزام لگا دیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ قبطی غیر شیعہ ہونے کی بنا پر نبی عصمت وعدالت کا قائل نہیں تھا۔

جناب موسیٰ علیہ السلام کو قوم کی سازش سے باخبر کرنے والے کو سورہ غافر میں رجل مومن کہا گیا ہے جو علامت ہے کہ ایمان کا چھپانا مصلحت کے وقت خود بھی ایمان کی بہترین دلیل ہے اور جناب موسیٰ علیہ السلام کا مصر سے نکل جانا اس بات کی دلیل ہے کہ تقیہ سیرت انبیاء ہے اور اس کی مخالفت سیرت فرعون وہامان وشیطان ہے۔

النّٰصِحِيْنَ ۝۲۰ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ؗ قَالَ رَبِّ

میں سے ہوں۔(20) چنانچہ موسیٰ خوف اور خطرہ بھانپتے ہوئے وہاں سے نکلے۔ کہنے لگے:

نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۲۱ ع وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ (8)

اے میرے پروردگار! مجھے ظالموں سے بچا۔(21)اور جب موسیٰ نے مدین کا

مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝۲۲

رخ کیا تو کہا : امید ہے میرا پروردگار مجھے سیدھے راستے کی ہدایت فرمائے گا۔ (22)

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ

اور جب وہ مدین کے پانی پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا لوگوں کی ایک جماعت (اپنے جانوروں کو) پانی پلا رہی ہے

يَسْقُوْنَ ۵ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ج (9)

اور دیکھا ان کے علاوہ دو عورتیں (۵) (اپنے جانور) روکے ہوئے کھڑی ہیں۔ موسیٰ نے کہا: آپ دونوں کا کیا مسئلہ ہے؟

قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ط قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ سکتة

وہ دونوں بولیں: جب تک یہ چرواہے (اپنے جانوروں کو لے کر) واپس نہ پلٹ جائیں ہم پانی نہیں پلا سکتیں

وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ۝۲۳ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ

اور ہمارے والد بڑی عمر کے بوڑھے ہیں۔(23) موسیٰ نے (ان کے جانوروں کو) پانی پلایا پھر سایے کی طرف

فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۝۲۴ (10) فَجَآءَتْهُ

ہٹ گئے اور کہا: پالنے والے! جو خیر بھی تو مجھ پر نازل فرمائے میں اس کا محتاج ہوں۔(24) پھر ان دونوں

اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ؗ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ (11)

لڑکیوں میں سے ایک حیا کے ساتھ چلتی ہوئی موسیٰ کے پاس آئی اور کہنے لگی: میرے والد آپ کو

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۳ دلیل ہے کہ گھر کا بزرگ کام کرنے کے قابل نہ ہو تو لڑکیاں گھر کے کاموں کے لئے باہر نکل کر مجمع میں آسکتی ہیں بشرطیکہ اپنی عزت وعفت کا اسی طرح خیال رکھیں جس طرح دختران حضرت شعیب کو خیال تھا۔

مدین۔ مصر سے قریب خلیج عقبہ کے شمال کا علاقہ ہے۔

8- تلقاء مدین۔ یعنی مدین کی سمت رخ کیا اور یہ اس لئے کہ بظاہر جناب موسیٰ اس راستہ سے آشنا نہیں تھے لہٰذا پروردگار سے دعا کی کوئی وسیلہ فراہم کردے اور اس کی امداد سے آٹھ دن کے صحرا کا راستہ طے کر کے مدین پہنچ گئے۔

9- چشمہ پر بھیڑ کی وجہ سے لڑکیاں اپنی بکریوں کو ہنکا رہی تھیں کہ سب لوگ چلے جائیں تو چشمہ کے قریب جائیں۔

رعاء۔ رعاۃ۔ رعیان۔ سب چرانے والوں کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) اس واقعہ میں بے شمار اخلاقی تعلیمات اور نصیحتیں پائی جاتی ہیں جن کی طرف متوجہ رہنا ہر مسلمان اور قاری قرآن کی ذمہ داری ہے۔

۱۔ عورتوں کا کام کرنا کوئی عیب نہیں ہے بلکہ انہیں زندگی کے معاملات میں حصہ لینا چاہیے۔

۲۔ عورتوں کو مردوں کے مجمع سے الگ رہنا چاہیے اور بھیڑ بھاڑ میں داخل نہیں ہونا چاہیے۔

۳۔ مردوں کی ذمہ داری ہے کہ کمزور عورتوں کی امداد کریں اور ہر طاقت والے کی طاقت کا شکریہ یہی ہے کہ اسے کمزور کی راہ میں صرف کر دے۔

۴۔ کوئی شخص فی سبیل اللہ بھی کام کر دے تو اس کی اجرت کی فکر ہونی چاہیے۔

۵۔ کسی سے کام لینے کیلئے دو باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ مادی اعتبار سے طاقت ور ہو اور معنوی اعتبار سے دیانتدار ہو اور انہیں دونوں بنیادوں پر عقد کرنا چاہیے تا کہ کسب معاش بھی کر سکے اور گھریلو ماحول کو مذہبی بھی بنا سکے۔

۶۔ صاحب ایمان وکردار کے سامنے عقد کی پیش کش کرنا کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔

۷۔ عورت کو اپنی رفتار میں شرم وحیا کا خاص خیال رکھنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ لوگوں کے دلوں میں غلط جذبات پیدا ہو جائیں۔

لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۚ فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ

بلاتے ہیں تا کہ آپ نے جو ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے آپ کو اس کی اجرت دیں۔ جب موسیٰ

الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ ۖ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢٥﴾

ان کے پاس آئے اور اپنا سارا قصہ انہیں سنایا تو وہ کہنے لگے: خوف نہ کرو۔ تم اب ظالموں سے بچ چکے ہو۔ (25)

قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ ۖ إِنَّ خَيْرَ مَنِ

ان دونوں میں سے ایک لڑکی نے کہا: اے ابا! اسے نوکر رکھ لیجئے کیونکہ جسے آپ نوکر رکھنا چاہیں ان میں

اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ﴿٢٦﴾ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنْكِحَكَ

سب سے بہتر وہ ہے جو طاقتور، امانت دار ہو۔ (26) (شعیب نے) کہا: میں چاہتا ہوں کہ

إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَىٰ أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ ۖ

اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح اس شرط پر تمہارے ساتھ کروں کہ

فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۖ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ

تم آٹھ سال میری نوکری کرو اور اگر تم دس (سال) پورے کرو

عَلَيْكَ ۚ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٢٧﴾

تو یہ تمہاری طرف سے ہے اور میں تمہیں تکلیف میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ (27)

قَالَ ذَٰلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ ۖ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ

موسیٰ نے کہا: یہ میرے اور آپ کے درمیان وعدہ ہے۔ میں ان دونوں میں سے جو بھی

فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۖ وَاللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٢٨﴾ ع

مدت پوری کروں مجھ سے کوئی زیادتی نہ ہو اور جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اس پر اللہ کارساز ہے۔ (28)

عربی حاشیہ

10- موسیٰ کسی دولت کے طلبگار نہیں تھے اور نہ ان کے دل میں کسی سرمایہ کی خواہش تھی۔ سفر کی زحمتوں سے تھک کر زیر سایہ آرام کر رہے تھے اور پیٹ بھرنے کے لئے روٹیوں کی دعا کر رہے تھے کہ اب تک صرف صحرا کی گھاس وغیرہ پر گزارا کر رہے تھے۔

11- روایات میں اس شخصیت کا نام شعیب بتایا گیا ہے اور جو لڑکی بلانے کے لئے آئی تھی وہ چھوٹی لڑکی تھی اور اسی سے جناب موسیٰ کا عقد ہوا تھا۔

ف: واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مظلوم اور کمزور کی حمایت سے جناب موسیٰ کو اس قدر سکون زندگی حاصل ہو گیا اور اس کے بعد بھی وہ برابر یاد خدا میں مصروف رہے اور وفائے عہد کو اپنا فریضہ سمجھتے رہے۔

اردو حاشیہ

واضح رہے کہ جانور چرانا جناب موسیٰ علیہ السلام کی مزدوری تھی مہر نہیں تھا۔ مہر کا معین ہونا ضروری ہے اسے اختیاری نہیں قرار دیا جا سکتا البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ عقد کے ذیل میں یہ ایک شرط بھی رہی ہو اور یہ طریقہ اس دور میں رائج رہا ہو۔

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ (12)

پھر جب موسیٰ نے مدت پوری کر دی اور وہ اپنے اہل کو لے کر چل دیے تو

جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ

کوہ طور کی طرف سے ایک آگ دکھائی دی وہ اپنے اہل سے کہنے لگے: ٹھہرو!

نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ

میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔ شاید وہاں سے میں کوئی خبر لاؤں یا آگ کا

لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ

انگارالے آؤں تا کہ تم گرم کر سکو۔(29) پھر جب موسیٰ وہاں پہنچے تو وادی کے

الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ

دائیں کنارے سے ایک مبارک مقام میں درخت سے ندا آئی:

يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۰﴾ۙ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ (13)

اے موسیٰ! میں ہی عالمین کا پروردگار اللہ ہوں۔(30) اور اپنا عصا پھینک دیجئے۔

فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ

پھر جب موسیٰ نے عصاکو سانپ کی طرح حرکت کرتے دیکھا تو پیٹھ پھیر کر پلٹے اور پیچھے مڑ کر

يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۣ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾

بھی نہ دیکھا۔ (ہم نے کہا) اے موسیٰ! آگے آیئے اور خوف نہ کیجئے۔ (۶) یقیناً آپ محفوظ ہیں۔ (31)

اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۡ

(اے موسیٰ!) اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال دیجئے وہ بغیر کسی عیب کے چمکدار

عربی حاشیہ

ف: جناب موسیٰ کے ازدواج میں یہ باتیں قابل توجہ ہیں:

۱۔ جنابِ موسیٰ کی صفت قوی اور امین قرار دی گئی ہے۔

۲۔ مہر کے لئے نقد ہونا ضروری نہیں ہے خدمت کو بھی مہر قرار دیا جاسکتا ہے۔

۳۔ یہ خدمت دختر شعیب کی مشکل کا حل تھی نہ کہ شعیبؑ اس سے فائدہ اٹھا رہے تھے۔

۴۔ اگرچہ دس سال کی مزدوری ایک خطیر رقم بنتی ہے لیکن شعیبؑ کے احسانات کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔

۵۔ باپ کی طرف سے بیٹی کے عقد کی پیش کش عیب نہیں ہے بلکہ سیرت پیغمبر ہے۔

12- بعض روایات میں ہے کہ دس سال کے بعد جناب موسیٰ مدین سے مصر کیلئے چلے ہیں تو ان کے ساتھ ایک زوجہ تھیں اور دو بچے۔ راستہ اجنبی تھا اور رات تاریک اور سردی بھی شدت کی۔ آگ نے جناب موسیٰ کے حوصلے

اردو حاشیہ

(۶) انسان ہر وقت امداد الٰہی کا محتاج ہے اور اس کے بغیر اس کی کوئی قوت وطاقت نہیں ہے۔ جناب موسیٰ ؑ نے صرف ایک فطری کیفیت کا مظاہرہ کیا تھا کہ یہ بات واضح رہے کہ یہ کوئی جادو نہیں ہے۔ ورنہ جادوگر اپنے جادو سے نہیں ڈرا کرتا ہے۔ اس کے بعد جب اس حقیقت کا اعلان ہو گیا تو قدرت نے کہا کہ اب آگے بڑھو کہ تم ہماری حفاظت اور ضمانت میں ہو۔ پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

وَّاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ

ہو کر نکلے گا اور خوف سے بچنے کے لئے اپنے بازور کو اپنی طرف (۷) سمیت لیجئے یہ دو معجزے آپ کے

رَّبِّكَ إِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهٖ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿٣٢﴾

پروردگار کی طرف سے فرعون اور اس کے اہل دربار کے لیے ہیں۔ بتحقیق وہ بڑے فاسق لوگ ہیں۔ (32)

قَالَ رَبِّ إِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ أَنْ

موسیٰ نے عرض کیا: پروردگار! میں نے ان کا ایک آدمی قتل کیا ہے لہٰذا میں ڈرتا ہوں کہ

يَّقْتُلُوْنِ ﴿٣٣﴾ وَأَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا

وہ مجھے قتل نہ کر دیں۔(33)اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ فصیح ہے لہٰذا اسے میرے ساتھ

فَأَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْءًا [14] يُّصَدِّقُنِيْٓ ۖ إِنِّيْٓ أَخَافُ أَنْ

مددگار بنا کر بھیج کہ وہ میری تصدیق کرے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ وہ میری

يُّكَذِّبُوْنِ ﴿٣٤﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيْكَ وَنَجْعَلُ

تکذیب کریں گے۔(34)فرمایا: ہم آپ کے (۸) بھائی کے ذریعے آپ کے بازو مضبوط کریں گے اور

لَكُمَا سُلْطٰنًا [15] فَلَا يَصِلُوْنَ إِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ أَنْتُمَا

ہم آپ دونوں کو سلطنت دیں گے اور ہماری نشانیوں (معجزات) کی وجہ سے وہ آپ تک نہیں پہنچ پائیں گے۔

وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى

آپ دونوں اور آپ کے پیروکاروں کا ہی غلبہ ہو گا۔(35) پھر جب موسیٰ ہماری واضح نشانیاں لے کر

بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى

ان کے پاس پہنچے تو وہ کہنے لگے: یہ تو بس گھڑا ہوا جادو ہے اور ہم نے

عربی حاشیہ

بڑھا دیے کہ یا تو راستہ کی خبر مل جائے گی یا کم از کم سردی میں گرمی کا کوئی سہارا ہو جائے گا۔

13- یہ علامت ہے کہ خدا کے متکلم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ جس چیز میں چاہے کلام پیدا کر دے اور یہی کلام کے حادث ہونے کی دلیل ہے۔

14- ردأ ۔ مددگار

15- سلطان ۔ قوت اور طاقت ہے اور آیات وہ معجزات ہیں جو جناب موسیٰ کو عطا کئے گئے تھے۔

ف: ہرے بھرے درخت سے آگ کا نکلنا اور آگ میں سوزش کے بجائے سکون اور نور کا ہونا اور پھر اس کا بار بار حضرت موسیٰ کی طرف بڑھنا ان قرائن میں سے تھا جن سے جناب موسیٰ نے یہ اندازہ کر لیا کہ یہ ایک خدائی آواز ہے اور آج کی تازہ ہدایت الہام کے بجائے آواز کے ذریعہ دی جا رہی ہے جو نبوت کا ایک اور شرف اور کمال ہے۔

اردو حاشیہ

(۷) یہ بھی ایک فطری طریقہ ہے کہ انسان جب بازوؤں کو سمیٹ کر ہاتھ سینے پر رکھ لیتا ہے تو دھڑکتا ہوا دل ٹھہر جاتا ہے۔ قدرت نے اپنی غیبی امداد کو بھی عالم اسباب سے قریب تر رکھنا چاہا تھا تا کہ دوسرے افراد کے لئے بھی ایک نظیر رہے اور وہ بھی اس طریقہ کار سے استفادہ کرتے رہیں۔

(۸) بیشک ہارونؑ موسیٰ علیہ السلام کیلئے قوت بازو کا کام دیتے ہیں اور ان کے بغیر کسی فرعون کا مقابلہ مشکل ہوتا ہے اور ان کے بغیر موسیٰ علیہ السلام قدم آگے نہیں بڑھانا چاہتے ہیں حالانکہ ان کے پاس عصا اور ید بیضا جیسے معجزات بھی موجود تھے۔

شائد انہیں خصوصیات کو نظر میں رکھ کر سرکار دو عالمؐ نے فرمایا تھا کہ یا علیؑ تمہاری منزلت میرے لئے وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کیلئے ہارونؑ کی منزلت تھی۔ تم اس دور کے ہارونؑ ہو اور میں اس دور کا موسیٰ علیہ السلام ہوں۔

وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝۳۶ وَ قَالَ
اپنے اگلے باپ دادوں سے ایسی باتیں کبھی نہیں سنیں۔(36)اور موسیٰ نے کہا:

مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ
میرا پروردگار اسے جانتا ہے جو اس کے پاس سے ہدایت لے کر آیا ہے اور یہ بھی

تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ [16] ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۳۷ وَ
جانتا ہے کہ آخرت کا گھر کس کے لئے ہے۔ بے شک ظالم فلاح نہیں پاتے۔(37)اور

قَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ
فرعون نے کہا: اے درباریو! میں تمہارے لیے اپنے سوا کسی کو معبود نہیں جانتا۔

غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ [17] عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ
اے ہامان! میرے لیے گارے کو آگ لگا(کر اینٹ بنا دے) پھر میرے لیے

صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ
ایک اونچا محل بنا دے تا کہ میں موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں اور میرا تو خیال ہے

الْكٰذِبِيْنَ ۝۳۸ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَ جُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ
کہ موسیٰ جھوٹا ہے۔(38)چنانچہ فرعون اور اس کے لشکر نے زمین میں

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ۝۳۹
ناحق تکبر کیا اور یہ خیال کیا کہ وہ ہماری طرف پلٹ کر نہیں آئیں گے۔ (39)

فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ [18] ۚ فَانْظُرْ
تو ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو گرفت میں لے لیا اور انہیں دریا میں پھینک دیا۔

عربی حاشیہ

ف: اگرچہ حضرت موسیٰ صرف ید بیضا اور عصا لے کر آئے تھے لیکن قرآن کریم نے آیات بینات کا ذکر کیا ہے جو اس امر کی دلیل ہے کہ یہ معجزات خود بھی مختلف معجزات کا مجموعہ تھے۔ عصا کا سانپ بن جانا اور پھر عصا ہو جانا، ید بیضا کا چمکنا اور پھر اصل حالت پر پلٹ آنا وغیرہ۔

16-جناب موسیٰ نے بحث کے بجائے دو باتوں کا حوالہ دے دیا۔

۱۔میرا پروردگار میری صداقت سے باخبر ہے کہ اسی نے مجھے رسول بنایا ہے اور اسی کی تصدیق سے انسان صاحبِ منصب تسلیم کیا جاتا ہے۔

۲۔آخرت کا گھر میرے لئے ہے کہ انسان کو دنیا کی راحت و آسائش پر مغرور نہیں ہونا چاہیے۔ اور ہمیشہ آخرت کا خیال رکھنا چاہیے کہ اصل وہی گھر ہے جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔

17-ہامان فرعون کے وزیر کا نام ہے اور خود لفظ فرعون کے معنی مصری زبان میں بڑے

اردو حاشیہ

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٠﴾ وَ جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً

پس دیکھ لو ظالموں کا انجام کیا ہوا۔(40)اور ہم نے انہیں ایسے راہنما بنائے (۹)

يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿٤١﴾

جو آتش کی طرف بلاتے ہیں اور قیامت کے دن ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ (41)

وَ اَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اور ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی ہے اور قیامت کے دن

هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿٤٢﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

ع ۴ ۱۴ ۷

یہ قبیح (چہرہ والے) ہوں گے۔(42)اور بتحقیق ہم نے پہلی امتوں کو

مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ

ہلاک کرنے کے بعد لوگوں کے لیے بصیرتوں اور ہدایت و رحمت (کا سرچشمہ)

لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٣﴾ وَ

بنا کر موسیٰ کو کتاب دی۔ شاید لوگ نصیحت حاصل کریں۔(43) اور

مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ

آپ اس وقت (طور کے) مغربی جانب موجود نہ تھے جب ہم نے موسیٰ کی طرف حکم بھیجا

وَمَا كُنْتَ[19] مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٤٤﴾ لا وَلٰكِنَّاۤ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا[20] فَتَطَاوَلَ

اور آپ مشاہدہ کرنے والوں میں سے نہ تھے۔(44)لیکن ہم نے کئی امتوں کو پیدا کیا

عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْۤ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا

پھر ان پر طویل مدت گزر گئی اور نہ آپ اہل مدین میں سے تھے کہ انہیں ہماری آیات

عربی حاشیہ

گھر کے ہوتے ہیں اور یہ تمام سلاطین مصر کا مشترکہ لقب تھا۔

18- حق و باطل کے انجام کا کتنا نمایاں فرق ہے کہ کل اسی دریا میں موسیٰ کی ماں نے موسیٰ کو ڈال دیا تھا تو فرعون ہی کے قصر میں پناہ مل گئی تھی اور آج اسی دریا میں فرعون غرق ہو رہا ہے تو کوئی پناہ دینے والا نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۴۱ میں ائمہ نار قرار دینے کے معنی یہ ہیں کہ جب بہت سے گمراہ جمع ہو جاتے ہیں تو رب العالمین بڑے گمراہ کو پورے گروہ کا قائد بنا دیتا ہے اور سب کو ایک ہی منزل کی طرف جانا ہوتا ہے۔

ف: یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ حضرت موسیٰ مدین سے مصر جا رہے تھے تو ان کا رخ مغرب کی طرف تھا اور بنی اسرائیل مصر سے شام جا رہے تھے تو ان کا رخ مشرق کی طرف تھا اور بعض علماء نے لشکر فرعون کے سلسلہ میں مُشرقین کی یہی توجیہ کی ہے۔

اردو حاشیہ

(۹) واضح رہے کہ لفظ امامت دونوں گروہوں کے بارے میں استعمال ہوتا ہے اہل حق کے بارے میں بھی اور اہل باطل کے بارے میں بھی اور ایسا نہ ہوتا تو قیامت کے دن ہر گروہ کو اس کے امام کے ساتھ بلانے کے کوئی معنی نہ رہ جاتے لہٰذا کسی شخص کیلئے اس لفظ کا استعمال ناممکن نہیں ہے۔ تحقیق طلب بات صرف یہ ہوتی ہے کہ یہ لفظ کس مفہوم میں استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ بعض روایات میں امام صادقؑ نے خلفاء، جور کیلئے یہی لفظ استعمال کیا ہے اور پھر اس کا مفہوم بھی واضح فرما دیا ہے کہ اس سے مراد وہ امام ہیں جو لوگوں کو جہنم کی دعوت دیتے ہیں۔

قرآن مجید نے دونوں طرح کے اماموں کے دو قسم کے فرق بیان کئے ہیں۔

۱۔ دنیا میں ائمہ حق کی ہدایت حکم خدا اور اذن الٰہی سے ہوتی ہے اور ائمہ باطل کی دعوت خود اپنی خواہش کے مطابق ہوتی ہے اور اسے ہدایت بھی نہیں کہا جا سکتا ہے۔

۲۔ آخرت میں ائمہ حق کا انجام بخیر ہوتا ہے اور ائمہ باطل دوہری مصیبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ یہاں سے مسلسل لعنت ہوتی رہتی ہے اور وہاں صورت بھی بگاڑ دی جاتی ہے کہ یہ واضح ہو سکے کہ انہوں نے کس طرح دین خدا کو مسخ کر دیا تھا۔

عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ

سنا رہے ہوتے لیکن ہم ہی (ان تمام خبروں کے) بھیجنے والے تھے۔(45) اور آپ طور کے کنارے موجود نہ تھے

الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ

جب ہم نے ندا دی تھی بلکہ (آپ کا رسول بنانا) آپ کے پروردگار کی رحمت ہے تا کہ آپ اس قوم کو

اَتٰىهُمْ [21] مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾

تنبیہ کریں جن کے ہاں آپ سے پہلے کوئی تنبیہ کرنے والا نہیں آیا۔ شاید وہ نصیحت حاصل کریں۔ (46)

وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ

اور (۱۰) ایسا نہ ہو کہ اپنے ہاتھوں آگے بھیجے ہوئے اعمال کی وجہ سے اگر ان پر کوئی مصیبت نازل ہو جائے

فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ

تو وہ یہ کہنے لگیں: ہمارے رب! تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیات کا اتباع کرتے

وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ

اور ایمان لانے والوں میں شامل ہو جاتے۔(47) پھر جب ہماری طرف سے حق ان کے پاس آ گیا

عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ۭ اَوَ

تو وہ کہنے لگے: جیسی (نشانی) موسیٰ کو دی گئی تھی ایسی (نشانی) انہیں کیوں نہیں دی گئی؟

لَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ

کیا انہوں نے اس کا انکار نہیں کیا جو قبل ازیں موسیٰ کو دیا گیا تھا؟ انہوں نے کہا: یہ دونوں ایک دوسرے کی

تَظٰهَرَا ۣ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ

مدد کرنے والے جادو ہیں اور کہا: ہم ان سب کے منکر ہیں۔(48) کہہ دیجئے: پس اگر تم سچے ہو تو

عربی حاشیہ

19-جب لوگوں نے وحی الٰہی میں شبہات پیدا کرنے شروع کر دیئے تو پروردگار نے کہا کہ آپ اتنا تو سمجھائیں کہ جتنے واقعات آپ نے بیان کر دیئے ہیں کسی کے آپ چشم دید گواہ نہیں ہیں تو اگر آپ پر وحی بھی نہیں آتی ہے تو یہ سارے حقائق کہاں سے لے آئے ہیں۔

20- کتاب مقدس کے بیان کے مطابق جناب موسیٰ اور پیغمبر اسلامؐ کے درمیان دو ہزار سال کا فاصلہ ہے جس میں مختلف قومیں اور نسلیں پیدا بھی ہوئیں اور ختم بھی ہو گئیں۔

21-سرکار دو عالمؐ سے پہلے ایک وقفہ گزرا ہے جسے فترت کا زمانہ کہا جاتا ہے اور اس زمانہ میں رسالت کا سلسلہ موقوف تھا اور کوئی وحی نازل نہیں ہو رہی تھی بلکہ گذشتہ نبی کے اوصیاء تبلیغ کا کام انجام دے رہے تھے۔ آیت میں اسی دور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس سے پہلے کوئی پیغمبر نہیں آیا ہے کہ یہ بات ممکن ہی نہیں ہے اور

اردو حاشیہ

(۱۰) بظاہر سب سے پہلے جب پروردگار نے جناب موسیٰؑ سے کلام کیا اور انہیں رسالت کیلئے منتخب کیا تو وہ طور کے بائیں جانب تھے۔ اس کے بعد مختلف سمتوں سے وحی نازل ہوتی رہی اور عبد و معبود میں کلام کا سلسلہ برقرار رہا۔

(۱۱) کفار کی ہر دور میں یہی روش رہی ہے کہ حرف حق کا انکار کرنے کیلئے طرح طرح کے بہانے تلاش کرتے رہے ہیں۔ کبھی یہ کہا کہ معجزہ دکھلایئے اور جب دکھلا دیا تو کہا کہ ایسا نہیں ویسا معجزہ جیسا فلاں پیغمبر نے دکھلایا تھا۔ قدرت نے تنبیہ کی کہ اگر یہ اپنے دعویٰ میں سچے ہوتے تو کم از کم اسی پیغمبر کی تکذیب نہ کرتے اور اسی پر ایمان لے آتے۔

اور کبھی یہ کہا کہ یہ سب جادوگروں کی باہمی سازش ہے اور معاذ اللہ سارے انبیاء جادوگر تھے اور ہر ایک کا جادو دوسرے کی تصدیق و تائید کیا کرتا تھا۔ قدرت نے اس کا بھی واضح سا جواب دیدیا کہ اگر یہ سب جادو تھا تو ہدایت تو بہرحال درکار ہے۔ وہ کتاب ہدایت کونسی ہے جو پروردگار کی طرف سے نازل ہوئی تھی اور وہ کس کے پاس ہے اسی کو لے آؤ تا کہ قوم کی ہدایت تو ہو سکے اور لوگ راہِ راست پر تو آ سکیں ورنہ اس طرح گمراہی کی ذمہ داری انہیں افراد پر عائد ہوگی۔

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ

تم بھی اللہ کی طرف سے کوئی ایسی کتاب لے آؤ جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت بخش ہو۔ میں اس کا

صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا

اتباع کروں گا۔(49)پس اگر وہ آپ کی یہ بات نہیں مانتے تو آپ سمجھ لیں کہ

يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ

یہ لوگ بس اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اور اللہ کی طرف سے کسی ہدایت کے بغیر

بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

اپنی خواہشات کی پیروی کرنے والے سے بڑھ کر گمراہ کون ہو گا؟ اللہ ظالموں کو یقیناً

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ

ہدایت نہیں کرتا۔(50) اور بتحقیق ہم نے ان کیلئے (ہدایت کی) باتیں مسلسل بیان کیں۔ شاید یہ لوگ

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ

نصیحت حاصل کریں۔(51) جنہیں ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی وہ اس پر ایمان

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ

رکھتے ہیں۔(52)اور جب ان پر (یہ قرآن) پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں: ہم اس پر ایمان لے آئے۔ یقیناً یہ ہمارے

رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ

پروردگار کی طرف سے برحق ہے۔ ہم تو اس سے پہلے بھی فرماں بردار تھے۔(53)انہیں ان کے

اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ

صبر (۱۲) کے صلے میں دوبار اجر دیا جائے گا اور یہ لوگ برائی کو نیکی کے ذریعے دور کر دیتے ہیں

عربی حاشیہ

عدل الٰہی کے خلاف ہے۔

ف: آیت نمبر ۴۸ میں ظالموں نے جناب موسیٰؑ اور ہارونؑ کو ساحر کے بجائے مجسم سحر سے تعبیر کیا ہے جو بدنفسی کی آخری منزل ہے۔

22- یہ دلیل ہے کہ خدا کی طرف سے احکام اور ہدایت کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ انسان کی بغاوت اور سرکشی بھی مسلسل ہی رہتی ہے۔

23- یہ ان اہل کتاب کے بارے میں ہے جو ایمان لے آئے تھے اور جن میں ۳۲ حضرت جعفر طیار کے ساتھ حبشہ سے آئے تھے اور آٹھ شام سے اور کچھ دوسرے قبائل سے۔

اردو حاشیہ

(۱۲) یقیناً صبر کا اجر دہرا ہوتا ہے اس لئے کہ صابر جس قوت اور حوصلہ کا مظاہرہ کرتا ہے اس کا مظاہرہ مقابلہ کرنے والا نہیں کر پاتا ہے اور اس طرح صابر کے دل کی حسرت نکل جاتی ہے لیکن صبر کیلئے ضروری ہے کہ مصلحت کے مطابق ہو ورنہ مجبوری اور بیکسی یا بیحیائی کا نام صبر نہیں ہے۔

السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ

اور ہم نے جو روزی انہیں دی ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔(54)اور جب وہ بیہودہ بات سنتے ہیں

اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ز

تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں: ہمارے اعمال ہمارے لیے

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ز لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾ اِنَّكَ

اور تمہارے اعمال تمہارے لیے۔ تم پر سلام ہو (۱۳) ہم جاہلوں کو پسند نہیں کرتے۔(55)(اے محمدؐ) جسے

لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ج

آپ چاہتے (۱۴) ہیں اسے ہدایت نہیں کر سکتے لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے

وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى

اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔(56)اور کہتے ہیں: اگر ہم آپ کی معیت میں

مَعَكَ نُتَخَطَّفْ [24] مِنْ اَرْضِنَا ط اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا

ہدایت اختیار کریں تو ہم اپنی زمین سے اچک لیے جائیں گے، کیا ہم نے ایک پر امن حرم

اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ

ان کے اختیار میں نہیں رکھا جس کی طرف ہر چیز کے ثمرات کھنچے چلے آتے ہیں؟ یہ رزق ہماری طرف سے

لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ

عطا کے طور پر ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔(57)اور کتنی ہی ایسی بستیوں کو ہم نے تباہ کر دیا

بَطِرَتْ [25] مَعِيْشَتَهَا ج فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْ

جن کے باشندے اپنی معیشت پر نازاں تھے؟ ان کے بعد ان کے مکانات

عربی حاشیہ

24- تخطف۔ کسی شے پر زبردستی قبضہ کر لینا۔

25- بطر۔ نعمت پانے کے بعد غرور، طغیان اور سرکشی کرنا۔

اردو حاشیہ

(۱۳) یہ سلام تحیہ اور استقبال کے طور پر نہیں ہے جیسا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو سلام کرتا ہے بلکہ یہ اظہار بے تکلفی کا سلام ہے جس طرح کہ ہمارے یہاں سلام کر کے یا خدا حافظ کہہ کے کسی ناپسندیدہ فرد کو رخصت کر دیا جاتا ہے اور اس کا مقصد واقعی سلام کرنا یا خدا کی حفاظت میں دینا نہیں ہوتا ہے۔

(۱۴) اکثر مفسرین اہلسنت نے اس آیت کو حضرت ابوطالبؑ کی طرف موڑنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ رسول اکرمؐ نے بہت چاہا کہ وہ ایمان لے آئیں لیکن چونکہ خدا نے نہیں چاہا اس لئے وہ اسلام نہ لا سکے۔ جب کہ آیت بالکل عام ہے اور اس میں کسی فرد کی طرف اشارہ نہیں ہے اور اس اعتبار سے بھی حضرت ابوطالبؑ کی گمراہی کی داستان بالکل مہمل ہے کہ خدا اور رسول کی مرضی میں اختلاف نہیں ہوسکتا ہے ورنہ رسول رسالت سے برخواست ہو جائے گا۔ دراصل ان روایات کی بنیاد وہ احساس شکست ہے جو ابوطالبؑ کے مقابلہ میں تمام کفار کو حاصل ہوا تھا جن کا انہوں نے بظاہر کلمہ پڑھ کر انتقام لینا چاہا ہے کہ اسلام میں اپنے کو اصل بنا لیا ہے اور فدا کاروں کو اسلام سے خارج کر دیا ہے جو آج تک ہوتا چلا آ رہا ہے اور خدا نے کب تک ہوتا چلا جائے گا۔

بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ؕ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَمَا كَانَ

آباد ہی نہیں ہوئے مگر بہت کم اور ہم ہی تو وارث تھے۔(58)اور آپ کا رب

رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا[26] رَسُوْلًا يَّتْلُوْا

ان بستیوں کو تباہ کرنے والا نہ تھا جب تک ان کے مرکز میں ایک رسول نہ بھیج دے جو انہیں

عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا

ہماری آیات پڑھ کر سنائے اور ہم بستیوں کو تباہ کرنے والے نہ تھے مگر یہ کہ وہاں کے باشندے

ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

ظالم ہوئے۔(59) اور جو کچھ بھی تمہیں دیا گیا ہے وہ اس دنیاوی زندگی کا سامان اور اس کی زینت ہے

وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع

اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ (اس سے) زیادہ بہتر اور پائیدار ہے۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟(60)

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ

کیا وہ شخص جسے ہم نے بہترین وعدہ دیا ہے اور وہ اس وعدے کو پانے والا ہے اس شخص کی طرح

مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ

ہو سکتا ہے جسے ہم نے صرف دنیاوی زندگی کا سامان فراہم کر دیا ہے؟ پھر وہ قیامت کے دن

الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ

پیش کیا جائے گا۔(61)اور جس دن اللہ انہیں پکارے گا اور کہے گا: کہاں ہیں وہ جنہیں تم

الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ[27] عَلَيْهِمُ

میرا شریک گمان کرتے تھے؟(62) جن پر (اللہ کا) یہ فرمان [۱۵] ثابت ہو چکا ہو گا وہ کہیں گے: ہمارے پروردگار!

عربی حاشیہ

26- ام۔ بڑے قریہ کو یا اس کے صدر مقام کو کہا جاتا ہے۔

مقصد یہ ہے کہ ہم احکام و تعلیمات کی تبلیغ کے بغیر عذاب نازل نہیں کرتے ہیں تو اگر رسول کو کسی گوشہ میں بھیج دیں اور اس کی آواز نہ پہنچے تو عذاب کا جواز پیدا ہو سکے گا لہٰذا اسے مرکزی مقام پر رکھتے ہیں تا کہ اس کی آواز پہنچتی رہے جس طرح کہ سرکار دوعالمؐ کو ام القریٰ میں بھیجا گیا تھا اور یہ اعلان ہوا تھا کہ ہم نے ام القریٰ والوں میں رسول بھیجا ہے۔

ف: آیت نمبر ۵۶ کو بہت سے مفسرین نے جناب ابوطالب سے متعلق کرنے کی کوشش کی ہے اور ابن عباس اور ابوہریرہ کی روایت کا حوالہ دیا ہے حالانکہ اس وقت ابن عباس شیرخوار تھے اور ابوہریرہ کافر...!

ف: آیت نمبر ۶۰ علامت ہے کہ آخرت کو دنیا پر مقدم رکھنا اور فانی کے مقابلہ میں باقی کی فکر کرنا ہی دلیل عقل ہے اور اس کے خلاف

اردو حاشیہ

(۱۵) اس کا مطلب یہ ہے کہ مریدوں نے اپنے پیروں کا حوالہ دیدیا کہ انہوں نے گمراہ کیا ہے تو سوال ان کی طرف متوجہ ہو گیا اور انہوں نے صاف برأت کر لی کہ ہم نے انہیں مجبور نہیں کیا تھا اور انہوں نے اپنی مرضی سے ہماری آواز پر لبیک کہی ہے جس طرح ہم نے اپنے سے پہلے والوں کے راستہ کو اختیار کیا تھا اور انہوں نے ہمیں مجبور نہیں کیا تھا۔

اس کے بعد قدرت نے اس بیکسی کا نقشہ بھی کھینچ دیا ہے کہ ان باتوں سے بالاتر یہ ہے کہ بہت سے شریک ایسے بھی بنائے گئے ہیں جو غریب جواب دینے کے قابل بھی نہیں ہیں تو یہ بے عقل لوگ یہ کیوں نہیں سوچتے ہیں کہ جو اس دنیا میں آواز سننے اور جواب دینے کے قابل نہیں ہیں وہ قیامت میں کس طرح کام آ سکتے ہیں۔

الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ

یہی لوگ ہیں جنہیں ہم نے گمراہ کیا۔ جس طرح ہم خود گمراہ ہوئے تھے اسی طرح ہم نے انہیں گمراہ کیا تھا۔

تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۫ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَقِيْلَ ادْعُوْا

(اب) ہم تیری طرف متوجہ ہوکر ان سے بیزار ہوتے ہیں کہ وہ ہمیں نہیں پوجتے تھے۔(63) اور (ان سے) کہا جائے گا:

شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا

اپنے شریکوں کو بلاؤ تو یہ انہیں پکاریں گے لیکن وہ انہیں جواب نہیں دیں گے اور وہ عذاب کو بھی دیکھ رہے ہوں گے۔

الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ

(اس وقت تمنا کریں گے) کاش وہ ہدایت پر ہوتے۔(64) اور اس دن اللہ انہیں ندا دے گا

فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶۵﴾ [28] فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ

اور فرمائے گا: تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا؟(65) تو ان سے کوئی جواب نہیں بنے گا

الْاَنْۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ فَاَمَّا مَنْ تَابَ

اور اس دن وہ ایک دوسرے سے پوچھ بھی نہ سکیں گے۔(66) لیکن جو توبہ کرے، ایمان لائے

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا [29] فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿۶۷﴾

اور نیک عمل بجا لائے تو امید ہے کہ وہ نجات پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔ (67)

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۗ

اور آپ کا پروردگار جسے چاہتا ہے خلق کرتا ہے اور منتخب کرتا ہے۔انہیں انتخاب (۱۶) کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا

اللہ پاک اور بلند و برتر ہے۔ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔(68) اور آپ کا پروردگار وہ سب باتیں جانتا ہے

عربی حاشیہ

سب بے عقلی ہے یہاں تک کہ بعض علماء نے عقلاء کے لئے وصیت کے مال کو صرف اطاعت گزاروں تک محدود قرار دیا ہے کہ وہی عقلا ہیں اور بس!

27-قول سے مراد عذاب ہے اور حق کے معنی واجب ولازم ہوجانے کے ہیں عجیب منظر ہوگا جب مرید پیروں کا حوالہ دیں گے اور پیر مریدوں سے بیزاری کرتے ہوئے اپنے پیروں کا حوالہ دیں گے اور کوئی بھی عقل ومنطق کا نام نہ لے گا جس پر دین ومذہب کا دارومدار ہونا چاہیے اور اس بنا پر سب پر عذاب واجب ولازم ہوجائے گا غنیمت ہے کہ انسان دار دنیا میں اندھی تقلید سے الگ ہوکر عقل ومنطق کی روشنی میں کام کرے۔

28-اخبار کا مخفی ہوجانا اور تاریکی میں چلا جانا..... یعنی عذر اور جواب کی گنجائش کا ختم ہوجانا ہے۔

29-واضح رہے کہ لفظ عسیٰ مخلوقات کے

اردو حاشیہ

(۱۶) یہ ایک قانون کلی ہے کہ خالق کے مقابلہ میں مخلوق کو فیصلہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اسی نے بنایا ہے تو وہی بہتر جانتا ہے کہ کیا بنایا ہے اور کیسا بنایا ہے۔ اور انتخاب واختیار اسی کے ہاتھ میں ہونا چاہیے۔ مخلوق کو دخل اندازی کا کوئی حق نہیں ہے۔ مرسل اعظمؐ کے بعد اسی قانون کی صریحی مخالفت کی گئی تھی جس کا خمیازہ امت اسلامیہ آج تک بھگ رہی ہے۔

تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

جنہیں یہ لوگ اپنے سینوں میں پوشیدہ رکھتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔(69) اور وہی تو اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَلَهُ الْحُكْمُ

ثنائے کامل اسی کیلئے ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور حکومت اسی کے ہاتھ میں ہے اور اسی کی طرف

وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٧٠﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ

تم پلٹائے جاؤ گے۔(70) کہہ دیجئے: کیا تم نے کبھی غور کیا کہ اگر اللہ قیامت تک

عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ

تم پر ہمیشہ کے لیے رات مسلط کر دے تو اللہ کے سوا کون سا معبود ہے

غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ

جو تمہیں روشنی لادے؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟(71) کہہ دیجئے: کیا تم نے

اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

کبھی غور کیا کہ اگر اللہ قیامت تک تم پر ہمیشہ کے لیے دن کو مسلط کر دے تو اللہ کے سوا

مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا

کون سا معبود ہے جو تمہیں رات لا دے جس میں تم سکون حاصل کرو؟ کیا تم (چشم بصیرت سے)

تُبْصِرُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ

دیکھتے نہیں ہو؟(72) اور یہ اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے تمہارے لیے رات اور دن کو (یکے بعد دیگرے) بنایا

لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ

تا کہ تم (رات میں) سکون حاصل کر سکو اور (دن میں) اللہ کا فضل (روزی) تلاش کرو اور شاید کہ تم

عربی حاشیہ

کلام میں پسندیدہ چیزوں میں امید کے لئے استعمال ہوتا ہے اور مکروہ باتوں میں خوف ودہشت کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن خالق کے کلام میں یقین وحتم کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۷۰ میں مشرکین کے جواب میں پروردگار کی پانچ صفات کا ذکر کیا گیا ہے:
(۱) وحدانیت (۲) قابل حمد وستائش ہونا (۳) دنیا و آخرت دونوں کا صاحب اختیار ہونا (۴) مطلق طور پر حاکم ہونا (۵) سب کی بازگشت کا اسی کی بارگاہ میں ہونا اور اس کے علاوہ کسی کا اس امر کا اہل نہ ہونا۔

ف: نعمت شب کے ساتھ سماعت اور نعمت روز کے ساتھ بصارت کا ذکر دلیل ہے کہ قرآن اپنی تعبیرات پر نہایت درجہ لطافت کا حامل ہے کہ تاریکی میں عام طور سے سماعت سے استفادہ ہوتا ہے اور روشنی میں بصارت سے اور روشنی میں پورے نظام بدن میں محرک کا کام انجام

اردو حاشیہ

تَشْكُرُوْنَ (31) ﴿۷۳﴾ وَ يَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ

شکر بجا لاؤ۔(73)اور جس دن اللہ انہیں ندا دے گا اور فرمائے گا: کہاں ہیں

الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَ نَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ

وہ جنہیں تم میرا شریک گمان کرتے تھے؟(74)اور ہم ہر امت سے ایک گواہ نکال لائیں گے

شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ

پھر ہم (مشرکین سے) کہیں گے: اپنی دلیل پیش کرو، اس وقت انہیں علم ہو جائے گا کہ حق بات اللہ کی ہے

لِلّٰهِ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ ع اِنَّ قَارُوْنَ

اور جو جھوٹ باندھتے تھے وہ سب ناپید ہو جائیں گے۔(75)بے شک قارون کا تعلق

ع ۱۵ ۱۰

كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۠ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنَ

موسیٰ کی قوم (۱۷) سے تھا پھر وہ ان سے سرکش ہو گیا اور ہم نے قارون کو اس قدر

الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ (32) بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ۗ

خزانے دیے کہ ان کی کنجیاں ایک طاقتور جماعت کے لیے بھی بار گراں تھیں۔

اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

جب اس کی قوم نے اس سے کہا: اترانا مت یقیناً اللہ اترانے والوں کو

الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَ ابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ

دوست نہیں رکھتا۔(76)اور جو (مال) اللہ نے تجھے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر حاصل کر،

وَ لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ

البتہ دنیا سے بھی اپنا حصہ فراموش نہ کر اور احسان کر جس طرح اللہ نے

عربی حاشیہ

دیتی ہے۔

30- واقعاً پروردگار نے عجیب وغریب نعمت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس نے رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات کو پیدا کیا ہے تاکہ انسان کو آرام بھی ملے اور کاروبار بھی چلتا رہے ورنہ زندگی تباہ و برباد ہوکر رہ جاتی۔

اس احسان کی طرف متوجہ کرنے میں رات کے ساتھ سماعت کا ذکر کیا گیا ہے اور دن کے ساتھ بصارت کا کہ رات کے وقت بات سنی جاتی ہے اور دن میں منظر دیکھا جاتا ہے۔

31- کس قدر افسوس ناک بات ہے کہ پالنے والا انسان کو اس طرح توجہ دلائے اور انسان متوجہ نہ ہو۔ اس نے آرام اور کاروبار کو یقینی شکل میں پیش کیا ہے اور شکر۔ لعلکم کے ساتھ بیان کیا ہے گویا بندہ کے کردار میں آرام اور کاروبار کا یقین ہے لیکن شکر یہ کا یقین نہیں ہے۔

32- بعض روایات میں اس سے چالیس افراد مراد لئے گئے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۷) یہ علامت ہے کہ قارون بھی موسیٰ علیہ السلام کی پوری قوم کی طرح ابتدائے امر میں راہِ راست پر تھا۔ اس کے بعد خدا نے نفس کا امتحان لینے کیلئے اسے دولت دیدی تو اس میں احساس برتری پیدا ہوگیا اور وہ قوم کے حق میں زیادتیاں کرنے لگا جیسا کہ ہر دور کے صاحبانِ دولت وثروت کا یہی انجام ہوتا ہے کہ دولت پانے کے بعد غریبوں کے حق پر قبضہ کر لینے کو دولت کا کرشمہ اور اپنا بنیادی حق سمجھنے لگتے ہیں اور اس طرح سماج ایک عجیب وغریب اونچ نیچ کا شکار ہو جاتا ہے۔

مزید لطف کی بات یہ ہے کہ قارون اسے اپنے کردار کی عظمت کی دلیل سمجھتا تھا کہ مجھ میں کوئی خاص بات نہ ہوتی تو مجھے اس قدر دولت نہ دی جاتی۔ وہ امتحان کے تصور سے بھی ناآشنا تھا اور خیال آخرت سے بھی یکسر غافل ہوگیا تھا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ خود قوم نے بھی اسے سمجھایا مگر وہ راستہ پر نہ آیا اور بالآخر اپنی سرمایہ دارانہ ذہنیت کا اظہار کر دیا۔

آیات کے مطابق قوم نے قارون سے پانچ طرح کے مطالبات کئے تھے جو صحیح اور شریف زندگی کے بنیادی اصول میں شامل ہیں۔

۱۔ غرور اور تکبر سے کام نہ لے۔

۲۔ مال دنیا سے آخرت کمانے کی فکر کرے۔

اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا

تیرے ساتھ احسان کیا ہے اور زمین میں فساد نہ کر یقیناً

يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ

اللہ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔(77) قارون نے کہا: یہ سب مجھے اس مہارت کی

عِنْدِيْ ؕ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ

بنا پر دیا گیا ہے جو مجھے حاصل ہے۔ کیا اسے معلوم نہیں ہے کہ اللہ نے اس سے پہلے بہت سی ایسی امتوں کو

الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَلَا يُسْـَٔلُ

ہلاکت میں ڈال دیا جو اس سے زیادہ طاقت اور جمعیت رکھتی تھیں اور مجرموں سے تو ان کے

عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ [33] ؕ

گناہ کے بارے میں پوچھا ہی نہیں جائے گا۔(78)(ایک روز) قارون بڑی آرائش کے ساتھ

قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ

اپنی قوم کے سامنے نکلا تو دنیا پسند لوگوں نے کہا: اے کاش! ہمارے لیے بھی وہی کچھ ہوتا

اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ

جو قارون کو دیا گیا ہے۔ بے شک یہ تو بڑا ہی قسمت والا ہے۔(79)اور جنہیں علم دیا گیا تھا وہ کہنے لگے:

اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ

تم پر تباہی ہو!اللہ کے پاس جو ثواب ہے وہ ایمان لانے والوں اور نیک عمل انجام دینے والوں کیلئے

صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ [34] فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ

اس سے کہیں بہتر ہے اور وہ صرف صبر کرنے والوں کو ملے گا۔(80) پھر ہم نے قارون اور اس کے گھر کو

عربی حاشیہ

ف: قوم کے ناصحین نے قارون کو پانچ ابدی نصیحتیں کی ہیں جن کو ہر دور کے دولت مند کو یاد رکھنا چاہیے:

(۱)انسان کو اکڑنا نہیں چاہیے۔ (۲) نعمت خدا کو وسیلۂ آخرت بنانا چاہئے۔(۳)دنیا کے محدود حصہ کو فراموش کرکے زیادہ کی ہوس نہیں کرنا چاہیے۔ (۴) لوگوں کے ساتھ احسان کرنا چاہیے۔(۵) زمین میں فساد کی کوشش نہیں کرنا چاہیے۔

ف: آیت نمبر ۷۸ میں عدم سوال باعتبار وضاحت ہے یا قیامت کی ابتدائی منزل کے اعتبار سے ہے ورنہ سوال وجواب ضروری ہے۔

33- زینت کی نمائش انسان کی فطری کمزوریوں میں سے ایک کمزوری ہے اور اس کے بعد پھر ایمان کی کمزوری یہ ہوتی ہے کہ انسان عاقبت و آخرت سے غافل ہو کر اسی زیب وزینت کی آرزو کرنے لگتا ہے اور اپنے ایمان اور عمل صالح کی قدرو قیمت بھول جاتا

اردو حاشیہ

۳۔ خدا نے احسان کیا ہے تو انسان کو بھی احسان کرنا چاہیے۔

۴۔ زمین میں فساد کی کوشش نہیں کرنا چاہیے۔

۵۔ دنیا میں اپنا حصہ نہیں بھولنا چاہیے اور بقدر حصہ ہی دنیا کو حاصل کرنا چاہیے۔

کاش دور حاضر کے چھوٹے چھوٹے قارون بھی بینک بیلنس کے غرور سے الگ ہو کر اس پانچ نکاتی پروگرام پر عمل کرتے اور معاشرہ کو قارونیت سے نکال کر راہِ حق وصداقت پر لے آتے۔

الْأَرْضَ ۗ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ

زمین میں دھنسا دیا تو اللہ کے سوا کوئی گروہ اس کی نصرت کیلئے موجود نہ تھا

اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِينَ ﴿۸۱﴾ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا

اور نہ ہی وہ خود کوئی مدد حاصل کر سکا۔(81)اور جو لوگ کل اس کی

مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيْكَأَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

منزلت کی تمنا (۱۸) کر رہے تھے وہ کہنے لگے: ہائے ندامت! اللہ اپنے بندوں میں سے

لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ ۖ لَوْلَا أَنْ مَنَّ اللَّهُ

جس کی چاہتا ہے روزی کشادہ اور تنگ کر دیتا ہے۔ اگر اللہ ہم پر احسان نہ کرتا

عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۖ وَيْكَأَنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴿۸۲﴾ ع

تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ ہائے ندامت! کافر فلاح نہیں پا سکتے۔ (82)

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ

آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کیلئے بنا دیتے ہیں جو زمین میں

عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۸۳﴾ مَنْ

بالادستی اور فساد پھیلانا نہیں چاہتے اور (نیک) انجام تو تقویٰ والوں کیلئے ہے۔(83)جو شخص

جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا ۖ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ

نیکی لے کر آئے گا اسے اس سے بہتر (اجر) ملے گا اور جو کوئی برائی لائے گا

فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا مَا كَانُوا

تو برے کام کرنے والوں کو صرف وہی بدلہ ملے گا جو وہ کرتے

عربی حاشیہ

ہے اور یہ خیال نہیں کرتا ہے کہ کچھ آخرت میں بھی ملنے والا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب حضرت موسیٰ کے اصحاب اتنے ضعیف الایمان ہو سکتے ہیں تو عام انسانوں کا کیا ذکر ہے۔ ان افراد نے تو اپنی کمزوری کا بھی اعلان کر دیا اور عموماً عنوانِ صحابیت کی بھی بے حرمتی کر دی کہ اس کے بعد صرف صحابیت بھی قابل اعتبار اور دیندار نہیں قرار دی جا سکتی جب تک کہ الگ سے کردار کا جائزہ نہ لے لیا جائے۔

34- واضح رہے کہ قارون جناب موسیٰ کا رشتہ دار بھی تھا اور صحابی بھی لیکن جب ایمان اور عمل صالح کے راستہ سے ہٹ گیا اور جناب موسیٰ کے اصرار کے باوجود زکوٰۃ ادا نہیں کی تو خدا نے اس خزانہ سمیت زمین میں دھنسا دیا۔

اس واقعہ میں تمام خمس و زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے لئے ایک سامانِ عبرت و نصیحت ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۸) انسان اپنی جہالت کا اقرار کرتا ہے لیکن تلخ تجربات کے بعد اور یہی اس کے علم کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔اصحاب موسیٰ ؑ کو خدا نے قارون جیسا مال نہیں دیا تو خدا جانے دل ہی دل میں کیا کیا سوچا اور زبان سے کیا کیا کہا جیسا کہ دور حاضر میں بعض صاحبانِ ایمان کا حال ہوتا ہے کہ ذرا دوسرے کو اپنے سے بہتر دیکھا اور اپنے حالات کو کمزور پایا اور در پردہ عدل اور فضل الٰہی پر اعتراض کرنے لگے۔ لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد جب قارون دھنسنے لگا تو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا اور سب شکر خدا کرنے لگے کہ اچھا ہوا کہ اس نے ہمیں دولت نہیں دی ورنہ شاید ہمارا بھی انجام یہی ہوتا۔

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کو قضا و قدر الٰہی پر راضی رہنا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ پروردگار جس حال میں رکھے گا کوئی مصلحت ضرور ہو گی ورنہ وہ اپنے بندے کا نقصان نہیں چاہتا ہے فائدہ ہی چاہتا ہے۔ یہ تو بندہ ہے کہ اس کے فیصلہ پر راضی نہیں ہوتا ہے اور شکوہ و شکایت کرنے لگتا ہے جیسا کہ روایات میں اشارہ کیا گیا ہے کہ خدائی فیصلوں کی شکایت کرنے والا خدا کو ظالم اور بندوں کو اس سے بالاتر سمجھتا ہے اور یہ بات شان اسلام و ایمان کے قطعاً منافی ہے۔

يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۸۴﴾ اِنَّ الَّذِىۡ فَرَضَ عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لَرَآدُّكَ

رہے ہیں۔(84) (اے محمدؐ) جس نے آپ پر قرآن (کے احکام کو) فرض کیا ہے وہ یقیناً آپ کو

اِلٰى مَعَادٍ‌ ؕ قُلْ رَّبِّىۡۤ اَعۡلَمُ مَنۡ جَآءَ بِالۡهُدٰى وَمَنۡ

بازگشت (۱۹) تک پہنچانے والا ہے۔ کہہ دیجئے: میرا رب اسے خوب جانتا ہے جو ہدایت لے کر آیا ہے اور اسے بھی

هُوَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۸۵﴾ وَمَا كُنۡتَ تَرۡجُوۡۤا اَنۡ يُّلۡقٰٓى

جو واضح گمراہی میں ہے۔(85) اور آپ کو یہ امید نہ تھی کہ آپ پر

اِلَيۡكَ الۡكِتٰبُ اِلَّا رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ‌ فَلَا تَكُوۡنَنَّ

یہ کتاب نازل کی جائے گی مگر آپ کے رب کی رحمت ہے لہٰذا آپ کافروں کے

ظَهِيۡرًا لِّلۡكٰفِرِيۡنَ‌ ﴿۸۶﴾ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ

پشت پناہ ہرگز نہ بنیں۔(86) جب یہ آیات آپ کی طرف نازل ہو چکی ہیں تو کہیں

بَعۡدَ اِذۡ اُنۡزِلَتۡ اِلَيۡكَ‌ وَادۡعُ اِلٰى رَبِّكَ‌ وَلَا تَكُوۡنَنَّ

یہ آپ کو اللہ کی آیات (کی تبلیغ) سے روک نہ دیں اور آپ اپنے رب کی طرف دعوت دیں اور آپ

مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ‌ ﴿۸۷﴾ وَلَا تَدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ‌ۘ

مشرکین میں ہرگز شامل نہ ہوں۔(87) اور اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارو۔

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَىۡءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجۡهَهٗ‌ ؕ لَهُ

اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے۔ حکومت کا حق

الۡحُكۡمُ وَاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۸۸﴾

اسی کو حاصل ہے اور اسی کی طرف تم سب پلٹائے جاؤ گے۔(88)

عربی حاشیہ

ف: حسنہ ہر نیکی ہے جس کا مجموعہ عقیدہ توحید ہے اور سیہ ہر برائی ہے جس کا سرچشمہ شرک ہے اور اسی لئے سیئات جمع استعمال ہوا ہے۔

ف: بعض علماء نے معاد کی تفسیر قیامت سے کی ہے حالانکہ یہ بات بالکل عجیب وغریب ہے کہ قیامت کا تعلق صرف پیغمبر اسلام سے نہیں ہے اور آیت میں وعدہ پیغمبر سے ہے۔

ف: آیت نمبر ۸۸ میں کل شئی سے مراد روئے زمین کی اشیاء ہیں ورنہ شئے کا اطلاق خود اعمال پر بھی ہوتا ہے اور جنت وجہنم پر بھی۔

دوسری بات یہ کہ ہالک سے مراد مستقبل کی فنا بھی ہوسکتی ہے اور ذاتی طور پر شے کا بے بنیاد ہونا بھی!

35- اس آیت میں خدا نے وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ فرض کی راہ میں گھر سے نکلے ہیں خدا انھیں واپس ان کی منزل تک ضرور پہنچا دے گا۔ اور اسی لئے اس آیت کو مسافر پر دم کیا جاتا ہے تو اب مسافر کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے فرض سے

اردو حاشیہ

(۱۹) کہا جاتا ہے کہ رسول اکرمؐ ہجرت کر کے مدینہ کی طرف چلے تو راستہ میں خانۂ کعبہ کی یاد نے تڑپایا اور آپ نے مڑ کر پھر ایک مرتبہ حسرت سے سوئے وطن دیکھا تو قدرت نے اطمینان دلایا کہ ہم آپ کو آپ کی منزل تک واپس پہنچائیں گے اس لئے کہ آپ نے ہماری راہ میں ہجرت کی ہے اور ہمارے حکم سے اس زحمت کا سامنا کیا ہے جس طرح کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو واپس ان کی ماں تک پہنچا دیا تھا کہ ان کی ماں نے ہمارے حکم سے انہیں دریا کے حوالہ کر دیا تھا۔ اس واقعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدا صاحبانِ ایمان کی غیبی امداد کیلئے ہر وقت تیار رہتا ہے لیکن شرط یہی ہے کہ اس کی راہ میں زحمت برداشت کی جائے اور اس کی خاطر خشکی یا دریا کا سفر اختیار کیا جائے اپنی راہ میں قربانی دینے والے خود ذمہ دار ہوتے ہیں اور قدرت کی راہ میں قربانی دینے والوں کا ذمہ دار خدا ہوتا ہے۔

اٰیاتھا ۶۹ ۲۹ سُوْرَۃُ الْعَنْکَبُوْتِ مَکِّیَّۃٌ ۸۵ رکوعاتھا ۷

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

الٓمّٓ ① اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ

الف، لام، میم۔(1) کیا لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ صرف اتنا کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور یہ کہ وہ

لَا یُفْتَنُوْنَ ② وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ

آزمائے نہیں جائیں گے؟(2) اور بتحقیق ہم ان سے پہلوں کو بھی آزما چکے ہیں کیونکہ اللہ کو

اللّٰہُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ ③ اَمْ حَسِبَ

بہرحال یہ معلوم کرنا ہے [1] کہ کون سچے ہیں اور یہ بھی ضرور معلوم کرنا ہے کہ کون جھوٹے ہیں۔(3) برائی کے

الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ④

مرتکب افراد کیا یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہم سے بچ نکلیں گے؟ کتنا برا فیصلہ ہے جو یہ کر رہے ہیں۔ (4)

مَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰہِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ لَاٰتٍ ؕ وَھُوَ

جو اللہ کے حضور پہنچنے کی امید رکھتا ہے تو (وہ باخبر رہے کہ) اللہ کا مقرر کردہ وقت یقیناً آنے ہی والا ہے۔ اور وہ

السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ⑤ وَمَنْ جَاھَدَ فَاِنَّمَا یُجَاھِدُ

بڑا سننے والا، جاننے والا ہے۔(5) اور جو شخص جفا کشی کرتا ہے تو وہ صرف

لِنَفْسِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ⑥ وَالَّذِیْنَ

اپنے فائدے کیلئے کرتا ہے۔ اللہ تو یقیناً سارے عالمین سے بے نیاز ہے۔(6) اور جو لوگ

عربی حاشیہ

غافل نہ رہے اور غلط راہ میں سفر نہ کرے تاکہ خدا اس پر رحم وکرم کا سلسلہ قائم رکھ سکے۔

36-ان تمام احکام کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رسول اکرمؐ کے کردار میں مجرمین کی حمایت یا مشرکین میں شمولیت کا امکان پایا جاتا ہے۔ درحقیقت یہ اس امر کی وضاحت ہے کہ جس پر خدا اس طرح رحمت نازل کرتا ہے اسے مجرمین کی حمایت نہیں کرنی چاہیے تاکہ ہر طالبِ رحمت کو یہ ہوش رہے کہ خدا اس پر مہربانی کردے تو پھر نہ مشرکین میں شامل ہو اور نہ مجرمین کی حمایت واعانت میں حصہ لینے والا بنے۔

ف: واضح رہے کہ سورہ عنکبوت تمام ترمکّی ہے اور اس میں جہاد کا ذکر مسلح جہاد کے معنی میں نہیں ہے اور نہ امتحان سے مراد ہجرت کے ذریعہ امتحان ہے یہ ایک عام امتحان ہے جس میں مسلمان مکہ میں مبتلا تھے۔

اردو حاشیہ

(۱) ظاہر ہے کہ خدا اپنے علم میں کسی امتحان کا محتاج نہیں ہے۔ وہ سب کے حالات سے بخوبی واقف ہے۔ یہ امتحان صرف اتمام حجت کیلئے ہوتا ہے تاکہ لوگ اس کے فیصلے پر انگلی نہ اٹھا سکیں اور خود تجربہ کر کے دیکھ لیں کہ منزل مصائب میں ان کا کردار کیا ہوتا ہے اور راہِ خدا میں ان کی قربانیوں کی کیفیت کیا ہوتی ہے ورنہ وہ کسی بات سے بے خبر نہیں ہے اور نہ کوئی اس سے بچ کر نکل سکتا ہے۔

اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ سَیِّاٰتِهِمۡ

ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ہم ان سے ان کی برائیاں ضرور

وَ لَنَجۡزِیَنَّهُمۡ اَحۡسَنَ الَّذِیۡ كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۷﴾ وَ وَصَّیۡنَا

دور کر دیں گے اور انہیں ان کے بہترین اعمال کا صلہ بھی ضرور دیں گے۔(7)اور ہم نے

الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡهِ حُسۡنًا ؕ وَ اِنۡ جَاهَدٰكَ لِتُشۡرِكَ بِیۡ

انسان کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک (۲) کرنے کا حکم دیا ہے۔ اگر تیرے ماں باپ میرے ساتھ

مَا لَیۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ فَلَا تُطِعۡهُمَا ؕ اِلَیَّ مَرۡجِعُكُمۡ

شرک کرنے پر تجھ سے الجھ جائیں جس کا تجھے کوئی علم نہ ہو تو تو ان دونوں کا کہنا نہ ماننا۔تم سب کی بازگشت

فَاُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۸﴾ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ

میری طرف ہے۔ پھر میں تمہیں بتا دوں گا تم کیا کرتے رہے ہو۔(8)اور جو لوگ ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدۡخِلَنَّهُمۡ فِی الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۹﴾ وَ مِنَ

نیک اعمال بجا لائے انہیں ہم بہرصورت صالحین میں شامل کریں گے۔(9)اور لوگوں میں

النَّاسِ مَنۡ یَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَاۤ اُوۡذِیَ فِی اللّٰهِ جَعَلَ

کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے تو ہیں: ہم اللہ پر ایمان لائے لیکن جب اللہ کی راہ میں

فِتۡنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَ لَئِنۡ جَآءَ نَصۡرٌ مِّنۡ

اذیت پہنچتی ہے تو لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی اذیت کو عذاب الٰہی کی مانند تصور کرتے ہیں اور اگر

رَّبِّكَ لَیَقُوۡلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمۡ ؕ اَوَ لَیۡسَ اللّٰهُ بِاَعۡلَمَ

آپ کے پروردگار کی طرف سے مدد پہنچ جائے تو وہ ضرور کہتے ہیں: ہم تو تمہارے ساتھ تھے۔ کیا اللہ کو

عربی حاشیہ

ف: صاحبانِ ایمان کا امتحان کبھی بدکاروں کی معاشرت کبھی افلاس و غربت، کبھی دولت وثروت کبھی جنگوں کی کثرت اور کبھی مشرق ومغرب کی ثقافت کے ذریعہ ہوتا رہتا ہے اور سچے مومن کی علامت یہ ہے کہ ان تمام امتحانات میں کامیاب رہے اور ناکام نہ ہونے پائے۔

1- ایک آیت قبل، گناہوں کے بخش دینے اور بہترین جزا دینے کا وعدہ کیا گیا اور اس آیت میں صالحین میں شامل کرنے کا وعدہ کیا گیا جو تمام جزاؤں سے بالاتر جزا ہے کہ انسان نگاہ پروردگار میں صالحین میں قرار پاجائے کہ اس سے بالاتر کوئی مرتبہ نہیں ہے۔

2- فتنہ الناس۔ لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی اذیت ہے جسے کمزور عقیدہ والے ایک طرح کا عذاب قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ عذابِ الٰہی اس سے کہیں زیادہ شدید تر ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) واضح رہے کہ قرآن مجید نے ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرنے کی بار بار تاکید کی ہے اور تاریخ نے اس کے اثرات کا بھی تذکرہ کیا ہے کہ جب اصحاب کہف نے غار سے نکلنا چاہا تو اپنے اپنے عمل خیر کا حوالہ دیا۔ ایک نے ماں باپ کی خدمت کا حوالہ دیا دوسرے نے بدکاری سے عورت کو بچانے کا حوالہ دیا۔ تیسرے نے مزدور کی بقایا اجرت کو مع منفعت کے واپس کرنے کا حوالہ دیا اور اس طرح غار کا دروازہ کھل گیا اور ماں باپ کے ساتھ بہترین برتاؤ کرنے کا اثر آخرت سے پہلے دنیا میں بھی ظاہر ہو گیا لیکن اسی کے ساتھ ساتھ قرآن کریم نے اس بات کی طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ اس حسن سلوک کا کوئی تعلق حکم خدا کے مقابلہ سے نہیں ہے کہ ماں باپ حکم خدا کی خلاف ورزی پر آمادہ کریں تو بھی انسان ان کی اطاعت کیلئے آمادہ ہو جائے اور گناہ کا ارتکاب کر بیٹھے تا کہ بے ایمان والدین کی حوصلہ شکنی بھی ہو جائے اور انہیں اپنے حدودِ اختیار کا اندازہ بھی ہو جائے اور یہ بھی واضح ہو جائے کہ ماں باپ ازخود ماں باپ نہیں ہیں۔ انہیں رب العالمین نے والدین بنایا ہے لہٰذا اس کے حکم کے مقابلہ میں ان کے حکم کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

بِمَا فِیْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰﴾ وَ لَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ
اہل عالم کے دلوں کا حال خوب معلوم نہیں ہے؟(10) اور اللہ نے یہ ضرور معلوم کرنا ہے کہ ایمان والے کون ہیں

اٰمَنُوْا وَ لَیَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ ﴿۱۱﴾ وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
اور یہ بھی ضرور معلوم کرنا ہے کہ منافق کون ہیں۔(11) اور کفار اہل ایمان سے کہتے ہیں:

لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِیْلَنَا وَ لْنَحْمِلْ خَطٰیٰكُمْ ؕ وَ مَا
ہمارے طریقے پر چلو تو تمہارے گناہ ہم اٹھا لیں گے حالانکہ وہ ان کے

هُمْ بِحٰمِلِیْنَ مِنْ خَطٰیٰهُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۲﴾
گناہوں میں سے کچھ بھی اٹھانے والے نہیں ہیں۔بے شک یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ (12)

وَ لَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ❸ وَ لَیُسْـَٔلُنَّ
البتہ یہ لوگ اپنے بوجھ ضرور اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ مزید بوجھ بھی اور قیامت کے دن ان سے

یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا
ضرور پرسش ہو گی اس بہتان کے بارے میں جو وہ باندھتے رہے ہیں۔(13) اور تحقیق ہم نے نوح کو

نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ
ان کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان کے درمیان پچاس سال کم ایک ہزار سال رہے پھر طوفان نے

عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَ هُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ
انہیں اس حال میں اپنی گرفت میں لیا کہ وہ ظلم کا ارتکاب کر رہے تھے۔(14) پھر ہم نے

وَ اَصْحٰبَ السَّفِیْنَةِ ❹ وَ جَعَلْنٰهَاۤ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۵﴾
نوح اور کشتی والوں کو نجات دی اور اس کشتی کو اہل عالم کیلئے نشانی بنا دیا۔ (15)

عربی حاشیہ

3- اس بوجھ سے مراد گناہوں کا بوجھ یعنی ان کی سزاؤں کا بوجھ ہے جس کا اٹھانے والا سوائے گناہگار کے کوئی نہیں ہے اور نہ خدا کسی کے جرم کی سزا دوسرے کو دینے والا ہے البتہ جن لوگوں نے کسی کو گمراہ کیا ہے انھیں گمراہ کرنے کی سزا بہر حال برداشت کرنا پڑے گی۔

ف: آیت نمبر ۸ دلیل ہے کہ اسلام دین انسانیت ہے اور وہ ہر انسان کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔صرف شرک کو برداشت نہیں کرسکتا کہ یہ دین وعقل دونوں کی تباہی ہے۔

ف: جناب ابراہیم نے دعوت توحید میں پہلے بتوں کی بیکسی کا ذکر کیا پھر خدا کی رزاقیت یاد دلائی پھر قیامت کا حوالہ دیا اور مسئلہ حیات بعدالموت کو کبھی خدا کے لئے آسان قرار دیا اور کبھی اس کی قدرت کاملہ کا ایک اثر قرار دیا۔ دنیا ہی میں حیات وموت کے اعتبار سے آسان اور حیات آخرت کے اعتبار سے قدرت کاملہ کا

اردو حاشیہ

وَ اِبۡرٰهِیۡمَ اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوۡهُ ؕ

اور ابراہیم کو بھی (بھیجا) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو۔

ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعۡبُدُوۡنَ

اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔(16) تم تو اللہ کو چھوڑ کر

مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡثَانًا وَّ تَخۡلُقُوۡنَ اِفۡکًا ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ

بس بتوں کو پوجتے ہو اور جھوٹ گھڑ لیتے ہو۔ اللہ کے سوا تم جن کی

تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ لَا یَمۡلِکُوۡنَ لَکُمۡ رِزۡقًا

پوجا کرتے ہو وہ تمہیں رزق دینے (۳) کا اختیار نہیں رکھتے لہٰذا تم اللہ کے ہاں سے

فَابۡتَغُوۡا عِنۡدَ اللّٰهِ الرِّزۡقَ وَ اعۡبُدُوۡهُ وَ اشۡکُرُوۡا لَهٗ ؕ

رزق طلب کرو اور اسی کی بندگی کرو اور اسی کا شکر ادا کرو۔ تم اسی کی طرف

اِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۷﴾ وَ اِنۡ تُکَذِّبُوۡا فَقَدۡ کَذَّبَ اُمَمٌ

تم پلٹائے جاؤ گے۔(17) اور اگر تم تکذیب کرو تو تم سے پہلے کی امتوں نے بھی

مِّنۡ قَبۡلِکُمۡ ؕ وَ مَا عَلَی الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ ﴿۱۸﴾

تکذیب کی ہے اور رسول کی ذمے داری بس یہی ہے کہ واضح انداز میں تبلیغ کرے۔ (18)

اَوَ لَمۡ یَرَوۡا کَیۡفَ یُبۡدِئُ اللّٰهُ الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُهٗ ؕ

کیا انہوں نے (کبھی) غور نہیں کیا کہ اللہ خلقت کی ابتداء کیسے کرتا ہے پھر اس کا اعادہ کرتا ہے۔

اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیۡرٌ ﴿۱۹﴾ قُلۡ سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ

یقیناً اللہ کیلئے یہ زیادہ آسان ہے۔(19) کہہ دیجئے: تم زمین میں

عربی حاشیہ

ایک اثر۔

4- واضح رہے کہ قرآن مجید نے ''اصحابہ'' نہیں کہا ہے بلکہ اصحاب السفینہ کہا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ نجات کا معیار نبی کا صحابی بن جانا نہیں ہے۔ سفینہ کے اصحاب میں شامل ہو جانا ہے جسے حکمِ خدا سے پیغمبرؐ نے امت کی نجات کے لئے تیار کیا ہے۔

5- قاموس کتاب مقدس میں جناب ابراہیمؑ کا شجرہ اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔ ابراہیم بن تارخ از نسل سام بن نوح۔ دجلہ وفرات کے علاقہ میں ۵۷ سال زندگی گزاری ہے اور زمانہ تقریباً ۱۶۹۶ سال قبل مسیح کا قرار پاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) انسان کی بیچارگی کی انتہا ہے کہ اس نے غیر خدا کو معبود بنایا اور پھر ان سے یہ بھی امید وابستہ کر لی کہ ان معبودوں سے رزق بھی ہاتھ آ جائے گا جب کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ ان کے پاس کسی طرح کا اختیار نہیں ہے اور یہ کسی کو بھی رزق دینے کے قابل نہیں ہیں اور رزق دینے والا واقعاً وہ پروردگار ہے جس نے کل کائنات کو پیدا کیا ہے۔

لیکن واضح رہے کہ جہاں یہ بات ان کفار کیلئے قابل تعجب تھی جو جناب ابراہیمؑ کے دور میں اس خوش فہمی کا شکار تھے وہاں دورِ حاضر کے مسلمانوں کیلئے بھی حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے جنہوں نے ان واقعات کو پڑھا ہے اور قرآنی آیات کا مطالعہ کیا ہے اور اس کے بعد بھی خدا کو چھوڑ کر بندگانِ خدا بلکہ دشمنانِ خدا سے رزق کی امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہیں اور ان کا خیال یہ ہے کہ یہ ناراض ہو گئے تو رزق کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ دفتر کے افسر سے لے کر سپر پاورز تک سب ان کے عقیدہ کی اسی کمزوری سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور مسلمان اپنی ہی دی ہوئی قیمت کے ہاتھوں بک رہا ہے۔

فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ

چل پھر کر دیکھ لو کہ خلقت کی ابتداء کیسے ہوئی۔ پھر اللہ دوسری خلقت

الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ ۚ يُعَذِّبُ

پیدا کرے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (20)وہ جسے چاہتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾

عذاب دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے رحم فرماتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔(21)

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ[6] فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۫ وَمَا

اور تم اللہ کو نہ زمین میں عاجز بنا سکتے ہو اور نہ آسمان میں اور اللہ کے سوا

لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾ ع وَالَّذِيْنَ

تمہارا نہ کوئی کارساز ہو گا اور نہ مددگار۔(22)اور جنہوں نے

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ

اللہ کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کیا وہ میری رحمت سے

رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾ فَمَا كَانَ

ناامید ہو چکے ہیں اور انہی کیلئے دردناک عذاب ہے۔(23)تو ابراہیم کی قوم کا

جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ[7] اَوْ حَرِّقُوْهُ

صرف یہ جواب تھا کہ وہ کہیں: انہیں قتل کر ڈالو یا جلا دو لیکن اللہ نے

فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

انہیں آگ سے بچا لیا۔ ایمان والوں کیلئے یقیناً اس میں

عربی حاشیہ

6- انسان کس قدر خوش فہمیوں کا شکار رہتا ہے اور اسے یہ بھی وہم ہوجاتا ہے کہ وہ کسی ایسی جگہ جاسکتا ہے جہاں خدا کی گرفت میں بھی نہ آسکے جب کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

7- ظالم اس کے علاوہ اور کیا کر سکتے ہیں۔ ان کے پاس سے عقل و منطق کا گزر تو ہوتا نہیں ہے۔ وہ ہر بات کو طاقت کے زور پر منوانا چاہتے ہیں لیکن خدا بھی اپنے مخلص بندوں کی مدد کر کے ظالموں کی طاقت کا غرور توڑتا رہتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۲ میں مشرکین کے سامنے آسمان کا ذکر بیان عظمت پروردگار کے لئے ہے ورنہ مشرکین میں کوئی آسمان میں نہیں ہے۔ آیات سے مراد بھی تکوینی اور تشریعی دونوں قسم کی آیات ہیں۔

ف: واضح رہے کہ حضرت نوحؑ کی نجات آیت ہے اور حضرت ابراہیم کی نجات آیات۔ گویا کہ آگ کا گلزار ہوجانا۔ ابراہیمؑ کا بچ جانا۔

اردو حاشیہ

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ قَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

نشانیاں ہیں۔(24)اور ابراہیم نے کہا: تم صرف اس لیے اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو

اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ

لیے بیٹھے ہو کہ تمہارے [۴] درمیان دنیاوی زندگی کے تعلقات ہیں۔ پھر قیامت

الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّ يَلْعَنُ بَعْضُكُمْ

کے دن تم ایک دوسرے کا انکار کرو گے اور ایک دوسرے پر لعنت

بَعْضًا ۫ وَّ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾

بھیجو گے اور جہنم تمہارا ٹھکانا ہو گا اور تمہارا کوئی مددگار بھی نہ ہو گا۔ (25)

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ [8] ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ

اس وقت لوط ان پر ایمان لے آئے اور کہنے لگے: میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں۔ یقیناً وہی بڑا

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(26)اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب عنایت کیے

وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَ الْكِتٰبَ وَ اٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ

اور ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھ دی اور انہیں دنیا ہی میں اجر دے دیا

فِي الدُّنْيَا ۚ وَ اِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَلُوْطًا

اور آخرت میں وہ صالحین میں سے ہوں گے۔(27)اور لوط کو بھی

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۫ مَا سَبَقَكُمْ

(رسول بنایا) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: بلاشبہ تم اس بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو جس کا تم سے پہلے

عربی حاشیہ

جس رسی سے باندھا گیا اس کا جل جانا۔ ظالموں کا خوفزدہ ہونا اور ابراہیمؑ کا مطمئن رہنا اور آگ کا گلنار ہوجانا، سب الگ الگ نشانیاں ہیں۔

8- مبلغین کے لئے بہترین سامان تسکین ہے کہ جناب ابراہیم جیسے پیغمبر نے انتہائی خلوص دل اور طاقت وقوت کے ساتھ تبلیغ کی اور سارا زور صرف کردیا لیکن پوری قوم میں سے ان کے بھانجے جناب لوط کے علاوہ کوئی راہِ راست پر نہیں آیا اور مفسرین کا بیان ہے کہ جب جناب ابراہیم وطن سے نکلے ہیں تو ان کے ساتھ صرف ان کی زوجہ اور جناب لوط تھے اور بس۔

ف: آیت نمبر ۲۷ میں اشارہ ہے کہ ظالموں کے علی الرغم قدرت نے ابراہیمؑ کو اولاد بھی دی، نجات بھی دی، مال بھی دیا اور آخرت میں صالحین میں قرار دیا جو شرف کا سب سے عظیم تر مرتبہ ہے یہاں تک کہ جناب یوسفؑ نے حکومت پانے کے بعد اور جناب سلیمانؑ نے

اردو حاشیہ

(۴) آج بھی عالم انسانیت اس بیماری میں مبتلا ہے کہ سیکڑوں افراد باطل عقیدہ والوں کے ساتھ تعلقات برقرار رکھنے کیلئے باطل عقائد اختیار کر لیتے ہیں اور ہزاروں افراد بدکردار لوگوں سے تعلقات باقی رکھنے کیلئے بدکرداری کے راستے پر چلے جاتے ہیں۔ جب کہ آیت نے صاف طور پر واضح کر دیا ہے کہ یہ سارے تعلقات صرف زندگانی دنیا تک محدود ہیں۔ اس کے بعد آخرت میں سب ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے اور ایک دوسرے پر لعنت کریں گے اور یہ دنیا داری کا بدترین انجام ہوگا۔ خدا ہر بندہ مومن کو اس انجام سے محفوظ رکھے۔

بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ

اہل عالم میں سے کسی نے بھی ارتکاب نہیں کیا۔(28) کیا تم (شہوت رانی کیلئے) مردوں کے پاس

وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۵ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ

جاتے ہو اور رہزنی (۵) کرتے ہو اور اپنی محافل میں برے کام کرتے ہو؟

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ

پس ان کی قوم کا جواب صرف یہ تھا کہ وہ کہیں: ہم پر اللہ کا

اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ

عذاب لے آؤ اگر تم سچے ہو۔(29) لوط نے کہا: پروردگار! ان

عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾ ع وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ

مفسدوں کے خلاف میری مدد فرما۔(30) اور جب ہمارے فرستادہ (فرشتے)

اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ

ابراہیم کے پاس بشارت لے کر پہنچے تو کہنے لگے: ہم اس بستی کے باسیوں کو

الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ اِنَّ فِيْهَا

ہلاک کرنے والے ہیں۔ یہاں کے باشندے یقیناً بڑے ظالم ہیں۔(31) ابراہیم نے کہا:

لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ (9) فِيْهَا ۫ لَنُنَجِّيَنَّهٗ

اس بستی میں تو لوط بھی ہیں۔ وہ بولے ہم بہتر جانتے ہیں یہاں کون لوگ ہیں۔ ہم انہیں اور ان کے اہل کو

وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۤ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَمَّآ

ضرور بچائیں گے سوائے ان کی بیوی کے جو پیچھے رہنے والوں میں ہو گی۔(32) اور جب

عربی حاشیہ

عالمی اقتدار پانے کے بعد اسی ایک امر کی دعا کی ہے کہ مجھے صالحین میں سے قرار دے۔

ف: واضح رہے کہ جناب ابراہیمؑ کا وجود لوطؑ کا حوالہ دینا اشارہ تھا کہ شاید نبی کی برکت سے عذاب برطرف ہوجائے اور لوگ راہِ راست پر آجائیں۔ نیز زوجہ لوطؑ کی گمراہی ماحول سے پیدا ہوئی ہے ورنہ ابتدا میں ممکن ہے کہ وقت عقد موحد رہی ہو۔

روح البیان کے مطابق تباہ ہونے والے شہر سدوم کی آبادی ستر لاکھ کے قریب تھی۔

9- آیت نے صاف واضح کردیا ہے کہ نبی کے پہلو میں ہونا یا نبی کی بستی میں آباد ہوجانا یا نبی کی زوجہ ہوجانا عذاب الٰہی سے بچانے کی ضمانت نہیں ہے۔ جناب لوط کی بستی، قوم اور زوجہ سب ہلاک ہوگئے کہ خود ان لوگوں کا کردار اچھا نہیں تھا۔ نبی کا وجود قوم کے لئے بے حد مفید ہوتا ہے مگر جب قوم اس پر ایمان لے آتی

اردو حاشیہ

(۵) قوم لوط میں وہ ساری برائیاں موجود تھیں جو آج کے سماج میں پیدا ہوگئی ہیں۔ آج دنیا کے مختلف ممالک میں ہم جنسی قانونی شکل اختیار کرچکی ہے۔ ڈاکہ ڈالنا اور مسافروں کو لوٹنا ایک فیشن بن چکا ہے اور محفلوں میں رقص ورنگ، لغویت وخرافات اور ایک دوسرے کا مذاق اڑانا یا ایک دوسرے کو اذیت پہنچانا عام ہو چکا ہے یہاں تک کہ بعض ملکوں میں سارے جنسی اعمال اجتماعات میں بلکہ اجتماعی طور پر انجام پا رہے ہیں۔ خدا اس مفروضہ ترقی یا ترقی پسندی پر لعنت کرے۔

اَنۡ جَآءَتۡ رُسُلُنَا لُوۡطًا سِیۡٓءَ بِهِمۡ وَضَاقَ بِهِمۡ ⑩

ہمارے فرستادے لوط کے پاس آئے تو لوط ان کی وجہ سے پریشان اور دل تنگ ہوئے تو

ذَرۡعًا وَّ قَالُوۡا لَا تَخَفۡ وَلَا تَحۡزَنۡ قف اِنَّا مُنَجُّوۡكَ

فرشتوں نے کہا: خوف نہ کریں اور نہ ہی محزون ہوں۔ ہم آپ اور آپ کے گھر والوں کو

وَاَهۡلَكَ اِلَّا امۡرَاَتَكَ كَانَتۡ مِنَ الۡغٰبِرِيۡنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا

بچانے والے ہیں سوائے آپ کی بیوی کے جو پیچھے رہنے والوں میں ہو گی۔(33) بے شک

مُنۡزِلُوۡنَ عَلٰٓى اَهۡلِ هٰذِهِ الۡقَرۡيَةِ رِجۡزًا مِّنَ السَّمَآءِ

ہم اس بستی میں رہنے والوں پر ان کی بدعملی کی وجہ سے آسمان سے

بِمَا كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ ﴿۳۴﴾ وَلَقَدۡ تَّرَكۡنَا مِنۡهَاۤ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً

آفت نازل کرنے والے ہیں۔(34)اور بتحقیق ہم نے عقل سے (۲) کام لینے والوں کیلئے اس بستی میں

لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۳۵﴾ وَاِلٰى مَدۡيَنَ اَخَاهُمۡ شُعَيۡبًا ۙ

ایک واضح نشانی چھوڑی ہے۔(35)اور (ہم نے) مدین کی طرف ان کی برادری کے شعیب (کو بھیجا)

فَقَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَارۡجُوا الۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَلَا

تو انہوں نے کہا: اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو اور روز آخرت کی امید رکھو

تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ ﴿۳۶﴾ فَكَذَّبُوۡهُ فَاَخَذَتۡهُمُ

اور زمین میں فساد برپا نہ کرو۔(36) پس انہوں نے شعیب کی تکذیب کی تو

الرَّجۡفَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِىۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَ ﴿۳۷﴾ وَعَادًا وَّ

انہیں زلزلے نے اپنی گرفت میں لے لیا پس وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے(37)اور عاد وثمود کو

عربی حاشیہ

ہے ورنہ اس کے علاوہ نبی کا وجود خود بھی اتمام حجت اور اس کے بعد عذاب کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے۔

10- جناب لوط کو دوطرح کی پریشانیاں تھیں۔ ایک تو ان کی قوم اس قدر نالائق تھی کہ مہمانوں کو معاف کرنے والی نہیں تھی اور پھر مہمان بھی انتہائی حسین وجمیل تھے اور دوسری طرف یہ عذاب کی خبر لے کر آئے تھے اور نبی کا دِل دردمند بہرحال اس خبر سے پریشان ہوجاتا ہے۔ قوم کی نالائقی اپنے مقام پر ہے لیکن نبی کے دل میں جذبۂ رحمت بہرحال رہتا ہے اور اسے کوئی نہیں نکال سکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) اللہ نے قوم لوط کو ہلاک کرنے کے بعد اور ان پر عذاب نازل کرنے کے بعد اجڑی ہوئی بستی کے نشانات چھوڑ دیئے تا کہ عالم انسانیت کو عبرت حاصل ہو اور یہ دیکھے کہ اس طرح کی بدکاری کا کیا انجام ہوتا ہے اور اس سے قومیں کس طرح تہس نہس ہو جاتی ہیں فاور اس کام کیلئے زیادہ وقت بھی نہیں لگتا ہے۔ ایک زلزلہ میں ساری بستی تہ وبالا ہو جاتی ہے اور آبادی کا نام ونشان تک نہیں رہ جاتا ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ بے عقل و بے شعور اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے ہیں۔ یہ سارا سامانِ عبرت صرف صاحبانِ عقل کیلئے ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ دور حاضر میں جن قوموں نے ان واقعات سے عبرت حاصل نہیں کی اور ایسے ہی افعال کو سرمایہ تہذیب وتمدن بنا لیا ہے انہیں کو صاحب عقل وہوش کہا جاتا ہے اور یہ امت اسلامیہ کی اپنی بدعقلی اور بدحواسی کی علامت ہے۔ رب کریم اس امت کو خواب غفلت سے نجات دے۔

ثَمُوْدَاْ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۗ قف وَ زَيَّنَ

بھی (ہلاک کیا) اور بتحقیق ان کے مکانوں سے تمہارے لیے یہ بات واضح ہو گئی ہے

لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ

اور شیطان نے ان کیلئے ان کے اعمال کو آراستہ کیا اور انہیں راہِ راست سے

وَ كَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ۙ ﴿۳۸﴾ وَقَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ

روکے رکھا حالانکہ وہ ہوش مند تھے۔ (۷) (38) اور قارون وفرعون اور ہامان کو بھی

وَ هَامٰنَ ۗ قف وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ

(ہم نے ہلاک کیا) اور بتحقیق موسیٰ واضح دلائل لے کر ان کے پاس آئے تھے پھر بھی

فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَ مَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ ۚ

انہوں نے زمین میں تکبر کیا لیکن وہ (ہماری گرفت سے) نکل نہ سکے۔(39)

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا

پس ان سب کو ان کے گناہ کی وجہ سے ہم نے گرفت میں لیا

عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ

پھر ان میں سے کچھ پر تو ہم نے پتھر برسائے اور کچھ کو چنگھاڑنے

وَ مِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَ مِنْهُمْ

گرفت میں لیا اور کچھ کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کچھ کو

مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ

ہم نے غرق کر دیا اور اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں تھا مگر یہ لوگ خود اپنے

عربی حاشیہ

ف: مکڑی کا جالا اگرچہ کمزور ہوتا ہے لیکن اس کی ساخت میں ہرتار چارتاروں سے مرکب ہوتا ہے اور ان میں کا ہرتار ہزار تاروں سے۔فتبارک اللہ۔بعض لوگوں کے نزدیک دنیا میں مکڑی کی ۳۰ ہزار قسمیں پائی جاتی ہیں۔

11-جن جن قوموں تک پیغام الٰہی پہنچا اور انھوں نے انکار و استکبار سے کام لیا انھیں کسی نہ کسی شکل سے تباہ و برباد کر دیا گیا۔

قوم لوط پر آسمان سے پتھر برسائے گئے، قوم ثمود کو آسمانی چنگھاڑ نے اپنی گرفت میں لے لیا۔قارون کو زمین میں دھنسا دیا گیا اور فرعون کو دریا میں غرق کر دیا گیا۔

اللہ کے پاس عذاب کی مختلف شکلیں ہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے لہٰذا ہر قوم کو اس کے عذاب سے خوفزدہ رہنا چاہیے اور انکار و استکبار سے پرہیز کرنا چاہیے کہ وہ کسی وقت بھی اپنی گرفت میں لے سکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۷) انسان کا ہوشیار، متمدن اور روشن فکر ہونا بیکار ہے اگر وہ حالات کی رفتار کو نہ پہچانے اور ان سے عبرت حاصل نہ کرے۔ مکہ والوں نے اپنے راستہ میں عاد وثمود کا انجام دیکھا تھا اور برابر دیکھا تھا لیکن عبرت حاصل نہ کی اور یہ علامت ہے کہ وہ ہوشیار رہ کر بھی بیہوش ہو گئے تھے اور باحواس رہ کر بھی بالکل بدحواس ہو گئے تھے۔

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ
آپ پر ظلم کر رہے تھے۔ (40) جنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ
دوسروں کو اپنا ولی بنایا ہے ان کی مثال اس مکڑی (۸) کی سی ہے

الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ؕ وَ اِنَّ اَوْهَنَ
جو اپنا گھر بناتی ہے اور گھروں میں سب سے

الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا
کمزور یقیناً مکڑی کا گھر ہے اگر یہ لوگ

يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ
جانتے ہوتے۔ (41) یہ لوگ اللہ کے علاوہ جس چیز کو پکارتے ہیں اللہ کو

مِنْ شَيْءٍ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾
یقیناً اس کا علم ہے اور وہی بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔ (42)

وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ
اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں مگر ان کو علم رکھنے والے

اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔(43)اللہ نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے۔

بِالْحَقِّ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ ع
اس میں ایمان والوں کیلئے یقیناً ایک نشانی ہے۔(44)

عربی حاشیہ

12- علم الحیوانات میں بیان کیا گیا ہے کہ مکڑی کا بچہ پیدا ہوتے ہی جالا بننا شروع کر دیتا ہے اور اس کا سامان باہر سے فراہم کرتا ہے۔ یہ قدرت کے کمال صنعت کی دلیل ہے لیکن افسوس کہ انسان اس قدر بھی عقل استعمال نہیں کرتا ہے۔

13- نماز کا کام برائیوں سے روکنا ہے اور یہ اس کے افعال اور واجبات سے صاف واضح ہے اب اس کے بعد انسان رکے گا یا نہیں رکے گا یہ اس کا اپنا عمل ہے جس طرح کہ نبی، امام اور قرآن کا کام ہدایت کر دینا ہے اس کے بعد کوئی ہدایت حاصل کر لیتا ہے اور کوئی گمراہ رہ جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۸) انسان اس حقیقت کو نظر انداز کر دیتا ہے کہ طاقت کا سرچشمہ ذات پروردگار ہے اور اس سے الگ ہو جانے کے بعد کسی طاقت کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ مکڑی بھی جالا بنا لینے کے بعد یہی سمجھتی ہے کہ ساری دنیا کی بلاؤں سے محفوظ ہو گئی ہے۔ لیکن انسان جانتا ہے کہ وہ جالا کسی قدر بھی خوبصورت ہو اس میں کوئی جان نہیں ہے اور اس سے کسی طرح کا تحفظ حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔ یہی حال بیدینوں اور بے ایمانوں کی طاقت کا ہے کہ اس کا شور شرابہ زیادہ ہوتا ہے حقیقت کچھ نہیں ہوتی ہے۔ حقیقت کے اعتبار سے قارون جیسا دولت مند دھنس جاتا ہے اور فرعون جیسا خدا غرق ہو جاتا ہے اور کوئی بچانے والا نہیں ہوتا ہے افسوس یہ ہے کہ ان حقائق کو صاحبانِ علم کے علاوہ کوئی نہیں سمجھتا ہے اور دنیا پڑھی لکھی ہونے کے باوجود جاہل ہے۔

رسول اکرمؐ کی ذمہ داری صرف قولی تبلیغ تک محدود نہیں ہے بلکہ اسے کردار میں مجسم کر دینا بھی ہے اور تجسیم کا ایک اہم ترین ذریعہ نماز کا قیام ہے۔

نماز میں دونوں قسم کی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ یہ برائیوں سے روکنے والی بھی ہے اور ذکر خدا بھی ہے اور ذکر خدا بہرحال ایک بڑی شے ہے۔ مقصد یہ ہے کہ انسان میں برائی نہ بھی ہو بلکہ برائی کا امکان بھی نہ ہو تو اسے نماز قائم کرنا چاہیے کہ نماز ذکر خدا ہے اور نماز سے بالاتر کوئی شے نہیں ہے۔